فہرست مضامین احسن المسائل کامل

مضمون ابواب — صفحہ

حصہ دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ترجمہ

دیباچہ مولانا شاہ اہل اللہ قدس سرہٗ

حمد بیحد سزاوار بارگاہ رب العزت کے ہے جو تمام جہان اور اہل جہان کا پروردگار ہے اور درود نامحدود اُس پیغمبر پر ہو کہ جو آدم اور تمام بنی آدم سے افضل ہے اور اُسکا نام پاک محمد مختار ہے صلے اللہ علیہ و آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم ۔ بعد حمد وصلوٰۃ کے بندۂ بارگاہ کریم اہل اللہ بن شیخ عبد الرحیم بخشے اللہ اُسکو اور اُسکے مان باپ کو اور عمدہ سلوک کرے اُسکے اور اُن کے ساتھ یہ کہتا ہے کہ عقائد اسلام کے درست کر لینے کے بعد سب سے زیادہ ضروری سیکھنا مسائل فقہ کا ہے اور اس باب مین سب کتابون اور متنون سے مشہور و معروف تر کنز الدقائق مؤلفہ امام ہمام ابو البرکات عبد اللہ بن احمد محمود نسفی کی ہو مگر چونکہ اُسکی عبارت مشکل ہو اور مبتدیون کو مسائل کا نکالنا اُس سے دشوار ہے اِس لئے اُسکا ترجمہ زبان فارسی مین بعض فوائد ضروری کے ساتھ کیا جاتا ہے کہ طلبا کو اُسکا پڑھنا آسانی اور سہولیت سے میسر ہو توفیق اللہ ہی سے ہے اور وہی ہر ایک امر مین رفیق اور رہنما ہے ۔

کتاب الطہارۃ

پاکیزگی کا بیان

ف طہارت کے لغوی معنی پاکیزگی کے ہین اور اصطلاح مین حقیقی یا حکمی نجاست سے کسی جگہ کے صاف کرنیکو کہتے ہین۔ فتح ملتقطات

ت وضو مین فرض یہ (چار) ہین منہ دھونا یعنی پیشانی کے بالون سے ٹھوڑی کے نیچے تک (طول مین) اور ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک (عرض مین)، اور دونون ہاتھون کو دونون کہنیون سمیت اور دونون پیرون کو دونون ٹخنون سمیت دھونا اور چوتھائی سر اور داڑھی کا مسح کرنا

ف فرض کے لغوی معنی اندازہ کرنے کے ہین اور شرع مین ایسے حکم کو کہتے ہین جسمین کمی بیشی ہونے کا احتمال نہ ہو اس وجہ سے کہ وہ ایسی قطعی دلیل سے ثابت ہوا ہو جس مین کسی قسم کا شبہ نہ ہو اور یہ تعریف فرض قطعی کا ہے عملی کا نہین ہے بہتر یہ ہے کہ فرض کی یہ تعریف اور تفسیر کی جائے کہ جسکا کرنا لازم ہو تا کہ دونون قسمون کو شامل ہو جائے اور جب ان تینون اعضا مین سے ہر ایک کا دھونا لازم یعنی فرض ہو گیا تو معلوم ہوا کہ ان مین سے کسی ایک عضو کے نہ دھونیسے وضو نہ ہو گا کیونکہ فرض کے ترک سے وہ عمل نہین ہوا کرتا اور چوتھائی سر کا مسح فرض ہونے کی دلیل مغیرہ بن شعبہ کی حدیث ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشانی کے بالون اور سر کے اگلے حصے پر مسح کیا تھا اور یہ چوتھائی سر کے قریب قریب ہے اور یہ خبر واحد سے کتاب اللہ پر زیادتی نہین ہے کیونکہ اُس مین مجمل ہے اور یہ اُسکا بیان واقع ہو گیا ہے اور یہ امام شافعیؒ پر حجت ہے کیونکہ اُن کے نزدیک مقدار فرض وہ ہے کہ جس پر مسح کا لفظ بول سکین خواہ سر کے دو ہی بال ہون علیٰ ہذا القیاس امام مالکؒ پر بھی کیونکہ وہ سارے سر کا مسح کرنا فرض کہتے ہین۔ فتح و مسکین

ت وضو مین سنت یہ ہے اول دونون ہاتھون کو دونون پہنچون تک دھونا اور بسم اللہ کہنا اور بسم اللہ اس طرح کہے بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ اور مسواک کرنا اور علیحدہ علیحدہ پانی لیکر منہ دھونا اور ناک مین پانی ڈالنا۔ اور داڑھی اور انگلیون مین خلال کرنا وضو کے ہر عضو کو تین تین مرتبہ دھونا وضو کی نیت کرنا۔ سارے سر اور دونون کانون کا سر کے مسح سے بچے ہوئے پانی سے ایک مرتبہ مسح کرنا اور اس ترتیب سے وضو کرنا جو قرآن مین مذکور ہے اور کل اعضا کو لگاتار دھونا

ف سنت اُس طریقے کو کہتے ہین جس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا ہو مگر ہمیشہ نہ کیا ہو

یا بدون واجب کرنیکے آپ نے حکم دیا ہو اور لگاتار دھونے سے یہ مُراد ہے کہ اس طرح دھوئے کہ پہلا
عضو خشک ہونے نہ پائے اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک لگاتار دھونا فرض ہو۔ مسکین وغیر
ت وضو مین مُستحب یہ ہے کہ (کُل اعضاء کے دھونے مین) داہنے عضو سے شروع کرنا اور گردن کا مسح
کرنا **ف** مُستحب اُس فعل کو کہتے ہین جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عادت کے طور پر کیا ہو
اور مصنف کے اس مذکور پر اقتصار کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وضو مین مستحب یہ دو ہی ہین
حالانکہ یہ بات نہین ہے چنانچہ خزائن مین اُنھون نے ساٹھ سے کچھ اوپر مستحب اُمور بیان کیے مِن منجملہ
اُن کے وضو مین قبلہ رُخ بیٹھنا اور پہلی مرتبہ دھونے مین اعضاء کو ملنا۔ کانون کا مسح کرتے وقت کَن
انگلیون کو تر کرکے کانون مین دینا۔ اگر کوئی عذر نہ ہو تو وقت سے پہلے وضو کرلینا اور انگوٹھی ڈھیلی ہو
تو اُسے حرکت دینا اور اگر تنگ ہے اور اُسکے نیچے پانی پہنچ جانے کا یقین ہے تو حرکت دینا مستحب ورنہ
فرض ہے اور بلا ضرورت باتین نہ کرنا اور اونچی جگہ بیٹھنا تاکہ مستعمل پانی کی چھینٹین نہ پڑین اور
ہر عضو کو دھونے کے وقت بسم اللہ کہنا اور وضو کے بعد یہ دعا پڑھنا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ
وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ اور وضو کے بعد وضو کا بچا ہوا پانی پی لینا وغیرہ وغیرہ
اور واضح رہے کہ امام محمد رحمہ اللہ نے اصل مین گردن کے مسح کو ذکر نہین کیا مگر مختار مذہب یہی ہو کہ یہ مستحب ہو
اور محیط کی روایت مین ہو کہ فقیہ ابو جعفرؒ اسے سنت فرمایا کرتے تھے اور اسی سے اکثر علما نے اخذ کیا ہے اور حلقوم
کا مسح کرنا بدعت ہو۔ فتح و مسکین **ت** اور وضو کرنیوالے کے بدن سے ناپاکی نکلنے اور منھ بھر قے ہونیسے
وضو ٹوٹ جاتا ہی برابر ہے کہ قے پت کی ہو یا بستہ خون کی یا غذا کی یا پانی کی ہان بلغم یا ایسے خون کی قے
ہونیسے وضو نہین جاتا کہ جسپر تھوک غالب ہو (یعنی خون سے زیادہ تھوک ہو) **ف** واضح رہے کہ بدن سے نکلنے
والی چیزین دو قسم کی ہین ایک وہ کہ جو پیشاب یا پاخانہ کے راستہ سے نکلین ان سے تو بالاتفاق
وضو ٹوٹ جاتا ہے خواہ تھوڑی ہو یا بہت ہو دوسرے وہ کہ ان کے سوا کہین اور جگہ سے نکلے
مثلاً قے خون پیپ وغیرہ سو قے مین مُنھ بھر کر ہونا شرط ہے اور خون و پیپ مین زخم کے منھ سے بہ جانا
شرط ہے اور دوسری قسم مین امام شافعی رہ کا خلاف ہے اُن کے نزدیک ان سے وضو نہین ٹوٹتا۔ مسکین
وغیرہا **ت** اور (قے) کا سبب (یعنی جی متلانا) کئی مرتبہ تھوڑی تھوڑی کی ہوئی قے کو جمع کردیتا ہی

لہ خداوندا تو مجھے توبہ کرنے والون اور پاکی حاصل کرنے والون مین کردے ۱۲

ف یعنی اگر ایک دفعہ جی متلانے سے کئی دفعہ تھوڑی تھوڑی قے اتنی ہوگئی ہے کہ اگر وہ جمع کیجاوے تو اُس سے مُنہ بھر جاوے تو اسکا حکم مُنہ بھر کر ہونے کا ہے اس سے وضو ٹوٹ جاوے گا اور اگر کئی دفعہ جی متلانے پر اتنی قے نہین ہوئی ہو تو اس سے نہین ٹوٹنے گا یعنی **ت** اور کروٹ سے لیٹ کر سونے اور دونون سُرین زمین پر ٹکا کر دہنی طرف کو پیر نکال کر سونے اور بیہوش اور دیوانہ اور مست ہونے اور بالغ آدمی کا نماز مین ٹھٹھا مار کر ہنسنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اگرچہ سلام پھیرتے وقت ہنسے اور مرد و عورت کے ننگے ہو کر ملنے سے بھی (جس کو مباشرت فاحشہ کہتے ہین) اور زخم مین سے کیڑا نکلنے اور عضو تناسل اور عورت کو ہاتھ لگانے سے وضو نہین ٹوٹتا برابر ہے کہ شہوت سے ہو یا بغیر شہوت کے ہو) اور نہانے مین کلی کرنا۔ ناک مین پانی دینا۔ اور سارے بدن کو تر کرنا فرض ہے۔ اور بدن کو ملنا اور جسکی ختنہ نہ ہوئی ہو اُسکو اپنے زائد چمڑے مین پانی ڈالنا فرض نہین ہے اور نہانے مین سنت یہ ہے کہ اوّل اپنے دونون ہاتھ (پہنچون تک) اور شرمگاہ کو دھوئے (اگرچہ اُس پر ناپاکی نہ لگی ہو) اور اگر ناپاکی بدن پر لگ گئی ہے تو اُس کو بھی دھوئے پھر وضو کرے اور اس کے بعد سارے بدن پر تین دفعہ پانی بہاوے۔ اگر عورت کے بالون کی جڑین تر ہو جائین تو اُسے گندھے بالون کا کھولنا ضروری نہین ہے اور نہانا اس صورت مین فرض ہوتا ہے کہ جب منی کود کر نکلے اور اس کے اپنی جگہ سے علیحدہ ہونے کے وقت شہوت (یعنی لذّت) ہو اور قبل یا دبر مین (یعنی پیشاب گاہ یا پاخانہ کی جگہ مین حشفہ غائب ہونے سے کرنے اور کرانے والے دونون پر نہانا فرض ہو جاتا ہے (اگرچہ انزال نہ ہو) اور جب عورت حیض یا نفاس سے پاک ہو تو اُسپر بھی نہانا فرض ہو جاتا ہے

ف جاننا چاہئیے کہ مرد و عورت کی پاخانہ کی جگہ مین عضو تناسل داخل کرنا قطعی حرام اور ناجائز ہے لیکن اگر کہین اس بد فعلی کے مرتکب ہو جائین تو نہانا دونون پر فرض ہوتا ہے برابر ہے کہ انزال ہو یا نہ ہو اور یہ آدمیون کے ساتھ خاص ہے اور اگر کوئی نادان چوپایے یا مُردے کے ساتھ ایسا کر بیٹھے تو اس صورت مین بدون انزال ہوئے نہانا فرض نہین ہوتا فتح وغیرہ

ت مذی اور ودی نکلنے اور بلا احتلام کی تری معلوم ہونے کے نہانا فرض نہین ہوتا۔ **ف** مذی اُس رطوبت کو کہتے ہین جو عورت کو چھیڑنے کے وقت عضو تناسل سے نکلتی ہے اور ودی وہ ہے جو پیشاب کرنے کے بعد کسی قدر غلیظ اور نیلگون پانی آجاتا ہے اور بلا احتلام کے تری معلوم

ہونے سے یہ مراد ہے کہ مثلاً ایک شخص نے خواب مین اپنے آپ کو صحبت کرتے دیکھا تھا پھر آنکھ کھلی
تو اپنا بدن یا کپڑا گیلا نہ پایا تو اس کو نہانا فرض نہین ہے خواہ عورت ہو یا مرد ہو۔ **ط ت** جمعہ اور
عیدین (کی نمازون) کے لیے اور احرام (باندھنے) کے لیے اور (حاجیون) کو عرفہ کے روز نہانا سُنت ہے
اور مُردے کو اور ایسے شخص کو جو جنابت کی حالت مین مسلمان ہوا ہو نہلانا واجب ہے اور اگر کافر مسلمان
ہوا اور وہ جُنبی نہین تھا تو اسکو نہلانا مستحب ہے **ف** واجب شریعت مین اُس حکم کو کہتے ہین جو کسی ایسی
دلیل سے ثابت ہوا ہو جس مین کچھ شبہ ہو اُسکا ترک کرنیوالا فاسق ہوتا ہے اور اُس کے منکر کو کافر
نہین کہا جاتا **ت** بارش چشمہ اور دریا کے پانی سے وضو کرنا جائز ہے اگرچہ کسی پاک چیز نے اسکی
کسی صفت (یا کل صفات) کو بدل دیا ہو (پانی کے صفات رنگ۔ بو اور مزہ ہین) یا (بہت دنون
ٹھیرا رہنے کے سبب سے بدبو دار ہو گیا ہو ہان اُس پانی سے وضو درست نہین ہے جو بہت پتون کے
پڑنے سے یا کسی چیز مین مل کر پکنے سے بگڑ گیا ہو یا کسی درخت یا پھل سے نچوڑا ہو (مثلاً گنے کا رس ہو یا
تربوز یا انگور وغیرہ کا پانی ہو) اور نہ ایسے پانی سے درست ہے کہ جس پر دوسری چیز کے اجزا غالب ہون
(جیسے ستو) اور نہ اُس ٹھیرے ہوے پانی سے جس مین پلیدی پڑ گئی ہو اور وہ دردہ نہ ہو اور اگر دہ
دردہ ہے تو وہ بہتے پانی کے حکم مین ہے اور بہتے پانی کی تعریف یہ ہے کہ تنکے کو بہالے جائے **ف**
امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ اگر پانی قلتین ہو تو اُس مین وضو کرنا جائز ہے اور قلتین پانسو
رطل کے ہوتے ہین جس کی تخمیناً پانچ مشکین متوسط ہوتی ہین اور امام مالک علیہ الرحمۃ کا قول یہ
ہے کہ جب تک پانی کے اوصاف ثلثہ مین سے کوئی وصف نہ بدلے اُس سے وضو کرنا جائز ہے
لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے دلیلون کا خلاف ملاحظہ فرما کر دہ دردہ اختیار کیا ہے جس مین سب
مذہبون سے زیادہ احتیاط ہے اور احادیث و آثار کی رو سے یقیناً پاک ہے کیونکہ بڑے بڑے حوض اور
چشمے سب کے نزدیک پاک ہین اور عامۂ مشائخ نے ان کے طول اور عرض مین سے ہر ایک کی مقدار
دس گز اور گہراؤ اس قدر کہ چلو بھرنے سے زمین نہ نظر آنے لگے مقرر کر دیا ہے یعنی چارون طرف سے
دس گز ہو بعض فقہا نے لوگون کی آسانی کے لئے اسکی پیمایش کے لئے کپڑے کا گز فرمایا ہے جو
چوبیس انگل یا فقط سات مٹھی کا ہوتا ہے اور بعض نے مساحتی گز فرمایا ہے جو سات مٹھی اور ایک
کھڑی انگلی کا ہوتا ہے اور کہین ایسی صورت ہو کہ پانی کا طول زیادہ ہو اور عرض کم یا گہرائی زیادہ ہے

اور چوڑائی کم ہو لیکن پیمایش کے حساب سے ضرب کیے جانے پر کسر دہ دردہ ہو جاتا ہے تو ایسے پانی پر
بعض روایات مین دہ دردہ پانی کا حکم لگایا گیا ہے (فتح وغیرہ ملخصاً) پس دہ دردہ پانی سے
وضو کیا جائے بشرطیکہ اسمین پلیدی کا اثر یعنی مزہ یا رنگ یا بو معلوم نہ ہو اور اگر اس مین پلیدی کا
اثر معلوم ہوگا تو وہ پانی ناپاک ہو جائیگا) اور ایسے جانورون کا پانی مین مرجانا کہ جن مین بہتا ہوا
خون نہین ہوتا مثلاً مچھر۔ مکھی۔ بھڑ۔ بچھو۔ مچھلی۔ مینڈک۔ کیکڑا۔ پانی کو ناپاک نہین کرتا۔ اور وہ
پانی جو ثواب کے کام مین استعمال کیا گیا ہو (مثلاً اس سے وضو پر وضو کیا ہو) یا اس سے حکمی ناپاکی رفع کی ہو
(مثلاً وضو ٹوٹ جانے پر اس سے وضو کیا ہو) جب ایک جگہ ٹھیر جائے تو خود پاک ہے لیکن اور
کسی چیز کو پاک نہین کرسکتا **ف** مستعمل پانی مین بہت ہی اختلاف ہے اوّل تو اسمین کہ پانی مستعمل کس
چیز سے ہو جاتا ہے سو امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف رحمہما اللہ کے نزدیک تو حکمی ناپاکی رفع کرنے یا ثواب کے
لیے استعمال کرنیسے مستعمل ہو جاتا ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک فقط ثواب کے لئے استعمال کرنیسے ہوتا ہے دوسرا
اختلاف یہ ہے کہ کس وقت ہو جاتا ہے سو امام صاحب کے نزدیک تو جب عضو سے جُدا ہوا مستعمل ہو جاتا ہے
اور صاحبینؒ فرماتے ہین کہ جب ایک جگہ ٹھیر جائے اُس وقت ہوتا ہے اور جگہ عام ہے خواہ زمین
ہو یا برتن ہو یا ہتھیلی ہو مصنفؒ نے ضرورت کے خیال سے اسی کو پسند کیا ہے تیسرا اختلاف
اس کے حکم مین ہے امام مالکؒ فرماتے ہین اور یہی ایک قول امام شافعیؒ کا بھی ہے کہ یہ اور چیزون کو بھی
پاک کر دیتا ہے اور امام زفرؒ کا قول یہ ہے کہ اگر اس کا استعمال کرنیوالا وضو سے تھا تو یہ خود بھی پاک
اور دوسری چیز کو بھی پاک کر دینے والا ہے اور اگر بے وضو تھا تو یہ خود پاک ہے اور چیز کو پاک نہین
کرسکتا اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ مثل نجاست مغلظہ کے ہے اور نزدیک امام ابویوسفؒ کے مثل نجاست
مخففہ کے اور امام محمدؒ کے نزدیک یہ خود پاک ہے اور چیز کو پاک نہین کرسکتا مصنفؒ نے اسی کو اختیار
کیا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ اگر ایسے مستعمل پانی مین کپڑا یا بدن بھر جائے تو اسکا دھونا ضروری نہین ہان اس سے
دوبارہ وضو کر لینا بھی درست نہین ہے لیکن اگر اس سے نجاست حقیقی کو دھویا جائے تو وہ پاک ہو جائیگی
کیونکہ اسکے دور کرنے مین بھی شرط ہے کہ بہنے والی پاک اور نجاست کو دور کرنیوالی چیز ہو اور یہ تینون وصف
اسمین موجود ہین اور اسی پر فتوی ہے مستخلص وغیرہ **ت** اور کنوئین کے مسئلے مین تین مذہب ہین ج
ح ط۔ **ف** ج علامت نجس کی ہے اور ح علامت بحال خود رہنے کی اور ط علامت طہارت کی اختصار کیلئے

یہ لفظ لیے گئے ہین اس مسئلہ کی صورت یہ ہو کہ ایک آدمی ڈول نکالنے کے لیے کنوئین مین اُترا اور وہ جنبی[1]
تھا تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک پانی اور یہ آدمی دونون نجس ہین اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دونون
اپنی اپنی حالت پر ہین یعنی پانی پاک اور آدمی ناپاک اور امام محمدرح کے نزدیک دونون پاک ہین حاشیہ **ت**
ہر کھال دباغت دینے سے پاک ہو جاتی ہو سوائے سور اور آدمی کی کھال کے **ف** یہ حکم مرے ہوے جانور کی کھال کا
ہو ورنہ ذبح کیے ہوے جانور کی کھال بلا دباغت کے بھی پاک ہوتی ہے اور دباغت سے مُراد یہ ہو کہ اُسکا
سڑنا اور اُسکی بدبو سکھانے سے یا کسی دوا وغیرہ سے دور کر دی جائے۔ ع **ت** آدمی اور مردہ جانور
کے بال اور ہڈیان پاک ہین اور کنوئین مین نجاست گرجانے سے اس کا (سارا) پانی نکالا جائے ہان اونٹ
اور بکری کی دومینگنیون اور کبوتر اور چڑیا کی بیٹ گرنے سے پانی نہ نکالا جائے (بخلاف مرغی اور بطخ
وغیرہ کی بیٹ گرنے سے) اور جن جانورون کا گوشت کھایا جاتا ہے (یعنی حلال ہے) اُن کا پیشاب
نجس ہے اور جس چیز کے نکلنے سے وضو نہین ٹوٹتا وہ نجس نہین ہے (مثلاً تھوڑی سی قے اور وہ خون
جو اپنی جگہ سے تجاوز نہ کرے) اور اُن جانورون کا پیشاب ہرگز نہ پینا چاہیئے۔ اگر چوہا یا چوہے کی
برابر اور کوئی جانور کنوئین مین گر کے مرجاے تو اوسط درجہ کے بیس ڈول اس مین سے نکال دیے جائین اور
اگر کبوتر سا جانور گر کے مرگیا ہے تو چالیس[2] ڈول اور اگر بکری سا جانور (مثلاً کتا یا آدمی) گر کے مرگیا ہو
تو سارا پانی نکالا جائے۔ اور اگر کوئی جانور (خواہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو) کنوئین مین گر کے پھول گیا یا پھٹ
گیا تو اُسکا سارا پانی نکالنا چاہیئے اور اگر سارا پانی نہ نکل سکے تو اُسمین سے دو سو[2] (سے تین سو تک)
ڈول نکال دیے جائین اور اگر چوہا (وغیرہ) مرا سڑا ہوا کنوئین مین سے نکلا اور اُس کے گرنے کا وقت
معلوم نہین ہو تو اُس کنوئین کو تین دن پہلے سے ناپاک قرار دیا جائے اور اگر پھولا پھٹا نہ ہو تو ایک دن
رات سے **ف** تین دن رات سے ناپاک قرار دیے جانے کا یہ مطلب ہے کہ ان دنون کی نمازین لوٹائی
جائین اور یہ قول امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے اور صاحبین فرماتے ہین کہ نمازین لوٹانا ضروری نہین ہے
یہانتک کہ یہ تحقیق ہو جائے کہ کس وقت گرا ہے اور اس مین فتوی امام محمد رح کے قول پر ہے کہ جسوقت جانور
کو کنوئین مین دیکھین اُسی وقت سے اُسکو ناپاک سمجھین خواہ پھولا پھٹا ہو یا نہ ہو۔ مسکین وغیرہ **ت**
اور پسینہ مثل جھوٹے (پانی وغیرہ) کے ہو (یعنی جس کا جھوٹا پاک ہے اُس کا پسینہ بھی پاک ہو اور جسکا وہ

---

[1] یعنی وہ آدمی اپنے بدن پر نجاست حقیقی نہ رکھتا ہو اگر نجاست حقیقی رکھتا ہو تو سب اماموں کے نزدیک کنواں ناپاک ہو جاویگا ۱۲

ناپاک ہی یہ بھی ناپاک ہی) آدمی اور گھوڑے اور اُن جانورون کا جھوٹا جنکا گوشت کھانا درست ہی پاک ہے
اور کُتے اور سُور اور درندہ چوپاؤن کا جھوٹا ناپاک ہی اور بلی اور کوچہ گرد مرغی اور پرند شکاری جانورون اور
گھرون مین رہنے والے جانورون کا جھوٹا مکروہ (تنزیہی) ہی اور گدھے اور خچر کا جھوٹا مشکوک ہی اور اگر پانی
نہ ملے تو اس سے وضو کرکے تیمم بھی کرلینا چاہیئے اور وضو اور تیمم مین سے جسکو مقدم کرے درست ہی بخلاف
نبیذ تمر کے **ف** نبیذ تمر وہ پانی ہے جسمین اتنے چھوہارے بھگوئے گئے کہ پانی میٹھا ہوگیا لیکن رقیق اور
بہتا ہوا ہے پس اگر اور پانی نہ ملے تو امام صاحب اور امام ابو یوسف کے نزدیک اس سے وضو نہ کرے
بلکہ تیمم کرلے اسی پر فتوی ہی اور امام محمدؒ فرماتے ہین کہ اس سے وضو اور تیمم دونون کرے اور یہ اختلاف اسی
صورت مین ہے کہ پانی گاڑھا اور نشہ آور نہ ہو ورنہ پھر سب کے نزدیک اس سے وضو درست نہین ہے

باب التیمم

تیمم کا بیان

ف لغت مین تیمم کے معنی قصد کے ہین اور شرع مین پاک مٹی کو پاکی کے مقصد سے استعمال کرنیکا نام تیمم ہی **ت**
اگر آدمی پانی سے ایک میل کے فاصلے پر ہو یا بیمار ہو اور پانی کے استعمال سے بیماری بڑھنے کا اندیشہ ہو یا سردی
(ایسی ہو) کہ مر جانے کا اندیشہ ہو) یا دشمن یا درندے یا پیاس کا خوف ہو یا ڈول رسی نہو تو وہ تیمم کرلے اور
تیمم کی صورت یہ ہے کہ زمین کی قسم سے جو چیز پاک ہو گرچہ اس پر غبار نہو تیمم کی نیت کرکے ایک دفعہ دونون
ہاتھ اسپر مار کر سارے منھ پر پھیرے اور دوسری دفعہ ہاتھ مار کر دونون کہنیون سمیت دونون ہاتھون پر پھیرے
اگرچہ ناپاک (یعنی جُنبی) یا حیض والی عورت ہو (یہی دو ضرب کافی ہین) **ف** شریعت مین میل ایک تہائی
فرسخ کو کہتے ہین جو چوبیس ۲۴ انگل کے گز سے چار ہزار گز کا ہوتا ہی اور زمین کی قسم سے مراد وہ چیزین ہین جو نہ جلین
نہ پگھلین جیسے ریت پتھر سُرمہ چونہ وغیرہ ط **ت** اگر باوجود زمین کی قسم میسر ہونے کے کوئی غبار سے تیمم
کرے تب بھی جائز ہے پس کافر کا تیمم کرنا بیکار ہی نہ کہ اسکا وضو کرنا کیونکہ تیمم مین نیت کرنی شرط ہی وضو مین نہین ہے
اور کافر بوجہ کفر کے نیت کرنے کا اہل نہین ہی) اور مرتد ہونیسے تیمم نہین جاتا بلکہ جن چیزون سے وضو جاتا ہی ان ہی سے
تیمم بھی جاتا رہتا ہی اور اس قدر پانی پر قدرت ہونیسے جو اس کی حاجت (ضروری) سے بچ رہے تیمم کرنا جائز نہین
رہتا اور اگر پہلے کرلیا تھا تو وہ اس قدرت سے جاتا رہتا ہے (خواہ آدمی نماز مین ہو یا نماز سے باہر ہو)

اور اگر کسی کو پانی ملنے کی اُمید ہے تو وہ نماز اخیر وقت مین پڑھے اور اگر وقت سے پہلے تیمم کر لیا تو بھی
درست ہے علی ہذاالقیاس دو فرضون کے لئے اور جنازہ اور عیدین کی نماز فوت ہونے کے خوف سے
تیمم کر لینا جائز ہے اگرچہ نماز بنا ہی کے طور پر ہو ہان جمعہ اور وقتیہ نماز کے فوت ہونے کے خوف سے
تیمم کرنا درست نہین **ف** اسکی وجہ یہ ہے کہ جمعہ اور وقتیہ نمازون کا بدلہ ہو سکتا ہے کہ جمعہ فوت ہونے
پر ظہر کی نماز اور وقتیہ فوت ہونے پر اُس کو قضا پڑھ لے بخلاف جنازہ اور عیدین کی نماز کے کہ ان کا بدلہ
نہین ہو سکتا اور بنا کی صورت یہ ہے کہ کسی نے وضو سے عید کی نماز شروع کر کے کچھ ادا کر لی تھی پھر
وضو جاتا رہا اور باقی نماز اُس نے تیمم سے ادا کر لی تو درست ہے **ط ت** اگر کوئی اپنے اسباب مین
پانی رکھ کے بھول گیا اور پھر تیمم سے نماز پڑھ لی تو بعد مین پانی یاد آنے پر نماز نہ لوٹائے اور اگر کسی کو پانی
قریب ہونے کا گمان ہو تو وہ ایک تیر بھر کے فاصلہ تک پانی کو تلاش کرے ورنہ نہ کرے۔ اگر اپنے ساتھی کے
پاس پانی ہو تو اُس سے مانگے اگر وہ نہ دے تو تیمم کر لے اور اگر وہ بلا واجبی دام لیے پانی نہین دیتا اور اُسکے
پاس دام ہین تو یہ تیمم نہ کرے (بلکہ دام دیکر پانی لے لے وضو کر لے) ورنہ تیمم کر لے (یعنی اگر اسکے پاس دام نہین
ہین یا وہ واجبی سے دامون کا نہین دیتا تو پانی نہ لے اور تیمم کر لے) اور اگر کسی کا اکثر بدن (جس کو دھونا
ضروری ہے) زخمی ہے تو وہ تیمم کرے اور اگر کم بدن زخمی ہے تو اُسکو دھوئے اور دھونا اور تیمم دونون کو جمع نہ کرے

باب المسح علی الخفین

موزون پر مسح کرنے کا بیان

ت موزون پر مسح کرنا مرد اور عورت دونون کو درست ہے اگر جنبی نہ ہون اور شرط یہ ہے کہ موزون کو ایسے
وضو پر پہنا ہو جو ٹوٹنے کے وقت کامل ہو **ف** یعنی اگرچہ موزے پہننے کے وقت وضو کامل نہ ہو مثلاً
ایک بے وضو شخص موزے پہن کر پانی مین گھُس گیا اور پانی اُسکے موزون مین پہونچ گیا پھر اُسنے اور عضا
دھو کر وضو پورا کیا اور اسکے بعد اسکا وضو ٹوٹ گیا تو اسکو ان موزون پر مسح کرنا جائز ہے کیونکہ ٹوٹنے
کے وقت وضو کامل ہے اگرچہ موزے پہننے کے وقت وضو نہ تھا **ع ت** مسح کی مدت وضو ٹوٹنے کے
وقت سے لیکر مقیم کے لیے ایک دن رات تک ہے اور مسافر کیلیئے تین دن رات تک اور اسکی صورت یہ ہے کہ بھیگے
ہوئے ہاتھ کی تین انگلیان موزون کے اوپر کی جانب پاؤن کی انگلیون پر رکھ کر ایک دفعہ پنڈلی تک کھینچے

داور اگر کوئی اور پنڈلی کی طرف سے کھینچے تب بھی مسح ہو جائیگا مگر یہ مکروہ ہے) اور موزون کی زیادہ پھٹن
مسح کو مانع ہے جسکی مقدار پاؤن کی تین چھوٹی انگلیون کا ظاہر ہو جاتا ہے اور اس سے کم پھٹن مانع نہین ہے
اور اگر ایک موزہ کئی جگہ سے پھٹا ہوا ہے تو اُن کو ایک جگہ جمع کیا جائے اگر وہ سب ملکر تینون انگلیون کی مقدار
ہو جائے تو مسح درست نہین ورنہ درست ہے اور دونون موزون کی پھٹن جمع نہ کی جائے (یعنی اگر دونون کی
پھٹن ملکر تین انگلیونکی مقدار ہو تو اسکا اعتبار نہین) بخلاف نجاست اور برہنگی کے **ف** یعنی اگر دونون موزون
پر تھوڑی تھوڑی نجاست ہو جو ایک جگہ کرنیسے ایک درم کی مقدار ہو جائے تو اُن پر انھین پاک کئے بغیر مسح درست
نہین ہے اور اسیطرح برہنگی کا حال ہے کہ اگر تھوڑی تھوڑی کئی جگہ ہے تو اُسکو ایک جگہ کر کے دیکھنا چاہیئے اگر
چوتھائی عضو کی مقدار ہو جائے تو اس سے نماز درست نہ ہوگی۔ حاشیہ وغیرہ **ت** اور وضو ٹوٹنے اور
موزہ پاؤن سے نکلنے اور مسح کی مدت گذر جانے سے مسح ٹوٹ جاتا ہے بشرطیکہ (دھونے کی) سردی سے
دونون پاؤن جاتے رہنے کا خوف نہو اور موزہ نکالنے اور اُسکی مدت گذر جانیکے بعد (اگر وضو ہے تو) فقط
پاؤن دھولے اور اکثر پاؤن کا نکل آنا پاؤن نکلنے ہی کے حکم مین ہے۔ اگر کسی مقیم نے مسح کیا تھا اور ایک دن رات کے
گذرنے سے پہلے ہی وہ مسافر ہو گیا تو وہ تین دن رات مسح کرے اور اگر کوئی مسافر ایک دن رات گذرنے
کے بعد مقیم ہو گیا ہے تو وہ موزے نکال لے اور اگر اس سے پہلے مقیم ہو گیا ہے ایک دن رات پورا کر لے
اور موزے کے اوپر کے موزے پر اور چمڑے کی جرّاب پر اور جنکے نیچے چمڑا لگا ہو یا ایسی سخت ہو کہ بغیر باندھے پنڈلی پر ٹھیر
جائین ان سب پر مسح کرنا جائز ہے ہان عمامہ اور ٹوپی اور برقع اور دستانون پر مسح کرنا درست نہین ہے اور
ٹوٹی ہوئی ہڈی کی بندش پر اور زخم کی پٹی پر یا اسیطرح کی اور چیز پر (مثلاً فصد وغیرہ کی) بندش پر مسح کرنا دھونے
کے حکم مین ہے ان کے مسح کی کوئی مدت معین نہین ہے اور یہ مسح دھونے کیساتھ جمع ہو سکتا ہے (یعنی صرف پٹی
پر مسح کر لیا جائے اور باقی عضو دھو لیا جائے) اور پٹی وغیرہ اگرچہ بے وضو باندھی ہو اُنپر مسح کرنا درست ہے اور ساری پٹی
پر مسح کر لیا جائے اُسکے نیچے زخم ہو یا نہ ہو پس اگر زخم اچھا ہونیکے باعث پٹی وغیرہ گر پڑے تو مسح باطل ہو جائیگا
اور اگر بدون اچھا ہوے گرے تو باطل نہ ہوگا اور موزے اور سر کے مسح مین نیت کی حاجت نہین ہے۔

باب الحیض

حیض کا بیان

ت حیض وہ خون ہے جو ایسی عورت کے رحم مین سے آئے جو بیمار اور کم عمر نہ ہو اسکے جاری رہنے کی

کم از کم مدت تین دن ہین اور زیادہ سے زیادہ دس دن اور جو خون تین دن سے کم یا دس دن سے زیادہ آئے وہ (حیض نہین) استحاضہ ہے (جو ایک رگ سے آتا ہے اور یہ ایک قسم کی بیماری ہے) اور سوائے سفیدی خالص کے اور جس رنگ کا بھی خون آئے سب حیض ہے یہ نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے سے مانع ہوتا ہے (یعنی اس حالت مین یہ دونون عبادتین ممنوع ہین) مگر عورت روزہ کی قضا کرے اور نماز کی قضا نہ کرے (کیونکہ اس حالت مین نماز معاف ہے) اور ایسی عورت کو مسجد مین جانا۔ طواف کرنا اور ناف سے لیکر عورت کے زانو تک مرد کو نزدیکی کرنا۔ قرآن پڑھنا اور بغیر غلاف کے قرآن کو ہاتھ لگانا سب ممنوع ہے **ف** غلاف سے مُراد وہ کپڑا ہے جو قرآن سے علیحدہ ہو جیسے جزدان اور ایسی حالت مین آستین سے بھی چھونا مکروہ ہے یہی صحیح ہے اور اسی پر فتوےٰ ہے مسکین **ت** اور قرآن بے وضو بھی پڑھنا منع ہے اور جنابت اور نفاس دونون کو مانع ہے (یعنی ان دونون حالتون مین قرآن پڑھنا یا اسکو ہاتھ لگانا دونون ممنوع ہین اور جس عورت کا حیض اپنی اکثر مدت (یعنی دس دن) کے بعد بند ہوا ہو اس سے صحبت کرنا جائز ہے اگرچہ وہ نہائی نہ ہو اور اگر دس روز سے کم مین بند ہو گیا ہے تو اس سے صحبت جائز نہین جب تک وہ نہا نہ لے یا اُس پر نماز کا اولے وقت نہ گذر جائے **ف** نماز سے مُراد فرض نماز ہے اس وجہ سے درمختار مین لکھا ہے کہ اگر کوئی عورت عید کی نماز کے وقت پاک ہوئی تو اسپر ظہر کا وقت گذر جانے کا انتظار کرنا ضروری ہے اور ادنیٰ سے مُراد یہ ہے کہ اتنا وقت گذر جائے کہ وہ نہا دھو کر نماز کی نیّت باندھ لے۔ فتح ملخصًا **ت** اور حیض و نفاس کی مدت مین دو خونون کے درمیان عورت کا پاک ہونا بھی حیض اور نفاس ہے **ف** یعنی حیض کی مدت مین کچھ دنون حیض آکر بند ہو گیا اور پھر آنے لگا اسیطرح نفاس آتا آتا بند ہو کر پھر آنے لگا تو اس خون کے نہ آنے کے دنون مین عورت کو پاک ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ بلکہ وہ پاک ہونا حیض کے دنون مین حیض ہے اور نفاس کے دنون مین نفاس۔ فتح وط **ت** اور اس پاک ہو جانے کی مدت کم از کم پندرہ دن اور اکثر مدّت کی کوئی حد نہین ہے ہان ہمیشہ خون جاری رہنے کی صورت مین عادت معیّن ہو جانے کے وقت (حیض کی عادت کے دن علٰحدہ کر کے باقی پاک رہنے کے دن شمار کئے جائین گے اور استحاضہ کا خون مثل ہمیشہ جاری رہنے والی نکسیر کے ہے اور اگر خون حیض و نفاس کی اکثر مدّت سے بڑھ جائے تو جس قدر اسکی ہمیشہ کی عادت سے بڑھے گا وہ استحاضہ ہے **ف** یہ حکم اس عورت کے حق مین ہے جسکی عادت معین ہو مثلاً کسی کو ہر مہینہ

مین سات دن حیض آنے کی عادت تھی پھر اُسے بارہ روز خون آیا جو سات دن سے زیادہ دن خون آیا ہی یہ استحاضہ ہے اسی طرح اگر کسی کی عادت چار دن یا پانچ دن خون آنے کی ہو اور پھر دس سے بڑھ جاوے تو جس قدر اُسکی عادت سے بڑھے گا یہ سب استحاضہ ہی اور اگر دس دن سے نہین بڑھا تو حیض کے ایام مین وہ سب حیض ہی اور اسیطرح نفاس مین اگر کسی کو مثلاً پینتیس دن خون آنے کی عادت تھی پھر اُسے پینتالیس دن خون آیا تو یہ دس دن کا خون استحاضہ ہی عینی **ت** اور اگر کسی عورت کو پہلے ہی پہل خون آگر جاری ہوگیا ہی تو (ہر مہینہ مین) دس دن اُسکے حیض کے ہونگے اور چالیس دن نفاس کے (اور جو حیض مین دس سے اور نفاس مین چالیس سے زیادہ دن ہونگے وہ استحاضہ ہی) اور جس عورت کو استحاضہ (کی بیماری) ہو اور جس شخص کو سلسل البول یا جسکا پیٹ چلتا ہو یا کسی کی ریح نکلتی رہتی ہو یا نکسیر بند نہ ہوتی ہو یا کسی کے ناسور ہو تو ایسے شخص ہر فرض کے وقت (تازہ) وضو کیا کرین اور اس وضو سے (اس وقت مین) فرض اور نفل جس قدر چاہین پڑھین **ف** شریعت مین ان بیماری والون کو معذور کہتے ہین امام صاحبؒ کے نزدیک ایسے شخص کو ہر فرض کے وقت تازہ وضو کرنا چاہیئے اور امام شافعی رح کے نزدیک ہر فرض کے لئے اور امام مالک کے نزدیک ہر نفل کے لیے بھی۔ فتح المعین **ت** اور انکا وضو فقط وقت کے نکلنے سے جاتا رہتا ہی **ف** یہ امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک ہی اور امام زفر رح کے نزدیک دوسری نماز کا وقت آنیسے جاتا رہتا ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس نماز کا وقت جانے اور دوسری نماز کا وقت آنے دونون سے جاتا رہتا ہے حاشیہ **ت** اور ان معذورون کے لیے) یہ حکم اس صورت مین ہی کہ جب ان پر کسی فرض کا وقت ایسا نہ گذرے کہ جسمین انھین یہ عذر نہ ہو **ف** یہ شرط عذر رہنے کی ہے اگر یہ نہ ہوگی تو وہ معذور نہ کہلائین گے اور پھر ان کا وضو اس عذر سے جاتا رہیگا **ت** نفاس اُس خون کو کہتے ہین جو بچہ پیدا ہونے کے بعد آتا ہی اور اگر کسی حاملہ عورت کو خون آئے تو وہ استحاضہ ہی اور اگر کسی کا حمل ساقط ہوگیا اور اسمین بعض عضو بھی ہین (مثلاً ناخن اور بال وغیرہ) تو اسکا حکم بچہ کا ہی **ف** یعنی شرعاً وہ اس عورت کا بچہ ہی یہانتک کہ اسکے بعد کا خون نفاس ہوگا اور اگر وہ لونڈی تھی تو اب اُم ولد ہوجائے گی اور اگر عدت مین تھی تو عدت پوری ہوجائے گی اور اگر اسمین کوئی عضو معلوم نہین ہوتا بلکہ محض گوشت کا لوتھڑا ہے تو اسکے بعد کا خون نفاس نہوگا اور نہ بچہ کے اور احکام ہون گے مسکین **ت** نفاس کی کم سے کم مدت کی کوئی حد نہین ہی (چنانچہ بعض عورتون کو ایک گھنٹہ بھر بھی نہین آتا) اور اسکی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے اور

جس قدر چالیس دن سے بڑھے وہ استحاضہ ہے اور جڑواں بچوں نفاس کی ابتدا پہلے بچے سے ہوتی ہے

ف یہ ہمارا مذہب ہے امام محمدؒ اور امام زفرؒ کے نزدیک ابتدا دوسرے بچّہ سے ہوتی ہے اور یہی قول شافعیؒ کا ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ ایک بچہ پیدا ہونے کے بعد چونکہ ابھی وہ عورت حاملہ ہے اس لیے اسکا یہ خون رحم سے نہیں ہے اسی وجہ سے بغیر دوسرا بچّہ جننے عدّت پوری نہیں ہوتی اور ہماری دلیل یہ ہے کہ نفاس اس خون کا نام ہے جو بچّہ پیدا ہونے کے بعد آئے اور یہاں ایسا ہی ہے پس یہ شامل اس خون کے ہو گیا جو ایک ہی بچّہ پیدا ہونے کے بعد آئے باقی عدت کا پورا ہونا تو مطلق حمل کے جننے سے تعلق رکھتا ہے۔ لہذا وہ دونوں کے جننے کو شامل ہوگا۔ فتح

باب الانجاس

نجاستوں کا بیان

ف انجاس نجس کی جمع ہے اور یہ خبث سے عام ہے جو حقیقی نجاست پر بولا جاتا ہے اور حدث سے بھی جو حکمی پر بولا جاتا ہے غرض کہ نجس نجاست حقیقی اور حکمی دونوں پر بولا جاتا ہے یعنی **ت** بدن اور کپڑا پانی سے پاک ہو جاتا ہے اور ہر ایسی بہتی (پاک) چیز سے بھی جو (نجاست کو) دور کرنیوالی ہو مثلاً سرکہ گلاب لیکن تیل سے پاک نہیں ہوتا **ف** شہد شیرہ اور گھی بھی تیل ہی کے حکم میں ہیں اور یہی صحیح ہے کیونکہ یہ چیزیں نجاست کو دُور کرنے والی نہیں ہیں۔ نہرت **ت** اگر موزے پر گاڑھی نجاست (مثلاً پاخانہ وغیرہ) لگ جائے تو وہ زمین پر رگڑ (کے آثار) دینے سے پاک ہو جاتا ہے اور اگر گاڑھی نہیں ہے (مثلاً پیشاب وغیرہ لگ گیا ہے) تو اُس کو دھونا چاہیئے (خواہ خشک ہو یا تر ہو) اور خشک منی (خواہ بدن پر ہو یا کپڑے پر) ہاتھوں سے رگڑنے (اور کھرچنے) سے پاک ہو جاتی ہے ورنہ اُسے دھونا چاہیئے **ف** یعنی خواہ غلیظ ہو یا رقیق ہو مرد کی ہو یا عورت کی ہو ہاتھوں سے رگڑنے اور کھرچنے سے اسکی ناپاکی جاتی رہتی ہے اور اس کا دھبہ رہنے میں کچھ حرج نہیں ہے اور اگر منی خشک نہیں ہے بلکہ تر ہے تو اسکو دھونا چاہیئے کیونکہ امام صاحبؒ کے نزدیک منی ناپاک ہے بخلاف امام شافعیؒ کے کہ اُن کے نزدیک پاک ہے دھونے اور کھرچنے کی ضرورت نہیں ہے اور امام مالکؒ کے نزدیک ایسی ناپاک ہے کہ بغیر دھوئے فقط کھرچنے سے بھی پاک نہیں ہوتی انصاف اور غور سے دیکھنے پر امام صاحب کا مذہب سب مذہبوں سے بہتر معلوم ہوتا ہے کیونکہ ایسی چیز کا ناپاک ہونا جو غسل کا باعث ہو اور پیشاب کی جگہ سے نکلتی ہو آثار اور قیاس سے بہت ہی قریب معلوم ہوتا ہے اور خشک

منی کا رگڑنیسے پاک ہو جانا بھی احادیث صحیحہ سے ثابت ہو اگرچہ اسکا دھبہ باقی رہجائے۔ فتح وغیرہ **ت** تلوار جیسی چیزین (مثلاً آئینہ اور چھری وغیرہ) پونچھنے سے پاک ہو جاتی مین دبرابر ہو کہ نجاست خشک ہو یا تر ہو پیشاب ہو یا پاخانہ ہو) اور زمین خشک ہونیسے اور (نجاست کا) اثر جاتے رہنے سے نماز پڑھنے کے لیے پاک ہو جاتی ہو اور تیمم کے لیے پاک نہین ہوتی **ف** امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایسی زمین پر تیمم کرنا بھی جائز ہے مگر ظاہر قول یہی ہو کیونکہ تیمم درست ہونے مین زمین کا پاک ہونا نص قرآن سے شرط ہے لہذا یہ حکم اُس سے ادا نہ ہوگا جو خبر واحد سے ثابت ہو۔ فقہار فرماتے ہین کہ اگر ناپاک زمین پر آگ جلادی جائے تو پھر اُس سے تیمم کرنا جائز ہو اور یہی صحیح ہے اور اگر کوئی ناپاک زمین کو اُسی وقت پاک کرنی چاہیے تو اُسپر تین دفعہ پاک پانی بہاوے اور ہر دفعہ پاک کپڑے سے پونچھتا ہو وہ پاک ہوجائیگی۔ فتح **ت** نجاست مغلظہ مثلاً خون اور شراب (وغیرہ) مین سے ایک درم کی مقدار اور ہتھیلی کی چوڑائی کی مقدار معاف ہو (یعنی اگر کپڑے یا بدن پر اتنی نجاست لگ جائے تو اُس کو بغیر دھوے نماز ہو جائے گی) علیٰ ہذا القیاس مرغی کی بیٹ اور اُن جانورون کا پیشاب کہ جنکا گوشت نہین کھایا جاتا اور لید اور گوبر بھی **ف** یعنی اگر ان چیزون مین سے بھی ایک درم کی مقدار کہین لگجائے تو وہ معاف ہو درم ساڑھے تین ماشہ کا ہوتا ہو پس اگر نجاست غلیظ ہو تو درم کے وزن سے اندازہ کرلیا جاے اور اگر رقیق ہو تو ہتھیلی کی چوڑائی سے ناپ لیجائے پس اگر ان مقدارون سے زیادہ ہے تو اُسکا دھونا فرض ہو اور اگر کم ہو تو دھونا مستحب ہو **ت** اگر چوتھائی کپڑے سے کم نجاست خفیفہ مین بھر جائے **ف** یہان اس کپڑے کی چوتھائی مراد ہو جسمین کم از کم نماز ہو جاتی ہو مثلاً ایک تہمد ہو یا ایک چادر ہو اور بعض کا قول یہ ہو کہ اس جگہ کی چوتھائی ہو جہان نجاست لگی جیسے دامن ہو یا آستین ہو یا کلی وغیرہ ہے اور یہی قول صحیح ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ یہان چوتھائی سے ایک بالشت لمبا اور ایک بالشت چوڑا کپڑا مراد ہے مسکین **ت** مثلاً ان جانورون کے پیشاب مین کہ جنکا گوشت کھایا جاتا ہو یا گھوڑے کے پیشاب مین یا ان پرندون کی بیٹ مین کہ جنکا گوشت نہین کھایا جاتا یا مچھلی کے خون مین یا خچر اور گدھے کے لعاب مین تو وہ بھی معاف ہو **ف** امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا قول یہ ہو کہ مچھلی کا خون نجاست خفیفہ ہے کیونکہ وہ خون کی صورت ہوتا ہو اور امام اعظم اور امام محمد رحمہما اللہ کا قول یہ ہو کہ مچھلی کے اندر کا سُرخ پانی حقیقت مین خون نہین ہوتا لہذا وہ نجس نہین ہے بلکہ ظاہر روایت مین پاک ہو کیونکہ خون کا جانور پانی مین زندہ نہین رہ سکتا

دوسری دلیل یہ ہو کہ مچھلی بغیر ذبح کیے حلال ہوتی ہے حالانکہ ذبح کرنا خون ہی نکالنے کیلئے مشروع کیا گیا ہو اس سے صاف معلوم ہوتا ہو کہ اسمین خون نہین ہے یعنی **ت** اور اگر پیشاب کی چھینٹین سوئی کے ناکے جیسی (نہین یعنی بہت سی) پڑجائین تو وہ بھی معاف ہو اور جو نجاست کہ نظر آتی ہو اُسکا جسم (اور اثر) دور کر دینے سے پاک ہوجاتی ہو مگر وہ نجاست کہ جس کا اثر (یعنی رنگ وغیرہ) دُور ہونا دشوار ہو یا ایسی نجاست ہو کہ خشک ہونیکے بعد اُسکا اثر نہ معلوم ہوتا ہو تو وہ تین دفعہ دھونے اور ہر دفعہ نچوڑنے سے پاک ہوجاتی ہے **ف** تیسری دفعہ مین اس قدر زور سے نچوڑا جائے کہ اسکے بعد نچوڑنے سے پانی نہ نکلے اور امام شافعی علیہ الرحمۃ کا قول یہ ہے کہ ایک ہی دفعہ دھونا کافی ہو **سکین ت** اور جو چیزین نچوڑی نہ جائین (مثلاً بوریا وغیرہ) تو وہ تین دفعہ دھونے اور ہر دفعہ اُن کا پانی خشک کرنے سے پاک ہوجاتی ہین **ف** یعنی تین دفعہ دھونے مین ہر دفعہ اتنی دیر چھوڑ دیا جائے کہ اُنکا پانی ٹپکنا موقوف ہوجائے باقی خشک کرنا شرط نہین ہے اور امام محمد رح فرماتے ہین کہ ایسی چیز کبھی پاک نہین ہوتی **مسکین ت** اور (پیشاب پاخانہ پھرنے کے بعد) کسی صاف کرنیوالی چیز مثلاً پتھر (اور ڈھیلے) وغیرہ سے استنجا کرنا مسنون ہے اور اس مین (ڈھیلے وغیرہ کی) کوئی شمار مسنون نہین ہے اور (استنجا کرنے کے بعد) اس جگہ کو پانی سے دھونا مستحب ہے **ف** سنت استنجا ادا کرنے مین ضروری امر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صفائی کرنی ہو نہ کہ ڈھیلون کی گنتی بخلاف امام شافعی علیہ الرحمہ کے اُن کے نزدیک طاق یعنی تین یا پانچ یا سات ڈھیلے ہونے فرض ہین یہانتک کہ اگر کوئی اسکے خلاف کرے تو اسکی نماز نہین ہوگی۔ فتح وغیرہ **ت** اور اگر نجاست مخرج سے تجاوز کر جائے (یعنی پیشاب یا پاخانہ اپنی اپنی جگہ سے تجاوز کر جائے) تو اُسکا دھونا واجب ہے **ف** دھونا واجب اُسی صورت مین ہو کہ نجاست ایک درم یا ہتیلی کے عرض سے زیادہ جگہ مین لگ جائے اور اگر کم مین لگی ہے تو اُسکا دھونا مستحب ہے **ت** اور اس مقدار کا لحاظ استنجے کی جگہ کے سوا کیا جائیگا اور ہڈی۔ لید۔ کھانے کی چیز اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا جائز نہین ہے ہان اگر کسی کو کوئی عذر ہو کہ بائین سے نہ کرسکتا ہو تو اُسے داہنے سے کرنا جائز ہو

کتاب الصلوٰۃ

نماز روزون وغیرہ کا بیان

ف لغت مین صلوٰۃ کے معنی دعا، ثنا۔ قرأت اور رحمت کے ہین اور شرع مین چند معہودہ مخصوصہ

اذان دینا سنّت ہی بلا ترجیع اور بغیر لحن کے **ف** بعض نے اذان کو واجب کہا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ اذان سنّت مؤکدہ ہی اور یہ دونوں قول قریب ہی قریب ہین کیونکہ سنّت مؤکدہ اور واجب دونوں کے ترک پر گناہ برابر ہوتا ہی اور اذان اُن فرائض کے لیے مسنون ہی جو اپنے اپنے وقت پر مسجدون مین ادا کیے جائین اور گھرون مین ادا کرنے پر اذان مسنون نہین ہی اور ترجیع یہ ہے کہ اول شہادتین کو دوبار آہستہ کہہ کے پھر دوبار بلند آواز سے کہے اس طرح کہنا امام صاحبؒ کے نزدیک مسنون نہین امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک مسنون ہی انکی دلیل ابومحذورہ کی روایت ہی کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے اسطرح اذان کہلائی تھی اور ہماری دلیل عبد اللہ بن زیدؓ کی حدیث اور بلالؓ کی اذان ہی کہ وہ آنحضرتؐ کے سامنے آپکے وصال تک سفر و حضر ہر حالت مین بلا ترجیع اذان کہتے رہے باقی حضور انور کا ابومحذورہ سے اسطرح اذان کہلانے کی تعلیم مقصود تھی جسکو وہ ترجیع سمجھ گئے۔ فتح وغیرہ ترجمہ اور صبح کی اذان مین حَیَّ عَلَی الفَلاح کے بعد موذن اَلصَّلوٰۃُ خَیرٌ مِنَ النَّوم زیادہ کرے اور تکبیر مثل اذان کے ہی اور اسمین حی علی الفلاح کے بعد دو مرتبہ قَد قَامَتِ الصَّلوٰۃ زیادہ کرے اور اذان کے کلمات ٹھیر ٹھیر کے کہے اور تکبیر کے جلدی جلدی اور دونون مین مُنھ قبلہ رُخ رکھے اور ان مین بات نکرے اور حی علی الصلوٰۃ داہنی طرف منھ کرکے کہے اور حی علی الفلاح بائین طرف مُنھ کرکے اور اذان کے منارے مین گھوم کر اذان کہے تاکہ اسکے روشندان مین سے لوگون کو اذان کی آواز پہنچ جائے، اور اپنی دو انگلیان دونون کانون مین رکھ لے اور تثویب کرے **ف** تثویب اُسے کہتے ہین کہ مؤذن اذان کہہ کر نمازیون کو مستعد کرنے کے لیے تکبیر تک اَلصَّلوٰۃ اَلصَّلوٰۃ کہتا رہے اسمین ائمہ کا اختلاف ہے امام شافعیؒ وغیرہ ائمہ تثویب سے منع کرتے ہین انکی دلیل وہ ہی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ جب آپ حج کو تشریف لے گئے تو مکّہ مین آپ کو ایک مؤذن ملا اور اُس نے آپکو نماز کی خبر کی آپ نے اُسے جھڑکا اور یہ فرمایا کہ کیا تیری اذان ہمارے لئے کافی نہین ہے اور متقدمین کے نزدیک بھی یہ مکروہ ہی یہی قول جمہور کا ہی چنانچہ امام نوویؒ نے شرح المذہب مین حضرت علیؓ سے روایت کی ہی کہ آپ نے عشا کے وقت ایک مؤذن کو تثویب کرتے دیکھ کے یہ فرمایا کہ اس بدعتی کو مسجد سے نکال دو ابن عمرؓ سے بھی ایسا ہی مروی ہی پس اس بنا پر تثویب بدعت ہی اس سے منع کر دینا چاہیئے۔ فتح وغیرہ ترجمہ اور اذان و تکبیر کے درمیان بیٹھ جائے (یعنی اذان کہہ کے ٹھیر جاے تاکہ پابندی سے آنیوالے لوگ آکر سنتین وغیرہ پڑھ لیا کرین) سوا مغرب کے (کہ اسکی اذان کے بعد تین آیتین چھوٹی یا ایک آیت چھوٹی پڑھنے کی مقدار ٹھیرے

اور قضا نماز کے لئے اذان اور تکبیر دونوں کہے اور اگر کئی نمازیں قضا ہو گئی ہیں تو پہلی نماز کے لیے اذان اور تکبیر دونوں کہے اور باقی نمازوں کے لیے اذان کہنے میں اختیار ہے (فقط تکبیر کہہ لے) اور (نماز کے) وقت سے پہلے اذان نہ دیجائے اور اگر وقت سے پہلے دیدی ہو تو وقت پر دوبارہ دیجائے ناپاک آدمی کی اذان اور تکبیر دونوں مکروہ ہیں اور بے وضو کی تکبیر اور عورت اور فاسق اور بیٹھے ہوئے اور نشہ والے کی اذان بھی مکروہ ہے مگر غلام اور حرامی بچے اور اندھے اور دیہقانی کی اذان مکروہ نہیں ہے اور مسافر کو اذان و تکبیر دونوں کا چھوڑ دینا مکروہ ہے ہاں جو شخص شہر کے اندر اپنے گھر میں نماز پڑھے اسکے لیے مکروہ نہیں ہے اور اذان و تکبیر ان دونوں (یعنی مسافر اور گھر میں نماز پڑھنے والے) کے لیے مستحب ہیں عورتوں کے لیے مستحب نہیں ہیں

باب شروط الصلوٰۃ
نماز کی شرطوں کا بیان

ف شروط شرط کی جمع ہے اسکے معنی علامت کے ہیں اور اصطلاح میں شرط اُسے کہتے ہیں جس پر کوئی چیز موقوف ہو اُسکا جزو نہ ہو۔ع **ترجمہ** اور وہ یہ ہیں۔ نمازی کا بدن نجاست حکمی اور حقیقی سے اور اسکا کپڑا اور جگہ (نجاست حقیقی سے) پاک ہونا اور بدن عورت کا ڈھانکنا اور مرد کا بدن عورت ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک ہے اور آزاد عورت کا سارا بدن عورت ہے سوا ئے چہرے اور دونوں ہتیلیوں اور دونوں پاؤں کے اور عورت کی چوتھائی پنڈلی کھلنے سے نماز نہیں ہوتی اور یہی حکم (سر کے) بالوں اور پیٹ اور ران اور عورت غلیظہ کا ہے **ف** یعنی ان عضووں میں سے اگر کوئی عضو چوتھائی نماز میں کھل جائے نماز نہ ہوگی اور عورت غلیظہ سے مراد پیشاب یا پاخانہ کی جگہ ہے اور جو بال سر کے نیچے لٹکے ہوئے ہوں وہ بھی بالاجماع ان ہی بالوں کے حکم میں ہیں جو سر پر ہوں مسکین **ترجمہ** اور لونڈی مثل مرد کے ہے (اس بارے میں کہ اسکا بدن بھی ناف کے نیچے سے لیکر گھٹنوں کے نیچے تک عورت ہے) اور لونڈی کی پیٹھ اور پیٹ بھی عورت ہے اور اگر نمازی کو ایسا کپڑا ملا کہ جو چوتھائی پاک ہے (اور باقی ناپاک) اور اس نے ننگے بدن نماز پڑھ لی تو اسکی نماز درست نہ ہوگی **ف** نماز نہ ہونے کی یہ وجہ ہے کہ چوتھائی کپڑے کا پاک ہونا سارے کپڑے کے پاک ہونے کے حکم میں ہے جیسا کہ احرام میں ہوتا ہے۔عینی **ترجمہ** اور اگر چوتھائی کپڑے سے کم پاک ہے تو نمازی کو اختیار ہے (چاہے اسے پہن کر پڑھے اور چاہے ننگے پڑھ لے) اور اگر کپڑا نہ ہو تو نماز بیٹھ کر پڑھے اور رکوع سجدے اشارے سے کرے اور یہ کھڑے ہو کر

مع رکوع اور سجدون کے پڑھنے سے بہتر ہو اور نیت بلا فصل کے ہونی چاہیئے **ف** یعنی نیت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان کوئی ایسا فعل نہ ہو جو اتصال کو مانع ہو مثلاً کھانا پینا اور جو اس اتصال کو مانع نہ ہو مثلاً وضو کرنا اور جماعت مین ملنے کے چلنا تو اسمین کوئی حرج نہین ہے۔ رع **ترجمہ** اور نیت مین شرط یہ ہے کہ نمازی اپنے دل مین یہ بات جان لے کہ مین فلان نماز پڑھتا ہون (باقی زبان سے کہنا ضروری نہین ہے) اور نفلون اور سُنتون اور تراویح کے لیے مطلق نماز کی نیت کر لینی کافی ہے۔ اور فرضون کے لیے (خواہ کسی وقت کے ہون دل مین) اس فرض کا تعین کرنا شرط ہو مثلاً (یہ کہے کہ) عصر کے فرض ریا ظہر کے فرض اور اگر اس طرح نیت کرے کہ فرض ہذا الوقت پڑھتا ہون تب بھی جائز ہے۔ اور مقتدی یہ بھی نیت کرے کہ مین امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہون اور جنازہ کی نماز مین یہ نیت کرے کہ نماز اللہ کے لیے ہو اور دعا اس میت کے لیے اور قبلہ کی طرف مُنھ کرنا بھی نماز کی شرط ہے پھر مکہ والے کو خاص کعبہ کی عمارت کیطرف مُنھ کرنا فرض ہو اور ون کو کعبہ کی سمت کی طرف منھ کر لینا کافی ہو اور اگر کسی کو دشمن یا چور یا درندہ کا) ڈر ہو (جس سے وہ قبلہ کی طرف منھ نہ کر سکے) تو اس سے جس طرف ہو سکے منھ کر کے نماز پڑھ لے اور جسے قبلہ کا رُخ نہ معلوم ہو تو وہ اٹکل کرے اور اگر اٹکل مین غلطی ہو جائے تو نماز دوبارہ نہ پڑھے اور اگر غلطی کا ہونا عین نماز مین معلوم ہو جائے تو وہ نماز ہی مین قبلہ کی طرف پھر جاے اور اگر (اندھیری رات مین) بہت سے آدمی امام کے پیچھے کھڑے تھے اور ہر ایک نے قبلہ رُخ کو جُدی طرف اٹکل کیا اور اپنے امام کا حال انھین معلوم نہ تھا (کہ اسکا مُنھ کس طرف ہے) تو ان سب کی نماز ہو جاےگی **ف** اور اگر کسی کو امام کا حال معلوم تھا اور پھر اُسنے اسکے خلاف جانب مُنھ کیے رکھا تو اسکی نماز نہ ہوگی فتح

باب صفة الصلوٰة

نماز کی صفت کا بیان

ف مصنف نے شرطون کو بیان کرنے کے بعد اب مشروط کو بیان کرنا شروع کیا ہو اور نماز کی صفت سے اس کے فرائض و واجبات اور اسکے ادا کرنے کا طریق بیان کرنا مراد ہو **ترجمہ** نماز مین فرض یہ چیزین ہین تکبیر تحریمہ (یعنی اللہ اکبر کہنا) کھڑا ہونا۔ قرآن پڑھنا۔ رکوع۔ و سجدہ کرنا اور اخیر مین التحیات پڑھنے کی مقدار بیٹھنا۔ اور نماز سے اپنے فعل سے باہر آنا **ف** یعنی ایسے فعل کے ذریعہ سے نکلنا جو نماز کے منافی ہو

اگرچہ وہ مکروہ تحریمی ہو اور صحیح یہ ہے کہ یہ بالاتفاق فرض نہین ہے بلکہ واجب ہے۔ ط **ترجمہ** اور نماز مین واجبات یہ ہین۔ الحمد پڑھنا۔ الحمد کے ساتھ ایک سورۃ دیا ایک آیۃ بڑی یا تین آیتین چھوٹی) ملانا پہلی دونون رکعتون کو قرآن پڑھنے کے لئے معین کرنا۔ جو فعل ایک رکعت مین) مکرر ہین ان مین ترتیب کا لحاظ رکھنا۔ کل ارکان کو درستی کے ساتھ ادا کرنا۔ پہلا قعدہ کرنا۔ التحیات پڑھنا (آخر نماز مین) السّلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا۔ وتر مین دُعار قنوت پڑھنا۔ دونون عیدون کی نماز مین تکبیرین کہنا جن نمازون مین آہستہ یا پکار کر پڑھا جاتا ہے ان مین آہستہ یا پکار کے پڑھنا **ف** یہ سب اُمور نماز مین واجب ہین انمین سے ایک کے ترک ہونے پر خواہ عمدًا ہو یا سہوًا ہو سجدۂ سہو کرنا یا دوبارہ نماز پڑھنا واجب ہے اور اگر کسی نے نہ سجدہ سہو کیا اور نہ دوبارہ نماز پڑھی تو وہ گنہگار فاسق ہوگا اور ایک رکعت مین مکرر فعل یہ ہین جیسے دو سجدے پس اگر کسی نے دوسرا سجدہ چھوڑ دیا اور دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا تو اسکی نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ ناقص ہو جائے گی ہان غیر مکرر فعل مین مثلاً رکوع اور قیام مین ترتیب فرض ہے اسکے چھوڑنے سے نماز نہین ہوتی۔ فتح وغیرہ **ترجمہ** اور نماز مین سنتین یہ ہین۔ تکبیر تحریمہ کے لیے دونون ہاتھون کا اُٹھانا۔ انگلیون کو کشادہ رکھنا۔ امام کو پکار کے اللہ اکبر کہنا۔ سبحانک اللھم آخر تک پڑھنا۔ اعوذ باللہ پڑھنا۔ بسم اللہ پڑھنا۔ آہستہ سے۔ آمین کہنا داہنے ہاتھ کو بائین ہاتھ پر اور ناف سے نیچے رکھنا۔ رکوع مین جاتے وقت اللہ اکبر کہنا۔ رکوع سے سر اُٹھانا رکوع مین تین دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہنا۔ رکوع مین اپنے دونون ہاتھون سے دونون گھٹنون کو پکڑنا انگلیون کو کھلی رکھنا۔ سجدے مین جاتے وقت اللہ اکبر کہنا۔ سجدہ مین تین دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنا۔ دونون ہاتھون اور دونون گھٹنون کو سجدہ کے وقت زمین پر رکھنا (التحیات مین) بائین پیر کو بچھانا اور داہنے کو کھڑا کرنا۔ رکوع سجدہ کے درمیان (سیدھا) کھڑا ہونا۔ دو سجدون کے درمیان بیٹھنا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا۔ دعا مانگنا۔ اور نماز کے آداب (یعنی مستحبات) یہ ہین کہ سجدے کی جگہ پر نظر رکھنا جمائی کے وقت (حتی الوسع) مُنھ بند رکھنا۔ اللہ اکبر کہتے وقت ہاتھون کو آستینون سے نکالنا حتی الوسع کھانسی کو روکنا۔ تکبیر مین موذن کے حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہنے کے وقت کھڑے ہو جانا۔ جب موذن قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ کہے امام کو نماز شروع کر دینا **ف** یعنی پہلی ہی مرتبہ کہنے کے وقت نماز شروع کر دینا اور اگر امام نے اتنی تاخیر کی کہ موذن نے تکبیر پوری کر دی تو بالاجماع آمین بھی کوئی حرج نہین ہے یہی قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا ہے۔ ع

فصل اور جب نماز شروع کرنیکا ارادہ ہو تو اللہ اکبر کہے اور دونون ہاتھ اپنے کانون کے برابر تک اُٹھائے اور اگر

کسی نے (اللہ اکبر کے عوض) سبحان اللہ یا لاالہ الا اللہ کے ساتھ یا فارسی مین (خدا بزرگ ست) کہنے کیساتھ نماز شروع کیا تو نماز درست ہوجائے گی جیسا کہ اگر کوئی عربی مین قرآن نہ پڑھ سکے اور فارسی مین پڑھ لے یا ذبح کرتے وقت بسم اللہ کے عوض فارسی مین بنام خدا کہدے ہان اگر اللہم اغفرلی سے نماز کو شروع کیا تو نماز درست نہ ہوگی اور اپنے داہنے ہاتھ کو ناف سے نیچے بائین پر رکھ کر آہستہ سے سبحانک اللہم شروع کرے ف یعنی داہنے ہاتھ کی ہتیلی کو بائین ہاتھ ہتیلی پر رکھے اور بعض ائمہ کا قول یہ ہے کہ پہنچے پر رکھے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک بائین ہاتھ کے پہنچے کو چھنگلی اور انگوٹھے سے پکڑے اور یہی مختار مذہب ہے اور یہ مردون کے لیے ہے اور عورت ہاتھ مونڈھون تک اُٹھا کے سینہ پر باندھ لے عینی وغیرہ ترجمہ اور قرآن پڑھنے کے لیے اعوذ باللہ بھی آہستہ کہے (اور چونکہ اعوذ باللہ کہنا قرآن پڑھنے کے تابع ہی) تو اس لیے اس کو مسبوق تو کہے اور مقتدی نہ کہے ف مقتدی وہ ہی کہ جس نے امام کے ساتھ نماز شروع کی ہو چونکہ یہ امام کے تابع ہونے کی وجہ سے قرآن نہین پڑھتا اس لیے اسے اعوذ باللہ پڑھنے کی ضرورت نہین ہی اور مسبوق وہ ہے جسے امام کے ساتھ ایک یا دو رکعت یا زیادہ نہ ملی ہو پیچھے آکے ملا ہو پس چونکہ جو رکعت اس کو رہ گئی ہے اسمین یہ قرآن پڑھے گا اس لیے اسکو اعوذ باللہ پڑھنا چاہیئے فتح وغیرہ ترجمہ اور عیدین کی تکبیر کے بعد اعوذ باللہ پڑھے (کیونکہ پہلی رکعت مین قرآن تکبیرون کے بعد ہی پڑھا جاتا ہے اور ہر رکعت مین آہستہ سے بسم اللہ پڑھے اور بسم اللہ قرآن مجید کی ایک آیت ہی ایک سورت کو دوسری سورت سے جُدی کرنے کے لیے نازل کی گئی ہی نہ یہ الحمد کی آیت ہی اور نہ کسی اور سورۃ کی ف بسم اللہ کے بارے مین امام شافعی رحمہ اللہ کا قول یہ ہے کہ یہ الحمد کی آیت ہی اور اسیطرح اور سورتون کی بھی کیونکہ اس کے قرآنون مین لکھے جانے پر سب کا اجماع ہے باوجودیکہ غیر قرآن مین نہ لکھنے کا تاکیدی حکم ہی اور یہ اعلیٰ درجہ کی دلیلون مین سے ہی اور ہماری دلیل ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک سورت کا دوسری سورت سے جُدا ہونا اسوقت تک معلوم نہین ہوا جب تک آپ پر آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم نازل نہ ہوئی۔ اس کو ابو داود نے روایت کیا ہے اس کے علاوہ الحمد کے تقسیم کی حدیث ہے کیونکہ اس مین یہ ہے اذا قال العبد الحمد للہ رب العالمین یقول اللہ حمدنی عبدی یعنی جب بندہ الحمد للہ رب العالمین کہتا ہی تو اللہ فرماتا ہی کہ میرے بندے نے میری حمد کی ہے۔ پس اگر بسم اللہ الحمد کی آیت ہوتی تو اسی سے شروع کرتا اولیٰ ہوتا باقی

بسم اللہ کا اور سورتون کی آیت نہ ہونا تو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہی کہ ان سورۃ من
القرآن ثلثون اٰیۃ شفعت لرجل حتی غفر لہ وھی تبارک الذی بیدہ الملک یعنی قرآن شریف مین
ایک سورت تیس ۳۰ آیتون کی ہی وہ اپنے پڑھنے والے کے لیے ایسی سفارش کرے گی کہ اسکی مغفرت ہوجائے گی
اور وہ سورت تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ ہے، اور اس پر سب کا اجماع ہی کہ اس سورت کی بسم اللہ کے علاوہ
تیس آیتین ہین۔ فتح ترجمہ اور (بسم اللہ کے بعد) الحمد اور ایک سورۃ یا تین آیتین پڑھے اور (الحمد کے بعد
امام اور مقتدی آہستہ سے آمین کہین اور بغیر مد کے اللہ اکبر کہے (یعنی اللہ کے الف کو نہ بڑھائے کیونکہ یہ ہمزہ
استفہام کا ہوجاتا ہی اور یہ ناجائز ہی) اور رکوع کرے اور (رکوع مین) اپنے دونون ہاتھون کو دونون زانون پر
رکھے اور انگلیان کھلی رکھے اور کمر کو برابر رکھے اور سر سرین کے برابر کردے اور اس حالت مین تین
دفعہ سبحان ربی العظیم کہہ کے سر اٹھالے اگر امام ہے تو فقط سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے اور مقتدی رَبَّنَا
لَکَ الْحَمْدُ (یا رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ یا اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ یا اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ) کہے اور
اکیلا پڑھنے والا دونون کہے پھر اللہ اکبر کہے اور دونون زانو زمین پر رکھے پھر دونون ہاتھ پھر منھ کو ہتیلیون کے
درمیان رکھے اور اٹھنے مین اسکا الٹا کرے (یعنی جب سجدے سے اٹھے تو اول سر اٹھائے پھر دونون
ہاتھ پھر دونون زانو) اور ناک اور ماتھے سے سجدہ کرے اور اگر ناک ہی سے یا ماتھے ہی سے یا پگڑی
کے پیچ ہی سے سجدہ کیا تو یہ مکروہ ہے اور سجدے مین دونون کوہنیان دونون بازوؤن سے اور پیٹ کو
دونون رانون سے علیحدہ رکھے اور پیرون کو قبلہ کی طرف کرے اور (پھر) سجدے مین تین ۳ دفعہ سُبْحَانَ
رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے اور عورت سجدے مین نیچی رہے اور اپنے پیٹ کو رانون سے ملائے رکھے پھر
اللہ اکبر کہتا ہوا اپنا سر اٹھائے اور اطمینان سے بیٹھ جائے پھر اللہ اکبر کہہ کر دوسرا سجدہ اطمینان سے
کرے اور (دوسری رکعت مین) کھڑے ہونے کے لیے بدون کسی چیز پر سہارا لینے اور بدون بیٹھنے کے
اللہ اکبر کہے اور دوسری رکعت مثل پہلی رکعت کے ہے ہان اتنا فرق ہے کہ دوسری رکعت مین سبحانک
اللھم اور اعوذ باللہ نہ پڑھے اور نہ اللہ اکبر کہنے مین ہاتھ اٹھائے سوائے فقعس صمعج کے ف یعنی سوائے
ان آٹھ موقعون کے جن کے اول کے حرفون کا مجموعہ فقعس صمعج ہے ف یعنے افتتاح نماز مراد ہے یعنی
شروع نماز مین اللہ اکبر کہنے کے وقت ہاتھ اٹھانا اور ق سے وترون مین قنوت کے وقت
اور ع سے عیدین کی تکبیرون مین اور س سے استلام یعنی حجر اسود کو بوسہ دینے کے وقت

اور ص سے کوہ صفا پر تکبیر کہنے کے وقت اور م سے کوہ مروہ پر تکبیر کہنے کے وقت اور دو سرے ع سے عرفات مین اور ج سے حجرون پر کنکریان مارنے کے وقت ہاتھ اٹھانا مراد ہی عینی ترجمہ پھر جب دوسری رکعت کے دونون سجدے کر چکے تو بایان پیر بچھا کر اسپر بیٹھ جائے اور داہنا پیر کھڑا رکھے اور اسکی انگلیان قبلہ ہی کیطرف رہین اور دونون ہاتھ دونون رانون پر رکھے اور انگلیان کھلی رکھے اور عورت اپنے دونون پیر داہنی طرف نکالدے اور چوتڑون پر بیٹھے اور وہ التحیات پڑھے جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہی **ف** ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ التحیات مروی ہے **ف** اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ٥ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ٥ ترجمہ اور (فرضون مین) پہلی دو رکعتون کے بعد اور رکعتون مین فقط الحمد پڑھے **ف** اور چاہو الحمد بھی نہ پڑھے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ ان مین الحمد پڑھنا واجب ہی یہانتک کہ اسکے ترک سے سجدہ سہو کرنا واجب ہو جاتا ہی اور صحیح مفتی یہ پہلا ہی قول ہی اور اگر ان مین کسی نے تین دفعہ سبحان اللہ کہہ لیا یا اتنی دیر خاموش کھڑا رہا تب بھی نماز ہو جائیگی ط دع ترجمہ اور دوسرا قعدہ مثل پہلے قعدے کی ہی اسمین التحیات پڑھے پھر درود پڑھے اور اسکے بعد ایسی دعا پڑھے جسکے الفاظ قرآن یا حدیث کے الفاظ کے مشابہ ہون نہ کہ ایسے کہ جیسے آدمیون سے باتین کرتے ہین پھر امام کے ساتھ داہنے بائین سلام پھیردے جیسے پہلی دفعہ اس کے ساتھ اللہ اکبر کہا تھا اور دونون طرف سلام پھیرنے مین دونون طرف کے مقتدیون اور کراماً کاتبین کو سلام کرنے کی نیت کرے اور جسطرف امام ہو خواہ داہنے یا بائین یا امام کے پیچھے ہی ہے تو دونون سلامون مین امام کی بھی نیت کرے اور امام دونون سلامون مین یہی نیت کرے (کہ مین اس طرف کے مقتدیون اور فرشتون کو سلام کرتا ہون) اور فجر کی نماز مین اور مغرب اور عشا کی پہلی دونون رکعتون مین قرارت پکار کے پڑھے اگرچہ قضا ہی پڑھتا ہو اور جمعہ اور دونون عیدون کی نماز مین بھی اور باقی نمازون مین آہستہ پڑھے جیسے دن کی نفلین پڑھنے والا پڑھتا ہے اور جو شخص ایسی نماز پڑھے جسمین قرارت آواز سے پڑھی جاتی ہے تو اس کو اختیار ہے (چاہے پکار کے پڑھے چاہے آہستہ) جیسے رات کی نفلین پڑھنے والا ہے (کہ اس کو بھی اختیار ہے) اور اگر کسی نے عشا کی پہلی دونون رکعتون مین سورت چھوڑ دی تو وہ اخیر کی دونون رکعتون مین الحمد کے ساتھ پکار کے سورۃ پڑھے اور اگر ان مین

---

[1] سب زبانی عبادتین اور بدنی اور مالی عبادتین اللہ کیلیے ہین اے اللہ کے نبی تجھپر سلام اور خدا کی رحمت اور اسکی برکت نازل ہو سلام ہمپر اور خدا کے نیکبخت بندون پر مین اقرار کرتا ہون کہ اللہ کے سوا معبود نہین ہی اور مین اقرار کرتا ہون کہ محمد اسکا بندہ اور رسول ہی ۱۲ عبد الرزاق

الحمد للہ چھوڑ دی ہو تو الحمد کو دوبارہ نہ پڑھے اور فرض ایک آیہ کا پڑھنا ہو **ف** لغت مین آیۃ کے معنی
علامت کے ہین اور عرف مین قرآن کے ایک حصّہ کو کہتے ہین اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول یہی ہو کیونکہ
اللہ تعالے کا قول فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ مطلق ہو اور کلام الٰہی پر احادیث سے زیادتی کرنی درست
نہین ہو ہان آیۃ سے کم پڑھنا بیشک خارج ہو اور صاحبین تین چھوٹی آیتین فرماتے ہین ان کی دلیل
یہ ہے کہ اس سے کم پڑھنے والے کو پڑھنے والا نہین کہا جاسکتا برابر ہے کہ الحمد کی تین آیتین ہون یا اور
کسی صورت کی یا ایک آیۃ بڑی ہو اور امام شافعی رح فرماتے ہین کہ ہر رکعت مین الحمد پڑھنا فرض ہو اور
امام مالک رح فرماتے ہین کہ الحمد پڑھنا اور اسکے ساتھ ایک سورۃ پڑھنا فرض ہے **ترجمہ** اور سفر مین مسنون
قرارت الحمد اور ایک سورۃ کا پڑھنا ہو خواہ کوئی سورۃ پڑھ لے اور حضر مین (یعنی مکان پر رہنے کی حالت
مین) اگر فجر یا ظہر کی نماز ہو تو طوال مفصّل (یعنی سورۂ حجرات سے سُورۂ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ تک
کی سورتون مین سے کوئی سورۃ پڑھنی) مسنون ہو اور اگر عصر یا عشا کی نماز ہو تو اوساط مفصل (یعنی سُورۂ
وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ سے سورہ لم یکن تک کی سورتون مین سے کوئی سورۃ اور مغرب مین قصار مفصل
(یعنی لم یکن سے والناس تک کی سُورتون مین سے کوئی سُورۃ پڑھنی) مسنون ہو اور فقط فجر کی پہلی
رکعت مین (دوسری رکعت سے) بڑی سورۃ پڑھی جائے (اور دوسری کو پہلی سے تین آیۃ کی مقدار بڑھانی
بالاجماع مکروہ تنزیہی ہو) اور قرآن کی کوئی سورۃ کسی نماز کے لیے مخصوص نہین ہے اور مقتدی الحمد اور سورۃ
نہ پڑھے بلکہ سُنے اور چُپ رہے **ف** کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا
اور اکثر مفسّرین اسی پر ہین کہ یہ خطاب مقتدیون کو ہو اور امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ مقتدی
سِرّی نماز مین پڑھے اور جہری مین نہ پڑھے اور امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ سب مین پڑھے کیونکہ
آنحضرت علیہ الصّلوۃ والسّلام نے فرمایا لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب اور ہمارے ائمہ اور مشائخ کا
مشہور یہ ہو کہ امام کے پیچھے الحمد یا سورۃ پڑھنی مکروہ تحریمی ہے اور اسکی دلیل گذشتہ آیۃ ہو اور اس بارے مین
صحابہ کا تشدد ہی۔ مختلص مین امام شافعی رح فرماتے ہین کہ الحمد کے پڑھنے کی دوسری دلیل یہ بھی ہے کہ یہ
ایک رکن ہے لہذا اسمین امام مقتدی دونون برابر ہین اور ہمارا جواب آنحضرت علیہ السّلام کا یہ ارشاد ہی
کہ من کان لہ امام فقراءۃ الامام قراءۃ لہ اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی سے پڑھنا حکماً ثابت ہے
اور اسی پر صحابہ کا اجماع ہے دوسرے حضور انور نے فرمایا کہ من قرأ خلف الامام فقد اخطأ الفطرۃ یعنی

جسنے امام کے پیچھے پڑھا اُسنے فطرت سلیمہ کے خلاف کیا اور اُسکے موافق اور بہت سی حدیثین ہین فتح عینی **ت**
اگرچہ امام آیۃ ترغیب و ترہیب کی پڑھے (یعنی وہ آیتین جن مین جنت کا بیان ہو یا وہ آیتین جنمین دوزخ کا
بیان ہو) یا خطبہ پڑھے یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے **ف** اس درود سے خطبہ مین درود بھیجنا
مراد ہو اور بعض فقہاء کہتے ہین کہ جب خطیب آیۃ یاایہا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا پڑھے تو سننے والا اپنے
دل ہی دل مین آنحضرت پر درود بھیجے۔ط **ت** اور (امام سے) دور والا شخص (خطبہ اور نماز کے احکام مین) مثل پاس والے کی ہو

باب الامامۃ

امامت کا بیان

ف امام ہونے کے لیے چند شرطین ہین اور وہ یہ کہ امام بالغ ہو۔ مُسلمان ہو۔ عاقل ہو۔ مرد ہو بقدر
ضرورت قرآن شریف کی سُورتین حفظ ہون اور تندرست ہو اُسے کوئی عذر نہ ہو ع **ت** جماعت
(سے نماز پڑھنا) سنت مؤکدہ ہے اور امامت کے لیے سب سے زیادہ لائق وہ ہو جو (نماز کے احکام مین) سب سے زیادہ
جاننے والا ہو اور (اگر اس مین سب برابر ہون تو) پھر وہ کہ جو قرآن سب سے اچھا پڑھتا ہو اور (اگر اس مین بھی
سب برابر ہین تو) پھر وہ کہ جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو اور (اگر اس مین بھی سب برابر ہین تو) پھر وہ کہ جو عمر
مین سب سے زیادہ ہو **ت** یہ مذہب امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کا ہے اور امام ابویوسف رح اور امام شافعی رح
کے نزدیک قاری عالم پر مقدم ہے یہ اس حدیث کے ظاہر پر عمل کرتے ہین کہ یؤم القوم اقرءھم
لکتاب اللہ تعالیٰ الی آخرہ اور طرفین کی دلیل آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد ہو کہ مروا ابابکر
فلیصل بالناس باوجودیکہ وہان ابوبکر صدیق رض سے قرآن اچھا پڑھنے والے صحابہ موجود تھے چنانچہ مروی
ہے کہ اقرءکم ابی یعنی تم مین سب سے اچھا پڑھنے والے ابی بن کعب رض ہین پس اس صورت مین ابوبکر رض
کے امام ہونیکی وجہ اُن کا سب سے بڑا عالم ہونا ہی ہے اور حدیث مین قاری کے مقدم ہونے کی یہ وجہ ہو کہ
اُس زمانے مین قرآن کو سب معہ احکام کے سیکھتے تھے حتیٰ کہ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے سورہ
بقر بارہ برس مین حفظ کی تھی بخلاف موجودہ زمانے کے کہ اکثر قاری جاہل ہی ہوتے ہین دوسرے یہ کہ
قرارت پر نماز کا صرف ایک رکن موقوف ہے اور باقی سب ارکان علم ہی پر موقوف ہین۔ فتح وغیرہ **ت**
غلام۔ دیہقانی فاسق بدعتی۔ اندھے اور حرامی کا امام ہونا مکروہ ہو **ف** غلام اور دیہقانی مین یعنی وجہ یہ ہے

له یعنی زبان سے الا درود اور سنوار ... ۱۲ سه قوم کو وہ نماز پڑھائے جو قرآن سب سے اچھا پڑھتا ہو ۱۲ سه ... بڑے عمر کے ... گو وہ اوروں کو نماز پڑھائیں ۱۲

کہ یہ دونون اپنے اپنے کامون مین مشغول ہونے کے باعث اکثر جاہل ہی رہا کرتے ہین اور دیہقانی عام ہے خواہ عربی یا عجمی ہو اور فاسق مین کراہت کی یہ وجہ ہے کہ اس سے لوگون کو نفرت ہوتی ہے اور بدعتی سے ایسی بدعت کا مرتکب مُراد ہے کہ جس کی وجہ سے اُسکو کافر نہ کہا جاتا ہو مثلاً کوئی دیدار خدا کا منکر ہو بخلاف اُس بدعت کے جسکی وجہ سے اُسکو کافر کہا جاسکے مثلاً کوئی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا منکر ہو یا معراج کا یا معجزہ کا منکر ہو تو ایسے کو امام بنانا درست نہین ہے اور رافضی اور جہمی اور قدری کا یہی حکم ہے اور نماز مین (مقدار سنت سے) بڑی سورۃ پڑھنی اور صرف عورتون کو جماعت کرنی مکروہ تحریمی ہے اور اگر وہ جماعت کرین تو جو عورت نماز پڑھائے وہ صف کے بیچ مین کھڑی ہو مثل ننگون کی جماعت کے (کہ اُنکا امام بھی بیچ مین کھڑا ہوتا ہے آگے نہین بڑھتا) اگر فقط ایک مقتدی ہو تو وہ امام کے دہنی طرف کھڑا ہووے اور اگر دو یا زیادہ ہون تو وہ امام کے پیچھے کھڑے ہون اور اول صف مردون کی ہو پھر لڑکون کی پھر ہیجڑون کی پھر عورتون کی اور اگر رکوع سجدے والی نماز مین مرد کے برابر ایک ہی جگہ بدون کسی آڑ کے کوئی ایسی عورت کھڑی ہو جائے کہ امام نے اپنی نماز کی نیت کرنے کے ساتھ اسکی نماز کی بھی نیت کرلی ہو تو اس صورت مین اس برابر والے مرد کی نماز جاتی رہیگی اور اگر امام نے عورت کے امام ہونے کی نیت نہین کی تھی تو عورت کی نماز نہ ہوگی اور مرد کی ہو جائیگی اور جنازہ کی نماز مین یہ حکم نہین ہے اور جماعت مین عورتین شامل نہ ہوا کرین اور مرد کو عورت یا لڑکے کا مقتدی ہونا (خواہ کوئی نماز ہو) اور پاک کو کسی عذر والے کا اور پڑھے ہوئے کو ان پڑھ کا (یعنی جسے الحمد اور ایک سورۃ بھی یاد نہ ہو) اور کپڑے پہنے ہوئے کو ننگے کا اور اشارہ سے نماز نہ پڑھنے والے کو اشارہ سے پڑھنے والے کا اور فرض پڑھنے والے کو نفل پڑھنے والے کا یا ایسے شخص کا جو اور وقت کے فرض پڑھتا ہو مقتدی ہونا درست نہین ہے (کیونکہ امام کا حال مقتدی سے افضل اور عمدہ ہونا چاہیئے اور ان مذکورہ صورتون مین بالعکس ہے) ہان وضو سے نماز پڑھنے والے کو تیمم سے پڑھنے والے کا مقتدی ہونا اور دھونے والے کو مسح کرنیوالے کا اور کھڑے ہوکر پڑھنے والے کو بیٹھ کر پڑھنے والے کا اور کبڑے کا مقتدی ہونا اور اشارہ سے پڑھنے والے کو اپنے جیسے کا مقتدی ہونا اور نفل پڑھنے والے کا فرض پڑھنے والے کا مقتدی ہونا درست ہے اور اگر کسی کو (نماز کے بعد) معلوم ہوا کہ میرا امام بے وضو تھا تو نماز پھر پڑھے اور اگر ایک ان پڑھ اور ایک پڑھا ہوا کسی ان پڑھ کے پیچھے نماز پڑھین یا پڑھا ہوا اخیر کی دو رکعتون مین ان پڑھ کو

خلیفہ کردے تو (ان دونون صورتون مین) سب کی نماز جاتی رہیگی **ف** نماز جاتی رہنے کی وجہ یہ ہے کہ پڑھے ہوئے کے ہوتے اَن پڑھ کو امام بنانا درست نہین ہے اور یہی وجہ خلیفہ کر دینے کی صورت مین ہے اور اخیر کی دو رکعتون کی قید سے مبالغہ مقصود ہے یعنی باوجودیکہ ان مین قرارت ضروری نہین ہے لیکن جب ان مین بھی خلیفہ کر دینے سے نماز جاتی رہی تو پہلی رکعتین جن مین قرارت فرض ہے خلیفہ کردینے سے بدرجۂ اَولیٰ نماز نہ ہو گی۔

باب الحدث فی الصلوٰة

نماز مین وضو ٹوٹنے کا بیان

ترجمہ جس کا نماز مین وضو ٹوٹ جائے وہ وضو کر کے باقی نماز پڑھ لے اور اگر امام تھا (یعنی اگر امام کا وضو ٹوٹا ہو) تو وہ ایک مقتدی کو اپنی جگہ کھڑا کردے **ف** یعنی مقتدیون مین سے ایک ایسے آدمی کو کھینچ کر جو امامت کے لائق ہو اپنی جگہ کردے یہانتک کہ اگر کسی نے عورت کو اپنا قائم مقام کردیا تو سب مقتدیون کی نماز جاتی رہے گی اگرچہ مقتدی عورتین ہی ہون اور یہ امام جھکا ہوا اپنی ناک پر ہاتھ رکھے پیچھے ہٹ جائے مقتدی کوئی اور شبہ نہ کرین بلکہ یہ سمجھین کہ اس کی نکسیر پھوٹ گئی ہو اور یہ زبان سے کہہ کر خلیفہ نہ کرے بلکہ اشارہ کردے اگر زبان سے کچھ کہدیا تو سب کی نماز جاتی رہیگی عینی وفتح **ترجمہ** جیسا کہ اگر امام قرارت سے بند ہو جائے (یعنی ایسا بھولے کہ کچھ بھی نہ پڑھ سکے تو وہ اپنا قائم مقام ایک مقتدی کو کردیتا ہے) اگر کوئی اس خیال سے کہ میرا وضو ٹوٹ گیا ہے مسجد سے باہر آگیا یا کوئی (نماز مین) دیوانہ ہوگیا یا اس حالت مین) کسی کو انزال ہوگیا یا بیہوش ہوگیا تو وہ نئے سرسے سے نماز پڑھے اور اگر التحیات ختم کرنیکے بعد وضو ٹوٹا ہے تو وہ وضو کر کے سلام پھیردے اور اگر (التحیات کے بعد) قصداً وضو توڑا یا بات کی تو نماز پوری ہوگئی (کیونکہ نماز سے باہر آنے مین اپنے فعل سے آنا جو فرض تھا وہ ادا ہوگیا) اگر کوئی تیمم سے نماز پڑھ رہا تھا اور نماز کی حالت مین اُسے پانی مل گیا یا (موزے پر) مسح کرنے کی مدت پوری ہوگئی یا تھوڑے حرکت سے ایک موزہ نکال لیا یا جو شخص الحمد اور سورہ نہ پڑھ سکتا تھا اُسے پڑھنا آگیا یا ننگا نماز پڑھ رہا تھا اُسے کپڑا ملگیا یا اشارے سے پڑھنے والا رکوع اور سجدہ کرنے پر قادر ہوگیا یا نماز پڑھتے ہوئے کوئی قضا نماز یاد آگئی یا (امام نے اپنا وضو ٹوٹنے پر) کسی اَن پڑھ کو اپنی جگہ کردیا یا فجر کی نماز مین سورج نکل آیا یا جمعہ کی نماز پڑھتے ہوئے عصر کا وقت ہوگیا یا زخم اچھا ہونے کی وجہ سے پٹی کھل کے گر پڑی یا معذور کا

عذر جاتا رہا تو ان سب صورتون مین اُن لوگون کی نماز جاتی رہیگی **ف** پہلی صورت مین اتنا پانی ملنا ضروری
ہے کہ جو اسکے وضو وغیرہ کے لیے کافی ہو اور دوسری صورت مین مسح والا عام ہو خواہ مقیم ہو یا مسافر ہو اور
تیسری صورت مین تھوڑی حرکت کی قید اس لیے ہے کہ اگر زیادہ حرکت سے موزہ نکالا جسے عمل کثیر کہتے
ہین تو پھر اسی سے بالاتفاق نماز جاتی رہتی ہے اس وقت پیر کے دھونے پر نماز موقوف نہین رہتی اور
چوتھی صورت مین یہ ہے کہ اتنا قرآن یاد ہو جائے جس سے نماز ادا ہو جائے خواہ فقط سُننے سے یا یاد
کرنے سے اور پانچوین صورت مین اتنا کپڑا ملجائے کہ جو نماز کے لیے کافی ہو اور ساتوین صورت مین خواہ
نماز اسی کے ذمہ ہو یا اُس کے امام کے ذمہ اور وقت مین گنجایش ہو اور یہ صاحب ترتیب ہو اور ان
سب صورتون مین نماز کا باطل ہونا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے اور صاحبین رح کے نزدیک نماز پوری
ہوجاتی ہے اور اس اختلاف کی اصل وجہ یہ ہے کہ امام صاحب رح کے نزدیک نمازی کو اپنے عمل کے
ساتھ نماز سے باہر آنا فرض ہے اور صاحبین رح کے نزدیک فرض نہین ہے اور فتوے صاحبین رح کے
قول پر ہے ۔ طوع ترجمہ نماز مین مسبوق کو خلیفہ کردینا جائز ہے (مسبوق وہ ہے جو امام کے ساتھ پہلی
رکعت سے شامل نہ ہوا ہو) اور جب یہ مسبوق امام کی نماز پوری کردے تو پھر (آپ بغیر سلام پھیرے
اُٹھ جاے) اور مدرک کو اپنی جگہ امام کردے (مدرک وہ ہے جو شروع نماز سے شریک ہوگیا ہو) یہ مدرک
مقتدیون سے سلام پھروادے اور اگر اس مسبوق نے (نماز مین التحیات کے بعد) نماز کے منافی کوئی فعل
کیا (مثلاً کھلکھلا کے ہنسا یا بات کی یا مسجد سے باہر آگیا) تو اسکی نماز جاتی رہے گی مقتدیون کی نہین
جائے گی (کیونکہ اب یہ امام نہین ہے بلکہ وہ مدرک امام ہے لہذا اس کا فعل اسی کے ذمہ رہے گا)
جیسا کہ اگر مسبوق کا امام اپنی نماز پوری کرنے کے قریب کھلکھلا کے ہنسا تو اس صورت مین بھی مسبوق
ہی کی نماز جاتی رہتی ہے نہ کہ امام کے مسجد سے باہر آنے اور باتین کرنے سے **ف** مسبوق کی نماز کا
جاتا رہنا امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ امام کی طرف سے یہ فعل مفسد نماز مسبوق کی بیچ مین
ہوا ہے اگرچہ امام کی نماز پوری ہونے کو ہے اور صاحبین رح کے نزدیک اس کی نماز نہین جاتی اور امام
کے مسجد سے باہر آنے اور باتین کرنے کی صورت مین مسبوق کی نماز نہ باطل ہونے کی یہ وجہ ہے کہ
ان دونون صورتون مین امام کی نماز پوری ہوگئی کیونکہ وہ اپنے فعل سے نماز سے باہر آیا اور کوئی رکن
اسکے ذمہ نہین رہا اس وجہ سے مسبوق کی نماز بھی باطل نہ ہوئی کیونکہ اسکی نماز کے بیچ مین کوئی مفسد نماز

پیش نہین آیا **ت** اگر کسی کا رکوع یا سجدے مین وضو ٹوٹ گیا تو وضو کر کے باقی نماز پڑھ لے اور اس رکوع اور سجدے کو بھی پھر سے کرے اور اگر کسی کو رکوع مین یا سجدے مین کوئی (رہا ہوا) سجدہ یاد آگیا اور وہ فوراً سجدے مین چلا گیا تو اب اس رکوع یا سجدے کو (جسے چھوڑ کر سجدے مین چلا گیا تھا) دوبارہ نہ کرے (مگر افضل یہی ہے کہ اُنھین دوبارہ کرے) اور اگر صرف ایک ہی مقتدی ہو تو خلیفہ ہونے کے لیے بدون امام کی نیت کے وہ خود ہی معین ہو جاتا ہے۔

باب ما یفسد الصلوٰة وما یکرہ فیہا

اُن اُمور کا بیان جو نماز کو فاسد کرتے اور جو نماز مین مکروہ ہین

ت اگر کوئی نماز مین بات کرلے (برابر ہے کہ بھول سے ہو یا خطا سے ہو یا قصداً ہو) یا ایسی دعا مانگے جو ہم لوگون کے کلام کے مشابہ ہو یا باریک آواز سے روئے یا آہ آہ کرے یا دکھ درد کے سبب چلا کر روئے یا بلا عذر (یعنی بغیر ضرورت) کھانسے یا کسی کے چھینکنے پر یرحمک اللہ سے جواب دے یا اپنے امام کے سوا اور کسی کو لقمہ دیدے یا دنماز مین تعجب خیز بات منکر لا الٰہ الا اللہ سے جواب دے یا کسی کو سلام کہے یا سلام کا جواب دے یا مثلاً ظہر کی ایک رکعت پڑھنے کے بعد عصر کی نماز کی یا نفلی نماز کی نیت کر کے اللہ اکبر کہے یا (سامنے) قرآن شریف (رکھا ہوا تھا اُس) مین دیکھ کر پڑھ لے یا کچھ کھائے یا پی لے تو ان سب صورتون مین نماز جاتی رہیگی (یہ پندرہ چیزین نماز کو فاسد کر دینے والی ہین) ہان اگر کوئی نماز مین بہشت یا دوزخ کا ذکر ہونے پر آواز سے رویا یا لکھا ہوا دیکھ کر اسکے معنے سمجھ لیے یا اپنے دانتون مین کچھ لگا ہوا کھا لیا یا اسکے سجدے کی جگہ پر کوئی گذر گیا (تو ان چارون صورتون مین) اُس کی نماز نہین جائے گی اگرچہ گذرنیوالا گنہگار ہو گا اور نماز مین اپنے کپڑے یا بدن سے کھیلنا یا سجدہ کرنے کے لیے ایک دفعہ سے زیادہ کنکریون کو ہٹانا۔ اُنگلیان چٹخانا۔ کولھے پر ہاتھ رکھنا۔ داہنے بائین طرف دیکھنا۔ کُتّے کی طرح بیٹھنا سجدے مین دونون کلائیان زمین پر رکھنا۔ ہاتھ کے اشارے سے سلام کا جواب دینا۔ بلا عذر پالتی مار کے بیٹھنا۔ بالون کا جوڑا باندھنا نیچے کے کپڑے کو اوپر کرنا۔ کپڑے کو بدون باندھے یا آنچل مارے لٹکائے رکھنا۔ جمائی لینا۔ آنکھین بند کرنا۔ فقط امام کا مسجد کی محراب مین کھڑا ہونا یا اُس کا چبوترے پر کھڑا ہونا اور اسکا عکس (یعنی فقط امام نیچے کھڑا ہو اور سب مقتدی چبوترے پر ہون) اور ایسا کپڑا پہننا جس مین تصویرین ہون اور نمازی کے سر پر یا سامنے یا برابر مین کسی تصویر کا

ہونا اور آیتوں یا تسبیحوں کو (نماز مین انگلیون پر) گننا مکروہ ہی ہان اگر امام محراب سے باہر کھڑا ہو اور محراب مین سجدہ کرے یا چھوٹی تصویر ہو یا سر کٹی ہوئی دیا بے جان کی تصویر ہو (یعنی کوئی بیل بوٹا ہو) تو اُن کا نماز مین ہونا مکروہ نہین ہے علی ہذا القیاس (نماز مین تھوڑے سے عمل سے) سانپ اور بچھو کو مار دینا اور ایسے شخص کی پشت کی طرف نماز پڑھنا جو بیٹھا باتین کرتا ہو یا قرآن (شریف) کی طرف یا لٹکی ہوئی تلوار کی طرف یا شمع یا چراغ کی طرف کو یا ایسے بچھونے پر کہ جسمین) تصویرین ہون بشرطیکہ سجدہ تصویر دن پر نہ ہو نماز پڑھنا مکروہ نہین ہی **فصل** پاخانہ پھرنے (یا پیشاب کرنے کے وقت قبلہ کی طرف منھ یا پیٹھ کرنا اور مسجد کا دروازہ مقفل کرنا مکروہ (تحریمی) ہے **ف** پاخانہ پھرنے یا پیشاب کرنے کیوقت قبلہ کی طرف منھ یا پیٹھ کرنے کی کراہیت عام (ہی کہ خواہ مکانون مین ہو یا جنگل مین) ہو کیونکہ انحضرت علیہ الصلوۃ والسّلام نے فرمایا اذا اتیتم الغائط فلا تستقبلوا القبلۃ ولا تستدبروھا[1] اور مسجدون کو مقفل نہ کرنے کی یہ وجہ ہے کہ مقفل کرنے مین نماز سے روکنے کی مشابہت ہو جاتی ہی مگر اس زمانہ مین زیادہ چوریان ہونے کی وجہ سے مکروہ نہین ہے اور اسی پر فتوی ہی ع **ت** اور مسجد کی چھت پر بھی صحبت کرنا اور پیشاب و پاخانہ پھرنا مکروہ ہے (کیونکہ چھت بھی مسجد کے حکم مین ہے) نہ کہ ایسے مکان پر پیشاب وغیرہ کرنا جس مین مسجد بنی ہوئی ہو اور مسجد کو چونے اور سونے کے پانی سے منقش کرنا بھی مکروہ نہین ہی

باب الوتر والنوافل

وتر اور نوافل کا بیان

ف لغت مین وتر کے معنے خواہ واؤ کے زبر سے ہو یا زیر سے طاق کے ہین اور نوافل نافلہ کی جمع ہے جس کے لغوی معنی زیادہ کے ہین اور شرع مین اُس عبادت کو کہتے ہین جو فرائض واجبات اور سُنن سے زائد ہو مسکین و فتح **ت** وتر واجب ہے اور وہ ایک سلام کے ساتھ تین رکعتین ہین **ف** وتر واجب ہی یعنی اعتقاداً یہان تک کہ اس کا منکر کافر نہین ہوتا اور عملاً فرض ہی اور سبباً سنّت ہی کیونکہ اس کا ثبوت سُنت سے ہے اور صاحبین اور امام شافعیؒ کا قول یہ ہی کہ واجب نہین ہے بلکہ سب سنتون سے زیادہ مؤکد ہے اور امام ابو حنیفہؒ کی دلیل انحضرت علیہ الصّلوۃ والسّلام کا یہ ارشاد ہے کہ ان اللہ زادکم صلوۃ الا وھی الوتر فصلوھا بین العشاء الی طلوع الفجر[2] اور

[1] جب تم پیخانہ پیشاب پھرو تو قبلہ کی طرف نہ منھ کیا کرو اور نہ ۔ ۱۲

[2] بیشک اللہ نے ہم پر ایک نماز زیادہ کردی ہے یاد رکھو وہ وتر ہے پس تم اسے عشا سے لیکر طلوع فجر تک کے درمیان پڑھ لیا کرو ۔ ۱۲

حدیث میں ہے کہ وتر ہر مسلمان پر حق واجب ہے یہ حدیث ابوداؤد اور ابن ماجہؒ نے روایت کی ہے مستخلص وغیرہ **ترجمہ** اور تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے ہمیشہ (ہاتھ اٹھا کے) اللہ اکبر کہہ کر دعاء قنوت پڑھے **ف** کیونکہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت علیہ السلام وتر کی ہمیشہ تین رکعت پڑھتے تھے پہلی میں سبح اسم ربک الاعلیٰ دوسری میں قل یاایھا الکفرون تیسری میں قل ھو اللہ احد اور رکوع سے پہلے دعاء قنوت پڑھتے الی آخر الحدیث اور امام شافعیؒ کے نزدیک رکوع کے بعد دعاء قنوت پڑھے اور وہ بھی اخیر رمضان شریف کے وتر میں اور انکے نزدیک فجر کی نماز میں قنوت پڑھے فتح وغیرہ **ترجمہ** اور وتر کی ہر رکعت میں الحمد اور سورۃ پڑھے اور وتر کے سوا اور کسی نماز میں دعاء قنوت نہ پڑھے اور وتر میں امام کے پیچھے مقتدی بھی دعاء قنوت پڑھے اور فجر میں (اگر امام پڑھنے لگے تو یہ) نہ پڑھے **ف** دعاء قنوت یہ ہے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ اور بعض حدیثوں میں یہ دعاء قنوت بھی آئی ہے اللھم اھدنی فیمن ھدیت وعافنی فیمن عافیت وتولنی فیمن تولیت وبارک لی فیما اعطیت وقنی شر ما قضیت فانک تقضی ولا یقضی علیک انہ لا یذل من والیت ولا یعز من عادیت تبارکت ربنا وتعالیت استغفرک واتوب الیک وصلی اللہ علی النبی **ت** فجر کی نماز سے پہلے اور ظہر مغرب اور عشا کی نماز کے بعد دو رکعت سنت ہیں اور ظہر اور جمعہ سے پہلے اور جمعہ کے بعد چار رکعت سنت ہیں اور عصر اور عشا سے پہلے اور عشا کے بعد چار رکعت پڑھنی مستحب ہیں اور مغرب کے بعد چھ رکعت پڑھنی مستحب ہیں (مستحب اُسے کہتے ہیں کہ جسکے ترک کرنیسے آدمی گنہگار نہیں ہوتا) دن کو نفل نماز ایک سلام سے چار رکعت سے زیادہ پڑھنا اور رات کو ایک سلام سے آٹھ رکعت نفل سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے اور دن کو اور رات کو (ایک سلام سے) چار چار ہی رکعت پڑھنی افضل ہیں اور (نماز میں) دیر تک کھڑے رہنا بہ نسبت سجدے کرنیسے بہتر ہے **ف** اسکی وجہ یہ ہیکہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا افضل الصلوٰۃ طول القنوت یعنی افضل نماز وہ ہے جس میں قیام زیادہ ہو اس کے علاوہ قیام زیادہ ہونیسے قراءۃ زیادہ ہوتی ہے اور کثرۃ سجود سے تسبیح زیادہ ہوتی ہے اور تسبیح قراءۃ

سلہ اے اللہ تجھسے مدد مانگتے ہیں اور ہم تجھسے بخشش چاہتے ہیں اور تجھی پر ایمان لاتے اور تجھ پر بھروسا کرتے ہیں اور تیری خوبیاں بیان کرتے ہیں اور تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور ناشکری نہیں کرتے ہیں اور علٰحدگی اور بیزاری اختیار کرتے ہیں اس سے جو تیری نافرمانی کرتے ہیں اور اے اللہ تیری عبادت کرتے اور تیری ہی نماز پڑھتے ہیں اور

افضل ہی لہذا زیادہ قراءت سے دو رکعت پڑھنا تھوڑی تھوڑی قراءت سے بہت سی رکعت پڑھنے سے بہتر ہی
لیکن یہ حکم نفلی نماز اور وہ بھی اکیلے پڑھنے والے کے لیے ہی ورنہ جماعت مین اس قدر قراءت کرنا جس سے لوگ
اکتا جائین مکروہ ہی عینی وغیرہ ترجمہ فرض نماز کی دو رکعتون مین اور نفل اور وتر کی سب رکعتون مین قراءہ
کرنا (یعنی قرآن پڑھنا) فرض ہی اور نفلی نماز (قصداً شروع کرنے سے لازم ہو جاتی ہی اگرچہ (آفتاب) غروب
ہونے یا طلوع ہونے کے وقت شروع کی ہو ف امام شافعی علیہ الرحمۃ کا قول یہ ہی کہ شروع کرنیسے لازم
نہین ہوتی کیونکہ وہ اصل ہی لازم نہین تھی اور ہماری دلیل یہ ہی کہ اداشدہ فعل قربت ہو چکا ہی پس اسکو
بطلان سے بچانے کے لیے پورا کرنا لازم ہے کیونکہ اللہ فرماتا ہے ولا تبطلوا اعمالکم (یعنی تم اپنے اعمال کو
باطل مت کرو) اور شروع کرنیکے بعد نہ کرنا بھی عمل کا باطل کرنا ہے۔ سنن ابوداؤد اور ترمذی مین روایت ہی کہ
ام المومنین عائشہ صدیقہ رضہ اور حضرت حفصہ رضہ نے نفلی روزہ توڑ دیا تھا جسپر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدایت
کی کہ دوسرے دن اسکی قضا کرلینا اور آیندہ ایسا نہ کرنا۔ فتح وغیرہ ترجمہ اگر کسی نے چار رکعت نفل کی نیت باندھی
اور پہلے قعدہ کے بعد یا اس سے پہلے نیت توڑ دی یا چارون رکعت مین کچھ نہ پڑھا یا فقط پہلی دونون مین پڑھا
یا فقط پچھلی دونون مین پڑھا یا پہلی دونون اور پچھلی ایک مین پڑھا یا پچھلی دونون اور پہلی دونون مین سے
ایک مین پڑھا تو ان سب صورتون مین دو رکعت قضا کرے اور اگر پہلی دونون مین سے ایک مین پڑھا
یا پہلی دونون مین سے ایک مین اور پچھلی دونون مین سے بھی ایک مین پڑھا تو ان دونون صورتون
مین چار رکعت قضا کرے اور ایک دفرض) نماز پڑھ کے پھر اسی جیسی دوسری نماز نہ پڑھے ف یہ
مضمون ایک حدیث کا ہی اور اس کا ظاہری مطلب بالاجماع مراد نہین ہی کیونکہ ظہر اور عصر اپنی اپنی سنتون کے
بعد برابر پڑھی جاتی ہی لہذا اس حدیث کو خاص معنی پر حمل کرنا واجب ہے پس اسکے یہ معنی ہین کہ قراءۃ
مین فرض نماز کو مثل نفل کے اور نفل کو مثل فرض نہ کرے بلکہ نفل کی سب رکعتون مین قراءۃ کرے اور
فرضون مین فقط پہلی دو مین اور بعض کا قول یہ ہے کہ اس سے مسجدون مین دوسری جماعت کرنے سے
منع کرنا مراد ہی یا یہ کہ وسوسہ سے فاسد ہونے کے وہم پر دوبارہ پڑھنے سے منع کرنا مراد ہی۔ فتح وعینی ترجمہ
اور نفل نماز باوجود کھڑے ہو کر پڑھ سکنے کے بیٹھ کر پڑھنی درست ہی خواہ ابتدا ہی سے بیٹھ کر پڑھے یا کھڑے
ہو کر شروع کرنے کے بعد باقی بیٹھ کر پڑھ لے اور سوار آدمی نفل نماز شہر سے باہر اپنی سواری پر بیٹھے اشارہ
سے پڑھ لے اور منھ اس طرف رکھے جس طرف اسکی سواری جاتی ہو اور اگر سواری پر نماز پڑھ رہا تھا

اور پھر نیچے اُتر آیا تو وہ نماز پوری کرلے اور اگر نیچے پڑھ رہا تھا تو اسکو سواری پر پوری نہ کرے (بلکہ نئے سر سے پڑھے)

فصل فی التراویح

فصل تراویح کے بیان مین

ف تراویح ترویحہ کی جمع ہے ترویحہ شرع مین خاص چار رکعتون کا نام ہی جو راحت سے ماخوذ ہی اور ان کا یہ نام ہونیکی وجہ یہ ہی کہ چار رکعتون کے بعد لوگ آرام لیا کرتے ہین ترجمہ رمضان (شریف) مین عشاء (کی نماز) کی بعد وترون سے پہلے دس سلامون سے بیس رکعتین جماعت سے پڑھنی مسنون ہین اور وترون کے بعد بھی درست ہین **ف** تراویح جماعت سے پڑھنی علی سبیل الکفایہ مسنون ہین یعنی اگر مسجد کے سب نمازیون نے نہ پڑھین تو سب گنہگار ہون گے اور اگر بعض نے نہ پڑھی تو یہ فقط تارک فضیلت ہونگے اور یہ سُنّت مردون اور عورتون سب کے لئے ہے بعض رافضی کہتے ہین کہ مردون کے سُنّت ہی عورتون کے لیے نہین ہی اور بعض کا قول یہ ہی کہ یہ عمر رضی اللہ عنہ کی سنت ہے اور ہمارے نزدیک یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہی کیونکہ آپنے فرمایا تھا ان اللہ فرض علیکم صیامہ وسن لکم قیامہ یعنی اللہ عزوجل نے رمضان شریف کے روزے تم پر فرض کردیے ہین اور اسکی تراویح سُنت کردی ہی) مگر ہان تراویح کو عمر رضی اللہ عنہ کی سُنّت کہنے مین کوئی حرج نہین ہی کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعت نہین پڑھی بلکہ آٹھ پڑھی ہین اور آپنے ہمیشہ بھی نہین پڑھی جماعت سے ہمیشہ نہ پڑھنے کا آپنے یہ عذر بیان کیا تھا کہ مجھے اُن کے فرض ہونیکا خوف ہی اور آپکے بعد عمر رضی نے بیس پڑھی ہین اور اسپر سب صحابہ نے آپکی موافقت کی ہی فتح ترجمہ اور رمضان بھر مین ایک قرآن ختم کرنا اور چار چار رکعت کے بعد بقدر چار چار رکعت کے بیٹھنا مسنون ہی اور وتر صرف رمضان (شریف) مین جماعت سے پڑھے جائین

باب ادراک الفریضہ

فرض نماز مین شامل ہونیکا بیان

ت اگر کوئی شخص ظہر (کے فرضون) کی ایک رکعت پڑھ چکا تھا کہ تکبیر ہوگئی تو وہ دو رکعت پڑھ کر امام کے ساتھ شامل ہوجائے **ف** اور اگر ایک رکعت بھی نہین پڑھی تھی یعنی ابھی سجدہ مین نہین گیا تھا تو نیّت توڑ کے امام کے شامل ہو جائے یہی صحیح ہی ط ترجمہ اور اگر وہ تین رکعت پڑھ چکا تھا تو اپنی چار رکعت پوری کرلے اور پھر چار رکعت نفل کی نیت کرکے امام کے ساتھ شامل ہوجائے اور اگر کوئی فجر یا مغرب کی

ایک رکعت پڑھ چکا تھا اور پھر تکبیر ہوگئی تو وہ نیت توڑدے اور امام کے ساتھ شامل ہوجائے ف اور
اگر ان کی ایک رکعت پڑھ کے دوسری مین کھڑا ہوگیا تھا اور ابھی اُس کا سجدہ نہین کیا تھا تب بھی نیت توڑدے
اور اگر اس کا سجدہ کرلیا تھا تو اب اپنی ہی نماز پوری کرلے امام کے ساتھ شامل نہو اور اگر امام کے ساتھ شامل ہوگیا
تو مغرب مین ایک رکعت اور ملاکر چار پوری کردے کیونکہ تین رکعت نفل نہین ہر۔ ط ترجمہ جس مسجد مین
اذان ہوگئی ہو اس مین سے بغیر نماز پڑھے نکلنا مکروہ ہر اور اگر یہ نماز پڑھ چکا ہر تو پھر اسکو نکلنا مکروہ نہین ہے
ہان ظہر اور عشا مین اگر تکبیر شروع ہوگئی (تو باوجود نماز پڑھ چکنے کے بھی مسجد سے نکلنا مکروہ ہر) اور اگر کسی
کو یہ اندیشہ ہو کہ اگر وہ فجر کی سنتین پڑھے تو فجر کی دونون رکعتین نہ ملین گی تو وہ سنتون کو چھوڑدے اور امام کے
ساتھ (یعنی جماعت مین) شامل ہوجائے ورنہ نہین ف یعنی اگر دونون رکعتون کے جانے کا اندیشہ نہو
بلکہ دوسری رکعت ملجانے کی اُمید ہو تو وہ سنتین پڑھلے کیونکہ اس صورت مین دونون فضیلتون کو جمع
کرلینا ممکن ہر۔ طوع مختصات اور فجر کی سنتین بغیر فرضون کے قضا نہ کی جائین ف یعنی اگر فجر کی
فقط سنتین قضا ہوگئی ہون فرض قضا نہوے ہون تو سنتون کو قضا نہ پڑھے ہان اگر فرض و سنت دونون
قضا ہوگئے ہون تو اسوقت فرض کے ساتھ سنتین بھی پڑھ لے امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہر کہ اگر کسی کی
فقط سنتین قضا ہوجائین تو میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ اُن کو زوال سے پہلے پہلے پڑھ لے۔ فتح وغیرہ
ترجمہ ظہر سے پہلے کی چار سنتین اگر رہ جائین تو اُن کو ظہر ہی کے وقت مین بعد کی دو رکعت سُنت سے
پہلے پڑھ لے (اسی پر فتوی ہر) اور ظہر کی ایک رکعت ملنے سے ظہر جماعت سے پڑھنی شمار نہین ہوگی
بلکہ جماعت کا ثواب اُسکو ملجائے گا ف یعنی اگر کسی نے یہ کہا ہو کہ اگر مین ظہر جماعت سے پڑھون تو
میرا غلام آزاد ہے اور پھر اُسنے ظہر کی ایک رکعت ملی تو اُس کا غلام آزاد نہ ہوگا کیونکہ اسکی نماز جماعت سے نہین
ہوئی۔ فتح مختصاً ترجمہ اگر وقت کے جاتے رہنے کا خوف نہو تو فرضون سے پہلے نفل پڑھے ورنہ نہ پڑھے
ف یعنی اگر وقت کے جاتے رہنے کا خوف ہو تو نفل نہ پڑھے بلکہ ایسے وقت فرض فوت ہونے کی وجہ
سے نفل پڑھنا حرام ہر بعض علما نے ان نفلون سے سنتین مراد لی ہین اور بعض نفلون ہی کو کہتے ہین ط
ترجمہ اگر کسی نے امام کو رکوع مین پایا اور یہ اللہ اکبر کہہ کر اتنا کھڑا رہا کہ اس نے (رکوع سے) سر اُٹھالیا تو
یہ رکعت نہین ملی (یعنی) اسکی یہ رکعت نہین ہوئی) اور اگر کوئی مقتدی (امام سے پہلے) رکوع مین چلا
گیا تھا پھر اسمین امام بھی اُس سے مل گیا تو اس کا رکوع درست ہوگیا ف یعنی مقتدی اتنا پڑھنے کے بعد رکوع مین

گیا ہو جو اسکی قراءۃ کو کافی ہو ورنہ رکوع درست نہ ہوگا اور امام سے پہلے رکوع مین جانا مکروہ تحریمی ہے

باب قضاء الفوائت

فوت شدہ نمازون کو قضا کرنے کا بیان

ف جاننا چاہیئے کہ مامور بہ یعنی جسکے کرنے کا بندے کو حکم کیا گیا ہے دو قسم کا ہے ایک ادا یعنی عین واجب حوالہ کردینا دوسرا قضا یعنی اپنے پاس سے اس واجب کی مثل حوالہ کردینا مصنف نے ادا کو بیان کرکے اب قضا کا بیان شروع کیا ہے فتح ترجمہ قضا نماز اور وقتی نماز مین اور خود قضا نمازون مین بھی ترتیب کا لحاظ رکھنا) واجب ہے (کہ پہلی کو پہلے پڑھے اور دوسری کو بعد مین) اور تنگ وقت ہونے اور بھول جانے اور چھ نمازین (فوت ہو جانیسے یہ ترتیب ساقط ہو جاتی ہے اور پھر (پڑھتے پڑھتے) ان کے کم ہو جانے سے ترتیب نہین لوٹتی پس اگر کسی نے باوجود (اپنے ذمہ) قضا نماز یاد ہونے کے اگرچہ وہ وتر ہی ہون وقتیہ) فرض پڑھ لیے تو اسکے یہ فرض موقوفاً فاسد ہون گے ف یعنی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جسکے یہ معنی ہین کہ اگر پھر اُسنے اور پانچ وقت کی نمازین ادا کرلین تو اسکی یہ سب نمازین درست ہوگئین اور صاحبین کے نزدیک بالکل ہی فاسد ہو جاتی ہین سکین

باب سجود السہو

سہو کے سجدون کا بیان

ترجمہ (نمازین) واجب کے ترک ہونیسے ایک سلام کے بعد دو سجدے مع التحیات اور سلام کے واجب ہو جاتے ہین اگرچہ ترک واجب مکرر ہو (یعنی اگرچند دفعہ سہو ہونے سے کئی ترک واجب ہو جائین تب بھی دو ہی سجدے کافی ہین اور سجدۂ سہو امام کے سہو سے واجب ہوتا ہے نہ کہ مقتدی کے سہو سے (بلکہ مقتدی کا سہو ساقط ہو جاتا ہے) پس اگر کوئی پہلا قعدہ بھول گیا اور ابھی (تیسری رکعت مین سیدھا کھڑا نہین ہوا بلکہ) بیٹھنے کی طرف زیادہ نزدیک ہے تو وہ بیٹھ جائے ورنہ نہ بیٹھے (یعنی اگر کھڑا ہونیکو ہو گیا ہے تو پھر کھڑا ہی ہو جائے) اور سجدہ سہو کا کرلے ف بیٹھنے کی طرف نزدیک ہونیکے یہ معنی ہین کہ نیچے کا نصف بدن زمین سے اُٹھ گیا ہو اور گھٹنے زمین پر ہون اور بعض کا قول یہ ہے کہ اگر نیچے کا نصف بدن سیدھا نہین ہوا تو وہ بیٹھنے کی طرف نزدیک ہے اور اگر کھڑا ہو گیا ہے تو کھڑے ہونیکی طرف اور اوپر کے نصف بدن کا کچھ اعتبار نہین ہے فتح ترجمہ اگر کوئی قعدہ اخیرہ بھول (کر پانچوین رکعت مین کھڑا ہو) گیا تو جب تک یہ (اس رکعت کے)

سجدہ مین نہ گیا ہو بیٹھ جائے اور سجدہ سہو کا کرلے اور اگر سجدے مین چلا گیا تو سجدے سے سر اٹھاتے ہی اُس کے فرض باطل ہو گئے اور یہ نماز نفل ہو گئی اب یہ اسمین چھٹی رکعت اور ملائے **ف** بعض کہتے ہین یہ رکعت ملانا مستحب ہے اور بعض کہتے ہین واجب ہی اگرچہ ایسی صورت عصر ہی مین ہو اور فجر مین چوتھی رکعت ملالے اور اگر مغرب ہی تو خود ہی چار رکعت ہو جائین گی اور ملانے کی ضرورت نہین ہی **ترجمہ** اگر کوئی چوتھی رکعت مین بیٹھ گیا تھا (یعنی قعدۂ اخیرہ کرلیا تھا) پھر کھڑا ہو گیا (اور ابھی پانچوین رکعت کا سجدہ نہین کیا) تو بیٹھ جاے اور سلام پھیر دے اور اگر پانچوین رکعت کا سجدہ کرلیا تو اُسکے فرض پورے ہو گئے اب اس چھٹی رکعت کو اور ملالے (تاکہ یہ دو رکعت (علحدہ) نفل ہو جائین اور سجدہ سہو کا کرے اور اگر نفلون مین دو رکعت کے بعد سجدۂ سہو کرلیا تو اب اُنپر اور دو رکعتین بنا نہ کرے (کیونکہ سہو کا سجدہ نماز کے آخر مین ہونا چاہیئے اور بنا کرنے پر بیچ مین ہو جائیگا) **ترجمہ** اور اگر امام کے ذمہ سجدہ سہو کا تھا اور اُسنے سلام پھیرا اسوقت ایک شخص آکر اس کا مقتدی ہو گیا پس اگر اس امام نے سجدہ سہو کا کرلیا تو اس کا مقتدی ہونا درست ہو گیا ورنہ نہین ہوا **ف** اسکی وجہ یہ ہے کہ سجدہ کرنے کی صورت مین تو اس کا مقتدی ہونا نماز کے اندر ہو جاتا ہے بخلاف اس صورت کے کہ اسنے سجدہ نہ کیا اور وہ سلام نماز سے خارج ہونیکے لیے رکھا کیونکہ نماز سے خارج ہونیکے بعد مقتدی ہونا درست نہین ہے **ترجمہ** اور سجدہ سہو (اگر ذمہ ہو تو) کرلے اگرچہ سلام نماز تمام کرنیکے لیے پھیرا ہے اور اگر کسی کو (نماز مین) اوّل ہی دفعہ شک ہوا ہو (یعنی یہ یاد نہ رہا) کہ کے رکعت ہوئی ہین تو وہ نماز نئے سر سے پڑھے اور اگر بہت دفعہ ہو چکا تو اٹکل کرلے اور اگر کسی طرف بھی دل نہ جمے (یعنی نہ کمی پر نہ زیادتی پر) تو کمتر رکعتین اختیار کرلے **ف** مثلاً یہ شک ہوا کہ تین پڑھی ہین یا چار تو تین ہی پڑھی ہوئی جانے اور چوتھی اور پڑھ لے **ترجمہ** اگر کوئی (مثلاً) ظہر کے فرضون مین دو رکعت پر بیٹھا تھا پھر اُسے یہ خیال بندھ گیا کہ مین چارون رکعت پڑھ چکا ہون چنانچہ اُسنے سلام پھیر دیا پھر معلوم ہوا کہ دو ہی رکعت پڑھی ہین تو وہ (دو رکعت اور ملاکر) نماز پوری کرلے اور سجدہ سہو کا کرے **ف** یہ حکم اُسوقت ہے کہ اُسنے سلام پھیرنیکے بعد کوئی ایسا فعل نہ کیا ہو جو نماز کے خلاف اور مفسد نماز ہو اور اگر ایسا ہو گیا ہے تو نماز دوبارہ پڑھے

باب صلوٰۃ المریض

بیمار کی نماز کا بیان

ترجمہ جسکو (نماز مین) کھڑا ہونا دشوار ہو یا بیماری زیادہ ہونیکا خوف ہو تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھے رکوع اور سجدہ

کرے اور اگر رکوع اور سجدہ کرنا بھی دشوار ہو تو اشارے سے پڑھے اور رکوع کی نسبت سجدہ مین سر زیادہ جھکائے اور منھ کے آگے کوئی اونچی چیز ایسی نہ رہے کہ اُسپر سجدہ کرے اور اگر رکھ لی اور سجدہ مین سر کو رکوع سے زیادہ جھکاتا ہو تو درست ہے ورنہ درست نہین ہو **ف** یعنی اگر کسی نے سجدہ کے لیے اپنے آگے ایسا اونچا تکیہ وغیرہ رکھ لیا جسمین رکوع اور سجدہ کے لیے سر برابر ہی جھکتا ہو تو یہ درست نہین ہو۔ ع ترجمہ اور اگر بیٹھنا بھی دشوار ہو تو وہ چت لیٹ کر یا کروٹ سے لیٹ کر نماز اشارہ سے پڑھے اور اگر اتنی بھی طاقت نہو تو نماز ملتوی کردیجائے (اور تندرست ہونیکے بعد پڑھے) اور آنکھون اور دل و بھوؤن کے اشارے سے نہ پڑھے اور اگر (کوئی ایسا مرض ہو کہ) مریض کھڑا ہو سکتا ہو اور رکوع سجدہ نہین کرسکتا تو وہ بیٹھ کر اشارے سے پڑھے اور اگر کوئی نماز پڑھنے مین بیمار ہو گیا تو باقی نماز اس سے جسطرح ہو سکے پوری کرے اور اگر کوئی بیٹھا ہوا رکوع سجدون سے نماز پڑھ رہا تھا کہ نماز ہی مین تندرست ہو گیا تو وہ بنا کرلے (یعنی باقی نماز کھڑا ہو کر ادا کرلے) اور اگر رکوع سجدے اشارے سے کر رہا تھا تو بنا نہ کرے (بلکہ نئے سرے سے پڑھے) اور اگر نفل پڑھنے والا (پڑھتے پڑھتے) تھک جائے تو اُسے کسی چیز پر سہارا لے لینا جائز ہے **ف** کیونکہ یہ عذر ہے اور اگر کوئی چیز سہارا لینے کو نہ ملے تو بیٹھ جائے اور بلا عذر سہارا لینا مکروہ ہے م و ع ترجمہ اگر کوئی (چلتی) کشتی مین بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھ لے تو درست ہے **ف** بلا عذر سے یہ مراد ہے کہ اگرچہ وہ کھڑا ہو کر پڑھ سکتا ہو اور کشتی کا عذر قے آنا جو گھرنی آنا وغیرہ ہے اور نماز شروع کرتے وقت اس کو قبلہ رُخ ہونا لازم ہے اور بعد مین جب کشتی پھرے وہ اپنا منھ قبلہ کی طرف کرلے کیونکہ کشتی اس کے حق مین مثل مکان کے ہے اور کشتی مین اشارے سے نماز پڑھنا بالاتفاق جائز نہین ہے۔ ط و ع ترجمہ اگر کوئی شخص پانچ نمازون (یا اس سے کم) تک بیہوش یا دیوانہ رہے اور پھر اچھا ہو جائے) تو ان نمازون کو قضا کرے اور اگر اس سے زیادہ نمازین ہو جائین تو قضا نہ کرے

باب سجدة التلاوة

(قرآن کی) تلاوت کے سجدہ کا بیان

ف یہان مصنف کے تلاوۃ کا لفظ ذکر کرنے مین اس طرف اشارہ ہے اگر کسی نے ایسی آیۃ کو لکھا یا اس کے ہجے کیے اور روان نہین پڑھا تو اسپر سجدہ واجب نہین ہوتا اور اسکے ادا ہونیکی شرطین وہی ہین جو نماز کی شرطین سوائے تحریمہ اور نیت تعیین کے اور اسکا سبب بالاجماع تلاوۃ ہے اسیوجہ سے تلاوۃ کی طرف اسکو منسوب کیا جاتا ہو اور سامعین کے حق مین تلاوۃ کا سُننا شرط ہو اور یہی صحیح ہو اور یہ ہمارے نزدیک واجب ہو اور امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک سنت مؤکدہ ہو انکی دلیل یہ ہو کہ آنحضرت علیہ السلام

نے سجدہ کی آیۃ پڑھی اور سجدہ نہین کیا تھا جسکے جواب مین ہم کہہ سکتے ہین کہ حضور انور نے اسوقت سجدہ
نہ کیا ہوگا باقی اُسمین واجب نہ ہونے کی کوئی دلیل نہین ہے کیونکہ فی الفور سجدہ واجب نہین ہے اور ہماری
دلیل یہ ہو کہ سب آیتین اسکے واجب ہی ہونے پر دلالت کرتی ہین کیونکہ کل آیتین تین قسم کی ہین ایک
قسم تو وہ ہو جسمین سجدہ کرنیکا صریح امر ہے اور امر وجوب کے لیے ہے دوسری قسم وہ ہو جسمین انبیار کا فعل مذکور
ہوا ہے اور انبیار کا اقتدا واجب ہو تیسری قسم وہ ہو جسمین کفار کی سرتابی بیان کی گئی ہے اور انکی مخالفت
کرنی واجب ہو یعنی ترجمہ یہ سجدہ چودہ آیتون (مین سے کوئی ایک آیۃ پڑھنے) سے اس شخص پر واجب
ہوتا ہو کہ جو پڑھے اگرچہ وہ امام ہو یا جو سُنے اگرچہ اس کا ارادہ سننے کا نہ ہو یا جو مقتدی ہوا اور اس کا امام سجدے
کی آیۃ پڑھے) ہان مقتدی کے خود سجدہ کی آیۃ پڑھنے سے اُسپر سجدہ واجب نہین ہوتا **ف** یعنی اگر
کوئی مقتدی سجدہ کی آیۃ پڑھلے تو نہ اُسپر سجدہ واجب ہوتا ہو نہ اسکے امام پر نہ نماز مین اور نہ نماز کے
بعد اور امام محمد رح کا قول ہو کہ نماز سے فارغ ہو کر سجدہ کرلین۔ ط (مسکین) ترجمہ اُن آیتون مین سی ایک آیۃ
سورہ حج کے پہلے سجدہ کی ہو اور ایک سورہ ص مین ہو **ف** ہمارے نزدیک سورہ حج کا پہلا سجدہ واجب ہے
اور امام شافعی رح کے نزدیک دوسرا سجدہ اور اُن کے نزدیک سورہ ص مین سجدہ نہین ہو اور یہ سجدہ ان سورتون
مین ہو۔ سورۂ اعراف۔ سورۂ رعد۔ نحل۔ بنی اسرائیل۔ مریم۔ سورۂ حج۔ فرقان۔ نمل۔ الم تنزیل۔ حم سجدہ
ص۔ نجم۔ اذا السمار انشقت۔ اقرا ترجمہ اگر کوئی نمازی اپنے امام کے سوا اور کسی سے سجدہ کی آیۃ سُنے تو وہ
نماز کے بعد سجدہ کرلے اور اگر نماز ہی مین سجدہ کرلیا تو (نماز کے بعد پھر سجدہ کرے کیونکہ وہ سجدہ ناقص تھا)
نماز دوبارہ نہ پڑھے اور اگر کسی نے امام سے سجدہ کی آیۃ سُنی اور امام کے سجدہ کرنیسے پہلے اس کا مقتدی ہوگیا
امام کے ساتھ سجدہ کرلے اور اگر امام کے سجدہ کرنیکے بعد اس کا اقتدا کیا ہو تو نہ کرے اور اگر اس امام کا اقتدا نہین
کیا تو خود سجدہ کرلے (کیونکہ سجدہ کا سبب اسکے حق مین ہوگیا ہو) اور جو سجدہ نماز مین (اپنے یا اپنے امام کے
سجدہ کی آیۃ پڑھنے سے واجب ہوا ہو وہ نماز کے باہر (کرلینے سے) ادا نہین ہوتا اور اگر کسی نے نماز کے باہر
سجدہ کی آیۃ پڑھی اور سجدہ کرلیا اور پھر وہی آیۃ نماز مین پڑھی تو اب دوسرا سجدہ کرے اور اگر پہلے سجدہ نہین
کیا تھا تو اُسے ایک سجدہ کرلینا کافی ہے جیسا کہ اگر کوئی ایک جگہ پر سجدہ کی آیۃ کئی مرتبہ پڑھے (دو جگہ پڑھے
(کیونکہ سجدہ کی آیۃ کو کئی مرتبہ مختلف جگہ پڑھنے پر ایک سجدہ کرلینا کافی نہین ہوتا) اور اس سجدہ کی
کیفیت یہ ہو کہ نماز کی شرائط کے ساتھ بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہہ کر سجدہ کرے اور پھر اللہ اکبر کہہ کے سر اٹھائے

اور نہ التحیات پڑھے اور نہ سلام پھیرے اور ساری سورۃ پڑھنا اور انمین سے فقط سجدہ کی آیۃ چھوڑ دینا مکروہ ہے اور اس کا عکس مکروہ نہین ہے (یعنی یہ کہ فقط سجدہ کی آیۃ پڑھے اور اور آیتین نہ پڑھے)

باب صلوٰۃ المسافر

مسافر کی نماز کا بیان

ترجمہ جو شخص درمیانی چال سے تین روز کا سفر کرنے (یعنی تین منزل طے کرنے) کے ارادے سے روانہ ہوکر اپنے شہر کی آبادی کے باہر نکل جائے خواہ سفر خشکی کا ہو یا دریا کا ہو یا پہاڑ کا ہو وہ چار فرضون کو دو پڑھے ف یعنی چار فرضون مین قصر کرے باقی مثلاً مغرب اور فجر مین نہ کرے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مسافر پر فرض دو ہی رکعت ہین کیونکہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین فرضت الصلوٰۃ رکعتین رکعتین فاقرت صلوٰۃ السفر وزیدت فی صلوٰۃ الحضر یعنی نماز کی دو ہی رکعت فرض ہوئی تھین بعد مین سفر کی نماز تو اتنی ہی رہی اور حضر کی نماز بڑھا دی گئی اور امام شافعیؒ کے نزدیک قصر کرنا لازم نہین ہے بلکہ یہ آسانی کے لیے ہے اور تین روز سے کم کے سفر مین جو تقریباً چھتیس[۳۶] کوس کا ہوتا ہے اس سے کم مین نماز قصر نہ کیجائے اسلیے مصنف نے یہ قید پہلے ہی لگادی ہے۔ فتح وعینی ترجمہ اگر کسی مسافر نے پوری نماز پڑھ لی (یعنی چار رکعت مین قصر نہین کیا) اور وہ دوسری رکعت پر (بقدر تشہد) بیٹھا تھا تو اسکی نماز درست ہوگئی اور اگر نہین بیٹھا تھا تو درست نہین ہوئی (کیونکہ فرض پورے کرنےسے پہلے وہ نفل مین مشغول ہوگیا ہے یہ قصر کا حکم) اسوقت تک (رہے) کہ مسافر اپنے شہر مین داخل ہو یا کسی شہر یا گانون مین پندرہ[۱۵] روز ٹھیرنے کی نیت کرلی سوائے مکہ (معظمہ) اور منا کے (کہ ان دونون مین پندرہ روز ٹھیرنے کی نیت کرلینے سے بھی مقیم نہ ہوگا اور ان دونون کو ذکر کرنا مثال کے طور پر ہے) اور اگر پندرہ روز سے کم ٹھیرنیکی نیت کی یا کچھ نیت نہین کی اور آج کل آج کل کرتے ہوے) برس گذر گئے یا اسلامی لشکر نے دارالحرب مین پندرہ روز ٹھیرنے کی نیت کرلی تو یہ اور وہ نماز قصر ہی پڑھین ف یعنی اُسوقت کہ جب یہ ٹھیرنے کی نیت کرلین جسکی وجہ یہ ہے کہ یہ اس نیت کے کرنیسے مقیم نہین ہوجاتے کیونکہ یہ نہین رہتے ہین کہ اگر ہم نے فتح پائی تو ٹھیر جائینگے اور اگر شکست کھائی تو بھاگ جائینگے اس لیے وہ جگہ ان کے حق مین دار اقامتہ نہین ہوتی۔ مستخلص ترجمہ اور اگر اسلامی لشکر نے (دارالحرب مین) کسی شہر کا محاصرہ کرلیا یا دارالاسلام مین شہر سے باہر باغیون کا محاصرہ کرلیا تو ان دونون صورتون مین بھی یہ پندرہ روز ٹھیرنے کی نیت

کر لینے سے مقیم نہین ہوتے (لہذا قصر نماز پڑھین) بخلاف خیمہ مین رہنے والون کے ف اس موقع پر
تین مین اخبیہ کا لفظ ہی جو خبا کی جمع ہی اور خبا ادنی خیمہ کو کہتے ہین اور خیمہ مین رہنے والون سے مراد خانہ بدوش
لوگ ہین جیسے بنجارے اور کنجر وغیرہ جنکی گذران ہی جنگلون مین ہوتی ہی اسلیے انکا وطن وہی ان کی
جھونپڑی یا خیمہ ٹھیر گیا ہی اس قسم کے لوگ ہمیشہ مقیم رہتے ہین مسافر نہین ہوتے فتح ترجمہ اگر مسافر نماز
کے وقت مین کسی مقیم کی اقتدا کرے تو یہ اقتدا درست ہی اور یہ پوری نماز پڑھے اور وقت کے بعد درست
نہین ہی ف اقتدا کے معنی مقتدی ہونے یعنی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے ہین مسلہ کی صورت یہ ہے
کہ ایک مقیم مثلاً ظہر کی نماز ظہر کے وقت پڑھتا تھا یا پڑھنا چاہتا تھا کہ کوئی مسافر اس کا مقتدی ہو گیا تو
اُسکی یہ اقتدا درست ہی اور وہ امام کے تابع ہونے کی وجہ سے نماز پوری پڑھے اور اگر وہ ظہر کی نماز بےوقت
پڑھ رہا تھا تو اُسکی اقتدا درست نہین ہی ترجمہ اور اگر مقیم مسافر کا اقتدا کرے تو دونون صورتون مین
درست ہی ف یعنی وقت پر بھی اور وقت کے بعد بھی پس جب مسافر امام سلام پھیرے تو مقیم بغیر
قراۃ کے اپنی نماز پوری کر لے اور امام کے لیے مستحب ہی کہ وہ مقتدیون سے یہ کہدے کہ تم اپنی نماز
پوری کر لو کیونکہ مین مسافر ہون ۔ع ترجمہ وطن اصلی دوسرے وطن اصلی سے باطل ہو جاتا ہے
سفر کرنیسے باطل نہین ہوتا ف یعنی اگر کسی نے اپنا اصلی وطن چھوڑ کر اور کسی شہر مین رہنا اختیار کر لیا
تو اب وہ پہلا شہر اس کا وطن نہین رہا اگر مسافرت مین وہان پہونچے اور پندرہ روز وہان رہنے کی نیت
نہ ہو تو یہ مسافر ہی لیکن اسمین یہ شرط ہے کہ اس وطن اصلی مین اسکے گھر کے آدمی بھی نہ رہتے ہون اور اگر وہ
رہتے ہون گے تو وہ وطن رہے گا اور یہ وطن فقط وہان سے سفر کرنیسے باطل نہین ہوتا ترجمہ اور
وطن اقامت دوسرے وطن اقامت سے اور سفر سے اور وطن اصلی سے باطل ہو جاتا ہے ف وطن
اقامت وہ ہی جہان آدمی پندرہ روز یا اس سے زیادہ رہنے کی نیت کر لے پس وہ اسے چھوڑ کر دوسرا
وطن اقامت اختیار کر لے تو پھر یہ وطن اقامت نہین رہتا اور اگر اس سے سفر کیا جائے یا اصلی وطن
چلا جائے تب بھی یہ جاتا رہتا ہی ع وط ترجمہ اور سفر اور حضر کی فوت شدہ نمازین دو اور چار رکعت
قضا پڑھی جائین (یعنی سفر کی دو اور حضر کی چار رکعت قضا پڑھی جائین) اور اس بارے مین معتبر آخر
وقت ہے ف یعنی مقیم اور مسافر ہونے مین نماز کے اخیر وقت کا اعتبار ہے مثلاً عصر کے آخر وقت
اگر مسافر ہی تو دو رکعت پڑھے اور اگر مسافر عصر کے اخیر وقت اپنے شہر مین داخل ہو گیا ہی تو وہ چار رکعت

پڑھے۔ ط ترجمہ اور دنماز قصر پڑھنے وغیرہ احکام مین) گنہگار مثل بے گناہون کے ہے ف یعنی اگر کوئی رہزنی وغیرہ کرنے کے ارادہ سے سفر کرے تو اُسکو بھی قصر نماز پڑھنے اور روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہوتی ہے کیونکہ اصل سفر مین کوئی نافرمانی نہین ہو یہ ہمارے نزدیک ہو اور امام شافعی علیہ الرحمۃ کا قول یہ ہے کہ گنہگار کے لیے یہ رعایت اور رخصت نہین ہو مستخلص و فتح ملخصاً ترجمہ اور مسافر و مقیم ہونیکی نیت کرنیمین اصل کا اعتبار کیا جاتا ہو نہ کہ (اسکے) تابع کا یعنی غلام عورت اور خادم کا ف یعنی یہ تینون تابع ہوتے ہین اسلیے مقیم و مسافر ہونیمین انکی نیت کا اعتبار نہین ہوتا بلکہ شوہر آقا حاکم کی نیت کا اعتبار ہوتا ہے کیونکہ وہ اصل ہین فتح

باب صلوٰۃ الجمعہ

جمعہ کی نماز کا بیان

ف جمعہ اجتماع سے مشتق ہو اس روز لوگون کے جمع ہونے کی وجہ سے اسکا نام جمعہ رکھا گیا ہو یا اسوجہ سے کہ تمام اولاد آدم اسی روز جمع کی جائینگی یا اسوجہ سے کہ آدم علیہ السلام حضرت حوا سے زمین پر اسی روز ملے تھے۔ فتح ترجمہ جمعہ (کی نماز) ادا ہونے کی یہ (چھ) شرطین ہین (۱) شہر کا ہونا ف پس گانون مین جمعہ جائز نہین ہو اور نہ جنگل مین کیونکہ علی رضی اللہ عنہ کا قول ہو کہ لا جمعۃ ولا تشریق ولا صلوٰۃ فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع یعنی جمعہ تشریق عید الفطر اور عید الضحیٰ سوائے شہر جامع کے اور جگہ نہین ہے ط ع ترجمہ اور شہر وہ جگہ ہو جہان حاکم اور قاضی ہو جو احکام (شرعیہ) جاری کرتا اور (لوگون پر) حدود قائم کرتا ہو یا شہر کی عیدگاہ ہو (یعنی اسمین بھی جمعہ ہونا جائز ہی) اور منا شہر ہی عرفات شہر نہین ہو ف پس منا مین جمعہ جائز ہی جبکہ حاکم حجاز یا بادشاہ امام ہو نہ کہ حاکم موسم کے ہونے پر کیونکہ وہ فقط امور حج کا ہی حاکم ہوتا ہے اور عرفات کے شہر نہ ہونے کی وجہ یہ ہی کہ وہ ایک علیحدہ میدان ہو مکہ کے میدان مین داخل نہین ہو ع د ط ترجمہ ایک شہر مین چند جگہ جمعہ ہونا جائز ہے (۲) بادشاہ یا اُس کے نائب کا ہونا (۳) ظہر کا وقت ہونا پس اس کے نکلنے سے جمعہ باطل ہو جائیگا (۴) نماز سے پہلے خطبہ کا ہونا اور مسنون یہ ہے کہ امام باوضو کھڑا ہو کر دو خطبے پڑھے اور دونون کے بیچ مین تھوڑی سی دیر بیٹھے (یعنی اس قدر کہ ہر عضو اپنی جگہ پر آجائے) اور خطبہ مین (فقط) الحمد للہ یا لا الہ الا اللہ یا سبحان اللہ خطبہ کی نیت سے کہنا کافی ہو سکتا ہے (۵) جماعت کا ہونا اور وہ (امام کے سوا تین آدمی ہین ف یعنی جماعت امام کے سوا کم از کم تین آدمی کو کہتے ہین اور یہ امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک ہو اور امام

ابو یوسفؒ کے نزدیک امام کے سوا دو آدمی اور امام شافعیؒ کا قول یہ ہے کہ امام کے سوا چالیس آدمی آزاد مقیم ہونے چاہئیں۔ع وسکین ترجمہ پس اگر امام کے سجدے میں جانیسے پہلے سب مقتدی بھاگ گئے میں تو (امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک) جمعہ باطل ہو جائے گا (اور صاحبینؒ کا قول یہ ہے کہ باطل نہ ہوگا) (۹) اذن عام ہونا (کہ جو چاہے چلا آئے) اور جمعہ کے واجب ہونے کی یہ شرطیں ہیں (۱) مقیم ہونا (پس مسافر پر واجب نہیں) (۲) مرد ہونا (پس عورت پر نہیں ہے) (۳) تندرست ہونا (پس مریض پر نہیں ہے) (۴) آزاد ہونا (پس غلام پر بالاتفاق واجب نہیں ہے) (۵) بینائی کا ہونا (پس اندھے پر واجب نہیں ہے) (۶) دونوں پیروں کا سالم ہونا (پس لنگڑے اور اپاہج پر واجب نہیں ہے) اور جس پر جمعہ واجب نہ ہو اور وہ جمعہ پڑھ لے تو اُسوقت کا فرض ادا ہو جائیگا ف یعنی ظہر کی نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوگی بلکہ جمعہ کی نماز اُسکا بدلہ ہو جائے گی کیونکہ جمعہ واجب نہ ہونا محض تخفیف کی وجہ سے تھا اور جب اِسنے اُس مشقت کو برداشت کر لیا تو وہ درست ہو گیا جیسا کہ مسافر کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور جب وہ رکھ لے تو روزہ ہو جاتا ہے ع وسکین ترجمہ اور مسافر۔ غلام اور مریض کو جمعہ (کی نماز) میں امام ہونا جائز ہے اور (اگر یہ مقتدی ہوں تو) ان سے جماعت ہو جاتی ہے ف یعنی اگر امام کے پیچھے فقط ایک مسافر اور ایک غلام اور ایک مریض ہو تو جمعہ کی نماز جائز ہو جائے گی اسمیں امام شافعیؒ کا خلاف ہے ع وط ترجمہ اور جسے کوئی عذر نہ ہو اگر وہ جمعہ (کی نماز) سے ظہر (کی نماز) پڑھ لے تو یہ مکروہ (تحریمی) ہے پھر اگر وہ (ظہر کی پڑھ کر) جمعہ پڑھنے کے لیے جائے تو اُسکی ظہر (کی نماز) باطل ہو جائے گی اور معذور اور قیدی کو شہر میں (جمعہ کے دن ظہر جماعت سے پڑھنا مکروہ (تحریمی) ہے اور جو شخص التحیات میں یا سہو کے سجدوں میں جمعہ میں شریک ہو گیا تو وہ بعد کی نماز پوری کرے اور جب امام (خطبہ پڑھنے کے لیے اپنے حجرے سے) نکل پڑے تو اُسوقت نہ کوئی نماز پڑھنا درست ہے اور نہ بات چیت کرنا اور پہلی ہی اذان پر جمعہ کی نماز کو جانا اور خرید و فروخت ترک کرنا واجب ہو جاتا ہے اور جب امام (خطبہ پڑھنے کے لیے) منبر پر بیٹھے تو اُسکے سامنے (کھڑے ہو کر اذان دیجائے اور خطبہ ختم ہونیکے بعد تکبیر کہی جائے

باب صلوٰۃ العیدین

دونوں عید کی نماز کا بیان

ترجمہ عید کی نماز جمعہ کی شرطوں کے ساتھ اُس شخص پر واجب ہوتی ہے جسپر جمعہ کی نماز واجب ہو جاتی ہے سوائے خطبہ کے (کہ یہ عید میں شرط نہیں ہے اور جمعہ میں شرط ہے) اور عید الفطر میں (عید گاہ جانے کے پہلے

کچھ کھالینا غسل کرنا مسواک کرنا خوشبو لگانا اور جو کپڑے اپنے کو میسر ہون اُن مین سب سے اچھے کپڑے پہننا اور صدقۂ فطر (یعنی فطرہ) دینا مستحب ہے پھر عیدگاہ جائے راستہ مین آواز سے تکبیر نہ کہے (بلکہ آہستہ آہستہ کہے) اور نہ عید کی نماز سے پہلے نفل پڑھے **ف** عید کی نماز سے پہلے نفل پڑھنا مطلقاً مکروہ ہو امام کے حق مین بھی اور مقتدیون کے حق مین بھی اور عیدگاہ مین بھی اور مسجدون وغیرہ مین بھی اور امام شافعیؒ کا قول یہ ہو کہ امام کے حق مین مکروہ ہے مقتدیون کے حق مین مکروہ نہین ہو مسکین ومستخلص ترجمہ عید کی نماز کا وقت آفتاب کے (ایک نیزہ یا دو نیزہ) اونچا ہونے (کی مقدار) سے لیکر دن ڈھلنے تک ہے اور امام دو رکعت پڑھائے سبحانک اللھم (تکبیرات) زوائد سے پہلے پڑھے اور زوائد ہر رکعت مین تین تین تکبیرین ہین اور دونون رکعتون کی قراتون کو ملادیوے **ف** اسکی صورت یہ ہو کہ اول اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھے اور سبحانک اللھم پڑھے پھر تین دفعہ یہ زائد تکبیرین کہے ان کے بعد قرارت شروع کرے اور جب دوسری رکعت مین کھڑا ہووے تو پہلے قرارت کرے اس صورت مین دونون قراتین ملجائینگی اور اسکے تین دفعہ زائد تکبیرین کہہ کر پھر رکوع کی تکبیر کہے ع ترجمہ اور ان زائد تکبیرون مین دونون ہاتھ (کانون تک) اُٹھائے اور نماز کے بعد (امام) دو خطبے پڑھے اور اسمین صدقۂ فطر کے احکام بیان کرے اور اگر کسی کو امام کے ساتھ عید کی نماز نہ ملے تو پھر قضا نہ پڑھی جائے اور کسی عذر سے (مثلاً بارش وغیرہ کے سبب سے) فقط کل تک کی تاخیر کیجائے **ف** یعنی عید کی نماز مین فقط ایک روز کی تاخیر جائز ہے کہ اگر اول روز نہ پڑھی گئی تو دوسرے روز پڑھ لین باقی تیسرے روز پڑھنا جائز نہین ہو اور یہ ہمارے نزدیک ہو اور امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک تیسرے روز تک بھی تاخیر کرنی جائز ہے ع ترجمہ اور یہی (مذکورہ) احکام عید الضحی کے ہین لیکن اسمین کھانا نماز کے بعد کھائے اور (نماز کو جاتے ہوئے) راستہ مین تکبیر پکار کے کہے اور خطبہ مین قربانی (کے احکام) اور تکبیرات تشریق کو بیان کر اور اسکی نماز مین کسی عذر کی وجہ سے تین روز تک تاخیر کیجائے (یعنی بقرعید کی نماز کسی عذر کے باعث بارھوین تاریخ تک پڑھ لینی جائز ہے) اور عرفہ کرنا کوئی چیز نہین ہو **ف** عرفہ کرنیکی صورت یہ ہو کہ عرفہ کے روز لوگ جمع ہون اور جس طرح حاجی لوگ عرفات جاکر دعا وغیرہ کرتے ہین یہ بھی انکی نقل اتارنیکے لیے احرام باندھکر لبیک کہتے ہوئے ایک جگہ اکٹھے ہوکر دعا وغیرہ کرین اس کا شریعت مین کہین کچھ ثبوت نہین ہو ع ترجمہ اور عرفہ کے دن کی فجر کی نماز کے بعد سے آٹھ (وقت کی) نمازون تک (یعنی انمین سے ہر نماز کے بعد ایک دفعہ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد کہنا سُنت ہے مگر اسی

جو مقیم ہو شہر مین فرض نماز مستحب جماعت سے (یعنی مردون کی جماعت سے) پڑھے اور اقتدا کرنے کے سبب سے
عورت اور مسافر پر بھی واجب ہوجاتی ہی **ف** مصنّف کے یہان واجب کہنے سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ
یہ تکبیر تشریق جسپر ہے واجب ہی ہی اور یہی زیادہ صحیح بھی ہی اور مسنون اسکو اسوجہ سے کہدیا گیا ہی کہ اس کا
ثبوت سُنّت سے ہوا ہے اور اسکے شروع کرنے مین صحابہ مین اختلاف ہی نوجوان صحابہ مثلاً ابن عباسؓ
اور ابن عمرؓ کا قول یہ ہی کہ بقرعید کے دن ظہر کی نماز کے بعد سے شروع کی جاے امام شافعی علیہ الرحمۃ
نے اسی کو لیا ہی اور بڑی عمر کے صحابہ مثلاً حضرت عمر حضرت علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم یہ فرماتے تھے کہ
عرفہ کے دن کی فجر کی نماز کے بعد سے شروع کیجاے یہی ہمارا مذہب ہے اور اسکے ختم ہونے مین بھی
اختلاف ہی ابن مسعودؓ فرماتے ہین کہ بقرعید کے روز عصر کی نماز کے بعد ختم کردیجاے اور یہ آٹھ نمازین ہوئی
ہین امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے شروع کرنے اور ختم کرنے مین حضرت ابن مسعودؓ ہی کے قول کو لیا ہی اور علی
رضی اللہ عنہ کا قول یہ ہی کہ ایام تشریق کے آخر دن یعنی تیرھوین تاریخ کو عصر کی نماز کے بعد ختم کیجاے
اور یہ تیئیس نماز ہوتی ہین امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح نے اسی کو لیا ہی - فتح

باب صلوٰۃ الکسوف

سورج گہن (اور چاند گہن) کی نماز کا بیان

ف کسوف سورج گہن کو کہتے ہین اور خسوف چاند گہن کو اور کبھی کسوف کا استعمال دونون مین ہوجاتا ہی
اور بعض کا قول یہ ہی کہ جب کم گہن ہو تو کسوف ہی اور جب پورا گہن ہو تو خسوف ہی - ع **ترجمہ** جب
سورج گہن ہو تو جمعہ کا امام نفل کی طرح دو رکعت پڑھاے قراۃ پکار کر اور خطبہ نہ پڑھے **ف** نفل کی طرح
کہنے سے یہ مُراد ہی کہ جیسے نفلون مین اذان و تکبیر نہین ہوتی اور ہر رکعت مین ایک ہی رکوع ہوتا ہے
اور اوقات مکروہہ مین انکا پڑھنا جائز نہین ہی پس یہ نماز بھی ایسی ہی ہے - فتح ملخصاً **ترجمہ** پھر نماز
کے بعد اتنی دیر دعا مانگے کہ سورج گہن سے کھُل جاے اور اگر جمعہ کا امام موجود نہو تو سب اکیلے اکیلے
پڑھین جیسے چاند گہن - اندھیری آندھی اور ہلن وغیرہ کے خوف کی وقت پڑھتے ہین **ف** یعنی جیسے
چاند گہن مین اکیلے اکیلے پڑھی جاتی ہی کیونکہ چاند گہن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین کئی مرتبہ
ہوا ہی اور یہ کہین منقول نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے لیے لوگون کو جمع کیا تھا دوسرے یہ کہ رات
کو سونے کے بعد سب کا جمع ہونا ناممکن بھی ہی اور یہ فتنہ فساد کا بھی سبب ہوجاتا ہی اسلیے مشروع نہین ہی بلکہ

ہر شخص علیحدہ علیحدہ عجز و انکساری کرے اور ایسی ہی یہ اور نمازین ہین۔ فتح

باب صلوۃ الاستسقاء

بارش مانگنے کی نماز کا بیان

ترجمہ استسقاء کے لیے نماز ہے مگر جماعت سے نہین ہے اور دعا مانگنا اور استغفار پڑھنا ہے نہ چادر کو الٹ پلٹ کرنا اور اسمین ذمی (یعنی کافر) کو نہ آنے دین اور فقط تین روز (پڑھے) جائین ف امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس نماز مین جماعت مسنون نہین ہے امام ابو یوسف نے امام ابو حنیفہ سے اسکو دریافت کیا تھا آپنے فرمایا کہ یہ نماز جماعت سے نہین ہے ہان اسمین دعا مانگنا اور استغفار کرنا ہے اور لوگ اکیلے اکیلے پڑھ لین تو کوئی حرج نہین ہے اس جماعت کے سنت یا مستحب ہونے کی نفی ہوتی ہے اور صاحبین کے نزدیک عید کی طرح دو رکعت جماعت سے پڑھین اور چادر کو اس طرح لوٹائین کہ ایک مونڈھے کی دوسرے پر اور نیچے کی اوپر ہو جائے عینی وغیرہ

باب صلوۃ الخوف

خوف (کیوقت) کی نماز کا بیان

ترجمہ اگر دشمن یا کسی درندے کا خوف زیادہ ہو تو امام (لوگون کی) دو جماعتین کرلے اور (ایک جماعت کو دشمن (یا درندے) کے سامنے کھڑا کردے اور دوسری جماعت کو (اگر مسافر ہو تو) ایک رکعت اور اگر مقیم ہو تو دو رکعت پڑھائے پھر یہ جماعت (جسنے امام کیساتھ ایک رکعت یا دو رکعتین پڑھ لی ہین) دشمن کے سامنے چلی جائے اور وہ جماعت آئے اور جتنی نماز رہ گئی ہے امام اس جماعت کو پڑھا کر سلام پھیر دے اور امام کے سلام پھیرنیکے بعد یہ جماعت دشمن کے مقابلہ مین چلی جائے اور پہلی جماعت اگر بدون قرات کے اپنی نماز پوری کرے (کیونکہ یہ لوگ شروع سے امام کیساتھ تھے) اور سلام پھیرنیکے بعد یہ دشمن کے مقابلے مین چلے جائین پھر دوسری جماعت آئے اور یہ قرات کیساتھ اپنی باقی نماز پوری کرین ف کیونکہ یہ مسبوق ہین اور مسبوق سے جو رکعتین پہلی ہو لیتی ہین انہین قرات کرنا فرض ہوتا ہے بخلاف پہلی جماعت کے کہ وہ شروع سے امام کیساتھ تھی اور ایک وجہ خاص سے بیچ مین شامل نہین ہے لہذا یہ جماعت لاحق کے حکم مین ہے اور لاحق پر قرات نہین ہوتی۔ فتح ترجمہ اور مغرب کی نماز میں امام پہلی جماعت کو دو رکعت پڑھائے اور دوسری کو ایک رکعت (اگر اسکا الٹا کیا تو سبکی نماز جاتی رہیگی) اور جو شخص (نماز مین) لڑنے لگے اسکی نماز باطل ہو جائیگی اور اگر خوف بہت زیادہ ہو تو سب اپنی اپنی سواری پر سوار ہوئے اکیلے اکیلے جسطرف ہو سکے اسیطرف منھ کرکے نماز اشارون سے پڑھ لین اور بدون دشمن کے موجود ہوئے یہ خوف کی نماز جائز نہین ہے

باب الجنائز

جنازون کا بیان

ف جنائز جنازے کی جمع ہو اور جنازہ جیم کے زبر سے مردہ کو کہتے ہین اور جیم کے زیر سے اُس تختہ کو جسپر مردے کو لٹاتے ہین س ع ترجمہ جب آدمی مرنے لگے تو اُسے داہنی کروٹ پر قبلہ رُخ کر کے لٹا دیا جائے (اور اگر اسے اس طرح لیٹنا دشوار ہو تو اُسے ویسے ہی چھوڑ دیا جائے) اور اسکے روبرو کلمۂ شہادت اشہدان لاالہ الا اللہ واشہدان محمدا عبدہ ورسولہ) پڑھا جائے اور جب مرجائے تو اُسکے دونون جبڑے باندھ دیئے جائین اور آنکھین بند کردی جائین اور اُسے ایسے تختہ پر لٹایا جائے جسے تختہ پر لٹایا جائے جسے طاق مرتبہ (یعنی ایک یا تین یا پانچ یا سات مرتبہ) دھونی دی گئی ہو اور اس کے بدن عورت (یعنی ناف سے گھٹنون تک) کو ڈھک کے اُسے ننگا کر دیا جائے ر **ف** یعنی سب کپڑے اُتار لیے جائین تاکہ نہلانے مین صفائی اچھی طرح ہو جائے اور امام شافعی علیہ الرحمۃ کا قول یہ ہے کہ کُرتہ پہنے نہلایا جائے کیونکہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مع کُرتے کے غسل دیا گیا تھا اور ہم زندگی کی حالت کا اعتبار کرتے ہین اور یہ روایت جو امام موصوف اپنی حجت ٹھیرائی یہ آنحضرت علیہ السلام کے ساتھ مخصوص ہے یعنی ترجمہ اور بغیر کُلّی اور بے ناک مین پانی ڈالے اسکو وضو کرائین اور اسکے بعد اسپر وہ پانی ڈالین جو بیری کے پتّے یا اُشنان ڈال کر جوش دیا گیا ہو اور اگر ایسا پانی کافی ہو اور اسکا سر اور داڑھی گلخیرو کے پانی سے دھوئین اور بائین کروٹ پر لٹا کر اتنا دھوئین کہ پانی بدن کے اس حصہ تک پہونچ جائے جو تختہ سے لگا ہوا ہو پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر اتنا ہی دھوئین پھر اُسے سہارا دے کر بٹھلائین اور اسکے پیٹ کو بہت نرمی سے سوتین اور جو کچھ پیٹ مین سے نکلے اُسکو دھو ڈالین اور دوبارہ غسل نہ دین اور ایک کپڑے سے بدن کو پونچھ دین اور سر اور داڑھی کو حنوط لگا دین اور سجدہ کی جگھون پر کافور ملین **ف** حنوط ح کے زبر سے ایک مرکب عطر کا نام ہے جو خاص مردون کے لیے ہو عورتون کو لگانا جائز نہین ہے اور سجدے کی جگھون سے وہ اعضا مراد ہین جو سجدہ مین زمین سے لگے رہتے ہین مثلاً پیشانی۔ ناک۔ دونون ہاتھ۔ دونون گھٹنے۔ دونون پیر یسکین رع ترجمہ اور (سر کے) اور داڑھی مین کنگھی نہ کرین اور نہ ناخن اور بال کترین آور مرد کا مسنون کفن ازار۔ قمیص اور لفافہ ہو اور کفن کفایہ ازار اور لفافہ ہے **ف** مُردے کے بالون مین کنگھی نہ کیئے جانے اور ناخن اور بال نہ کترے جانے کی یہ وجہ ہے کہ یہ افعال زینت کے لیے ہوتے ہین اور مردے مین اسکی ضرورت نہین ہو اور کفن مین ازار اندر کی چادر کو کہتے ہین

ہین جو پیشانی کے بالون سے لیکر پیرون تک ہوتی ہو اور قمیص کفنی کو کہتے ہین جو گردن سے لے کر
گھٹنون تک ہوتی ہے اور لفافہ پوٹ کی چادر کو کہتے ہین اور کفنی مین گریبان۔ آستینین اور کلیین
نہین ہوتین اور کفن کفایہ سے مراد یہ ہے کہ اگر کفن کم ہے تو دو چادرین کافی ہین اور اس سے کم کرنا جائز
نہین ہے مستخلص (عینی ترجمہ اور کفن مردے کے اوّل بائین طرف سے لپیٹا جاوے اور پھر دائین طرف سے
ف کفن پہنانے کی صورت یہ ہو کہ اوّل پوٹ کی چادر بچھا دیجاوے اور اسکے اوپر اندر کی چادر
اور اُسپر میّت کو لٹا دیا جاوے پھر کفنی پہنا کر اندر کی چادر کو بائین طرف سے لپیٹین اور پھر داہنی طرف سے
اور اس چادر کو ایک دھجّی وغیرہ سے باندھ دیا جاوے اور پھر پوٹ کی چادر کو اسیطرح کرین مسکین ترجمہ
اگر کفن کے اُڑنے (اور مُردے کے کھلنے) کا اندیشہ ہو تو اس مین گرہ دیدین اور کفن ضروری وہ ہو کہ جو کچھ میسّر
ہو اور عورت کا مسنون کفن یہ ہے کفنی۔ اندر کی چادر۔ دامنی۔ لوٹ کی چادر اور ایک اور کپڑا جو
عورت کی چھاتیون پر لپیٹا جاتا ہے ف اِس کپڑے کو سینہ بند کہتے ہین یہ سینہ سے ناف تک ہوتا ہی
اور بعض کہتے ہین گھٹنون سے نیچے تک ہوتا ہی ع ترجمہ اور عورت کا کفن کفایہ دونون چادرین اور
دامنی ہے اور عورت کو (کفناتے وقت) اول کفنی پہنائین پھر اسکے سر کے بالون کی دو لٹین کر کے
کفنی کے اوپر سینہ پر ڈال دین اور کفنی کے اوپر پوٹ کی چادر کے نیچے پہنائین اور کفن کے کپڑون پہنانے
سے پہلے طاق مرتبہ خوشبو مین بسائین ف سینہ بند کے باندھنے مین فقہا کا اختلاف ہو بعض کہتے
ہین چادرون کے اوپر باندھین تاکہ کفن نہ اُڑے اور بعض کا قول یہ ہے کہ اندر کی چادر کے اوپر اور لوٹ
کی چادر کے نیچے باندھنا مناسب ہے **فصل** جنازے کی نماز پڑھانے مین سب سے بہتر بادشاہ ہو اور یہ نماز
فرض کفایہ ہو ف فرض کفایہ کے یہ معنی ہین کہ تھوڑے سے آدمیون کے پڑھ لینے پر سب کے ذمہ سے ساقط
ہو جاتی ہو ورنہ سب گنہگار ہو جاتے ہین۔ ط ترجمہ او جنازے کی نماز مین مردے کا مسلمان ہونا اور پاک ہونا
شرط ہو (اسی وجہ سے کافر کے جنازہ کی نماز درست نہین ہو اور نہ مسلمان کے جنازے کی اُسکو غسل دینے سے
پہلے درست ہو) اور بادشاہ کے بعد (جنازے کی نماز کے لیے) قاضی ہو اگر موجود ہو پھر محلہ کا امام پھر
مردے کا ولی اور ولی کو اختیار ہے کہ وہ اور کسی کو (نماز پڑھانے کی) اجازت دیدے اگر ولی اور
بادشاہ کے سوا اور کسی نے نماز پڑھا دی تو ولی (اگر چاہے) دوبارہ پڑھ لے اور سوائے ولی کے اور کوئی
(دوبارہ) نہ پڑھے۔ اور کوئی مردہ بلا نماز کے دفن کر دیا گیا تو جب تک اسکا بدن نہ پھٹا ہو اُس کی

قبر پر (جنازے کی) نماز پڑھ لی جائے **ف** امام ابو یوسفؒ اور امام محمد رحمہما اللہ سے مروی ہے کہ ایسے آدمی کی قبر پر تین روز تک نماز پڑھ لی جائے اور صحیح یہ ہے کہ یہ تعیین لازمی نہیں ہے کیونکہ مردے کا حال موسم کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے گرمی میں اور کیفیت ہوتی ہے جاڑے میں اور۔ اسیطرح زمین کی نرمی اور سختی سے بھی اسمین فرق پڑجاتا ہے لہذا اسمین ایک عقلمند ذی رائے ہوشیار آدمی کی رائے کا اعتبار کیا جائیگا کیونکہ واجب بقدر امکان ادا کرنا چاہیئے ع و مسکین **ترجمہ** اور جنازے کی نماز چار دفعہ اللہ اکبر کہنا ہے پہلی دفعہ کے بعد سبحانک اللّٰھم آخر تک پڑھے اور دوسری دفعہ کے بعد نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود اور تیسری دفعہ کے بعد میت کیواسطے، دعا، اور چوتھی دفعہ کے بعد دونوں طرف سلام پھیردے پھر اگر امام پانچوین دفعہ اللہ اکبر کہے تو مقتدی اُسکی پیروی نہ کرے **ف** نماز جنازے کی دعا یہ ہے اللھم اغفر لحینا ومیتنا وشاھدنا وغائبنا وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثانا اللھم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان **ترجمہ** اور لڑکے کے لیے استغفار نہ پڑھا جائے (یعنی یہ مذکورہ دُعا نہ پڑھی جائے) بلکہ (اسکے عوض) یہ دعا پڑھے اللھم اجعلہ لنا فرطا واجعلہ لنا اجرا وذخرا واجعلہ لنا شافعا ومشفعا (اور اگر لڑکی یا عورت ہو تو دونوں دعاؤن مین ہ کی جگہ ھا اور شافعا اور مشفعا کی جگہ شافعۃ اور مشفعۃ پڑھے) اور مسبوق (یعنی جسکے شامل ہونیسے پہلے کوئی تکبیر ہوچکی ہو) امام کی تکبیر کا انتظار کرے جب وہ تکبیر کہے اُسکے ساتھ ہوجائے اور جو پہلے سے موجود تھا وہ انتظار نہ کرے **ف** یعنی اگر کوئی شخص پہلے سے موجود تھا مگر اُسنے امام کیساتھ پہلی تکبیر نہین کہی تو وہ امام کی تکبیر کا انتظار نہ کرے بلکہ خود تکبیر کہہ کر دوسری تکبیر مین امام کے ساتھ ہوجائے اور مسبوق سے جو تکبیر رہجائے وہ نماز کے بعد جنازہ اُٹھنے سے پہلے کہہ لے اور امام ابو یوسفؒ اور امام شافعیؒ کا قول یہ ہے کہ آتے ہی کہہ لے اور اسی پر فتوی ہے مسکین **ترجمہ** اور امام مرد اور عورت کے سینہ کے مقابلے مین کھڑا ہو اور یہ نماز سوار ہو کر اور مسجد مین نہ پڑھین **ف** جنازے کی نماز بلا ضرورت مسجد مین پڑھنی مکروہ تحریمی ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ مسجد مین نجاست گر جانے کا اندیشہ ہے دوسرے مسجد نماز پنجگانہ کے لئے ہے نہ نماز جنازہ کے لیے اور بعض مکروہ تنزیہی کہتے ہین اور امام شافعیؒ کے نزدیک مکروہ نہین ہے مسکین **ترجمہ** اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد اُسکی کچھ آواز نکلی تھی (یعنی اُسکے زندہ پیدا ہونے کی علامت معلوم ہوگئی تھی) تو اُسپر نماز پڑھی جائے ورنہ نہ پڑھی جائے جیسے وہ لڑکا جو اپنی باپ یا مان کے ساتھ (دار الحرب سے

اگر قید خانہ مین مرجائے (اور اُسکے ماں باپ کافر ہون کیونکہ اس صورت مین اُنکے تابع ہونیکی وجہ سے
کافر شمار کیا جائے گا) ہان اگر اُسکے ماں باپ مین سے کوئی ایک مسلمان ہو جائے یا وہ خود مسلمان ہو جائے
(اور سمجھدار ہو) یا اُسکے ساتھ اُسکی ماں یا باپ قید نہ ہوئے ہون (توان صورتون مین اُسکو مسلمان قرار
دیکر (اُسکی نماز پڑھی جائیگی) اور اگر (کسی کافر کا) ولی مسلمان ہو تو وہ کافر کی لاش کو غسل دے اور کفنا
کر دفن کر دے ف یہان غسل سے مراد یہ ہو کہ اُسکو اس طرح دھوئے جیسے ناپاک کپڑے دھوتے ہین
اور طریقۂ سنت نہ برتے نہ اُسپر نماز پڑھے بلکہ اُسے کپڑے مین لپیٹ کر گاڑ دے ع ترجمہ اور جنازہ کے
چارون پائے پکڑ کر (یعنی اُسے چار آدمی اُٹھا کر) جلدی جلدی لے چلین مگر دوڑین نہین اور نہ (قبرستان
مین) جنازہ رکھے جانے سے پہلے بیٹھین اور نہ اس سے آگے چلین اور (جنازہ اُٹھانے والون مین
ہر ایک کو چاہیئے کہ) پہلے اُس کا سرہانہ اپنے داہنے کندھے پر رکھے پھر اُسکے پائینتی رکھے اور اُسکے بعد
سرہانہ اپنے بائین کندھے پر رکھے پھر پائینتی رکھے اور (قبر کھود کر) لحد بنائی جائے اور مردے کو (قبر مین)
قبلہ کی طرف سے اُتارا جائے اور اُتارنے والا یہ کہے بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ اور (قبر مین
رکھ کر) منہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے اور کفن کے بند کھول دیئے جائین اور کچی اینٹون یا بانسون سے لحد کا منہ
بند کیا جائے پکی اینٹون یا تختون سے نہ کیا جائے (ہان اگر زمین نرم ہو تو تختون وغیرہ سے کرنا جائز ہی)
اور عورت کی قبر پر (دفن کرتے وقت) پردہ کر دیا جائے اور مرد کی قبر پر نہ کیا جائے پھر مٹی دیدی جائے
اور قبر (اوپر سے) اونٹ کے کوہان کی صورت بنائی جائے چوکور (چبوترے کی صورت) نہ بنائی جائے اور نہ
چونہ کی بنائین اور (دفن کرنے کے بعد) مردے کو قبر سے نہ نکالا جائے ہان اگر زمین کا مالک نکلوانا چاہی تو نکال
لیا جائے ورنہ اُسکے کہنے سے قبر ہموار کر دیجائے اور اُس سے زراعت وغیرہ کا فائدہ اُٹھایا جائے ط وع

باب الشہید

شہید (کے احکام کا) بیان

ترجمہ شہید وہ ہی جسے دار الحرب کے کسی کافر نے یا باغیون نے یا ڈاکوون نے مار ڈالا ہو یا میدان جنگ مین
سے نعش ملی ہو اور اُسپر زخم ہو یا اُسکو کسی مسلمان نے ظلماً مار ڈالا ہو اور اُسکے عوض خونبہا واجب نہ
ہوئی ہو (بلکہ قصاص واجب ہوا یعنی دانستہ مارا ہوا) تو ایسے آدمی کو کفن دیا جائے اور بلا غسل دیئے

اُسکے جنازے کی نماز پڑھی جائے اور اُسکو مع اُسکے خون آلودہ کپڑونکے دفن کر دیا جائے ہان جو کپڑا کفن کی قسم سے نہو وہ اُتار لیا جائے اور اگر اُسکے بدن پر کفن سے زیادہ کپڑا ہو تو وہ اُتار لیا جائے اور اگر کم ہو تو زیادہ کرکے کفن پورا کر دیا جائے اگر کوئی شخص جنابت کی حالت مین یا لڑکپن مین مارا گیا یا اُسکے شہید ہونے مین اتنی دیر ہوگئی کہ اُسنے کچھ کھایا پیا یا سو گیا یا علاج کرایا یا اُسپر ایک نماز کا وقت گذر گیا اور وہ ہوش مین ہے یا لڑائی کی جگہ سے اُسکو جیتا ہوا اور جگہ لے گئے یا اُسنے کچھ وصیت کی یا شہر مین مارا گیا اور یہ معلوم نہ ہوا کہ یہ ہتھیار سے ظلماً مرا ہو یا کسی حد (شرعی) سے مر گیا یا قصاص مین (یعنی خون کرنے کی عوض مین) مارا گیا تو (ان سب صورتون مین) غسل دیا جائے اور ایسے شخص کو غسل نہ دیا جائے جو باغی ہونے یا ڈاکہ ڈالنے کی وجہ سے مارا گیا ہو (اور اسکے جنازے کی نماز بھی نہ پڑھی جائے)

باب الصلوٰۃ فی الکعبہ

کعبے مین نماز پڑھنے کا بیان

ترجمہ کعبے کے اندر اور اوپر (نماز) فرض اور نفل دونون درست ہین اگر کوئی شخص کعبہ مین (جماعت سے نماز پڑھتا ہوا) اپنی پیٹھ اپنے امام کی پیٹھ کی طرف کرلے تو اُسکی نماز ہو جائے گی اور اگر اُسنے اُس کے منھ کی طرف پیٹھ کرلی تو اُسکی نماز نہ ہوگی اور اگر (مسجد الحرام مین) کعبہ کے گرداگرد مقتدیون نے حلقہ باندھ لیا (یعنی اس طرح کھڑے ہو کر نماز پڑھی) تو اُس شخص کی نماز درست ہو جائے گی جو اپنے امام کی نسبت کعبہ سے زیادہ قریب ہو بشرطیکہ امام کی طرف نہو **ف** اسکی وجہ یہ ہے کہ جو شخص امام کی طرف ہوکر امام کی نسبت کعبہ سے زیادہ قریب ہو جائے گا تو اسکے حق مین امام سے آگے بڑھنا لازم آئے گا اسلیے اسکی نماز نہین ہوگی باقی جو اور لوگ کعبہ کے تین طرف ہین اگر وہ امام کی نسبت کعبہ سے زیادہ قریب ہوجائین تو اُن کے حق مین یہ لازم نہین آتا۔

کتاب الزکوٰۃ

زکوٰۃ کا بیان

ف مصنّف نے نماز کے بعد زکوٰۃ کا ذکر کیا ہے تاکہ اُسکا اقتدا ہو جائے جو قرآن شریف کی آیتون مین اللہ عزوجل نے ذکر کیا ہے اور یہ ارکان اسلام مین سے تیسرا رکن ہے اور نماز کے بعد سب احکام سے زیادہ اسی کی تاکید ہے اور زکوٰۃ سنہ ۲ ہجری مین روزہ کے فرض ہونیسے پہلے فرض ہوئی تھی لغت مین

زکوٰۃ کے معنی بڑھنے کے ہین اور شریعت مین یہ ہین جو مصنف نے بیان کیے ہین عینی و فتح لمفصا ترجمہ (شریعت مین) محض اللہ کی خوشنودی کے لیے بغیر کسی عوض کے مسلمان فقیر کو مال کا مالک کر دینے کو زکوٰۃ کہتے ہین وہ مسلمان نہ ہاشمی ہو نہ اُسکا آزاد کردہ ہو بشرطیکہ اس مال سے مالک کی منفعت ہر صورت سے منقطع ہو جائے ف ہاشمی وہ ہین جو بنی ہاشم کی طرف منسوب ہین اور وہ علی۔ عباس۔ عقیل جعفر حارث بن عبدالمطلب کی اولاد ہین۔ ع ترجمہ اور زکوٰۃ واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ مال کا مالک عاقل بالغ مسلمان آزاد ہو (اس اعتبار سے دیوانے۔ لڑکے۔ کافر اور غلام پر زکوٰۃ واجب نہین ہوگی) اور وہ مقدار نصاب مال کا مالک ہو اور اُس مال پر برس روز گذر گیا ہو اور قرض اور حاجت اصلی سے زائد اور بڑھنے والا ہو اگرچہ اُس کا بڑھنا تقدیراً ہی ہو ف لغت مین نصاب کے معنی اصل کے ہین اور شریعت مین مال۔ اسباب اور جانورون کی اُس مقدار کا نام ہے جسپر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے چنانچہ آگے اسکی تفصیل آئے گی اور تقدیراً بڑھنے کے یہ معنی ہین کہ آدمی اُسے بڑھا سکتا ہو جیسے سونا اور چاندی اور وہ مالک کے یا اُسکے نائب کے قبضہ مین ہو جس سے وہ تجارت کرسکتا ہو۔ ع ترجمہ اور زکوٰۃ ادا کرنے کی شرطین دو ہین ایک نیت جو دینے یا مقدار واجب کو مال سے علیحدہ کر دینے کے وقت ہو (یعنی یہ نیت ہو کہ یہ مال مین زکوٰۃ مین سے دیتا یا علیحدہ کرتا ہون) دوسری اپنے کل مال کو صدقہ کر دینا ہے (بس کل مال صدقہ کر دینے سے زکوٰۃ ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے)

باب صدقۃ السوائم

چرنے والے جانورون کی زکوٰۃ کا بیان

ترجمہ سوائم وہ جانور ہین جو سال بھر مین زیادہ تر (یعنی چھ مہینے سے زیادہ) چرنے پر گذارہ کرتے ہون پس اگر چھ مہینے سے کم یا چھ ہی مہینے جنگل مین چرا تو اُن مین زکوٰۃ نہین ہے کیونکہ وہ سائمہ نہین ہین) اور پچیس ۲۵ (سوائم) اونٹون مین (زکوٰۃ کا) ایک بنت مخاض ہے (بنت مخاض وہ بوتہ ہے جسپر ایک سال گذر کر دوسرا سال لگ گیا ہو) اور اس سے کم مین ہر پانچ اونٹون پر ایک بکری ہے اور چھتیس ۳۶ (سے پینتالیس ۴۵ تک) مین ایک بنت لبون ہے (بنت لبون وہ بوتہ ہے جو دو ۲ برس کا ہو کر تیسرے مین لگ گیا ہو) اور چھیالیس ۴۶ (سے ساٹھ تک) مین ایک حقہ ہے (حقہ وہ بوتہ ہے جسے چوتھا برس لگ گیا ہو) اور اکسٹھ (سے پچھتّر تک) مین ایک جذعہ ہے (یعنی وہ بوتہ جسے پانچوان برس لگ گیا ہو

اور چھہتر مین نوے تک دو بنت لبون ہین اور اکیانوے مین ایک سو بیس تک دو حقے ہین پھر آگے ہر پانچ پر ایک ایک بکری ہے ایک سو چوالیس تک اور ایک سو پینتالیس مین دو حقے اور ایک بنت مخاض ہے اور ڈیڑھ سو مین تین حقے ہین پھر ہر پانچ پر ایک بکری ہے (ایک سو چوہتر تک) اور ایک سو چھہتر مین تین حقے اور ایک بنت مخاض ہے (ایک سو پچاسی تک) اور ایک سو چھیاسی مین تین حقے اور ایک بنت لبون ہے (ایک سو پچانوے تک) اور ایک سو چھیانوے مین چار حقے ہین دو سو تک پھر دو سو سے زیادہ ہون تو نئے سرے سے حساب شروع کیا جاوے جیسا کہ ڈیڑھ سو کے بعد کیا جاتا ہے اور زکوۃ کے حکم مین) بختی اونٹ مثل عربی اونٹون کے ہین۔

فصل فی البقر

گاے بیلون اور بھینسون کی زکوۃ کا بیان

ف بقر کے معنے چیرنے پھاڑنے کے ہین چونکہ بیلون کے ذریعہ کاشتکار زمین کو پھاڑتے ہین اسلیے یہ نام رکھدیا گیا ہے یہ لفظ نر اور مادہ دونون پر بولا جاتا ہے۔ **فتح ترجمہ** تیس گاے بیلو مین (زکوۃ کا) ایک بچھڑا ہے برس روز کا یا ایک بچھیہ (برس روز کی) اور چالیس مین ایک بچھڑا ہے ایسا جو دو برس کا ہو کر تیسرے برس مین لگ گیا ہو یا ایسی ہی بچھیا اور اس سے زیادہ پر اسی حساب سے ساٹھ تک **ف** اس مسئلہ مین امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ سے تین روایتین ہین اول یہ کہ چالیس سے زیادہ پر زکوۃ اسی حساب سے ساٹھ تک لیجائے مثلاً اکتالیس مین دو برس کا ایک بچھڑا اور اسکی قیمت کا چالیسوان حصہ ہے اور بیالیس مین ایک ویسا ہی بچھڑا اور ایک اس کا بیسوان حصہ ہے بس آگے اسیطرح حساب کر لیا جائے یہی روایت متن مین مذکور ہے اور یہی امام صاحب سے ظاہر روایت ہے دوسری روایت یہ ہے امام حسن نے امام موصوف سے نقل کیا ہے کہ چالیس سے زیادہ مین زکوۃ کچھ نہین ہے یہانتک کہ پچاس ہو جائین پس پچاس مین دو برس کا ایک بچھڑا اور اسکی قیمت کا چوتھائی حصہ ہے یا برس روز کے بچھڑے کی قیمت کا تہائی حصہ اور آگے اسی حساب سے تیسری روایت یہ ہے کہ چالیس سے زیادہ مین کچھ نہین ہے یہانتک کہ ساٹھ ہو جائین یہ روایت امام صاحب سے اسد بن عمرو نے نقل کی ہے اور صاحبین کا قول بھی یہی ہے اور اسبیجابی نے ذکر کیا ہے کہ فتوی صاحبین کے قول پر ہے اور مصنف نے پہلی روایت کو پسند کیا ہے۔ **فتح ترجمہ** پس ساٹھ مین برس برس روز کے دو بچھڑے ہین اور ستر مین ایک بچھڑا دو برس کا اور ایک برس روز کا اور اسی مین دو دو برس کے دو ہین خلاصہ کلام یہ ہے کہ مقدار زکوۃ

ہر دو ہائی پر ایک برس روز کے بچھڑے سے دو برس کے بچھڑے کی طرف بدلتی جائیگی ف لہذا ہر دہائی پر یہ دیکھنا چاہیے کہ اس مین کے تیس ہین اور کے چالیس ہین پس ہر تیس پر ایک برس روز کا بچھڑا ہی اور ہر چالیس پر دو برس کا مثلاً ایک سو دس گائے یا بیل ہین تو ان مین دو بچھڑے دو دو برس کے اور ایک برس روز کا ہی اور اگر ایک سو بیس ہین تو ان مین چار بچھڑے برس برس روز کے یا تین دو دو برس کے ہین اور آگے اسیطرح حساب کر لیا جائے یعنی ترجمہ اور (زکوۃ کے بارے مین بھینس مثل گائے کے ہے)

فصل فی الغنم

بھیڑ بکریون کی زکوۃ کی تفصیل

ف غنم کا لفظ بھیڑ بکری دونون کو شامل ہی ان کو غنم اس لیے کہتے ہین کہ ان کے پاس اپنی جان بچانے کا کوئی معتدبہ آلہ نہین ہی گویا یہ ہر طالب کے لیے مثل غنیمت کے ہین۔ فتح ترجمہ چالیس بکریون مین (زکوۃ کی) ایک بکری ہی اور ایک سو بیس مین دو بکریان ہین اور دو سو ایک مین تین بکریان ہین اور چار سو مین چار بکریان ہین اور آگے پھر ہر سیکڑے پر ایک ایک بکری ہی اور بھیڑ مثل بکری کے ہی اور انکی زکوۃ مین ثنی (یعنی برس روز کا بکرا دو دانت کا) لینا چاہیئے نہ کہ جذع (جو برس روز سے کم کا ہوتا ہی) گھوڑون خچرون۔ گدھون اور بھیڑون کے بچون بوتون اور بچھڑون اور کام کے مویشی اور گھر پر کھانے والے جانورون پر کچھ زکوۃ واجب نہین ہے اور نہ اُس مقدار مین جو معاف ہے اور نہ اُن جانورون مین جو زکوۃ واجب ہونے کے بعد ہلاک ہو گئے ہون ف گھوڑون۔ گدھون اور خچرون مین زکوۃ اس صورت مین نہین ہی کہ جب وہ سوداگری کے لیے نہ ہون ورنہ ان مین سے مثل اور مال سوداگری کے زکوۃ دینی ہوگی اور بھیڑ اونٹ اور گائے کے بچون سے وہ بچے مراد ہین کہ ان مین بڑے جانور نہون اور مقدار معاف سے مراد یہ ہی کہ مثلاً کسی کے پاس ستائیس گائے ہین تو اسکے ذمہ تیس کی زکوۃ واجب ہی اور دو کی نہین ہی باقی اس سے کم وبیش کو بھی اس سے قیاس کر لینا چاہیئے اور چونکہ مال کے جاتے رہنے سے واجب زکوۃ بھی ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے اسیطرح اگر جانورون پر زکوۃ واجب ہونیکے بعد وہ جاتے رہین تو زکوۃ ساقط ہو جائے گی ترجمہ اور اگر (زکوۃ مین برس روز کا بچہ دینا واجب ہو اور ایسا بچہ مالک کے پاس نہین ہی تو اس سے اچھا (زکوۃ وصول کرنیوالے کو) دیدے اور برس روز کے بچہ پر جتنی قیمت اسکی زیادہ ہو اُس سے پھیر لے یا اُس سے کم قیمت کا اور جتنی کمی ہی اُس قدر قیمت دیدے یا

فقط قیمت ہی دیدے ف یعنی جو جانور اُسپر دینا واجب ہوا ہی اُسکی قیمت دیدے اور امام شافعی رح علیہ الرحمۃ کا قول یہ ہی کہ غیر منصوص کا دینا جائز نہین ہے اور یہ احکام گائے۔ بیل۔ اونٹون وغیرہ مین یکسان ہین مسکین ترجمہ اور (زکوٰۃ مین) اوسط درجہ کا جانور لیا جاے (نہ سب سے بڑھیا ہو نہ سب سے گھٹیا ہو) اور اگر جنس نصاب سے (سال کے اندر ہی اندر) نصاب مین کچھ زیادہ ہوجائے تو وہ بھی نصاب مین ملا لیا جاے ف مثلاً کسی کے پاس بیس اونٹ تھے اور سال کے اندر ہی پچیس ہو گئے تو چونکہ جنس نصاب سے نصاب مین ترقی ہو گئی ہے لہذا ان سب کی زکوٰۃ دینی چاہیئے گویا انپر برس روز پورا ہو گیا ہی اور یہی حکم گاے بھینس اور بکریون کا ہی ترجمہ اور اگر خراج یا عشر یا زکوٰۃ باغیون نے وصول کر لی تو پھر یہ (تینون) دوبارہ نہ لیے جائین اور اگر کوئی صاحب نصاب چند سالون کی یا چند نصابون کی زکوٰۃ پیشگی دیدے تو یہ بھی درست ہے

باب زکوٰۃ المال

(نقد) مال کی زکوٰۃ کا بیان

ترجمہ دو سو درم مین (جسکے کل چھپن روپے ہوتے ہین) اور بیس دینار مین (جو سات تولے اور چھ ماشہ سونا ہوتا ہی) چالیسوان حصہ (زکوٰۃ کا) واجب ہوتا ہی برابر ہے کہ اُن کی ڈلیان ہون یا زیور ہون یا برتن ہون پھر ہر پانچوین حصہ مین اسی حساب سے واجب ہی ف یعنی اگر دو سو درم پر انکا پانچوان حصہ چالیس درم بڑھ گئے یا بیس دینار پر چار دینار زیادہ ہو گئے تو ان مین سے بھی زکوٰۃ کا چالیسوان حصہ دینا ہو گا۔ ع ترجمہ اور چاندی اور سونے کی زکوٰۃ ادا کرنے اور اسکے واجب ہونے مین (باعتبار نصاب کی) ان دونون کا وزن معتبر ہے (نہ کہ ان کی قیمت مثلاً اگر چاندی سونے کے برتنون کی قیمت زیور وغیرہ کی قیمت سے بڑھ گئی تو اسکا اعتبار نہ ہو گا بلکہ وزن کا اعتبار ہو گا) اور درمون مین وزن سبعہ معتبر ہے اور وہ یہ ہی کہ دس درم (وزن مین) سات مثقال بھر کے ہون اور جس (زیور وغیرہ) مین چاندی غالب ہو۔ وہ چاندی (ہی کے حکم مین) ہے نہ کہ اُسکا عکس ف عکس سے مراد یہ ہی اگر کسی زیور یا روپے مین تانبا وغیرہ غالب ہی تو وہ نرے تانبے کے حکم مین نہو گا بلکہ اسباب کے حکم مین رہیگا۔ ع ترجمہ اور اگر تجارت کا اسباب (یعنی اسکی قیمت) چاندی یا سونے کے نصاب کو پہونچ جائے تو اسمین بھی زکوٰۃ واجب ہی ف یعنی اگر کوئی سوختہ یا کپڑے یا برتنون یا ڈنگرون کی تجارت کرتا ہی تو اُن کی مالیت دیکھنی چاہیئے اگر یہ

مالیت مین دوسو درم چاندی یا بیس دینار سونے کے برابر ہین تو ان مین چالیسوان حصہ زکوٰۃ کا واجب ہے
ترجمہ اگر سال کے دونون سرون پر پوری نصاب ہو تو درمیان سال مین نصاب کا کم ہو جانا زکوٰۃ
واجب ہونے کو مضر نہین ہے (یعنی پوری زکوٰۃ واجب ہوگی) اور اسباب (تجارت) کی قیمت نقد چاندی
سونے مین ملا لیجائے اور قیمت ہی کے اعتبار سے سونے کو چاندی مین ملا لیا جا ف یعنی اگر ایک شخص کے
پاس کچھ سونا اور تجارت کا اسباب ہے یا کچھ چاندی اور تجارتی اسباب ہے اور ہر ایک اس قدر نہین ہے
کہ اسمین زکوٰۃ واجب ہو ہان دونون کو ملانے سے نصاب زکوٰۃ پورا ہو جاتا ہے تو تجارت کے اسباب
کی قیمت اُس سونے یا چاندی مین ملا کر زکوٰۃ دیجائے ایسا ہی اگر کسی کے پاس سونا اور چاندی اس قدر
ہو کہ ان مین علیحدہ علیحدہ مین زکوٰۃ نہین آتی تو اُس سونے کی قیمت چاندی مین ملا لیجائے۔ حاشیہ

باب العاشر

زکوٰۃ وصول کرنے والے کا بیان

ترجمہ عاشر وہ شخص ہے جسکو سوداگرون سے زکوٰۃ وصول کرنیکے لیے بادشاہ مقرر کرے پس اگر کوئی دعاگر
عاشر سے) کہے کہ میرے اس مال پر) ابھی پورا برس روز نہین گذرا یا میرے ذمہ قرض ہے یا مین نے زکوٰۃ
دوسرے عاشر کو دیدی ہے (اور اس سال مین دوسرا عاشر ہے بھی) اور ان باتون پر قسم کھائے تو اسکو
سچا سمجھ لیا جائے گا (یعنی اب اس سے زکوٰۃ نہ لیجائیگی) ہان اگر چرنے والے جانورون کی زکوٰۃ وہ آپ
دیدینے کو کہے تو اسمین اس کا قول معتبر نہ ہوگا ف یعنی یہ کہے کہ مین نے ان جانورون کی زکوٰۃ
خود فقیرون کو دیدی ہے تو اس بارے مین اسکا کہنا معتبر نہ ہوگا اگرچہ قسم کھائے بلکہ اس سے دوبارہ
زکوٰۃ لیجائے گی اور باقی سب صورتون مین اس کو سچا سمجھا جائے گا بطوع ترجمہ اور جس صورت
مین مسلمان کے قول کا اعتبار کیا جائے اس مین ذمی کا بھی اعتبار کیا جاے نہ کہ حربی کا ہان اس کی
اُمّ ولد مین ف ذمی اُس کافر کو کہتے ہین جو بادشاہ کی اجازت سے دارالاسلام مین رہنے لگا ہو
اور حربی وہ کافر ہے جو دارالحرب سے فقط تجارت وغیرہ کرنے کی غرض سے دارالاسلام مین آیا ہو اور ام ولد
مین اسکا اعتبار کرنے سے یہ مراد ہے کہ اگر وہ اپنی لونڈی (باندی) کو اپنی بیوی بتلائے تو اُسکا اعتبار
کر لیا جائے ترجمہ اور عاشر ہم (مسلمانون) سے (زکوٰۃ مین) چالیسوان حصہ لیوے اور ذمی سے
بیسوان حصہ اور حربی سے دسوان حصہ بشرطیکہ نصاب پورا ہو اور دارالحرب والے مسلمان سوداگرون

سے لیتے ہون (ورنہ نہ لیوے) اور ایک سال مین بدون دار الحرب سے دوبارہ آئے زکوٰۃ دو دفعہ نہ لیجائے (ہان اگر دار الحرب چلا گیا تھا اور پھر آیا تو اُس سے دوبارہ لیجائے اور عاشر شراب کا دسوان حصّہ لے اور سور کا نہ لے اور نہ اُس کا جو اُسکے گھر مین رکھا ہوا ہو اور نہ بضاعت (کے مال) کا اور نہ مضاربت کے مال کا اور نہ ماذون غلام کی کمائی کا **ف** یعنی اگر کوئی سوداگر ایسا ہو کہ اُس کے گھر مین تجارت کا مال تنا ہو جسپر زکوٰۃ واجب ہو تو عاشر اُس مال کی زکوٰۃ نہ لے بلکہ جو اُسکے پاس ہے اسی کی لے اور بضاعت اس مال کو کہتے مین جو کسی سے تجارت کرنے کے لیے لے لیا جائے اور منافع کل اصل مالک کا ہو پس چونکہ یہ اصل مین مالک نہین ہوتا اور نہ زکوٰۃ ادا کرنے مین اُس کا نائب ہوتا ہو اس لئے اُسمین زکوٰۃ نہین ہو بضاعت اور مضاربت مین فقط اتنا فرق ہو کہ مضاربت مین منافع دونون مین تقسیم ہوتا ہے اور ماذون غلام اُسکو کہتے ہین جسے آقا نے تجارت کرنے کی اجازت دے رکھی ہو ع **ترجمہ** اگر کسی سوداگر سے خارجیون نے زکوٰۃ لے لی تو اُس سے عاشر دوبارہ لے ۔

باب الرکاز

رکاز (کی زکوٰۃ) کا بیان

ف رکاز اُن چیزونکو کہتے ہین جو زمین سے نکلین خواہ وہ زمین مین قدرتی ہون یا دفینہ ہون قدرتی کا نام معدن اور کان ہو اور دفینہ کا نام کنز اور خزانہ ع **ترجمہ** اگر کسی کو عشری یا خراجی زمین مین سے چاندی یا سونے یا لوہے وغیرہ (مثلاً تانبے اور سیسے) کی کان ملے تو اُسمین تو (زکوٰۃ کا) پانچوان حصّہ لیا جائے اور اگر یہ کان پانیوالے کے گھر یا اسکی زمین سے نکلے تو اُسمین سے کچھ نہ لیا جائے اور ایسا ہی پانچوان حصہ مدفون خزانہ مین سے لیا جائے اور یہ باقی چار حصے اُسکے ہین جسکو یہ زمین بادشاہ نے یہ مُلک فتح کرنیکے وقت دی ہو اور پارے مین سے بھی پانچوان حصہ لیا جائے دار الحرب کے دفینہ اور کان مین پانچوان حصّہ نہین ہے اور نہ فیروزے موتی اور عنبر مین ہے ۔

باب العشر

زمین کی پیداوار مین سے) دسوان حصہ لینے کا بیان

ترجمہ عشری زمین کے شہد مین اور بارانی اور نہری زمین کی پیداواری مین سے بلا شرط نصاب اور بلا شرط بقا دسوان حصّہ (زکوٰۃ مین) دینا واجب ہے سوائے لکڑی ۔ نرسل اور گھاس کے (کہ ان مین نہین ہے) **ف** بلا شرط نصاب سے یہ مراد ہے کہ اُس مین مقدار نصاب کی کچھ شرط نہین ہے

بلکہ تھوڑی ہو یا بہت ہو دونون کا یکسان حکم ہے اور بلا شرط بقا سے مراد یہ ہے کہ وہ چیز سال بھر رہتی ہو یا نہ رہتی ہو یہ بھی شرط نہین ہی ترجمہ اور چاہی زمین مین بیسوان حصّہ واجب ہی برابر ہی کہ اسمین چرس سے پانی دیا جائے یا ہرٹ سے اور مزدوری کا خسرچ مجرا نہ دیا جائے ف یعنی یہ نہ کیا جائے کہ بیلون اور کمیرون کا خرچ نکال کر جو بچے اُسمین سے بیسوان حصّہ لیا جائے بلکہ کل پیداوار کا بیسوان لیا جائے ط ع ترجمہ اور تغلبی کی عشری زمین (کی پیداوار) مین سے پانچوان حصّہ لیا جائے اگرچہ وہ مسلمان ہوگیا ہو یا اُس سے اُسکی زمین کسی مسلمان یا ذمّی نے خریدلی ہو ف تغلبی ایک فرقہ کا نام ہی جو بنی تغلب کی طرف منسوب ہی یہ لوگ روم کے قریب نصارائے عرب مین سے ہین اُن کے دوسرے زکوٰۃ کا پانچوان حصّہ واجب ہونے پر صحابہ کا اجماع ہوچکا ہی عینی ترجمہ اگر عشری زمین مسلمان کے پاس سے کسی ذمی نے خریدلی تو اُسپر خراج لازم ہی اور اگر خراجی زمین ذمی سے کسی مسلمان نے لے لی شفعہ کی ذریعہ سے یا بیع ٹوٹ جانے کی وجہ سے تو اسمین عشر لازم ہی اور اگر کسی مسلمان نے اپنے گھر کو باغ بنا لیا تو اُسپر شاہی محصول اُسکے پانی کے لحاظ سے بدلتا رہیگا ف یعنی اگر اس باغ مین عشری پانی آتا ہی تو اسکی پیداوار مین سے دسوان حصّہ لیا جائیگا اور اگر خراجی پانی آتا ہی تو خراج دینا ہوگا اور اگر کبھی اس سے اور کبھی اُس سے دیا ہی تو مسلمان کے مناسب عشر یعنی دسوان حصّہ ہی مسکین ترجمہ بخلاف ذمّی کے (کہ اگر وہ گھر کو باغ بنالے تو اُسکو دونون صورتون مین خراج ہی دینا ہوگا) اور ذمّی کا گھر آزاد ہے (یعنی اُسمین کوئی چیز واجب نہین ہی) جیسے رال اور نفط کے چشمے جو عشری زمین مین ہون (کہ اُنمین بھی کوئی چیز واجب نہین ہوتی) اور اگر یہ دونون خراجی زمین مین ہون تو اُنمین خراج واجب ہے

باب المصرف

(زکوٰۃ کے) مصرف کا بیان

ف مصرف ر کے زیر سے زکوٰۃ صرف کرنے کی جگہ یعنی اسکا بیان کہ زکوٰۃ کا پیسہ کس کس کو دینا چاہئے وہ آٹھ قسمین ہین جو آیہ انما الصدقات للفقراء الی آخرہ مین مذکور ہین اور مؤلفۃ القلوب اُنمین سے ساقط ہوگئے ہین اس لیے اب سات قسمین ہین ع ترجمہ مستحق زکوٰۃ فقیر ہی اور مسکین اور مسکین کی حالت فقیر سے بھی ابتر ہوتی ہی (کیونکہ فقیر وہ ہے جسکے پاس کاروائی کے لائق مال ہو اور مسکین وہ ہے جسکے پاس کچھ نہو) اور عامل (یعنی جو بادشاہ کی طرف سے زکوٰۃ کے وصول کرنے پر ہو) اور مکاتب

اور قرضدار اور جو (بسبب تنگدستی کے) غازیون کے ساتھ جانیسے رہ گیا ہو اور مسافر کہ جسکے پاس نہ ہو اگرچہ اُسکے وطن مین اُس کا سب کچھ ہو) پس (زکوٰۃ کا مال) خواہ ان سب کو دیا جائے خواہ ایک ہی قسم کے لوگون کو (یعنی فقیرون ہی کو یا مسکینون ہی کو وغیرہ وغیرہ) اور ذمی کو نہ دیا جاوے (اگرچہ وہ فقیر وغیرہ کچھ ہی ہو) اور زکوٰۃ کے سوا اور صدقون کا مال اُسکو دینا جائز ہے اور زکوٰۃ کے روپیہ سے مسجد بنانا۔ مُردے کو کفن دینا۔ مُردے کا قرض ادا کرنا۔ آزاد کرنے کے لیے غلام خریدنا ان کو دینا جن سے پیدا ہوا ہے اگرچہ وہ بہت دور پر کے ہون یا اپنی اولاد کو دینا اگرچہ وہ بہت نیچے کی (مثلاً پوتا پڑپوتا وغیرہ) ہو یا اپنی بیوی کو دینا اور عورت کا اپنے شوہر کو دینا اپنے غلام یا مکاتب یا مدبر یا اپنی اُم ولد کو دینا یا اپنے ایسے غلام کو جس کا کچھ حصہ (مثلاً آدھا یا تہائی) آزاد کیا ہو یا ایسے دولتمند کو دینا جو (مقدار) نصاب کا مالک ہو یا اُسکے غلام یا اُسکے لڑکے کو یا بنی ہاشم یا بنی ہاشم کے غلام لونڈیون کو دینا درست نہین ہو **ف** بنی ہاشم کو زکوٰۃ دینا ناجائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ بخاری شریف مین یہ حدیث ہی نحن اہل بیت لاتحل لنا الصدقۃ یعنی ہم اہل بیت ہین ہمین صدقہ لینا درست نہین ہے اور بنی ہاشم سے مراد علیؓ عباسؓ جعفرؓ عقیلؓ اور حارث بن عبد المطلب کی اولاد ہو اور بعض فقہا کا قول یہ ہے کہ اب چونکہ ذوی القربیٰ کا حصہ ان سے موقوف ہو گیا تو اس سبب سے انکو زکوٰۃ کا مال دیدینا جائز ہو فتح القدیر ترجمہ اگر کسی کو یہ خیال کر کے زکوٰۃ دی کہ اسکو دینا درست ہو پھر معلوم ہوا کہ وہ غنی ہو یا ہاشمی ہو یا کافر ہے یا اسکا (یعنی زکوٰۃ دینے والیکا) باپ ہو یا اسکا بیٹا ہو تو یہ زکوٰۃ درست ہو گئی اور اگر یہ معلوم ہوا کہ وہ اس کا غلام یا مکاتب تھا تو درست نہین ہوئی (لہذا دوبارہ زکوٰۃ دے) اور (فقیر کو) غنی کر دینا مکروہ ہو **ف** یعنی ایک آدمی کو مثلاً دوسو درم زکوٰۃ کے دینے مکروہ ہین کیونکہ دوسو درم مقدار نصاب زکوٰۃ ہو اور اسکے مالک کو شریعت مین غنی کہتے ہین اور اگر اس قدر کسی کو دیدیا تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی مسکین ترجمہ اور اس قدر دینا مستحب ہو کہ (اُس روز) اُسکو کسی سے سوال کرنے کی حاجت نہ رہے اور زکوٰۃ کا مال ایک شہر سے دوسرے شہر مین لیجانا مکروہ ہے بشرطیکہ دوسرے شہر مین اُس کا کوئی رشتہ دار نہ ہو اور نہ اُس شہر سے زیادہ وہان کوئی محتاج ہو **ف** یعنی اگر دوسرے شہر مین کوئی اپنے رشتہ دارون کے لیے بھیجے یا یہان کی نسبت دوسرے شہر مین زکوٰۃ کے مال کے زیادہ مستحق ہین تو ان کو بھیجنا بلا کراہت درست ہے ترجمہ اور جسکے پاس ایک دن کی خوراک ہو اُسے سوال کرنا درست نہین ہے

باب صدقۃ الفطر

صدقۂ فطر کا بیان

ترجمہ فطرہ اُس شخص پر واجب ہی جو آزاد اور مسلمان ہو اور اپنے گھر اور اپنے کپڑون اپنے اسباب اپنے گھوڑے۔ اپنے ہتھیار اور اپنے لونڈی غلامون کے علاوہ نصاب کا مالک ہو ایسا شخص اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے جو مالدار نہو اور اپنے اُن لونڈی غلامون کی طرف سے جو خدمت کے لئے ہون اور اپنے مدبّر اور اپنی اُم ولد کی طرف سے دیوے (اور اگر نابالغ اور مالدار ہی تو اُسکی طرف سے دینا واجب نہین ہی اور) نہ اپنی بیوی کی طرف سے اور نہ اپنی بالغ اولاد اور مکاتب اور سلیجھے کے ایک یا کئی غلامون کی طرفسے دینا واجب ہے اگر کوئی غلام جا کر بیچا گیا تو اُس کا فطرہ ملتوی رہیگا ف یعنی اگر خریدار نے لے لیا تو اُسکو دینا لازم ہوگا اور اگر واپس کر دیا تو پھر مالک کو دینا پڑیگا ع ترجمہ اور فطرے کی مقدار یہ ہی کہ اگر گیہون یا گیہون کا آٹا یا ستو یا کشمش ہی تو نصف صاع دی اور اگر چھوہارے یا جو ہین تو ایک صاع اور صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہی (اور رطل تخمیناً آدھ سیر کا) اور یہ فطرہ عید کے دن کی صبح کو واجب ہو جاتا ہی پس اگر کوئی صبح ہونے سے پہلے مرگیا یا صبح ہونے کے بعد کوئی کافر مسلمان ہوا یا بچّہ پیدا ہوا تو اسپر فطرہ واجب نہوگا اور اگر یہ فطرہ کوئی عید کے دن کی صبح ہونیسے پہلے (یا رمضان سے پہلے) دیدے یا عید کے دن کے بعد دے تو بھی درست ہے۔

کتاب الصوم

روزہ کا بیان

ف مناسب یہ تھا کہ روزے کا بیان نماز کے بعد ہوتا کیونکہ یہ دونون عبادت بدنیہ ہین مگر مصنف نے قرآن مجید کا اقتدا کرنے کے لئے نماز کے بعد زکوٰۃ کو ذکر کر دیا ہے کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے وا اقیموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ اسکے علاوہ حدیث مین آیا ہی کہ اسلام کے پانچ رکن ہین اور اسمین روزے کا ذکر زکوٰۃ کے بعد ہی اور یہ چوتھا رکن ہی اور روزہ ہجرت سے ڈیڑھ سال کے بعد شعبان کی دسوین کو قبلہ کعبہ کی طرف ہو جانیکے بعد فرض ہوا ہی فتح ملخصاً ترجمہ روزہ (شرع مین) اُسے کہتے ہین کہ جو روزہ رکھنے کا اہل ہو (یعنی مرد مسلمان اور عورت حیض و نفاس سی پاک ہو) وہ صبح صادق سی لیکر غروب (آفتاب) تک کھانے پینے اور صحبت کرنے سے رُکا رہے اور رمضان کے روزے جو فرض ہین اور نذر معین کے روزے جو واجب ہین اور نفلی روزے رات سے لیکر دوپہر ہونیسے پہلے پہلے نیت کر لینا اور مطلق نیت

کر لینے اور نفلی روزے کی نیّت کر لینے سے درست ہو جاتے ہیں **ف** نذر معین سے مراد یہ ہے مثلاً کوئی کہے کہ میں اللہ کے واسطے رجب کی چاند رات یا اس جمعرات کا روزہ رکھوں گا تو اس دن کا روزہ واجب ہو جاتا ہے مطلق نیّت سے یہ مراد ہے کہ فرض یا واجب یا نفل کا نام نہ لے صرف روزہ کی نیت کر لے **ترجمہ** اور ان تینوں قسموں کے سوا اور روزے (مثلاً قضاء رمضان۔ کفارے اور نذر غیر معین کے روزے) بدون روزے کی تعین اور رات سے نیت کیے بغیر درست نہیں ہوتے اور رمضان چاند دیکھنے اور شعبان کے تیس دن ہو جانے سے شروع ہو جاتا ہے اور جس دن رمضان کے شروع ہونے میں شک ہو یعنی شعبان کی تیسویں تاریخ تو اس شک کے دن روزہ نہ رکھا جائے ہاں اس روز نفلی روزہ رکھنا جائز ہے اور اگر کسی نے رمضان کا عید کا چاند دیکھ لیا اور لوگوں نے اس کے کہنے کا اعتبار نہ کیا تو وہ خود روزہ رکھے اور اگر نہ رکھا تو صرف ایک روزہ قضاء رکھے (اُسکا کفارہ اُسپر لازم نہیں ہے) اور آسمان میں ابر وغیرہ ہونے کے وقت رمضان کا چاند ہونے میں ایک عادل آدمی کی گواہی قبول کر لی جائے گی خواہ وہ غلام ہو یا عورت ہو (اور عادل وہ ہے جو گناہوں کی نسبت نیکیاں زیادہ کرتا ہو) اور عید کا چاند ہونے میں (کم از کم) دو آزاد مرد اور دو آزاد عورتوں کی گواہی ہونی ضروری ہے اور اگر آسمان میں ابر وغیرہ نہیں ہے تو پھر رمضان اور عید دونوں میں بہت بڑی جماعت کا دیکھنا معتبر ہوگا **ف** یعنی اتنے آدمی ہوں کہ ان کے کہنے کا سب یقین کر لیں اور جھوٹ بولنے کا شُبہ نہ رہے اس کے لیے فقہاء نے پچاس آدمی مقرر کیے ہیں **ع ترجمہ** اور (چاند دیکھنے) اور اُسکی گواہی قبول ہونے میں) عید الضحےٰ مثل عید الفطر کے ہے اور مطلعوں کے مختلف ہونے کا اعتبار نہیں ہے **ف** یعنی جب ایک شہر والوں نے چاند دیکھ لیا تو یہ دیکھنا دوسرے شہر والوں پر بھی مطلقاً لازم ہوگا برابر ہے کہ ان دونوں شہروں کے درمیان فاصلہ ہو یا نہ ہو اور اسی پر فتویٰ ہے اور بعض علماء کا قول یہ ہے کہ مطلعوں کا اختلاف معتبر ہے اس قول کے موافق ہر شہر اور ہر مُلک میں اسی کے مطلع کا حکم ہوگا۔ عینی ملخصاً

باب مایفسد الصوم ومالایفسدہ

ان چیزوں کا بیان جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہو اور جن سے نہیں ٹوٹتا

ترجمہ اگر روزہ دار نے بھولے سے کچھ کھا لیا یا پی لیا یا صحبت کر لی یا سوتے ہوئے نہانے کی حاجت ہو گئی یا کسی کو دشہوت سے دیکھنے کے باعث انزال ہو گیا یا روزے میں) تیل لگا لیا یا پھری سینگیاں لگوائیں،

یا سُرمہ لگالیا یا پیار لے لیا اور اُس سے انزال نہین ہوا یا اُسکے حلق مین غبار پڑگیا یا مکھی پڑگئی اور
اُسے اپنا روزے سے ہونا یاد ہی یا اُسکے دانتون مین کچھ لگا ہوا تھا وہ کھالیا یا قے ہوتی ہوتی خود ہی
اُلٹی حلق مین چلی گئی تو اُس سے روزہ نہین ٹوٹے گا اور اگر کسی نے قصداً قے نگل لی یا قصداً قے کی
یا کنکر یا لوہے کا ٹکڑا نگل لیا تو ان صورتون مین اُس روزے کی فقط قضا کرے (یعنی اُس کے بدلے
ایک روزہ رکھے) اور اگر مرد نے صحبت کرلی یا عورت سے صحبت کی گئی یا قصداً غذا کھائی یا پی یا دوا
پی تو ان صورتون مین اس روزے کی قضا کرے اور ظہار کا سا کفارہ دے **ف** یعنی اگر اُسمین وسعت
ہے تو ایک غلام آزاد کرے اگر اتنی وسعت نہین ہے تو دو مہینے کے لگاتار روزے رکھے اور اگر اتنی طاقت
نہین ہو تو ساٹھ مسکینون کو کھانا کھلائے مسکین ترجمہ اور شرمگاہ کے سوا اور کسی عضو مین صحبت کرنیسے
انزال ہونے پر کفارہ لازم نہین ہوتا اور نہ رمضان (شریف) کے سوا اور کوئی روزہ توڑنے پر اور اگر
حقنہ کرایا یا ناک مین یا کان مین دوا ڈلوائی یا پیٹ کے یا کھوپری کے زخم پر کوئی دوا لگوائی اور وہ دوا
پیٹ مین یا دماغ مین پہونچ گئی تو ان صورتون مین روزہ ٹوٹ جاتا ہی اور ذکر کے سوراخ مین کوئی دوا
ڈالی تو اس سے روزہ نہین ٹوٹے گا اور بلا عذر کسی چیز کا چکھنا اور چبانا یا علک کو چبانا مکروہ ہی **ف** علک
ایک قسم کا گوند ہوتا ہے اور عذر سے مُراد یہ ہی کہ مثلاً روزہ دار کے درد ہو اور اُس گوند کے چبانے سے آرام ہوتا
ہو یا چبا اگر کسی بچے کو ضروری دینا ہو تو ایسی صورتون مین مکروہ نہین ہی ترجمہ سُرمہ لگانا اور موچھون
پر تیل ملنا اور مسواک کرنا مکروہ نہین ہے اور پیار لینا بھی مکروہ نہین ہے بشرطیکہ (صحبت کر بیٹھنے اور
انزال ہو جانے کا) خوف نہو اور اگر یہ خوف ہو تو مکروہ ہی **فصل** اگر کسی (بیمار) کو روزہ رکھنے سے
بیماری بڑھ جانیکا اندیشہ ہو تو اُسکو اور مسافر کو جائز ہے کہ روزہ نہ رکھے اور اگر مسافر کو کچھ زیادہ تکلیف
نہ ہوتی ہو تو اُسکو روزہ رکھنا مستحب ہے پھر یہ مسافر اور بیمار اگر اسی سفر یا اسی بیماری مین مر جائین تو ان
دونون پر ان روزون کی قضا نہین ہے اور اگر یہ دونون اپنے اپنے وارثون کو وصیت کر جائین تو ہر
روزے کے عوض ایک فطرے کی برابر صدقہ دیوے **ف** اس بارے مین میت کا وصیت کر جانا
شرط ہے اگر وصیت نہین کی تو پھر روزے کا بدلہ دینا وارث پر لازم نہین ہی اور اگر کسی نے تبرعاً ایسا کر دیا
تو جائز ہے اور میت کی طرف سے روزہ رکھنا اور نماز پڑھنا درست نہین ہی۔ طوع ترجمہ اور جب وہ دونون
روزے رکھنے پر قادر ہو جائین (یعنی مسافر مقیم ہو جائے اور بیمار اچھا ہو جائے) تو جو دن لگاتار رکھنے کی

شرط کے قضا رکھ لیں اور اگر انھون نے یہ قضا روزے ابھی نہین رکھے تھے کہ دوسرا رمضان آگیا تو اُن کو
چاہیئے کہ اس موجودہ رمضان کے روزے پہلے رکھین اور قضا کے روزے بعد مین اور حاملہ عورت اور
دودھ پلانیوالی کو اگر اپنی جان کا یا بچہ کو تکلیف ہونے کا اندیشہ ہو تو جائز ہے کہ یہ روزہ نہ رکھین اور
اسیطرح بوڑھے فانی کو بھی اجازت ہے اور صرف یہ بوڑھا اپنے روزون کا فدیہ دیدے ف
بوڑھا فانی اُسے کہتے ہین جسکی بڑھاپے سے قوت فنا ہوگئی ہو اور وہ روزہ نہ رکھ سکتا ہو اور نہ اُسکی آیندہ
کو توقع ہو بس اسکے فدیہ دینے سے روزے ادا ہو جائینگے اور حاملہ اور دودھ پلانیوالی کے فدیہ دینے
سے ادا نہین ہونگے لہذا یہ دونون قضا رکھین - ع ترجمہ اور نفلی روزہ بے عذر توڑ ڈالنا ایک
روایت کی روسے دُرست ہے پھر اُسکی قضا رکھے (اور فتویٰ اسپر ہے کہ بے عذر نہ توڑے) اور اگر رمضان
کے دنون مین، کوئی لڑکا بالغ ہوگیا یا کوئی کافر مسلمان ہوگیا تو جتنا دن رہ گیا ہے اُسمین وہ اپنے کو (کھانے
پینے وغیرہ یعنی جن سے روزہ ٹوٹتا ہے اُن سے) روکے رکھے اور اس دن کے بدلہ مین اور روزے نہ رکھے
(اور اگر اس باقی دن کا روزہ نہ رکھا تب بھی قضا نہین ہے کیونکہ اس دن کا روزہ اسپر واجب نہین ہے)
اگر کوئی مسافر روزہ نہ رکھنے کا قصد کرکے چل دیا تھا اور پھر واپس آگیا اور روزے کی نیّت کے وقت مین
اُسنے روزہ کی نیت کر لی تو اسکا روزہ ہوگیا (برابر ہے کہ فرضی ہو یا نفلی ہو) اگر روزہ دار کو بیہوشی ہو جائے
تو وہ سوائے اُس دن کے روزے کی قضا کے جس کی رات کو بیہوشی ہوئی ہے اور سب دنون
کے روزون کی قضا دے ف یعنی اگر رمضان شریف مین کوئی چند روز بیہوش رہا تو
سب روزون کی قضا کرے کیونکہ روزون کی نیت نہین پائی گئی ہان اس دن کے روزے کی
قضا نہ کرے کہ جس دن وہ بیہوش ہوا ہے یا جسکی رات کو بیہوش ہوا ہے کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ اس روزے
کی نیّت اُسنے ضرور کی ہوگی اور اگر یہ یقیناً معلوم ہو جائے کہ اس نے اس روزے کی بھی نیت نہین کی
تھی تو اسکی بھی قضا کرے ط و ع ترجمہ اور ایسے جنون پر بھی روزے قضا کیے جائین جو ممتد نہ ہو (یعنی جو رمضان
بھر نہ رہا ہو بلکہ کبھی ہوگیا کبھی جاتا رہا اور اگر سارے رمضان رہا تو اسکی قضا نہین ہے) اور اگر کوئی
بلا روزے اور افطار کی نیّت کے کھانے پینے وغیرہ سے باز رہا تو وہ قضا رکھے ف
یعنی اگر کسی نے رمضان کے سارے مہینے دن کو نہ کچھ کھایا نہ پیا اور نہ ایسا کوئی کام کیا جس سے
روزہ جاتا رہے حالانکہ اُس نے روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کی نیّت نہین کی تو اُسپر قضا واجب
ہے

ترجمہ اگر (رمضان مین) مسافر دن کو اپنے گھر آگیا یا حیض والی عورت پاک ہوگئی یا یہ خیال کر کے سحری کھائی کہ ابھی رات ہی اور صبح صادق ہوگئی تھی یا شام خیال کر کے روزہ کھول لیا اور ابھی آفتاب غروب نہین ہوا تھا تو ان چارون صورتون مین باقی دن بھر اپنے کو (کھانے پینے وغیرہ سے) روکے رہین اور اسکی قضا رکھین اُنپر کفارہ نہین ہے جیسا کہ اگر کسی نے بھولے سے کھا لیا بعد پھر قصداً کھا لیا یا سوتی ہوئی عورت یا دیوانی عورت سے صحبت کر لی گئی (اور وہ دیوانی رمضان ہی مین ابھی ہوگئی) تو ان تینون پر بھی قضا لازم ہے کفارہ نہین ہے **فصل** جو شخص بقرعید کے دن روزہ رکھنے کی منت مان لے تو وہ بقرعید کے دن روزہ نہ رکھے اسکے عوض اور دن روزہ رکھے اور اگر باوجود اس منت کے اُسنے قسم کی نیت کر لی تو قسم کا بھی کفارہ دے **ف** یعنی منت کے روزے کی قضا کرے اور قسم کا کفارہ دے اور مصنف کے اس کہنے سے کہ وہ بقرعید کے دن روزہ نہ رکھے یہ مُراد ہے کہ معصیت سے بچنے کے لئے اُس دن روزہ نہ رکھنا واجب ہے اور اس کا عوض کہنے سے اس طرف اشارہ ہے کہ اُسکی یہ منت صحیح ہوگئی ہے کیونکہ باطل چیز کا بدلہ نہین ہوا کرتا اور یہی حکم ان دنون کے روزون کی منت مان لینے کا ہی جن مین روزہ رکھنا منع ہی جیسے عید الفطر کا دن اور ذی الحجہ کی گیارھوین بارھوین تیرھوین تاریخین جنکو ایام تشریق کہتے ہین عینی وغیرہ ترجمہ اور اگر کسی نے یہ منت مانی کہ اس سال کے روزے رکھونگا تو اُن دنون مین روزہ نہ رکھے جن مین روزہ رکھنا منع ہے اور وہ دو دن عید کے اور تین دن تشریق کے ہین ان پانچون روزون کی پھر قضا کر لے اور اگر ان دنون مین سے کسی دن کا روزہ رکھ لیا تھا پھر توڑ ڈالا تو اُس روزے کی قضا (واجب) نہین ہے

باب الاعتکاف

اعتکاف کا بیان

ترجمہ روزے سے ہوکر مسجد مین رہنا اس نیت سے کہ مین نے اعتکاف کیا ہے سنت ہے (اور اسی کا نام اعتکاف ہے) اور نفلی اعتکاف کی مدت کم از کم ایک ساعت ہے **ف** یہ مذہب امام محمد رحمہ اللہ کا ہی اور امام صاحب کے نزدیک ایکدن ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دن کا زیادہ حصہ اور مسجد سے مراد وہ ہی جہان پانچون وقت کی جماعت ہوتی ہے طوع ترجمہ اور عورت اپنے گھر کی مسجد مین اعتکاف کرے اور اعتکاف کرنیوالا بدون حاجت شرعیہ یا حاجت طبعیہ کے مسجد سے نہ نکلے حاجت شرعیہ یہ ہی مثلاً جمعہ

داور عیدین کی یا جنازہ) کی نماز کو جانا اور حاجت طبعیہ یہہ ہی مثلا بول و براز کی حاجت رفع کرنا اور کوئی ایسی
ضرورت) پس اگر بلا عذر یہ ایک ساعت بھی مسجد سی نکلا تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اُسکا اعتکاف جاتا رہا۔
بلکہ اگر عذر سی نکلا تھا اور بلا عذر کے باہر ٹھیر رہا تب بھی جاتا رہیگا) اور اُسکو مسجد مین کھانا پینا سونا اور (زبانی)
خرید و فروخت کرنا جائز ہی اور مبیع کو مسجد لانا اور چُپ رہنا اور اچھی باتون کے سوا فضول باتین کرنا مکروہ ہی اور
معتکف کو صحبت کرنا اور اُسکے لوازم (یعنی پیار لینا اور گلے چمٹانا وغیرہ) حرام ہی اور صحبت کرنے سے اعتکاف
باطل ہو جاتا ہے اور چند روز کے اعتکاف کی نذر ماننے سے اُن روزون کی راتون کا اعتکاف بھی اُسپر
لازم ہو جاتا ہے اور اگر کسی نے دو روز (کے اعتکاف) کی نذر کی تو اُسپر دو راتین بھی لازم ہون گی۔

کتاب الحج

حج کا بیان

ف عبادت کی تین قسمین ہین ایک محض بدنیہ جیسے نماز دوسری محض مالیہ جیسے زکوٰۃ اور ایک ان دونون
سے مرکب پس جب مصنف نے پہلی دونون قسمون کو بیان کر دیا تو اب اس تیسری قسم کا بیان شروع کیا ہی اور یہ
اسلام کے پانچ رکنون مین سے پانچوان رکن ہی لغت مین حج کے معنی قصد کے ہین اور شرع مین یہ ہین جو
مصنف نے بیان کیے ہین ع وسکین ترجمہ خاص وقت مین (یعنی حج کے مہینون مین) خاص طریقہ سے
خانہ کعبہ کی زیارت کرنے کا نام حج ہی جو عمر بھر مین ایک دفعہ ان شرطون کے موجود ہونے پر فوراً فرض ہو جاتا
اور وہ شرطین یہ ہین کہ آدمی عاقل۔ بالغ۔ آزاد تندرست مسلمان ہو اور اپنے رہنے کے مکان (اور پہننے
کے کپڑے) وغیرہ ضروریات کے علاوہ سواری پر جانے اور راستہ مین کھانے پینے کا خرچ اُٹھانے اور اپنے جانے
آنے اور لینے بال بچون کا خرچ اُٹھانے کا مقدور رکھتا ہو اور راستہ امن کا ہو اور عورت کے لیے اتنا ہونا اور
ضروری ہی کہ اگر اُسکے گھر سے خانہ کعبہ مدت کے سفر کے (یعنی تین منزل یا اس سی زیادہ) فاصلہ پر ہے تو
اُسکے ساتھ اُسکا کوئی محرم (یعنی باپ بیٹا) یا شوہر ضرور ہونا چاہیئے۔ پس اگر کسی (نابالغ) لڑکے یا غلام نے
احرام باندھا تھا پھر وہ لڑکا بالغ ہوگیا یا غلام آزاد ہوگیا اور وہ حج اُسنے پورا کر لیا تو اُسکے کر نیسے فرض حج اُن
کے ذمہ سے ادا نہوگا کیونکہ انمین سی ہر واحد کا احرام نفلی حج کیلیے بندھا تھا اس سی فرضی حج ادا نہین ہوسکتا اور احرام
کی میقاتین (یعنی وہ جگہین جہان سی احرام باندھتے ہین اور بلا احرام کے وہانسی گذر جانا جائز نہین ہے یہ پانچ) ہین ذوالحلیفہ
ذات عرق جحفہ قرن یلملم (انمین سی ہر ایک جگہہ) ان لوگون کیلیے میقات ہی جو وہان رہتے ہین یا جو وہانسی ہوکر مکہ
جاتے ہین ف ذوالحلیفہ مدینہ منورہ سی چھ میل ہی اور مکہ معظمہ سی دس منزل اور یہ مدینہ والون کی میقات ہی یا جو یہان سے

ہو کر گذرین اور ذات عرق اہل عراق کی میقات ہی یہ مکہ سے تین منزل کے فاصلے پر ہے اور جحفہ اہل شام مصر اور اہل مغرب کی میقات ہے اور یہ رابغ کے قریب ہے آجکل اسی کو رابغ کہتے ہین اور قرن اہل نجد کی میقات ہے یہ مکہ سے پچاس میل ہے اور یلملم اہل یمن کی میقات ہے یہ مکہ سے ساٹھ میل ہے ط و ع ترجمہ اور ان میقاتون پر پہونچنے سے پہلے بھی احرام باندھنا جائز ہے اور گذر کر باندھنا جائز نہین ہی اور ان میقاتون مین رہنے والون کی میقات حل ہے ف یعنی خواہ احرام حج کا باندھین خواہ عمرہ کا دونون کے احرام باندھنے کی جگہ حل ہے یعنی وہ جگہ جو ان میقاتون اور حرم کے درمیان مین ہے اور حرم مکہ کی چارون طرف کی زمین کو کہتے ہین جسپر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لیکر نشانات لگتے چلے آئے ہین فتح وغیرہ ترجمہ اور مکہ کے رہنے والون کی میقات اگر حج کا احرام باندھین تو حرم ہے اور عمرہ کا باندھین تو حل ہے۔

باب الاحرام

احرام باندھنے کا بیان

ف جب مصنف نے وہ میقاتین ذکر کردین جنسے انسان کو بلا احرام باندھے گذرنا جائز نہین ہی تو اب اسکے بعد احرام کا ذکر کرنا مناسب ہوگیا احرام شریعت مین مخصوص حرمات کے التزام کرنیکا نام ہی مگر بغیر نیت کے اور زبان سے کہے شرعاً متحقق نہین ہوتا پس حج کیلیئے احرام بعینہ ایسا ہی جیسے نماز کی تکبیر تحریمہ ہی حج مین ایسا ہی فرض ہی جیسا وقوف عرفات اور طواف زیارت فرض ہین اسکو احرام اسلیے کہتے ہین کہ اس سے مباح چیزین حرام ہو جاتی ہین مستخلص و فتح ترجمہ جب تم احرام باندھنا چاہو تو پہلے وضو کرو اور غسل کرلو تو اور بھی اچھا اور افضل) ہی اور نیا تہمد باندھو اور نئی چادر اوڑھو یا (اگر نئے نہو تو) دُھلے ہوے (سہی) اور (بدن پر) خوشبو لگاؤ اور (اسکے بعد) دو رکعت پڑھو اور پھر اسطرح کہو اللھم انی ارید الحج فیسرہ لی وتقبلہ منی[1] اور اپنی نماز (یعنی ان مذکورہ دو رکعت) کے بعد حج کی نیت کرکے تلبیہ کہو اور تلبیہ یہ ہی لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک اور ان الفاظ مین (اگر چاہو تو انکے مناسب اور) بڑھا دو اور کم نکرو (کیونکہ آنحضرت علیہ السلام سے یہی منقول ہی لہذا اس سے کم کرنا مکروہ تحریمی ہی) پس جب تم نے (حج کی نیت سے تلبیہ کہہ لیا تو تم محرم ہوگئے (تمھارا احرام بندھ گیا) اب تم فحش باتین کرنے۔ فسق و فجور کرنے۔ لڑائی جھگڑا کرنے۔ شکار مارنے

[1] خداوندا مین حج کا ارادہ کرتا ہون اسکو تو میرے لئے آسان کردے اور میری طرف سے قبول فرما ۱۲

اور اُسکی طرف اشارہ کرنے اور اُسکے بتلانے سے پرہیز کرو اور کُرتہ پاجامہ نہ پہنو عمامہ نہ باندھو۔ ٹوپی نہ اوڑھو قبا اور موزے بھی نہ پہنو ہان اگر جوتے میسر نہ ہون تو موزون کو ٹخنون کے نیچے سے کاٹ کر جوتے کی شکل بنا کر پہن لو) اور ورس یا زعفران یا کسم کا رنگا ہوا کپڑا مت پہنو ہان اگر ان مین کا رنگین دُھلا ہوا ہو رنگ کی بُو اُس مین سے نہ آتی ہو تو اس کا پہننا اوڑھنا جائز ہے **ف** ورس مثل تلون کے درخت کے ایک بُوٹی ہے جو یمن کے سوا اور کہین نہین ہوتی وہین بوئی جاتی ہے اور بیس برس تک خراب نہین ہوتی۔ قاموس **ترجمہ** سر اور منھ ڈھکو نہ ان کو خطمی سے دھوؤ نہ خوشبو لگاؤ نہ سر منڈواؤ نہ بال اور ناخن کترو ہان نہانے حمام کرنے۔ مکان یا کجاوہ کے سایہ مین آرام لینے اور ہمیانی کمر سے باندھنے مین کوئی حرج نہین ہے اور زیادہ تر بلند آواز سے تلبیہ اسوقت کہو کہ جب کہین اونچائی پر چڑھو یا نیچان مین اُترو یا سامنے سے سوار آتے ہون اور صبح کے وقت بھی اور مکہ معظمہ پہونچکر سب سے پہلے مسجد حرام مین جاؤ اور خانہ کعبہ کے سامنے کھڑے ہو کر اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کہو **ف** یعنی بیت اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہو جسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ ہر بڑی چیز سے بڑا ہے اسمین یہ اشارہ ہو کہ کعبہ کی عزت و حرمت اللہ کی طرف سے اسکی دی ہوئی ہے اسکی ذاتی نہین ہے مسکین **ترجمہ** پھر حجر اسود کی طرف متوجہ ہو اور اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کہتے ہوئے بے دھکم دھکا کے اسکو بوسہ دو (یعنی دھکے مکے ہو کر کسی کو ایذا پہونچنے کی نوبت نہ آجائے اور پھر ایک سنت کے ادا کرنے مین ترک واجب کے مرتکب ہو جاؤ) اور اپنی چادر کے دونون کنارے دونون بغلون کے نیچے سے نکال کر دونون کندھون پر ڈال کے خانہ کعبہ کے گرد حطیم کو شامل کر کے سات پھیرے پھرو اور اپنی داہنی طرف سے اُس جگہ سے شروع کرو جو کعبے کے دروازے کے متصل ہے **ف** جاننا چاہیے کہ ان پھیرون ہی کا نام طواف ہو اور طواف حطیم کے پیچھے سے اسلیے ہوتا ہو کہ حطیم بیت اللہ مین داخل ہو اسکا یہ نام بھی اسیوجہ سے ہو کہ حطیم کے معنے ٹوٹنے کے ہین اور اتنا بیت اللہ مین سے ٹوٹ گیا ہو یہ حطیم بیت اللہ کے باہر شام کی جانب میزاب رحمت کے نیچے ہے اور یہ سارا بیت اللہ کا ٹکڑا نہین ہے بلکہ وہ فقط چھ ہاتھ کی مقدار ہے جو نصف دائرہ کی شکل مین گھرا ہوا ہے باقی بیت اللہ سے خارج ہو عینی (رفتح) **ترجمہ** فقط پہلے تین پھیرون مین جھپٹ کر مونڈھے ہلاتے ہوئے چلو (اور باقی کے چارون مین آہستہ چلو) اور جب حجر اسود کے پاس سے گذرو اگر ہو سکے تو ہر دفعہ اسکو بوسہ دو اور اسی پر طواف ختم کرو اور ختم ہی کر

مقام ابراہیم مین دو رکعت بھی پڑھو یا مسجد حرام مین جہان آسانی سے ہو سکے اور یہ طواف مکہ مین آنے کا ہے
داسی لیے اسکا نام طواف قدوم ہی) اور یہ اُنکے لیے ہی جو مکہ مین نہین رہتے (کیونکہ یہ اُنیکا ہی اور وہ کہین سے
آتے نہین وہین رہتے ہین) پھر صفا دکی پہاڑی پر) چڑھو اور اُسپر کھڑے ہو کر خانۂ کعبہ کی طرف منھ کر کے تکبیر
و تہلیل دیعنی اللہ اکبر اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ) کہو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسّلام پر درود بھیجو اور اپنی مراد
پوری ہونے کی اللہ سے دعا مانگو پھر صفا سے اُتر کر مروہ دکی پہاڑی) پر چڑھو اور دونون اخضر میلون کے درمیان
دوڑ کر چلو اور اُسپر بھی ویسا ہی کرو جیسا صفا پر کیا تھا اسیطرح ان دونون کے درمیان سات پھیرے کرو
شروع صفا سے کرو اور ختم مروہ پر (اس سے معلوم ہوتا ہی کہ صفا سے مروہ تک جانا ایک پھیرا ہوتا اور مروہ
سے صفا پر آنا دوسرا پھیرا) اسکے بعد احرام باندھے ہوئے مکہ مین رہو اور جب موقع ملے۔ بیت اللہ کا طواف
کرتے رہو پھر ترویہ کے روز سے ایک روز پہلے دیعنی ساتوین ذی الحجہ کو کیونکہ آٹھوین کو یوم الترویہ کہتے ہین)
امام خطبہ پڑھے جسمین دلوگون کو) افعال حج کی تعلیم کرے دیعنی منا کو جانے وہان نماز ادا کرنے عرفات مین ٹھیرنے
اور وہان سے لوٹنے کے مسائل بیان کرے پھر ترویہ کے دن منا کو جاوٗ دمنا حرم کا ایک گاوٗن ہے جو
مکہ سے ساڑھے تین میل ہے وہان رات کو رہنا سُنت ہی) پھر عرفہ کے دن صبح کی نماز کے بعد منا سے عرفات کو
جاوٗ (عرفات عرفہ کی جمع ہی اور یہ ایک جگہ کا نام ہے جو منا سے اوپر کو مکہ سے بارہ میل کے فاصلے پر
ہے وہان حاجی ٹھیرتے ہین۔ ط د مسکین ترجمہ وہان امام خطبہ پڑھے داور وہان کے رہنے رمی جمار کرنے
قربانی حجامت اور طواف زیارت وغیرہ کے ضروری مسائل بیان کرے) اور زوال کے بعد دیعنی ظہر کے وقت
مین) ایک اذان اور دو تکبیرون سے ظہر اور عصر دونون کی نماز پڑھاوے جسمین امام کا اور احرام کا ہونا شرط ہی
یعنی یہان ظہر اور عصر کو جمع کرنا اس شرط سے جائز ہے کہ جماعت ہو اور محرم پڑھے اگر ایک آدمی یا امام
محرم نہین ہی تو جمع جائز نہین) پھر موقف جا کر جبل (رحمت) کے قریب کھڑے ہون اور عرفات دکا) سارا
میدان) موقف ہی دیعنی حاجیون کے کھڑے ہونیکے لائق ہے سوائے بطن عرفہ کے دیہ عرفات کے
مقابلے مین موقف سے بائین طرف ایک میدان ہے) وہان کھڑے تحمید۔ تکبیر تہلیل اور تلبیہ کہتے رہو درود
پڑھتے اور اپنے لیئے دعا مانگتے رہو پھر غروب کے بعد مزدلفہ جاوٗ اور جبل قزح کے قریب اترو (مزدلفہ منا
اور عرفات کے درمیان ایک گاوٗن ہے) اور امام لوگون کو عشا کے وقت ایک اذان اور ایک تکبیر سے
مغرب اور عشا دونون نمازین پڑھاوے مغرب کی نماز رستہ مین پڑھنی درست نہین ہی داور نہ عرفات

مین پھر دسوین تاریخ (صبح کی نماز اندھیرے مین پڑھے تکبیر تہلیل اور درود پڑھتے رہین اور تلبیہ کہتے
اور دعا مانگتے رہین اور مزدلفہ سارا کھڑے ہونے کی جگہ ہے سوائے بطن محسر کے (یہ ایک جگہ ہے مزدلفہ سے
بائین طرف) پھر خوب روشنی ہونے کے بعد (یعنی آفتاب طلوع ہونے سے کچھ پہلے) منا کو روانہ ہو جائین
اور بطن وادی مین کھڑے ہو کر جمرۂ عقبہ پر ایسی سات کنکریان مارین جو انگلیون سے ماری جاسکین
اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہین اور لبیک کہنا پہلی ہی کنکری کے مارنے پر موقوف کردین پھر قربانی کرکے
سر منڈوالین یا بال کتروالین اور منڈوانا مستحب ہے یہ افعال کرنے کے بعد سوائے عورتون
(سے صحبت کرنے) کے اور سب چیزین تمھارے لیے حلال ہو جائین گی (یعنی وہ کہ جو احرام کی حالت مین
حرام تھین) پھر قربانی کے دن (یعنی دسوین ذی الحجہ کو) یا گیارھوین یا بارھوین کو مکہ جاؤ اور طواف رکن
کے سات پھیرے بلا رمل اور سعی کے کرو اگر یہ دونون فعل تم پہلے (طواف قدوم مین کر چکے ہو
ورنہ دونون اب کیے جائین (رمل اکڑ کر چلنے کو کہتے ہین) اور سعی سے صفا مروہ کے درمیان
دوڑنا مراد ہے اور ان افعال کے بعد اب عورتون سے صحبت کرنی درست ہو جائے گی اور یہ طواف
رکن قربانی کے دنون سے مؤخر کرنا (یعنی قربانی کے دنون کے بعد کرنا) مکروہ ہے پھر (مکہ سے) منا جاؤ
اور قربانی کے دوسرے روز دن ڈھلنے کے بعد تینون جمرون پر سات سات کنکریان مارو اور شروع
اس جمرے سے کرو جو مسجد (خیف) کے پاس ہے پھر اسپر جو اسکے پاس ہے پھر جمرۂ عقبہ پر اور جس کنکری
کے بعد دوسری کنکری مارنی ہو تو پہلی کے بعد توقف کرنا چاہیے (یعنی سورۂ بقرہ پڑھنے کی مقدار
اور اس عرصہ مین تکبیر تحمید وغیرہ پڑھین اور دعا کرتے رہین پھر اگلے (یعنی بارھوین تاریخ) ایسا ہی
کرین اور اسکے بعد بھی اگر ٹھیرنا ہو (یعنی تیرھوین ذی الحجہ کو بھی اگر منا مین ٹھیرین تو ایسا ہی
کرین) اور اگر چوتھے روز دن ڈھلنے سے پہلے رمی کر دی تو بھی درست ہے (یعنی امام صاحب کے
نزدیک یہ رمی درست ہو جائے گی صاحبین کے نزدیک نہین (رمی کنکریان مارنے کو کہتے ہین) اور
جس رمی کے بعد رمی ہو (جیسے پہلے دونون جمرون کے رمی) تو اسکو پیادہ کھڑے ہو کر کرین) اور اپنا
سوار ہو کر (یعنی اگر اسکے بعد رمی نہ ہو جیسے قربانی کے دن جمرۂ عقبہ کی رمی تو اسکو سوار ہو کر کرین) اور
اپنا اسباب پہلے ہی سے مکہ بھیجدینا اور خود رمی کرنے کے لیے منا مین رہ جانا مکروہ ہے پھر (منا
کے جمرون کو رمی کرنے کے بعد) محصب جاؤ اور یہ ایک پتھریلی زمین مکہ ہی کے قریب ہے اسکا نام حصیار

اور لیٹنا بھی ہے پھر محصب سے مکہ جاکر) طواف صدر (یعنی طواف رخصت) کے سات پھیرے پھر و
اور یہ طواف صدر سوائے مکہ والون کے اور سب پر واجب ہی **ف** مکہ والون پر واجب نہونے
کی یہ وجہ ہے کہ یہ طواف طواف صدر ہی اور صدر کے معنی رجوع اور رخصت کے ہین اور چونکہ مکہ کے
رہنے والے اپنے وطن کو رخصت نہین ہوتے اس لیے یہ اُن پر واجب نہین ہی ہان مستحب ہی **ط وع ترجمہ**
اور اس طواف صدر کے بعد آب زمزم پیو اور ملتزم کو لپٹیو **ف** ملتزم خانہ کعبہ کے دروازے اور حجر اسود کی
درمیان مین ایک جگہ ہے اور لپٹنے سے یہ مراد ہے کہ اپنا چہرہ اور سینہ روتے ہوئے اُسپر لگائے **ترجمہ** اور
خانہ کعبہ کے پردون کو پکڑو اور اُسکی دیوارون سے چمٹ کر روؤ (اور پھر اُلٹے پیرون اسکی جدائی پر حسرت
سے روتے ہوئے مسجد حرام سے نکل آؤ) **فصل** جو شخص (میقات سے احرام باندھنے کے بعد) مکہ مین نہ
گیا اور وقوف عرفات کر لیا (یعنی عرفات مین ٹھیر چکا) تو طواف قدوم اس کے ذمہ نہین رہا اور جو شخص نوین
ذی الحجہ کے زوال سے لیکر دسوین کی فجر تک ایک ساعت بھی عرفات مین ٹھیر گیا تو اُسکا حج پورا ہوگیا اگرچہ
اُسے یہ معلوم بھی نہو کہ (جہان مین ٹھیرا ہون) یہ عرفات ہی یا وہ سوتا رہا ہو یا بیہوش پڑا رہا ہو اور اگر اسکے
بیہوش ہونے کے سبب سی اس کے ساتھی نے اسکی طرف سے (بغیر اسکی اجازت کے) احرام باندھ لیا تو بھی
اس کا حج ہو جائیگا اور عورت (حج کے کل افعال و احکام مین) مثل مرد کے ہی صرف اتنا فرق ہی کہ عورت اپنا
چہرہ کھولے رکھے سر نہ کھولے اور نہ آواز سے لبیک کہے (کیونکہ اسکی آواز عورت ہی) اور نہ (طوافون مین)
رمل کرے اور نہ (اخضر) میلون کے درمیان دوڑے نہ سر منڈوائے ہان قدرے بال کترے
اور سیا ہوا کپڑا پہنے۔ اگر کسی نے بُدنہ (یعنی قربانی کے جانور) کے گلے مین قلادہ ڈال دیا خواہ وہ بُدنہ نفلی
ہو یا منت کا ہو یا شکار مارنے کے بدلے کا ہو یا اور طرح کا ہو (مثلاً تمتع یا قران کا ہو) اور وہ اُس کے
ساتھ حج کا ارادہ کرکے خود بھی چل دیا تو اس کا احرام بندھ گیا **ف** یعنی فقط اس عمل سی بدون
لبیک کہے وہ محرم ہوگیا امام شافعی رح اس کے مخالف ہین اور قلادہ اسکو کہتے ہین جو درخت کی چھال
یا پُرانے جوتون وغیرہ کا ایک کلاوہ سا بنا کر چوپایہ کے گلے مین فقط اس لیے ڈال دیتے ہین کہ یہ
قربانی کا جانور ہونے کی علامت رہے پس یہ لبیک کہنے کے قائم مقام ہوجاتا ہی کیونکہ لبیک کہنے
سے حج کرنے کا پختہ ارادہ ظاہر کر دینا مقصود ہوتا ہے اور یہ مطلب اس سے بھی حاصل ہوجاتا ہے
اور اگر ایک بُدنہ مین چند آدمی شریک تھے اور اُن مین سے ایک نے اورون کی اجازت سے

اسکے قلادہ ڈال دیا تو وہ سب محرم ہوجائینگے اگر سب ساتھ ہون عینی و فتح ترجمہ اور اگر اس نے
بُدنہ (قلادہ ڈال کے) پہلے بھیجدیا تھا پھر آپ گیا تو جب تک یہ اُس سے مل نہ جائیگا محرم نہ ہوگا بخلاف
متعہ (یعنی تمتع) کے بدنہ کے (کہ اس سے بدون ملنے کے بھی محرم ہوجائے گا) اور اگر کسی نے بُدنہ پر
جھول ڈال دی یا اشعار کردیا (یعنی قربانی کے اونٹ کے کوہان مین داہنی جانب زخم لگا دیا) یا
بکری کے گلے مین قلادہ باندھ دیا تو اس سے وہ محرم نہ ہوگا اور بُدنے (شریعت مین) اونٹ
اور گائے ہوتے ہین (یعنی ان ہی کا بدنہ ہونا معتبر ہے بکری بُدنہ نہین ہوسکتی)

باب القران

قران کا بیان

ف حج کے افعال کی تین قسمین ہین - قران - تمتع - افراد - ایک احرام سے حج اور عمرے دونون کو ادا کرنے کو
قران کہتے ہین اور ایک سفر اور دو احرام سے حج اور عمرے کے ادا کرنے کو تمتع کہتے ہین اور فقط حج کرنیکو افراد کہتے
ہین ترجمہ قران سب سے افضل ہے اور اس سے دوم درجہ مین تمتع ہے اور سوم درجہ مین افراد ہے اور چہارم
درجہ مین فقط عمرہ کرنا ہے) **ف** مطلب یہ ہوا کہ فقط عمرہ کرنیسے افراد یعنی حج کرنا افضل ہے اور فقط حج کرنیسے
تمتع کرنا اور تمتع کرنیسے قران کرنا اور وجہ اس فضیلت کی یہ ہے کہ ثواب کی کمی زیادتی اکثر مشقت و محنت کی
کمی زیادتی پر موقوف ہوتی ہے پس چونکہ قران مین تمتع کی طرح دو عمل ادا کرنیکے علاوہ احرام بہت دنون تک رہنے
کے باعث مشقت زیادہ اُٹھانی پڑتی ہے اسیلیے یہ سب سے افضل ہے اور تمتع مین اگرچہ عمل تو دو ہوتے ہین مگر پہلے احرام
کے بعد چونکہ آدمی حلال ہوجاتا ہے اسلیے اس مین اتنی مشقت نہین رہتی اسی وجہ سے یہ دوسرے درجہ مین ہے اور
افراد کے تیسرے درجہ مین ہونے کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ اس مین صرف حج ہی ہوتا ہے ترجمہ اور قران
اسے کہتے ہین کہ میقات سے حج اور عمرے دونون کا (اکٹھا) احرام باندھے اور احرام دو رکعتون کے
بعد) یون کہے اللّٰھُمَّ انی ارید الحج والعمرۃ فیسرھما لی وتقبلھما منی[1] اور (پھر مکہ پہونچکر
عمرے کے لیے طواف اور سعی کرے پھر حج کرے یعنی حج کے سب افعال اس ترتیب سے ادا کرے
جسکا بیان ابھی ہوچکا ہے پس اگر قارن نے حج اور عمرے دونون کے لیے دو طواف اور دو سعی
کین تو جائز ہے مگر گنہگار ہوگا (کیونکہ اُس نے عمرے کی سعی مین تاخیر کی اور حج کا طواف

[1] خداوندا مین نے حج اور عمرے دونون کا ارادہ کرلیا ہے پس ان دونون کو میرے واسطے آسان کر اور تو انکو قبول فرما ۱۲

پہلے کر لیا ہو لیکن اسکی وجہ سے کچھ اسپر لازم نہ ہوگا) اور جب یہ قربانی کے دن (یعنی دسوین تاریخ جمرۂ عقبہ پر) رمی کر چکے تو ایک بکری یا بدنہ یا بدنہ کے ساتوین حصہ پر قربانی کرے (یہ قربانی دم قران کہلاتی ہے جو اس کے ادا ہونے کے شکریہ مین واجب ہے) اور جس سے یہ نہو سکے (یعنی جسمین قربانی کی مقدور نہو) وہ تین روزے رکھے جن مین تیسرا روزہ عرفہ کے دن ہو (یعنی ساتوین آٹھوین اور نوین کے روزے رکھے) اور سات روزے اور اس وقت رکھے کہ جب حج سے فارغ ہو جائے اگرچہ ابھی مکہ ہی مین ہو (اور عام ہے کہ وہان ٹھیرنے کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو) پس اگر اس نے (وہ تین روزے جو عرفہ کے دن ختم ہو جاتے) دسوین تاریخ تک نہ رکھے تو اب اسپر قربانی کرنا لازم ہو گیا یعنی دسوین تاریخ کے بعد روزے رکھنے سے کچھ نہین ہو سکتا پس اگر یہ اب بھی قربانی نہ کر سکا تو احرام سے حلال ہو جائے اور اسکے ذمہ دو قربانیان ہین ط ترجمہ اور اگر قران کرنے والا مکہ مین نہین گیا (کہ وہان حج سے پہلے عمرہ کر لیتا) یا مکہ مین گیا مگر عمرے کا اکثر طواف نہین کیا) اور وقوف عرفات کر لیا تو اس پر عمرے کے چھوڑنے کا دم دینا (یعنی قربانی کرنا اور حج کے بعد، عمرے کی قضا کرنا واجب ہے۔

باب التمتع
تمتع کا بیان

ف تمتع متاع یا متعہ سے ماخوذ ہے جسکے معنے انتفاع یا نفع کے ہین اور شرع مین اسکے یہ معنی ہین جو مصنف نے ذکر کیے ہین یعنی ترجمہ تمتع کی صورت یہ ہے کہ میقات سے عمرے کا احرام باندھ کر اسی کے لیے طواف اور (صفا مروہ کے درمیان) سعی کر کے سر منڈوالے یا بال کتروالے اور عمرے (احرام) سے حلال ہو جائے (یہ اس صورت مین ہے کہ جب اپنے ساتھ تمتع کی ہدی نہ لے گیا ہو اور اگر ہدی لے گیا تھا تو وہ حج سے فارغ ہوئے بغیر حلال نہین ہوگا) اور طواف کے پہلے ہی پھیرے کے بعد سے لبیک کہنا موقوف کر دے اور اسکے بعد ذی الحجہ کی آٹھوین تاریخ حج کے لیے حرم سے احرام باندھے (اور آٹھوین سے پہلے احرام باندھ لینا اور افضل ہے) اور حج کر کے قربانی کر دے (یہ قربانی کرنا اس پر واجب ہے کیونکہ یہ متمتع ہے) اور اگر قربانی کرنے کی مقدور نہو تو اس کا حکم پہلے مذکور ہو چکا ہے **ف** یعنی قران کے باب مین اور وہ یہ ہے کہ تین روزے تو حج مین رکھ لے جو عرفہ کے دن ختم ہو جائین اور سات روزے اسوقت کہ جب حج کے افعال سے فارغ ہو ط ترجمہ اور اگر اس نے شوال مین

(یا حج کے مہینوں میں سے اور کسی مہینے میں) تین روزے رکھے تو یہ ان (متمتع کے) تین روزوں کے بدلے میں کافی نہیں ہوں گے (کیونکہ وہ وجود سبب سے پہلے ہی ادا ہو جائیں گے ہاں اگر عمرے کا احرام باندھنے کے بعد (اور اُسکا) طواف کرنے سے پہلے رکھ لیے تو کافی ہو جائیں گے کیونکہ سبب کا وجود ہو گیا ہے) پس اگر کوئی (تمتع کرنے والا) ہدی (یعنی قربانی کا جانور) اپنے ساتھ لیجانا چاہے تو وہ احرام باندھ کر ہدی کو ہانکتا ہوا لے جائے (اور یہ اُس کو کھینچے ہوئے لیجانے سے افضل ہے اور توشہ دان یا جوتی اُسکے گلے میں لٹکاوے اور اشعار نہ کرے اور عمرہ کر چکنے کے بعد حلال نہ ہو جائے اور آٹھویں تاریخ (ذی الحجہ) حج کا احرام باندھے اور اِس سے پہلے باندھ لینا اور زیادہ مستحب ہے پھر جب دسویں تاریخ سر منڈوا چکے تو اب اپنے دونوں احراموں سے حلال ہو گیا اور خاص مکہ اور اِس کے قریب کے باشندوں کے لیے نہ تمتع ہے اور نہ قران ہے پس اگر تمتع کرنے والا عمرہ کر کے اپنے گھر چلا آیا اور یہ ہدی نہیں لے گیا تھا تو اس کا تمتع باطل ہو گیا (کیونکہ تمتع سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ دو سفروں میں سے ایک کو ساقط کرنے کا فائدہ اٹھالے اور حج اور عمرے کے لیے دو سفر نہ کرے بلکہ ایک ہی سفر سے فائدہ اُٹھالے لیکن جب اُسنے ان دونوں کے لیے علیحدہ علیحدہ سفر ذمہ لے لیا تو وہ مقصود ہی جاتا رہا اور یہ حکم اُس صورت میں ہے کہ جب اپنے گھر آکر سر بھی منڈوا لیا ہو اور اگر گھر آگیا تھا اور اسی سال سر منڈوانے سے پہلے حج جا کیا تو وہ متمتع ہی ہے۔ فتح ملخصاً ترجمہ) اور اگر وہ ہدی لے گیا تھا تو اُس کا تمتع باطل نہیں ہوا (کیونکہ جب تک اسکی طرف سے وہ ہدی ذبح نہ ہو گی یہ محرم ہی رہیگا) اور اگر کسی نے حج کے مہینوں سے پہلے (عمرے کا احرام باندھ کر عمرے کے لیے چار پھیروں سے کم طواف کیا اور حج کے مہینوں میں اسکو پورا کر لیا (پھر عمرے سے فارغ ہونے کے بعد حج کا احرام باندھ کر) حج کر لیا تو اُسکا تمتع ادا ہو گیا اور اگر اسکے برعکس کیا تو تمتع نہیں ہوا اور حج کے مہینے یہ ہیں شوال۔ ذی قعدہ اور عشرہ ذی الحجہ (یعنی ذی الحجہ کے دس روز) اور حج کا احرام ان مہینوں سے پہلے باندھنے سے بندھ جاتا ہی مگر مکروہ تحریمی ہے اگر کسی کوفی نے (یا آفاقی وغیرہ) نے ان مہینوں میں عمرہ کیا اور وہ مکہ میں یا بصرہ میں ٹھیر گیا اور پھر اسی سال) حج کیا تو اُسکا تمتع درست ہو جائے گا (کیونکہ اِس کا سفر ایک ہی ہوا ہی) اور اگر وہ عمرے کو فاسد کر کے (مکہ میں) رہ پڑا تھا پھر اس فاسد شدہ عمرے کی قضا کی اور

(اسی سال) حج کیا تو یہ تمتع نہین ہوگا (کیونکہ عمرہ فاسد ہونے سے سفر ختم ہوچکا تھا اب اسکا یہ صحیح عمرہ جسکو یہ قضا سمجھ رہا ہے مکیہ ہوگیا اور مکہ والے تمتع نہین کرسکتے) ہان اگر یہ (عمرہ فاسد کرکے) اپنے گھر چلا گیا ہو (اور پھر آکر حج کے مہینون مین عمرہ کرکے حب ہی حج کرلیا ہو تو یہ بالاتفاق متمتع ہوجائیگا) اور حج اور عمرے مین سے جونسے کو یہ فاسد کردے تو جس قدر رہ گیا ہو اُسکو پورا کرے) اور اس کے عوض اسپر قربانی کرنی لازم نہین ہے اگر کسی نے تمتع کیا اور بقرعید کے دن قربانی کردی تو یہ قربانی تمتع کے دم کی طرف سے کافی نہ ہوگی (کیونکہ اس کا دم قربانی کے سوا ہی) اگر عورت کو احرام باندھنے کے وقت حیض آگیا تو وہ طواف کے سوا حج کے سب افعال ادا کرلے اور اگر طواف صدر (یعنی رخصت کا طواف) کرنے کے وقت آے تو اس طواف کو چھوڑ دے جیسے وہ شخص جو مکہ مین رہنے لگے (یعنی اگر کوئی شخص حج کرکے مکے مین رہنے لگے تو یہ طواف صدر اُسپر لازم نہین رہتا۔

باب الجنایات

جنایتون کا بیان

ف جنایات جنایت کی جمع ہے لغت مین اُس فعل کو کہتے ہین جو شرعًا حرام ہو اور فقہا کی اصطلاح مین اسکا اطلاق اُن قصورون پر کیا جاتا ہے جو احرام اور حج کے افعال مین نفوس اور اعضا مین ہون ع ترجمہ اگر محرم نے کسی پورے عضو کو (مثلاً سر یا ران یا پنڈلی وغیرہ کو) خوشبو لگالی تو اسپر ایک بکری (کی قربانی کرنی) واجب ہے اور اگر ایک عضو سے کم کو لگائی ہے تو صدقہ دے اور اگر اس نے اپنے سر کو مہندی لگالی یا زیتون کا تیل لگالیا یا سلا ہوا کپڑا پہن لیا یا دن بھر اپنا سر چھپائے (یعنی ڈھکے) رہا تو ان سب صورتون مین ایک بکری قربانی کرے ورنہ صدقہ دے اور اگر اُس نے اپنا چوتھائی سر منڈوا دیا یا چوتھائی داڑھی منڈوادی تب بھی ایک بکری قربانی کرے (کیونکہ یہ اعضا چوتھائی بولنے سے کل مراد لیے جاتے ہین) ورنہ صدقہ دے جیسا کہ سر مونڈنے والا صدقہ دیتا ہی (برابر ہے کہ جس کا سر منڈا ہے وہ محرم ہو یا نہ ہو) اور اگر اس نے اپنی گردن کے بال یا دونون بغلون کے یا ایک بغل کے یا پچھنے لگنے کی جگہ منڈوا دیے تب بھی اُس کے ذمہ ایک بکری ہے اور ایک مونچھ کے منڈوانے مین جو کچھ ایک عادل آدمی کہے وہی صدقہ کردے اور اگر محرم نے حلال آدمی کی مونچھ مونڈ ڈالی یا اُس کے ناخن کتر دیے تو ایک آدمی کی خوراک (کھانا) دے

اور اگر محرم نے اپنے دونون ہاتھ اور دونون پیرون کے یا ایک ہاتھ یا ایک پیر کے ناخن ایک مجلس
مین (یعنی ایک جگہ بیٹھے ہوئے کاٹ ڈالے تو اُسپر ایک بکری کی قربانی واجب ہی اور اگر ایک
مجلس مین پانچ سے کم کاٹے ہین تو صدقہ دیدے جیسا کہ پانچ ناخن متفرق کاٹنے والا دہر ناخن
کے بدلے) صدقہ دیدیتا ہے اور ٹوٹا ہوا ناخن علیحدہ کر دینے مین (محرم پر) کچھ (واجب) نہین
(ہوتا) اگر محرم نے کسی عذر کے سبب خوشبو لگائی یا (سِلا ہوا کپڑا) پہنا یا سر منڈوایا (یا داڑھی منڈوائی)
تو وہ ایک بکری ذبح کرے یا چھ مسکینون کو تین صاع (گیہون) صدقہ دے یا تین روزے رکھے

فصل اگر کوئی محرم شہوت سے کسی عورت کی شرمگاہ کو دیکھ لے جس سے اسکو انزال ہو جائے (یعنی منی
نکل آئے) تو اُسپر کچھ واجب نہین ہوتا ہان اگر پیار لیا یا شہوت سے (اسکو) چھُوایا یا وقوف عرفات
سے پہلے فرج مین یا دُبر مین صحبت کر کے اپنے حج کو فاسد کر دیا تو اسپر ایک بکری واجب ہی اور اس
حج کو (اسکے باقی افعال کر کے) پورا کرلے اور (آیندہ سال) اس کی قضا کرے اور قضا کرنے مین
ان دونون (مرد وعورت) کا جُدا ہونا ضروری نہین ہے (بلکہ مستحب ہے) اور اگر وقوف عرفات کے
بعد صحبت کرلی ہے تو اُسپر ایک بُدنہ (ذبح کرنا) واجب ہے (بُدنہ کی تفصیل پہلے گذر چکی ہی) اور
اب حج فاسد نہین ہوگا یا اگر محرم نے سر منڈوانے کے بعد صحبت کرلی یا عمرے مین اکثر طواف
کرنے (یعنی چار پھیرے پھرنے) سے پہلے صحبت کرلی تو تب بھی ایک بکری واجب ہوگی اور یہ
عمرہ فاسد ہو جائیگا اب یہ باقی عمرہ ادا کر کے بعد مین اس کی قضا کرلے اور اگر اکثر طواف کے بعد صحبت
کی ہے تو تب بھی ایک بکری واجب ہی ہان اس صورت مین یہ عمرہ فاسد نہین (کیونکہ اکثر طواف
ادا ہو چکا ہی وللاکثر حکم الکل) اور حج اور عمرے مین بھول کر صحبت کرنیوالا مثل قصداً کرنے
والے کے ہے (یعنی جو حکم قصداً کرنے والے کا ہے وہی بھول کر کرنے والے کا ہے) یا اگر محرم
نے طواف رکن بے وضو کر لیا تب بھی اس پر بکری واجب ہے اور اگر حالت ناپاکی مین کیا ہے
تو بدنہ واجب ہے اور (اس صورت مین) اس طواف کو دوبارہ کرے اور اگر طواف قدوم
و طواف رخصت بے وضو کر لیا ہے تو صدقہ دے اور اگر طواف رُکن (یعنی طواف زیارت)
مین اقل پھیرے (یعنی تین یا اس سے کم) چھوڑ دے تو اُسپر بھی ایک بکری واجب ہی اور اگر
اکثر طواف چھوڑ دیا ہے تو یہ (ہمیشہ) محرم ہی رہے گا (یہانتک کہ یہ طواف کرلے اور اگر اپنے

گھر چلا آیا اُسی احرام سے اُسکو لوٹ جانا واجب ہی) اور اگر طواف رخصت کا اکثر حصّہ چھوڑ دیا یا
ناپاکی کی حالت مین کرلیا تو اُسپر بھی ایک بکری واجب ہی اور اس کا کم حصّہ (یعنی تین پھیرے یا
دُو یا ایک) چھوڑنے سے صدقہ واجب ہوتا ہے یا اگر طواف رکن بے وضو کرلیا اور ایام تشریق کے
آخر مین (یعنی تیرھوین ذی الحجہ کو) طواف رخصت وضو سے کیا تب بھی (بالاتفاق) ایک بکری واجب
ہے اور اگر طواف رُکن ناپاکی کی حالت مین کرلیا (اور تیرھوین ذی الحجہ کو طوافِ صدر باوضو کیا)
تو اسپر دو بکریان واجب ہین یا اگر عمرے کا طواف اور (صفا مروہ کے درمیان سعی) بے وضو کرلی
اور اُن کو دوبارہ نہ کیا (بلکہ اپنے گھر چلا آیا) تو اُسپر ایک بکری واجب ہی یا اگر کسی نے (صفا مروہ کے
درمیان کی سعی چھوڑ دی یا عرفات سے امام سے پہلے چلا آیا یا مزدلفہ مین وقوف نہین کیا یا
سب جمرون کی رمی چھوڑ دی یا ایک دن کی رمی چھوڑ دی یا سر منڈانے مین (اتنی) تاخیر کی کر قربانی
کے دن گذر گئے یا (اتنی ہی) طواف رکن مین تاخیر کردی یا حل مین (یعنی حرم کے باہر) سر منڈوا لیا
تو ان سب صورتون مین (امام صاحب کے نزدیک) اسپر ایک بکری واجب ہی اور اگر قارن (یعنی قران
کرنیوالے) نے قربانی کرنیسے پہلے سر منڈا لیا تو اس پر دو بکریان واجب ہین (ایک ترتیب چھوڑنے
کی اور دوسری دمِ قران) **فصل** اگر محرم نے شکار مار لیا یا ایسے شخص کو بتلایا کہ اُسنے مار لیا تو اس
محرم پر (دونون صورتون مین اس شکار کا) بدلہ (دینا) واجب ہی اور بدلہ یہ ہے کہ جہان وہ شکار
مارا ہے یا جو جگہ وہان سے قریب ہو وہان کے نرخ کے مطابق دو عادل آدمی جو کچھ اس شکار کی
قیمت ٹھہرا دین اس قیمت کا یہ قربانی کا ایک جانور (یعنی اونٹ یا گائے یا بکری) خرید کر اسکو
ذبح کردے اور اگر اتنی قیمت نہین ہے کہ اُس کا کوئی جانور آجائے تو اس قیمت کا غلہ خرید کر
فطرے کی طرح اُسے صدقہ کردے (یعنی اگر گیہون ہین تو ہر مسکین کو نصف صاع دے اور
اگر جو وغیرہ ہین تو ایک صاع دے) یا ہر مسکین کے یومیہ حصّہ کے عوض (اگر چاہے تو) ایک
ایک روزہ رکھ لے اور اگر (اس حساب سے مسکینون کو دینے کے بعد) نصف صاع سے
کم بچ جائے (تو اسکو بھی) خیرات کردے یا (اسکے بدلہ مین) ایک روزہ رکھ لے (اس کے
نصف صاع سے کم ہونے سے روزے مین کوئی فرق نہین آسکتا) اگر محرم نے شکار کو زخمی کردیا
یا اسکا کوئی عضو کاٹ ڈالا یا اُسکے بال اکھاڑ لیے تو اس سے جتنی قیمت اسکی کم ہو جائے یہ اس

نقصان کا ضامن ہے اور پرندے کے پر اُکھاڑنے اور شکار کے پیر ہاتھ کاٹ ڈالنے ۔ اسکا دودھ دُہنے اسکا بیضہ توڑ دینے اور اس توڑنے پر مُردہ بچّہ نکل آنے سے (ہر چیز کی) پوری قیمت واجب ہوتی ہے (یعنی پیر ہاتھ کاٹنے) مین شکار کی قیمت دودھ دُہنے مین دودھ کی قیمت انڈا توڑنے مین انڈے کی قیمت (اور بچّہ نکل آنے پر بچّہ کی قیمت لازم ہے) اور کوّے چیل ۔ بھیڑیے ۔ سانپ بچھو ۔ چوہے کٹکھنے کتے ۔ مچھر ۔ چیونٹی ۔ پسّو ۔ چچڑی اور کچھوے کے مارنے مین کچھ نہین ہے ہان جون اور ٹڈی کے مارنے مین جو جی مین آئے صدقہ کردے (مثلاً ایک مٹھی اناج یا ایک کھجور وغیرہ دیدے) اور درندے کو مار ڈالنے کی صورت مین اُس کی قیمت ایک بکری کی قیمت سے نہ بڑھائی جائے اور اگر اس نے محرم پر حملہ کیا تو اُسکے مار ڈالنے مین کچھ نہین ہے بخلاف مضطر (محرم) کے (یعنی جو بھوک کی بیتابی مین کوئی شکار مارے تو اُس پر اُسکا بدلہ واجب ہے) اور محرم کو بکری ۔ گاے ۔ اونٹ ۔ مرغی اور گھر کی پلی بطخ کو ذبح کرنا جائز ہے (کیونکہ یہ جانور شکار نہین ہین) اگر محرم پا موز کبوتر اور پلے ہوئے ہرن کو ذبح کردے تو اسکا بدلہ اُس پر واجب ہے (کیونکہ وہ اصل مین خلقی شکار ہی ہین) اگر محرم کسی شکار کو ذبح کردے تو وہ شکار حرام ہو جاتا ہے اور اُسکے کھانے سے بھی اُسکا تاوان بھرے گا نہ کہ دوسرا محرم (یعنی اگر اور محرم اُس مین سے کھالین گے تو اُنپر تاوان نہین آئیگا) اور محرم کو اُس شکار کا گوشت حلال ہے جو کسی حلال آدمی نے کیا ہو بشرطیکہ اس محرم نے یہ شکار اُسکو بتلایا نہ ہو اور نہ شکار کرنے کو کہا ہو ۔ اگر حلال آدمی حرم کا شکار ذبح کردے تو (پھر اپنے پاس سے) اُس کی قیمت خیرات کرے اور اسکے روزہ رکھنے سے (اسمین) کچھ نہین ہوتا ۔ اگر کوئی شکار لیے حرم مین چلا گیا تو اس کو وہین چھوڑ دینا چاہیئے (کیونکہ اب وہ صید حرم ہو گیا) اور اگر وہان لے جاکر بیچ ڈالا تھا تو بیع کو واپس کرلے اگر وہ شکار موجود ہو (کیونکہ وہ بیع فاسد ہے اور اگر وہ مرگیا ہے تو اس بیچنے والے) پر اس کا تاوان بھرنا واجب ہے (یعنی) اسکی قیمت کو صدقہ کردے) اگر کسی نے احرام باندھا اور اسکے گھر مین یا اسکے پنجرے مین شکار ہے تو اُسپر اس کا چھوڑ دینا لازم نہین ہے برابر ہے کہ پنجرا اُسکے ہاتھ مین ہو یا اسکے اسباب مین ہو ۔ اگر کسی نے احرام باندھنے سے پہلے کوئی شکار پکڑ لیا تھا پھر احرام باندھ لیا (اور دوسرے شخص نے وہ شکار اُسکے ہاتھ سے چھڑوا دیا) تو (امام ابوحنیفہ رح

کے نزدیک) یہ چھڑانے والا اس (کی قیمت) کا ضامن ہوگا **ف** کیونکہ یہ شخص حلال ہونے
کی حالت مین پکڑنے سے اس کا ایسا مالک ہوگیا تھا کہ احرام باندھنے سے اسکی ملک نہین جاسکتی
اور اس چھڑانے والے نے اسکو تلف کردیا ہے تو اب یہ اسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور صاحبین رح
کا قول یہ ہے کہ وہ ضامن نہوگا کیونکہ وہ آمر بالمعروف اور ناہی عن المنکر ہے۔ فتح **ترجمہ** اگر محرم نے
کوئی شکار پکڑلیا تھا اور ایک اور شخص نے اس کو چھڑوادیا تو یہ چھڑوادینے والا اس کا ضامن نہوگا
اور اگر اسکو دوسرے محرم نے مارڈالا تو دونون پر اس کا بدلہ دینا آئے گا اور پھر پکڑنے والا
(اپنے حصے کے دام) مارنے والے سے وصول کرے۔ اگر محرم نے حرم کی گھاس کاٹ لی (خواہ
گیلی تھی یا سوکھی) یا ایسا درخت کاٹ لیا تھا جو کسی کی ملک نہ تھا اور اس قسم کا تھا کہ لوگ
اس کو بوتے نہین ہین تو یہ اس کی قیمت کا دیندار ہوگا (اس قیمت کو صدقہ کردے اور اسمین
روزے رکھنے کو کچھ دخل نہین ہے) ہان اگر (حرم کا درخت) سوکھ گیا ہو (اس سے نفع اٹھانا جائز
ہے اس کا تاوان نہین ہے) اور حرم کی گھاس چرانا اور کاٹنا سب حرام ہے سوائے اذخر کے **ف**
اِذخر ہمزہ کے زیر اور خے سے ایک خوشبودار سفید رنگ کی گھاس کا نام ہے مکہ معظمہ مین ہوتی ہے
ضرورت کے وقت اس کا کاٹنا اور چرانا جائز ہے۔ ط وع **ترجمہ** اور جس جس خطا سے فقط حج
کرنے والے پر ایک بکری ذبح کرنی واجب ہوتی ہے اسی خطا سے قارن (قران کرنیوالے) پر دو بکریان
واجب ہون گی (ایک حج کی دوسری عمرے کی) ہان اگر قارن بے احرام باندھے میقات (احرام)
سے گذر جائے (تو اس صورت مین اسپر بھی ایک ہی بکری واجب ہوتی ہے) اگر دو محرمون نے (ملکر)
ایک شکار مارا تو دونون کو پورا پورا بدلہ دینا آئے گا اور اگر دو غیر محرمون نے مارڈالا تو دونون مل کر
ایک ہی بدلہ دین گے **ف** اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ بدلہ اصل حرم کی عظمت وحرمت کا لحاظ نہ رکھنے کی سزا ہے اور
چونکہ حرم ایک ہی ہے لہذا سزا بھی ایک ہے ہان پہلے صورت مین اس کی سزا ہے کہ احرام کی حالت
مین ممنوع امر کیا ہے اور چونکہ وہ دو سے سرزد ہوا ہے لہذا سزا دونون کو ملے گی۔ عینی **ترجمہ** اگر
محرم شکار کو بیچدے یا خریدلے تو اس کی یہ خرید وفروخت باطل ہے اگر کوئی حرم سے ہرنی پکڑ لایا تھا
پھر وہ بیاگئی اس کے بعد بچہ اور ہرنی دونون مرگئے تو یہ دونون کا ضامن ہوگا (یعنی دونون
کی قیمت دینی آئے گی) ہان اگر وہ ہرنی کا تاوان دے چکا تھا اسکے بعد وہ بیائی (پھر دونون

مر گئے تو اب بچے کے تاوان کا دیندار نہیں ہوگا (کیونکہ اس صورت مین وہ حِل کا شکار ہے)

باب مجاوزۃ الوقت بغیر احرام

میقات سے بدون احرام باندھے گذر جانیکا بیان

ترجمہ جو شخص میقات سے بدون احرام باندھے آگے بڑھ گیا تھا مگر پھر احرام باندھ کر لبیک کہتا ہوا میقات پر لوٹ آیا یا بدون احرام کے جا کر پھر عمرے کا احرام باندھ لیا اسکے بعد عمرے کو فاسد کر کے (دنئے سرے سے میقات سے احرام باندھ کر) اسکو قضا کیا تو (امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کے ذمہ سے وہ) جانور ذبح کرنا جاتا رہا (جو دونون مسئلون مین اسپر واجب ہوا تھا) اگر کوئی کوفہ (دغیرہ) کا رہنے والا اپنے کسی کام سے بُستان بنی عامر مین آئے تو اسکو مکہ مین بے احرام باندھے جانا جائز ہے اور (اگر یہ حج کرنا چاہے تو) اسکی میقات وہی بُستان ہے ف بستان بنی عامر ایک گاؤن کا نام ہے جو حرم کے باہر میقاتون کے اندر ہے آجکل یہ نخلہ محمود کے نام سے مشہور ہے اور مکہ معظمہ سے چوبیس میل ہے ع و فتح ترجمہ اور جو شخص بے احرام باندھے مکہ مین داخل ہو گیا اور اس نے اسی سال وہ حج کیا جو بحیثیت مسلمان ہونے کے اسپر واجب ہوا تھا تو یہ حج اس حج کی طرف سے کافی ہو جائیگا جو اسپر مکہ مین بے احرام باندھے داخل ہونے کے سبب سے لازم ہوا تھا (یہ قانون شرعی ہے کہ مکہ مین بے احرام باندھے چلے جانے سے حج یا عمرہ کرنا لازم ہو جاتا ہے) اگر وہ سال گذر گیا تو اب یہ حج اسکی طرف سے کافی نہ ہوگا (یعنی اب ایک کے کرنے سے دونون ادا نہ ہون گے)

باب اضافۃ الاحرام الی الاحرام

ایک احرام پر دوسرا احرام باندھ لینے کا بیان

ترجمہ اگر کوئی مکہ کا رہنے والا (عمرے کا احرام باندھنے کے بعد) عمرے کے طواف کا ایک پھیرا کر کے پھر حج کا احرام باندھ لے تو (اسپر واجب ہے کہ) حج کو چھوڑ دے (کیونکہ یہ قران کی صورت ہو گئی اور مکہ والون کو قران درست نہین ہے) اور (آیندہ سال) اسپر ایک حج ایک عمرہ اور وہ حج چھوڑ دینے کی وجہ سے ایک بکرا قربانی کر دینا واجب ہے اور اگر اُس نے ان دونون کے افعال پورے کر دیے تو دونون درست ہو جائین گے اور اسپر ایک دم واجب ہوگا (دم سے بکری کی قربانی کرنا مراد ہے آیندہ کے لیے یاد رکھنا چاہیئے) اگر کسی نے حج کا احرام باندھا تھا اور پھر ذی الحجہ کی

دسوین کو دوسرے حج کا احرام باندھ لیا پس اگر یہ پہلے (حج کو ختم کرنے) مین سر منڈا چکا تھا تو یہ دوسرا حج کرنا اسپر لازم ہوگیا اور اسپر (بالاتفاق) دم نہین ہے اور اگر پہلے کے لیے سر نہین منڈوایا تھا تو اسپر یہ دوسرا حج لازم اور ایک دم واجب ہوگیا برابر ہے کہ (دوسرے احرام مین) بال کترواے ہون یا نہ کتروائے ہون **ف** یہان کترانے سے مراد بالون کا دُور کرنا ہے یہ اس لیے کہدیا ہی تاکہ یہ عورتون کو بھی شامل ہوجائے کیونکہ اس مسئلہ مین مرد و عورت دونون برابر ہین کہ بال دُور کرنے سے وہ دم ساقط نہین ہوتا وجہ دم واجب ہونے کی یہ ہی کہ حج اور عمرے دونون کے احرامون کو جمع کرنا بدعت ہی یعنی **ترجمہ** اگر کسی کو عمرے (کے افعال مین) سے فقط بال کتروانے رہ گئے تھے کہ اُسنے دوسرے عمرے کا احرام باندھ لیا تو (دو عمرے جمع کرنے کیوجہ سے) اسپر دم لازم ہوجائے گا۔ اگر کسی نے حج کا احرام باندھا تھا اور اُسکو پورا کرنیسے پہلے عمرے کا احرام باندھ لیا پھر (یعنی مکہ مین داخل ہونے سے پہلے) وقوف عرفات کیا تو (اس وقوف سے) اُس نے اپنا عمرہ چھوڑ دیا اور اگر عرفات کی طرف فقط گیا ہی ہے تو (ابھی) عمرہ نہین چھوڑا (یہانتک کہ وہان وقوف کرے) اگر کسی نے حج کا طواف (قدوم) کرکے عمرے کا احرام باندھ لیا اور دونون کے افعال پورے کردے تو اُسپر ایک دم واجب ہوگا اور مستحب یہ ہے کہ اس عمرے کو چھوڑ ہی دے اگر کسی نے قربانی کے دن (ایام تشریق مین) عمرے کا احرام باندھ لیا تو وہ عمرہ اُسپر لازم ہوگیا اور اُسکا چھوڑ دینا مع دم دینے اور بعد مین قضا کرنے کے اسپر لازم ہے (چھوڑ دینے کی یہ وجہ ہے کہ ان ایام مین عمرہ کرنا مکروہ ہے مگر چونکہ شروع ہوچکا ہے اس لیے قضا کرنا لازم ہی) اور اگر اسکو پورا کردیا تو وہ ادا ہوجائے گا اور اُسپر ایک دم دینا واجب ہوگا۔ اگر کسی سے حج فوت ہوگیا تھا پھر اُس نے عمرے کا یا حج کا احرام باندھ لیا تو یہ اُس کو (بھی) چھوڑ دے **ف** یعنی جس کا اب احرام باندھا ہے کیونکہ جس کا حج فوت ہوجائے وہ عمرے کے افعال سے اُسکے بدون ہی حلال ہوجاتا ہی کہ اس حج کا احرام عمرے کا احرام ہوجاے اور دو حجون کو یا دو عمرون کو جمع کرنا جائز نہین ہے یعنی

باب الاحصار

احصار کا بیان

ف لغت مین احصار کے معنی رُکنے یا روکنے کے ہین اور شرع مین وقوف عرفات اور طواف سے

رُکنے کو کہتے مین اور اسکی بہتر تعریف یہ ہے احصار اُسکو کہتے ہین کہ محرم اُن افعال کے پورا کرنیسے
رُک جائے یا روک دیا جائے جنکے لیے اس نے احرام باندھا تھا۔ فتح **ت** جو شخص (حج یا
عمرے سے کسی بیماری یا دشمن کے سبب رُک جائے تو وہ ایک بکری بھیجدے جو اسکی طرف سے (حرم مین)
ذبح کی جائے اور اسکے بعد وہ احرام کھول دے اور اگر وہ محرم قارن تھا (یعنی قران کرنے جا رہا تھا)
تو دو بکریان بھیجے اور اُسکے حرم مین ذبح ہونے کی تعیین کردے (یہانتک کہ اس دم کا غیر حرم
مین ذبح ہونا جائز نہین ہے) اور ذبح کرنے کے لیے قربانی ہی کا دن معین نہ کرے (کیونکہ اسکا
اور وقتون مین بھی ذبح ہونا جائز ہے) اور فقط حج سے رُک کر حلال ہونے والے کے ذمہ
(خواہ وہ حج فرضی یا نفلی ہو) ایک حج اور ایک عمرہ ہے **ف** یہ اس صورت مین ہے کہ اس
سال اس حج کی قضا نہ کی ہو اور اگر اس نے قضا کر دی تھی تو اُسپر عمرہ واجب نہ ہوگا اور فقط حج سے
رک کر حلال ہونے کے یہ معنی ہین کہ اُسنے حج ہی کا احرام باندھا تھا یعنی مفرد تھا۔ طوع **ت**
اور فقط عمرے سے رُک کر حلال ہونے والے کے ذمہ (فقط) ایک عمرہ ہو اور قارن (رکنے والے)
کے ذمہ ایک حج اور دو عمرے ہین **ف** یعنی ایک حج اور ایک عمرہ تو اسلیئے کہ یہ اُن دونون کو
صحیح طور سے شروع کر چکا تھا اب ان کی قضا ضروری ہے اور دوسرا عمرہ اسلیے کہ اُسنے اس سال
اس حج کی قضا نہین کی ع **ت** اگر محصر نے ہدی (یعنی اس رکاوٹ کی) بھیجدی تھی پھر وہ رکاوٹ
جاتی رہی اور یہ اب بھی روانہ ہو کر ہدی کو پکڑ سکتا اور حج کر سکتا ہے تو یہ فوراً روانہ ہو جائے ورنہ
نہ ہو (یعنی اگر ان دونون کی اُمید نہ ہو تو نہ جائے ہان حج یا عمرے کی قضا کر دے) اور عرفات
مین ٹھیرنے کے بعد روکا جانا کوئی چیز نہین ہے (کیونکہ حج پورا ہوگیا یعنی اسکا اعلیٰ رکن ادا ہوگیا)
اور جو شخص مکہ مین (یا حرم مین) دو رکنون سے روکا جائے (یعنی وقوف عرفات سے اور طواف
رکن سے) تو وہ محصر ہے (یعنی وہ روکا ہوا کہلاتا ہے) ورنہ نہین ہے

باب الفوات

حج نہ ملنے کا بیان

ت جس شخص کو عرفات مین نہ ٹھیرنے کے باعث حج نہ ملا ہو اُسے ایک عمرہ کر کے احرام کھول دینا
چاہیئے اور آیندہ سال بلا دم کے اُسپر حج کرنا واجب ہے اور عمرہ فوت نہین ہو سکتا (کیونکہ اسمین

وقت کی تعیین نہین ہے اور اُسپر اجماع ہی اور عمرہ (فقط بیت اللہ کے) طواف اور (صفا مروہ کی) سعی کرنیکا نام ہی اور یہ تمام سال مین ہوسکتا ہی (یعنی سارے سال مین جب کوئی چاہے کرسے) ہان عرفہ کے دن ۔ بقرعید کے دن اور ایام تشریق مین کرنا مکروہ ہے اور عمرہ سنت (مؤکدہ) ہے

باب الحج عن الغیر

دوسرے کی طرف سے حج کرنے کا بیان

ت (صرف) مالی عبادت (مثلاً زکوٰۃ اور کفارات وغیرہ) مین نیابت کافی ہوسکتی ہے برابر ہے کہ وہ خود کرسکتا ہو یا نہ کرسکتا ہو اور (صرف عبادات) بدنیہ (مثلاً نماز ۔ روزہ اور اعتکاف وغیرہ) مین (کسی وقت) کافی نہین ہوسکتی ف یعنی برابر ہی کہ وہ خود کرسکتا ہو یا نہ کرسکتا ہو اسکی وجہ یہ ہی کہ عبادت مالیہ سے تو اصل مقصود محتاج کی حاجت روائی کرنا ہوتا ہے اور یہ نائب کے ذریعہ سے بھی ہوسکتا ہی اسمین خود کی کوئی حاجت نہین ہی بخلاف عبادات بدنیہ کے کہ اُنسے مقصود نفس کو مقہور اور زیر کرنا ہی اور یہ نائب کے کرنے سے پورا نہین ہوسکتا ۔ فتح ت اور جو عبادت (مالی اور بدنی) دونون سے مرکب ہو (مثلاً) حج تو اس مین نیابت فقط اُسوقت جائز ہے کہ جب وہ خود کرنے سے مجبور ہو (یعنی اگر وہ خود کرسکتا ہو تو پھر نیابت کافی نہین ہوسکتی) اور اُسکے جواز مین وہ مجبوری شرط ہی جو ہمیشہ کی ہو یعنی وہ (اپنے مرتے دم تک مجبور ہی رہے اور یہ شرط بھی فرض حج مین ہی نفلی حج مین نہین ہی ۔ اگر کسی نے دو آدمیون کی طرف سے احرام باندھ لیا تو وہ کل خرچہ کا دیندار ہوگا (اسلیے کہ اُسنے ان دونون کے خلاف کیا ہی اور یہ حج انکی طرف سے نہوگا بلکہ اسی کی طرف سے ہوگا) اور راستہ مین رُک جانے کا دم بھیجنے والے کے ذمہ ہی اور قران اور خطا قصور کا دم جانیوالے کے ذمہ (کیونکہ قصور اسی سے ہوا ہی) اور اگر یہ نائب راستہ مین مرجائے (یا اسکا کل خرچ چوری چلا جائے) تو جس کی طرف سے یہ حج کرنے جاتا تھا اسکے باقیماندہ ترکہ مین سے ایک تہائی مال لیکر اس کی طرف سے اسکے گھر سے (دوبارہ) حج کرایا جاے ف مثلاً ایک شخص اپنی طرف سے حج کرانے کی وصیت کرکے مرگیا اور اسکے وارثون نے اسکی وصیت کے مطابق اسکی طرف سے نائب کرکے روانہ کردیا راستہ مین یہ نائب بھی مرگیا تو اب یہان سے حج نہ کرایا جاے جہان یہ نائب مرا ہے بلکہ وہان سے کرانا چاہیئے جہان وہ کرانے والا رہتا تھا اور اگر اسکا کہین گھر نہین تھا تو بس جہان وہ مرا ہے وہین سے (مسکین) ت اگر کسی نے اپنی مان باپ (یعنی

دونون) کی طرف سے احرام باندھا تھا اور بعد مین ان مین سے ایک کیلیے معین کردیا تو یہ درست ہوجائے گا

باب الہدی

ہدی کا بیان

ف ہدی اُس جانور کا نام ہے جو ثواب کی نیت سے حرم محترم بھیجا جائے ط دنی ت کم سے کم ہدی ایک بکری ہے باقی اونٹ۔ گائے اور بکری سب ہدی ہو سکتی ہے (برابر ہے کہ نر ہون یا مادہ ہون) اور جو جانور قربانی مین درست ہین وہی ہدی مین بھی درست ہین اور بکری (جنایات کے) ہر موقع پر جائز ہے سوائے طواف رکن کے جو ناپاکی کی حالت مین کرلیا ہو یا کسی نے عرفات مین ٹھیرنے کے بعد (اور سر منڈانے اور رخصت کرلینے سے پہلے) عورت سے صحبت کرلی ہو (ان دونون موقعون پر ایک بکری کا ذبح کرنا کافی نہ ہوگا بلکہ بدنہ واجب ہے) اور صرف نفل۔ تمتع اور قران کی ہدی مین سے کھانا جائز ہے (اور کفارات ونذور کے دم اور احصار کی ہدی مین سے کھانا جائز نہین ہے اور صرف تمتع اور قران کی ہدی کا قربانی کے دن ذبح کرنا مخصوص ہے اور یہ خصوصیت کسی مین نہین ہے) اور یہ کل جانور حرم ہی مین ذبح کئے جائین اور اسمین یہ خصوصیت نہین ہے کہ انکا گوشت حرم ہی کے فقیرونکو دیا جائے اور ہدی کو عرفات لے جانا ضروری نہین ہے (ہان تمتع کی ہدی کو لیجانا اچھا ہے) اور اسکی جھول اور مہار کو (بھی) خیرات کردے اور قصائی کی مزدوری اس (کے گوشت وغیرہ) مین سے نہ دے اور نہ بلا ضرورت اسپر سوار ہو نہ اسکا دودھ دوہے اور اسکے تھنون پر ٹھنڈا پانی چھڑکتا رہے ف یعنی اسلیئے کہ اسکا دودھ خشک ہوجائے کیونکہ دودھ اسکا جز ہے لہذا اس سے نفع اُٹھانا جائز نہین ہے اور یہ حکم اس صورت مین ہے کہ جب ذبح کرنیکا وقت قریب ہو اور اگر ابھی دیر ہے اور ہدی کو اسکی اکراہٹ سے تکلیف ہوتی ہو تو دودھ دوہکر اسکو خیرات کردے اور یہ دودھ نہ دوہنا اور اسپر سوار نہ ہونا سب اسکی تعظیم کی غرض سے ہے ع وسکین ت اگر واجب ہدی مرنے لگے یا عیب دار ہوجائے تو اسکی جگہ دوسری ہدی کردے اور عیب دار اسی کی ہے اور اگر ہدی نفلی تھی (اور وہ عیب دار ہوگئی یا مرنے لگی) تو اسکو ذبح کردے اور اُس کے سُم اُس کے خون مین رنگ دے اور ایک چھاپہ اسکے کوہان کی طرف بھی ماردے (جس سے ہر کوئی معلوم کرلے کہ یہ ہدی ہے) اور اسمین دولتمند نہ کھائے اور فقط نفل۔ تمتع اور قران ہی کے بدنہ کے گلے مین قلادہ ڈالا جائے۔

مسائل منثورہ

مسائل متفرقہ

ت اگر عرفات والے اس بات کی گواہی دین کہ حاجیون نے وقوف عرفات ایک دن پہلے کرلیا ہی تو انکی گواہی قبول کرلیجائیگی (اور ان کا وہ وقوف کافی نہوگا بلکہ دوبارہ کرنا ہوگا) اور اگر ایک روز کے بعد گواہی دین تو قبول نہین ہوگی (کیونکہ اب قبول کرنے سے بہت بڑا حرج لازم آتا ہی) اگر کسی نے (قربانی سی) دوسرے روز (یا تیسرے یا چوتھے روز) پہلے جمرے کی رمی چھوڑدی تو اب سے اختیار ہی چاہے (دوسرے روز) سب جمرون پر رمی کرلے اور چاہے فقط پہلے ہی پر کرلے اگر کوئی (منت وغیرہ مان کے) اپنے ذمہ پاپیادہ حج کرنا واجب کرلے تو اُسے اسوقت تک سوار ہونا جائز نہین ہی کہ جب تک وہ طواف رکن (یعنی طواف زیارت) کرے (کیونکہ یہ طواف فرض ہی اسپر حج ختم ہوجاتا ہی) اگر کوئی شخص احرام بندھی ہوئی لونڈی خریدلے (اور اُس سے صحبت کرنی چاہے) تو پہلے اُسے حلال کرلے (یعنی اُسکے بال وغیرہ کتردے) اور اسکے بعد اس سے صحبت کرے

کتاب النکاح

نکاح کا بیان

ف ہمارے لیے ایسی کوئی عبادت نہین ہی جو آدم علیہ السلام سے لیکر ابتک برابر جاری رہی ہو اور پھر جنت مین بھی جاری ہو سوا ئے نکاح اور ایمان کے اور تنہائی مین نفلین پڑھنے سے نکاح چند وجہ سے افضل ہے اوّل تو یہ کہ سُنّتین نوافل پر بالاجماع مقدم ہین اور نکاح سنت ہے دوسرے یہ کہ اسکے ترک پر وعید وارد ہے بخلاف نوافل کے تیسرے یہ کہ آنحضرت علیہ السّلام کبھی تنہا یعنی بے نکاح نہین رہے اگر بے نکاح رہنا افضل ہوتا تو آپ ضرور ایسا کرتے چوتھے یہ موجد اولاد کے حصول کا سبب فتح و مسکین ت نکاح ایک معاملہ ہی جو عورت سے فائدہ حاصل کرنے کی ملکیت پر قصداً ہوا کرتا ہی ف فائدہ حاصل کرنے سے یہان صحبت کی حلت حاصل کرنا مراد ہے اور قصداً کی قید اسلیے لگادی ہے کہ لونڈی کے خریدنے مین بھی اس سے صحبت کرنے کی حلت حاصل ہوجاتی ہی مگر چونکہ اصل مقصود خود اس لونڈی کی ملکیت ہوتی ہے اور صحبت کی حلت اسکے تابع ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے اسلیے اسکی خرید کو نکاح نہین کہہ سکتے ت اور نکاح (متوسط حالت مین) سنت ہی اور غلبہ شہوت کے وقت واجب ہی (تاکہ زنا کا مرتکب نہو جائے) اور یہ (ایک کے) ایجاب اور (دوسرے کے) قبول سے بندھ جاتا ہی

بشرطیکہ یہ دونون ماضی کے صیغہ سے ہون یا ان مین سے ایک ماضی کے صیغہ سے ہو **ف** یعنی زمانہ گذشتہ پر دلالت کرتا ہو مثلاً مرد کہے مین نے تجھ سے نکاح کرلیا اور اسکے جواب مین عورت کہے کہ مین نے قبول کرلیا اس صورت مین دونون ماضی کے صیغہ سے ہین یا مثلاً عورت کہے کہ تو مجھ سے نکاح کرلے اور مرد جواب مین کہے کہ مین نے تجھ سے نکاح کرلیا تو اس صورت مین یہ قبول ہی ماضی کے صیغہ سے ہی اس سے بھی نکاح بندھ جائیگا عینی وغیرہ **ت** اور عقد نکاح لفظ نکاح اور لفظ تزویج اور ان لفظون سے ہوتا ہی جو اسی وقت چیز کے مالک کردینے کے لیے وضع کئے گئے ہون (جیسے تملیک صدقہ خرید فروخت وغیرہ اور اجارہ۔ اباحت وغیرہ کے الفاظ سے نہین ہوتا) جسوقت کہ نکاح دو آزاد مرد یا ایک آزاد مرد اور دو آزاد عورتون کے سامنے بندھے یہ دونون (اُسکے گواہ ہین اور دونون) عاقل بالغ اور مسلمان ہون اگرچہ فاسق ہون یا کسی کو تہمت لگانے مین سزا یافتہ ہون یا دونون اندھے ہون یا ان ہی میان بیوی کے بیٹے ہون (یعنی ایک اس مرد کا بیٹا ہو اور دوسرا اس عورت کا) اگر کوئی مسلمان کسی ذمی عورت سے دو ذمی گواہون کے روبرو نکاح کرلے تو وہ صحیح ہو جائیگا اگر کسی نے دوسرے سے اپنی صغیر السن لڑکی کا نکاح کردینے کو کہا تھا اُسنے ایک آدمی کے روبرو نکاح کردیا اور یہ لڑکی کا باپ وہان موجود تھا تو نکاح صحیح ہوگیا اور اگر موجود نہ تھا تو صحیح نہین ہوا **ف** اسکی وجہ یہ ہی کہ اب وہ آدمی اکیلا ہی گواہ رہگیا اور ایک گواہ سے نکاح نہین بندھتا ہان باپ کی موجودگی مین یہ سمجھ لیا جائیگا کہ اصل نکاح کرنیوالا تو باپ ہی ہی اور یہ دونون یعنی ایک وہ وکیل اور دوسرا یہ شخص گواہ ہین لہٰذا گواہی کا نصاب پورا ہے عینی و ط

فصل فی المحرمات

(فصل ہے ان عورتون کے بیان مین جن سے نکاح حرام ہے)

ت اپنی مان اور بیٹی سے نکاح کرنا حرام ہی اگرچہ کتنی ہی دُور کی ہون (یعنی نانی یا پرنانی یا دادی یا پردادی وغیرہ ہون یا نواسی یا پوتی وغیرہ ہون سب کا ایک ہی حکم ہے) اور اپنی بہن بھانجی بھتیجی پھوپھی خالہ ساس اور اپنی بیوی کی بیٹی سے بشرطیکہ بیوی سے صحبت کرچکا ہو اور اپنی سوتیلی مان اور بہو سے نکاح کرنا حرام ہی اگرچہ دونون کتنی ہی دور کی ہون (مثلاً سوتیلی مان نہ ہو بلکہ سوتیلی دادی یا پردادی وغیرہ ہو اور بہو کے بجائے پوتے یا پرپوتے وغیرہ کی بیوی ہو وہ بھی بہو ہی کے حکم مین ہی) اور یہ (مذکورہ) سب رشتے دودھ کے ناتے سے بھی حرام ہین (یعنی اگر یہ دودھ کے ناتے سے ہون تو وہان بھی یہی حکم ہے) اور دو بہنون کو نکاح مین جمع کرنا (یعنی دونون سے نکاح کرلینا) یا دونون کو

خرید کر دونون سے صحبت کرنا بھی) حرام ہے اگر کوئی شخص اپنی لونڈی (باندی) سے صحبت کر چکا تھا بعد
مین اُسی کی بہن سے نکاح کر لیا تو اب جبتک کہ اپنی لونڈی کو بیچ نہ دے ان دونون مین سے ایک کیساتھ
بھی صحبت نہ کرے وورنہ دو بہنون کا صحبت مین جمع کرنا لازم آیگا اگرچہ ایک نکاحی ہو اور دوسری لونڈی
ہو) اگر کسی نے دو بہنون سے علیحدہ علیحدہ نکاح کیا اور یہ یاد نہین رہا کہ پہلے کس سے ہوا تھا تو اس سے ان
دونون کو علیحدہ کر دیا جائے (یعنی قاضی اس کا نکاح ان دونون ہی سے توڑوا دے اور ان دونون کو
آدھا آدھا مہر ملنا چاہیئے **ف** نکاح توڑ دینے کی تو یہ وجہ ہے کہ انہین سے ایک کا نکاح یعنی پچھلی کا یقیناً
نہین ہوا لیکن اسکے معین کرنیکی کوئی صورت نہین ہو لہذا دونون کو اسی حکم مین لے لیا جائے گا اور
در اصل یہی وجہ دونون کو مہر ملنے کی ہو کیونکہ یہ مسئلہ ہو کہ اگر صحبت سی پہلے عورت کو علیحدہ کر دیا جائے تو
وہ نصف مہر کی مستحق ہوتی ہو اور چونکہ یہان اس نصف کی مستحق کوئی معین نہین ہو لہذا دونون کو دیا جائیگا
ع ت اور ایک آدمی کو ایسی دو عورتون کو نکاح مین جمع کرنا حرام ہو کہ (انکے آپس مین ایسا رشتہ ہو کہ) اگر ان
مین سی ایک کو مرد فرض کر لیا جائے تو اُسکو دوسری سی نکاح کرنا حرام ہے (مثلاً دونون پھوپھی بھتیجی تھین اب
اگر پھوپھی کو مرد خیال کرین تو اُسکو اپنی بھتیجی سے نکاح کرنا حرام ہے اور اگر بھتیجی کو مرد سمجھین تو اسکو اپنی
پھوپھی سے نکاح کرنا حرام ہو) زنا کرنا اور شہوت سے (فرج کو) ہاتھ لگانا یا دیکھنا (خواہ مرد کی طرف
سے ہو یا عورت کی طرف سے) دامادی کی حرمت کو ثابت کر دیتا ہو (یعنی جیسا اپنی ساس سے نکاح
حرام ہوتا ہے ویسا ہی اس عورت کی مان سے بھی جس سے زنا کیا ہو یا شہوت سے دیکھا یا ہاتھ لگایا ہو)
اور اپنی طلاق دی ہوئی عورت جبتک عدت مین ہو اسکی بہن سی نکاح کرنا اور اپنی لونڈی سی نکاح کرنا اور
غلام کو اپنی آقا بوی سے نکاح کرنا اور آتش پرست اور بُت پرست عورتون سی نکاح کرنا حرام ہو ہان کتابیہ سے
(خواہ وہ یہودن ہو یا نصرانی ہو) اور صابیہ سے (یہ ایک فرقہ ہو جو فرشتون کی تعظیم کرتا ہو) اور احرام بندھی ہوئی عورت
سی اگرچہ یہ بھی احرام باندھے ہوئے ہو اور دوسرے کی لونڈی سی اگرچہ وہ کتابیہ ہو اور لونڈی پر آزاد عورت سی نکاح
کرنا درست ہو اسکا عکس درست نہین (یعنی اگر آزاد عورت نکاح مین ہو تو اسپر لونڈی سے نکاح کرنا درست
نہین ہو اگرچہ وہ آزاد عورت طلاق کی عدت ہی مین ہو) اور آزاد آدمی کے لیے آزاد عورتون اور لونڈیون مین سے
فقط چار جائز ہین (یعنی چار عورتون سے زیادہ نکاح کرنا جائز نہین ہے خواہ وہ آزاد ہون یا لونڈی ہون
اسی پر ساری امت کا اجماع ہو) اور غلام کیلیئے دو ہی جائز ہین اور جس عورت کو حمل زنا سی ہو اس سے

نکاح کرنا درست ہی لیکن اس سے صحبت نکرے یہانتک کہ وہ اپنا حمل جن لے ہان اگر وہ زانی ہی اُس
سے نکاح کرلے تو اُس کو صحبت کرنی بھی بالاتفاق جائز ہی) نہ کہ اس عورت کا نکاح جسکا حمل حلال سے
ہو (یہانتک کہ وہ جن نہ لے) اور جس عورت سے بسبب لونڈی ہونے کے صحبت کی گئی ہو یا جس سے کسی
نے زنا کریا ہو یا جو (اس پر) حرام عورت کیساتھ عقد مین آگئی ہو اُس سے نکاح درست ہی **ف** حرام عورت
کیساتھ عقد مین آنے کا یہ مطلب ہی کہ ایک شخص نے دو عورتون سے نکاح کیا تھا اور انمین سے ایک کسی رشتہ
وغیرہ کے سبب اسپر حرام تھی تو اس صورت مین دوسری کا نکاح صحیح ہوجائیگا) ع **ت** اور مہر جس قدر
ٹھیرا ہو وہ سب اسی اکیلی کا ہی نکاح متعہ اور نکاح موقت بالکل باطل ہی **ف** متعہ کی یہ صورت ہی کہ مرد کسی
عورت سے کہے کہ مین تجھ سے اتنے روپیہ پر اسلیئے نکاح کرتا ہون کہ تجھ سے چند روز فائدہ اُٹھاؤن اسمین
نفع یا فائدے کا لفظ مذکور ہونا ضروری ہے متعہ کے معنی بھی فائدے ہی کے ہین یہ شروع اسلام مین
جائز تھا مگر پھر قیامت[۱] تک کے لیے منسوخ ہوگیا اور نکاح[۲] میعادی یہ ہی کہ نکاح کی مدت معین کرکے گواہون
کے روبرو نکاح کے وقت ذکر کردیجائے یہ نکاح بھی جائز نہین ہی ط و ع **ت** اگر کسی عورت نے مرد
پر (قاضی کے ہان) یہ دعوی کیا کہ اُسنے مجھ سے نکاح کرلیا ہی اور قاضی نے اُسکے گواہ سنکر اُسکے نکاح
ہونے کا حکم دیدیا تو اب اس مرد کو اس عورت سے صحبت کرنا جائز ہے گو دراصل اُس سے نکاح نہوا
ہو **ف** یعنی گو اس مرد کو یہ یقین ہو کہ مین نے اس سے نکاح نہین کیا بعض کہتے ہین کہ امام ابوحنیفہ رح
کے نزدیک اس مرد کو اس سے صحبت کرنی جائز ہے اور پہلا قول امام ابویوسف رح کا بھی یہی ہے اور
انکا آخری قول اور امام محمد رح اور امام شافعی رح کا قول یہ ہے کہ اس سے صحبت کرنی اس مرد کے لیے
حلال نہین ہی اور قاضی سے غلطی ہوگئی ہے کیونکہ گواہ بہتیرے جھوٹے ہوتے ہین اور امام صاحب
کی دلیل یہ ہی کہ قاضی نے تو وہ حکم لگایا جو اُسکے اختیار مین تھا اور اسکے نزدیک گواہ بھی سچے ہین
اگرچہ اللہ کے نزدیک سچے نہون کیونکہ حقیقت صدق تو اللہ کے سوا کوئی نہین جان سکتا اسپر مطلع
ہونا قریب محالات کے ہی اور قاضی اس گواہی پر حکم لگادینے پر مامور ہی جو اسکے نزدیک سچی ہو لہذا
اگر پہلے نکاح نہین تھا تو گویا اب ہوگیا یعنی قاضی کے اس حکم نے جدید نکاح کردیا مگر اسمین یہ شرط ہی کہ وہ

---

[۱] یعنی روایتون سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ متعہ تین مرتبہ حلال ہوا ہی لیکن تیسری دفعہ کی حلت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف یہ فرمادیا کہ اب
مین متعہ کو ایسا حرام کرتا ہون کہ قیامت تک اسکو کوئی حلال نہ کرسکے گا اسی پر اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہی ۱۲ [۲] یعنی نکاح موقت ۱۲

عورت جدید نکاح کر دینے کے قابل ہو مثلاً دوسرے کی بیوی یا کسی عدت مین نہو یا اُسکی محرم وغیرہ نہو عینی ملخصاً

باب الاولیاء والاکفاء

باب عورتون کے ولیون اور کفوون کا بیان

ف اکفا کفو کی جمع ہی جو ہمسر اور نظیر کے معنی مین آتا ہے اور ایسے موقع پر اس سے برادری بھی مراد لے لیجاتی ہے ت آزاد عاقل بالغ عورت کا نکاح (اگر وہ) بلا ولی کے (کر لے تو) ہوجاتا ہی ف یعنی بلا اُسکی اجازت اور بدون اسکی موجودگی کے اور یہان ولی سے عصبہ مراد ہو امام شافعی امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ کا قول یہ ہی کہ عورتون کے خود کر لینے سے نکاح کبھی نہین ہوسکتا کیونکہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا ہی لا نکاح الا بولی وشاہدی عدل[1] اور ہماری دلیل آنحضرت علیہ السلام کا یہ ارشاد ہو الایم احق بنفسہا من ولیہا اسکی صحت پر سب کا اتفاق ہو اور اس بارے مین امام شافعیؒ وغیرہ کی حدیث صحیح نہین ہے عینی ملخصاً ت اور کنواری بالغ لڑکی کا نکاح زبردستی نہ کیا جاے (خواہ وہ نکاح کرنے والا یعنی ولی باپ ہو یا دادا ہو) پس اگر ولی نے ایسی لڑکی سے اجازت مانگی (کہ مین تیرا نکاح کرتا ہون) اور وہ خاموش ہو رہی یا ہنس پڑی یا رو پڑی یا ولی نے (بدون اسکی اجازت کے) اُسکا نکاح کر دیا اور جب اُسے خبر ہوئی تو وہ خاموش ہو رہی تو یہ اُسکے اجازت دیدینے مین داخل ہی اور اگر ایسی لڑکی سے ولی کے سوا کسی اور نے اجازت لی تو اُس صورت مین اُسکا زبان سے اجازت دینا (کہ ہان تم کر دو مجھے منظور ہی) ضروری ہے جیسا کہ اُس عورت کا بھی صریح اجازت دینا ضروری ہی جسکا کنوارہ پن زائل ہو چکا ہو اور جس لڑکی کا کنوارہ پن کودنے سے یا حیض آنے سے یا (اُس خاص جگہ) زخم ہوجانے سے یا بالغ ہونیکے بعد بہت دنون تک شادی نہ ہونیکے سبب سے یا زنا کرانے سے جاتا رہا ہو تو وہ (حکماً) کنواری ہی ہے اگر (نکاح ہونے کے بعد) میان بیوی مین چُپ رہنے کے اندر اختلاف ہو (یعنی میان کہے کہ تو نکاح کی خبر سُنکر چپ ہو رہی تھی اور وہ کہے مین چُپ نہین ہوئی تھی مین نے انکار کر دیا تھا) تو اس صورت مین عورت کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا اور ولی کو چھوٹے لڑکے لڑکی کے نکاح کر دینے کا اختیار ہی (خواہ وہ بیاہی ہو یا بے بیاہی) اور ولی وراثت کی ترتیب پر عصبہ ہوتا ہی ف یعنی عصبون کے ولی ہونے مین وہی ترتیب ہی جو ان کے وارث ہونے مین ہی پس جو وراثت مین مقدم ہوتا ہی وہی نکاح کے ولی ہونے مین بھی مقدم ہوگا ت اور ان

---

[1] اولیا ولی کی جمع ہی جس کے معنی اکثر والی وارث کیلئے جاتے مین [2] خواہ وہ مان کی طرف کے رشتہ دارون مین سے کوئی ہو اور خواہ باپ کی طرف والون مین سے ہو ان کو زبانی اجازت لینی ضروری ہی ۱۲ [3] جب لڑکی بالغ ہوجاتی ہی تو اُسکی شرمگاہ کے اندر ایک باریک سی جھلی ہوتی ہے یہان کنوارے پن سے وہی جھلی مراد ہی [4] نکاح بدون ولی اور عادل گواہون کے نہین ہوتا [5] بے خاوندوالی عورت کو اپنا اپنے ولی سے زیادہ اختیار ہے ۱۲

دونون کو (یعنی نابالغ لڑکے اور لڑکی کو) بالغ ہونے کے بعد نکاح توڑ دینے کا اس صورت مین اختیار ہوگا
کہ جب باپ دادا کے سوا کسی اور نے کیا ہو بشرطیکہ (نکاح ٹوٹنے پر) قاضی بھی حکم لگا دے اگر نابالغ لڑکی
کا نکاح کر دیا تھا اور اُسے اپنے کنوارے پن مین نکاح کی خبر ہو گئی اور وہ بالغ ہونیکے وقت چُپ رہی تو اب
اُسکو نکاح توڑنے کا اختیار نہین رہیگا ہان ایسے لڑکے کے چُپ ہونے سے اُسکا اختیار نہین جاتا جبتک کہ
وہ اپنی رضامندی ظاہر نہ کر دے گو یہ رضامندی دلالتہ ہی معلوم ہو اور نکاح ٹوٹنے سے پہلے جوان دونون
مین سے مر جائیگا تو دوسرا اُسکا وارث ہوگا (یعنی اُسکو اسکا ترکہ ملیگا) اور غلام (اگرچہ مکاتب ہی ہو) اور نابالغ
لڑکا دیوانہ اور کافر (مسلمان عورت کا نکاح کرنے مین) ولی نہین ہو سکتا اور اگر (ولی ہونیکے لئے) کوئی عصبہ نہو
تو اُسکی ولی اُسکی ماں ہی (پھر نانا) پھر حقیقی بہن پھر علاتی بہن (یعنی جو فقط باپ مین شریک ہو) پھر اخیافی بہن
یا بھائی (یعنی جو فقط ماں مین شریک ہون) پھر اور ذوی الارحام (یعنی مثلاً پھوپھیان پھر ماموں پھر
خالائین پھر ماموں کی اولاد اور علی ہذا القیاس اور اگر یہ بھی نہ ہون تو) پھر حاکم اور دور کے رشتہ کے ولی
کو اُسوقت نکاح کر دینا جائز ہی کہ جب قریب کے رشتہ کا ولی تین دن (یا اس سے زیادہ) کے راستہ پر ہو اور
پھر اُسکے آنے سے (اگر وہ رضامند نہ ہو تو) نکاح ٹوٹ نہین سکتا (اسی پر فتویٰ ہی) اور دیوانی عورت کا
ولی اُسکا بیٹا ہوتا ہی باپ نہین ہوتا **ف** یہ امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہی اور امام محمد رح کا قول
اسکے برعکس ہی اور بہتر یہ ہی کہ انہین سے ایک دوسرے کے کہنے سے کرے تاکہ بالاتفاق صحیح ہو جائے **فصل** جو عورت
اپنے ولی کی بغیر اجازت کے (غیر کفو سے نکاح کر لے تو ولی) (یعنی عصبہ اگر چاہے تو) دونوں کو جدا کر دی جبتک
کہ اُنکے اولاد نہ ہوئی ہو (اور اگر اولاد ہو گئی تو پھر ولی کو یہ اختیار نہین ہی) اور بعض ولیون کا رضامند ہو جانا گویا
سب کے رضامند ہو جانیکے ہی اور (اگر ولی مہر لیلے یا جہیز کا بندوبست کر دے یا شوہر کا تحفہ قبول کرلے تو یہ اُسکی
رضامندی کا ثبوت ہی اور اگر وہ اس نکاح کی خبر سُنکر چپ ہو رہا تو اس سے رضامندی ثابت نہین ہو سکتی
اور ایک دوسرے کا کفو چند امور مین اُسکے برابر ہونے سے ہوتا ہی اوّل یہ کہ نسب مین دونون برابر
ہون پس قریش سب آپسمین کفو ہین اور اُنکے سوا عرب آپس مین کفو ہین دوسرے یہ کہ حر ہونے (یعنی آزاد
ہونے) اور مسلمان ہونے مین دونون برابر ہون اور جس کے فقط باپ دادا ہی حر اور مسلمان ہون وہ اُسکا کفو
ہی جو کئی پشتون سے حر اور مسلمان چلا آتا ہو تیسرے دیانتداری اور روپیہ پیسہ اور پیشہ مین برابر ہون (یعنی
دونون ہم پیشہ بھی ہون) اگر کسی عورت نے کفو سے اپنے مہر مثل سے کم پر اپنا نکاح کر لیا تو اب ولی

کو اختیار ہی کہ یا تو (قاضی کے ہان دعوی کرکے) انھین علحدہ کرادے اور یا وہ اسکا مہر مثل پورا کردے اگر کوئی اپنے نابالغ لڑکے کی شادی غیر کفو مین کردے اور مہر بہت تھوڑا سا رہا بہت سا مقرر کرے تو وہ نکاح صحیح ہوجائیگا باقی باپ اور دادا کے سوا اور کوئی ایسا کرے تو اسکا مجاز نہین ہی **فصل** چچا کے بیٹے کو اختیار ہی کہ اپنے تائے کی بیٹی کا نکاح اپنے سے کرلے اور وکیل کو اپنی موکلہ عورت کا نکاح اپنے سے کرلینا جائز ہے (بشرطیکہ اُسنے وکیل اپنا نکاح ہی کردینے کو کیا ہو۔ اور غلام۔ لونڈی کا نکاح اگر آقا کی بلا اجازت کے ہوگیا ہو تو اسکی اجازت پر موقوف رہیگا جیسا کہ فضولی کا نکاح موقوف رہتا ہی **ف** فضولی ف کے پیش سے لغت مین اسکو کہتے ہین جو فضول کامون مین پڑا ہوا ہو اور فقہا کی اصطلاح مین اُسکو کہتے ہین جو نہ کسی کا وکیل ہو نہ قاصد ہو بلکہ آپ ہی اپنی طرف سے کسی کا کسی سے نکاح کردے تو وہ بھی موقوفاً منعقد ہوجاتا ہی جسکے یہ معنی ہین کہ اگر وہ میان بیوی خبر ہونے پر مان گئے تو ہوگیا ورنہ خیر یہی قول امام مالک و اہل مدینہ حسن سعید بن المسیب اور ابراہیم نخعی کا ہی لیکن امام شافعی رح فرماتے ہین کہ فضولی کا نکاح بالکل بیکار رہی عینی مخصات اور عقد (نکاح) کا ایجاب غائب نکاح کرنیوالے کے ایجاب پر موقوف نہین رہتا **ف** اسکی صورت یہ ہی کہ ایک عورت نے دو گواہون کے روبرو کسی کی بابت یہ کہا کہ وہ مجھ سے نکاح کرلے اور وہ نکاح کرنے والا غائب ہی اس مجلس مین نہین ہی اور نہ اسکی طرف سے اسکو اور کسی نے قبول کیا تو اس عورت کا یہ ایجاب اسکے آنے پر موقوف نہین رہیگا بلکہ اسکے آنیکے بعد پھر نئے سرے سے ایجاب کرنا چاہیئے عینی مخصات اگر کوئی کسی کی طرف سے ایک عورت سے نکاح کردینے پر مامور (یعنی اسکا وکیل) ہوا اور وہ (ایک عقد مین) دو عورتون سے کردی تو یہ (اپنے موکل یا آمر کا) مخالف ہی نہ کہ لونڈی سے کردینے والا (یعنی اگر وہ وکیل لونڈی سے نکاح کردیگا تو مخالف نہین کہلائیگا

باب المہر

مہر کا بیان

ت نکاح بغیر مہر ذکر کیے درست ہوجاتا ہی اور کم سے کم مہر دس درم کا ہوتا ہی **ف** جو تخمیناً دو روپے دس آنے ہوتے ہین اور ائمہ مین سے ہر ایک نے مہر کی مقدار وہی ٹھیرائی ہی جو ایک عضو بیکار کرنے مین چوری کا نصاب ہی مثلاً امام مالک رح کے نزدیک چوتھائی دینار اور تین درم ہین ابن شبرمہ پانچ درم کہتے ہین ابراہیم نخعی رح کے ہان کم از کم چالیس درم ہین امام شافعی رح اور امام احمد رح کا قول یہ ہی کہ جو چیز بیع مین قیمت ہوسکے وہ مہر ہوسکتی ہی اور ہماری دلیل یہ ہی جو جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث مین ہی لا مهر اقل من عشرة دراهم یعنی مہر دس درم سے کم نہین ہوتا۔ اسکو دار قطنی نے روایت کیا ہے عینی مخصات اگر کسی نے

دس درم یا اُس سے کم مہر ٹھیرایا تو صحبت ہونیکے بعد (اگر وہ لینا چاہیگی) یا دونون مین سے ایک کے مرجانے پر یا خلوت صحیحہ ہونے پر اس عورت کو دس ہی درم ملین گے اور صحبت (یا خلوت صحیحہ) ہونیسے پہلے طلاق دیدینے سے مہر نصف رہجاتا ہی اور اگر مہر ٹھیرایا نہین تھا یا اُسکی نفی کردی تھی (یعنی یہ کہدیا تھا کہ مہر نہین دونگا تو اب اگر یہ شوہر صحبت کرچکا یا مرگیا تو اس عورت کو مہر مثل ملیگا (یعنی جتنا اسکی بہنون پھوپھیون کا ہوتا ہوگا اُتنا ہی اسکو ملیگا) اور اگر (ایسے نکاح مین) صحبت اور خلوت) کرنیسے پہلے طلاق دیدی تو ایک متعہ ہی یعنی شوہر عورت کو ایک جوڑا دینا واجب ہی) اور متعہ ایک کرتی۔ اوڑھنی اور چادر کو کہتے ہین اگر نکاح ہونیکے بعد کوئی چیز ٹھیری یا مہر بڑھا دیا گیا تو (صحبت کرنیسے پہلے طلاق دیدینے پر اُسکو نصف نہین کرینگے اور عورت کو اپنا مہر کم کردینا جائز ہے اور شوہر کا اکیلی عورت کے پاس جانا بشرطیکہ نہ (دونون مین سے) کوئی بیمار ہو نہ عورت حیض (ونفاس) سے ہو نہ کوئی احرام باندھے ہوئے ہو نہ کسی کو فرض روزہ ہو تو یہ مثل صحبت کرنیکے ہی اگرچہ مرد کا ذکر کٹا ہوا یا وہ عنین یا خصی ہو اور اس خلوت کے بعد (طلاق دینے یا شوہر کے مرجانے پر احتیاطاً) عدت واجب ہوتی ہی اور ہر طلاق والی عورت کو ایک جوڑا دینا مستحب ہے (خواہ اس سے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو) سوائے مفوضہ عورت کے بشرطیکہ اُسے صحبت کرنے سے پہلے طلاق دیدی ہو **ف** یعنی مفوضہ کو جوڑا دینا مستحب نہین ہی بلکہ واجب ہی اور مفوضہ وہ عورت ہی جسنے اپنے آپکو شوہر کے سپرد کردیا ہو اور اُسکا نکاح بدون ذکر کئے مہر کے ہوگیا ہو ع ت اور (نکاح) شغار مین اور (مہر ادا کرنے کیلیے) آزاد شوہر کے اس عورت نے خدمت کردینے اور اُسکو قرآن پڑھا دینے مین بھی مہر مثل واجب ہوتا ہی **ف** نکاح شغار اُسے کہتے ہین کہ ایک آدمی اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح دوسرے سے اس شرط پر کردے کہ وہ اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح اس سے کردے اور مہر یہ دونون کا بدلہ ہی ہوتا ہو تو یہ دونون نکاح درست ہوجاینگے اور انہین مہر مثل دینا واجب ہوگا اسیطرح اگر کسی آزاد آدمی نے اس شرط پر نکاح کیا کہ مین مہر کے بدلے اتنے دنون بیوی کی خدمت کردونگا یا قرآن پڑھا دونگا تو ان دونون صورتون مین بھی مہر مثل واجب ہوگا جسکی وجہ یہ ہے کہ جسکا اسوقت نام لیا گیا ہی وہ مال نہین ہی اور مہر مال ہونا ضروری ہے ع ت ہان اگر شوہر غلام ہو تو عورت کو اس سے خدمت لینی جائز ہی (یعنی اس صورت مین شوہر کی خدمت ہی مہر ہوجائیگی) ایک عورت کا ایک ہزار روپیہ مہر تھا اور وہ اُسنے (صحبت ہونیسے پہلے) وصول کرکے شوہر کو

سلہ خلوت صحیحہ اسے کہتے ہین کہ میان بیوی ایک ایسے مکان مین ہون کہ جہان انکی اجازت کے بغیر اور کوئی نہ جاسکے اور نہ وہان کوئی ذی عقل بچہ ہو اور نہ ان صورتون

بخشدیا اسکے بعد صحبت (یا خلوت صحیحہ) ہونے سے پہلے اسے طلاق ملگئی تو اب شوہر پانسو روپیہ اس عورت سے
پھیر لے (کیونکہ وہ ایک ہزار لے چکی ہو اور مستحق پانسو ہی کی تھی) ہان اگر اسنے (پورا مہر یعنی) ایک ہزار نہین
لیئے تھے یا پانسو ہی لیے تھے اور (پہلی صورت کے لحاظ) ایکہزار یا (دوسری صورت کے اعتبار سے)
باقی شوہر کو بخشدے یا مہر کا اسباب قبضہ کرنے سے پہلے یا بعد مین شوہر کو بخشدیا اور ان تینون صورتون مین
صحبت ہونیسے پہلے اسکو طلاق ملگئی تو اب شوہر اس سے کچھ نہ لے **ف** تین مسئلے ہین پہلا مسئلہ یہ ہو کہ ایکہزار
مہر ٹھیرایا اور صحبت کرنے سے پہلے طلاق دیدی اور عورت نے وہ ایکہزار ابھی وصول نہین کیئے تھے بلکہ اسی کو بخشدیے
اس صورت مین قیاس تو یہ چاہتا ہو کہ شوہر اس سے پانسو وصول کرلے چنانچہ اسمین امام زفر کا قول بھی ہو
مگر ہمارے نزدیک استحسان یہ ہو کہ اب اس سے نہ لے اسلیے کہ اسکا مقصود حاصل ہوگیا ہو وہ یہ کہ صحبت کرنیسے
پہلے طلاق دینے پر نصف مہر کا جو یہ دیندار ہوتا اس سے بچ گیا ہو بس یہی کافی ہو اور دوسرے مسئلہ مین عورت
نے اپنے حق سے زیادہ نہین لیا دوسرے وہ حصول مقصود کی دلیل یہان بھی ہو اور تیسرا مسئلہ صاف ظاہر ہی
مستخلص الخصّات اگر کسی نے ایکہزار مہر پر اس شرط سے نکاح کیا کہ مین اس عورت کو باہر نہین لیجاؤنگا
یا اسپر دوسرا نکاح نہین کرونگا یا یہ شرط کی کہ اگر مین اس عورت کو اس شہر مین رکھونگا تو ہزار دونگا اگر باہر لیجاونگا
تو دو ہزار دونگا اب اگر اُسنے اس شرط کو پورا کردیا اور اسی شہر مین رکھا تو عورت ایک ہزار کی مستحق ہوگی اور
اگر اسنے شرط پوری نہین کی (مثلاً اسے لیکر باہر چلا گیا) تو اسکو مہر مثل دینا ہوگا اور اگر اس طرح نکاح کیا کہ
دو غلام سامنے کرکے یہ کہا کہ مہر مین یہ غلام ہو یا یہ غلام ہو اور ان دونون کی قیمت مین بہت منافی ہو مثلاً
ایک پانسو کا ہو دوسرا ہزار کا ہی) تو اس صورت مین مہر مثل دینے کا حکم کیا جائے گا اور اگر ایک گھوڑے
یا گدھے پر نکاح کیا (یعنی مہر مین ان کے دینے کا وعدہ کیا) تو اوسط درجہ (کا گھوڑا گدھا) یا اسکی
قیمت واجب ہوگی اور اگر کپڑے یا شراب یا سور پر نکاح کیا (یعنی انہین سے کوئی چیز مہر ٹھیری یا کہا کہ
اس سرکہ پر نکاح کرتا ہون اور وہ سرکہ نہین تھا بلکہ شراب تھی یا کہا کہ اس غلام پر کرتا ہون اور وہ غلام
نہین بلکہ آزاد تھا تو ان سب صورتون مین مہر مثل واجب ہے اور اگر کسی نے مہر مین دو غلام دیدیے
اور ان مین ایک آزاد تھا تو اب اس عورت کا مہر یہی ایک غلام ہو اور نکاح فاسد مین مہر مثل صحبت کرنے
سے واجب ہوتا ہو **ف** نکاح فاسد اُسکو کہتے ہین کہ جسمین نکاح کی شرطون مین سے کوئی شرط جاتی ہو
مثلاً گواہ نہ ہون باقی اسکی تفصیل آگے آئیگی سطت اور وہ بھی مقرر شدہ سے (یعنی جو میان بیوی

صورتین مین جو اسی (ایک اگر کے تحت مین ہین ۱۲ مترجم

مین ٹھیر چکا ہی اس سے) نہ بڑھایا جاے، اور اس نکاح (بچّہ کا) نسب اور (عورت کے ذمہ) عدت ثابت ہوجاتی ہی اور مہر مثل عورت کے باپ کے خاندان کا معتبر ہوتا ہی (یعنی بہنون اور پھوپھیون کا مہر مہر مثل ہوتا ہی جب کہ یہ دونون عورتین عمر مین - خوبصورتی مین - مالداری مین بشہری ہونے مین - ہمعصر اور عقلمند اور دینداری اور کنواری ہونے مین دونون برابر ہون پس اگر (باپ کے خاندان مین) کوئی ایسی عورت نہ ہو (جو ان آٹھون اُمور مین اسکے برابر ہو تو اسکا مہر اجنبی عورتون کے مہر کو دیکھ کر ٹھیرا دیا جائیگا اگر (شوہر کیطرف سے) عورت کا ولی مہر کا ضامن ہوجاے، تو یہ جائز ہے اور پھر عورت کو اختیار ہی چاہے وہ مہر کا تقاضا شوہر پر کرے (کیونکہ اس سے نکاح ہوا ہی) اور چاہے ولی پر کرے کہ وہ ضامن ہوگیا ہی) اور (اگر مہر معجل ٹھیرا تھا تو) عورت کو مہر (نہ ادا کرنے) کی وجہ سے اتنا اختیار رہے کہ وہ اپنے ساتھ اسکو صحبت نہ کرنے دے یا اسکے سفر مین ہمراہ لیجانے سے نہ جاے، اگرچہ وہ ایک دفعہ اس سے صحبت کر بھی چکا ہو اور اگر مہر کی مقدار مین میان بیوی کا جھگڑا ہو جاے، (بیوی زیادہ کہے اور میان کم بتلاے) تو مہر مثل پر فیصلہ کیا جائیگا (یعنی دونون مین سے جو مہر مثل کی برابر کہیگا اسی کا کہنا معتبر ہوگا اور اس سے قسم بھی لیلی جائیگی) اور اگر اسکو صحبت کرنے سے پہلے طلاق دیدی ہے تو ایک جوڑا کپڑے دینے کا حکم دیا جائیگا (جو اس جیسی عورت کو ملتا ہوگا) اور اگر اصل مہر کے ٹھیرنے ہی مین اختلاف ہو (مثلاً عورت کہے ٹھیرا تھا اور مرد کہے نہین ٹھیرا تھا تو بالاجماع) مہر مثل واجب ہوگا اور اگر یہ (میان بیوی) دونون مر گئے اور انکے وارثون کا مہر کی مقدار مین جھگڑا ہوا تو شوہر کے وارثون کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا اور اگر میان نے اپنی بیوی کو کوئی چیز بھیجی تھی اسکے بعد دونون مین جھگڑا ہوگیا بیوی کہتی ہے کہ وہ سوغات تھی اور میان کہتا ہے اور وہ مہر مین تھی تو ایسے موقع پر مع قسم کے مرد کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا بشرطیکہ وہ اسی وقت کھانے کی نہ ہو **ف** مثلاً گوشت روٹی اور وہ میوے نہ ہون جو جلدی بگڑ جاتے ہین بلکہ وہ ایسی چیز ہے کہ اسی وقت کے کھانے کی نہین ہی مثلاً شہد ہے یا گھی ہے یا کوئی جانور وغیرہ ہی تو اسوقت شوہر کے کہنے کا اعتبار کرکے اور اس سے قسم لیکر مہر مین محسوب کردیا جائیگا اور اگر ایسی چیز ہے کہ وہ اسی وقت کے کھانیکی ہے تو اس مین عورت کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا مگر قسم لیکر (طوعت) اور اگر کسی ذمی نے ذمیہ عورت سے ایک مُردار جانور کے بدلہ مین یا بدون مہر کے نکاح کرلیا اور ایسا نکاح انکے نزدیک جائز تھا پھر اس عورت سے صحبت کی یا صحبت سے

پہلے طلاق دیدی یا مر گیا تو (دونون صورتون مین) اس عورت کو مہر کچھ نہین ملیگا اور دار الحرب مین اگر وہان کے باشندے ایسا کرین تو اُن کا بھی (بالاتفاق یہی حکم ہے اور کسی ذمی نے ذمیہ عورت سے معین شراب یا معین سور پر نکاح کیا (یعنی انہین سے کوئی چیز مہر مین دینی ٹھیری اور اُسپر قبضہ ہونیسے پہلے (میان بیوی) دونون مسلمان ہوگئے یا ایک مسلمان ہوگیا تو (امام صاحب کے نزدیک) وہ شراب اور سور اس عورت کا ہے اور اگر شراب اور سور کو معین نہین کیا تھا تو عورت کو شراب کی قیمت ملے گی اور سور ہونیکی صورت مین مہر مثل ملیگا۔

باب نکاح الرقیق

غلام اور لونڈی وغیرہ کے نکاح کرنیکا بیان

ت غلام۔ لونڈی۔ مکاتب۔ مدبر اور ام ولد کا نکاح ان کے آقا کی اجازت بغیر نہین ہوسکتا پس اگر کسی غلام نے اپنے آقا کی اجازت سے نکاح کیا تھا تو مہر ادا نہونے کی صورت مین وہ غلام فروخت کردیا جائیگا اور مدبر اور مکاتب کما کر مہر ادا کرینگے یہ مہر (وصول کرنے) مین فروخت نہین کیے جاینگے اور آقا کا غلام سے یہ کہنا کہ تو اُسے رجعی طلاق دیدے نکاح موقوف کی اجازت ہے **ف** یعنی یہی غلام کا نکاح جو آقا کی اجازت پر موقوف تھا اسکی اجازت ہے کیونکہ رجعی طلاق نکاح کے بعد ہی ہوتی ہے گویا ایک غلام نے اپنے آقا کی اجازت بغیر نکاح کرلیا تھا اسے خبر ہوئی تو اُسنے یہ کہا کہ اسے رجعی طلاق دیدے اس وقت اس کا یہ کہنا نکاح کی اجازت ہوجائے گا۔ ع **ت** نہ کہ یہ کہنا کہ اسے طلاق دیدے یا اسے الگ کردے (یعنی یہ اجازت مین شمار نہین ہوگا) اور (آقا کا غلام کو) نکاح کی اجازت دینا نکاح فاسد کو بھی شامل ہوگا (یعنی اسمین بھی صحبت کے بعد مہر ادا کرنے مین اسکو فروخت کردیا جائیگا) اگر آقا نے خود ماذون غلام کا کسی عورت سے نکاح کردیا اور (غلام کے ذمہ قرض تھا) تو وہ نکاح صحیح ہوجائیگا اور وہ عورت اپنا مہر وصول کرنے مین مثل اور قرضخواہون کے ہوگی (اور غلام ماذون وہ ہے جسے آقا نے تجارت کرنے کی اجازت دے رکھی ہو) اگر کسی نے اپنی لونڈی کا نکاح کردیا ہے تو اُسپر یہ واجب نہین ہے کہ انکو رات کو علیحدہ بھی سلایا کرے بلکہ یہ لونڈی اپنے آقا ہی کی خدمت کرے اور جب اسکے شوہر کا قابو چلے وہ اس سے صحبت کرجایا کرے اور آقا کو اپنے غلام لونڈی کا زبردستی نکاح کردینے کا اختیار ہوتا ہے **ف** اختیار ہونیسے یہ مراد ہے کہ اگر وہ انکی بلا رضامندی کردیگا تو وہ نکاح صحیح ہوجائیگا۔ ع **ت** اگر آقا (نے اپنی لونڈی کا نکاح کردیا تھا اب اگر وہ) اپنی لونڈی کو (اسکے شوہر کے) صحبت کرنے سے پہلے قتل کردے تو (شوہر کے ذمہ سے) مہر جاتا رہیگا ہان اگر آزاد عورت صحبت ہونیسے پہلے خودکشی کرلے تو اسکا مہر نہین جائے گا اور

سلہ قولہ اگر اس نے کہا ... اور اس عورت ... فروخت کردیا جائیگا ۱۲ ... منہ

عزل کے بارے مین لونڈی کے آقا کی اجازت ہونی چاہیئے **ف** عزل اُسکو کہتے ہین کہ صحبت کرتے وقت انزال ہونیسے پہلے ذکر کو فرج سے نکال لے تاکہ انزال باہر ہو اور حمل نہ رہے ایسا کرنا جائز ہو مگر مکروہ ہو اور اس بارے مین امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک لونڈی کے کہنے کا اعتبار نہین ہے بلکہ اسکے آقا کی اجازت ہونی چاہیئے کیونکہ حق اسی کا ہو لونڈی کا نہین ہو۔ع وط **ت** اگر لونڈی یا مکاتبہ (کا کسی سے نکاح ہوگیا تھا اور پھر وہ) آزاد کردی گئی تو ان مین سے ہر ایک کو اختیار دے دیا جائیگا (کہ نکاح رکھے یا توڑ دے اور یہ اختیار اسی مجلس تک رہیگا جس مین ہر ایک کو اسکی خبر ہوئی ہو) اگرچہ اسکا شوہر آزاد ہی ہو اور اگر لونڈی نے (آقا کی) بغیر اجازت کے نکاح کر لیا تھا پھر وہ آزاد ہوگئی تو اُسکا نکاح بدون اختیار کے قائم رہیگا پس اگر اسکا شوہر اسکے آزاد ہونے سے پہلے اُس سے صحبت کرچکا ہو تو مہر آقا کو ملیگا ورنہ مہر اس لونڈی کا ہوگا۔ اگر کسی نے اپنے بیٹے کی لونڈی یعنی (باندی) سے صحبت کرلی تھی اسکے بچہ ہوا تو اُسنے دعویٰ کیا (کہ یہ بچہ میرا ہے) تو بچہ کا نسب اس سے ثابت ہو جائے گا اور یہ باندی اسکی اُم ولد ہو جائیگی اور اس باندی کی قیمت اُسپر واجب ہوگی اُسکا مہر واجب نہین ہوگا اور نہ اُسکے بچہ کی قیمت دینی واجب ہوگی اور اگر باپ نہ ہو (اور دادا ایسا کر بیٹھے) تو دادا کا دعویٰ مثل باپ ہی کے دعوے کے ہو اور اگر بیٹا خود اپنی باندی کا نکاح اپنے باپ سے کردے اور پھر اسکے اولاد ہو تو یہ باندی باپ کی ام ولد نہین ہوگی اور اس صورت مین باپ پر اسکا مہر واجب ہوگا اور اسکی قیمت واجب نہین ہوگی اور اسکی اولاد (بلا قیمت) آزاد ہو۔ ایک آزاد عورت (غلام کے نکاح مین تھی اس) نے اپنے شوہر کے آقا سے یہ کہا کہ تم اس کو ایکہزار روپیہ کے عوض میری طرف سے (یعنی میرے نائب ہوکر) آزاد کردو اُسنے کردیا تو اب یہ نکاح ٹوٹ جائیگا اور اگر اسنے ایکہزار روپیہ کے عوض کا لفظ نہین کہا ہو تو نکاح نہین جائیگا اور (اس صورت مین) اسکی ولاء آقا کو ملیگی **ف** پہلی صورت مین نکاح نہ رہنے کی یہ وجہ ہو کہ اسطرح کہنے سے عورت اپنے شوہر کی مالک ہو جاتی ہو اور پھر وہ آزاد ہو جاتا ہو اور یہ قاعدہ ہو کہ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی مالک ہو جائے تو ان دونون کا نکاح نہین رہتا اور دوسری صورت مین چونکہ اسنے بدلہ یا عوض کا ذکر نہین کیا اسلیے وہ شوہر کی مالک نہ ہوئی اور نکاح بدستور رہا اور ولاء اس مال کو کہتے ہین جو کسی کے مرنے کے بعد اگر اسکا کوئی وارث قرابت دار نہو تو وہ اسکے آزاد کرنیوالے کو پہنچ جائے پس چونکہ اس دوسری صورت مین آزاد کرنیوالا آقا ہے۔ لہٰذا ولاء اسی کی ہو۔

باب نکاح الکافر
کافر کے نکاح کا بیان

ت اگر کوئی کافر بغیر گواہوں کے یا (دوسرے) کافر کی عدت میں نکاح کرلے اور یہ انکے دین میں جائز ہو
پھر دونوں میاں بیوی مسلمان ہوجائیں تو ان کو اسی نکاح پر رہنے لگے (جدید نکاح کرنیکی ضرورت نہیں
ہے) ہان اگر وہ محرم ہو یعنی اس کافر نے اپنی ماں بہن وغیرہ سے نکاح کر رکھا ہو اور دونوں مسلمان ہوجائیں
تو انکو جدا کردیا جائیگا (اگرچہ انکے مذہب میں ایسا کرنا جائز ہو) اور مرتد مرد اور عورت کا نکاح کسی سے
نہ کیا جائے ف یعنی نہ مسلمان سے نہ کافر سے خواہ کافر مجوسی ہو یا ذمی ہو یا اور کوئی ہو کیونکہ نکاح کا دارمدار
مذہب پر ہوتا ہے اور مرتدوں کا کوئی مذہب نہیں ہوتا اسلیے کہ مرتد کے معنی دین سے پھرے ہوئے کے
ہیں اور جس دین کو وہ اختیار کرتا ہے اسپر بھی قائم نہیں رہا کرتا۔ع ت اولاد اپنے ماں باپ میں سے
دین میں بہتر کے تابع ہوتی ہے (مثلاً باپ مسلمان ہے اور ماں کافر ہے تو ان کی اولاد کو مسلمان تصور کیا جائیگا)
اور مجوسی اہل کتاب سے بدتر ہیں (یعنی اگر ایک بچہ کی ماں مجوسن ہے اور باپ یہودی یا نصرانی ہے تو اس
بچّہ کو باپ کے لحاظ سے یہودی یا نصرانی تصور کیا جائیگا) اگر میاں بیوی میں سے ایک مسلمان ہوجائے
تو دوسرے سے بھی مسلمان ہونیکے لیے کہا جائے اگر وہ ہوجائے تو فبہا (دونوں کا نکاح بدستور رہیگا)
ورنہ دونوں کو جدا کردیا جائے اور مرد کا مسلمان ہونیسے انکار کرنا طلاق ہے (یعنی اسکے انکار کرنے سے
عورت کو طلاق ہوجاتی ہے) عورت کا مسلمان ہونے سے انکار کرنا (بالاتفاق) طلاق نہیں ہے (کیونکہ
طلاق عورت کیطرف سے نہیں ہوسکتی) اگر میاں بیوی میں سے ایک دارالحرب میں مسلمان ہوجائے تو جبتک
عورت تین دفعہ حیض سے نہ ہولے (یا تین مہینے نہ گذر جائینگے) وہ اپنے میاں سے علیحدہ نہیں ہوگی اور
اگر کتابی عورت کا شوہر (یعنی یہودن یا نصرانن کا شوہر) مسلمان ہوجائے تو اُسکا نکاح بدستور رہیگا اور
دو ملکوں کا مختلف ہونا میاں بیوی میں جدائی کا سبب ہے نہ کہ قید میں آنا ف یعنی ہمارے نزدیک ایک
آدمی کا دارالحرب سے مسلمان ہوکر دارالاسلام میں چلا آنا اُن میاں بیوی میں جدائی ہونیکا سبب ہے ہاں اگر
دونوں میں سے ایک قید ہوکر مسلمانوں کے ملک میں آگیا یا مسلمانوں کے ملک سے قیدی ہوکر دارالحرب
کو چلا گیا تو اس سے دونوں میں جدائی نہ ہوگی یعنی ت اگر کوئی عورت دارالحرب سے ہجرت کرکے دارالاسلام
میں آجائے اور اُسے حمل نہو تو وہ بلا عدت گذارے نکاح کرلے (یہ حکم امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک ہے
اور صاحبین کا قول یہ ہے کہ اسپر عدت لازم ہے) اور میاں بیوی میں سے ایک کے مرتد ہوجانیسے نکاح اُسیوقت

ٹوٹ جاتا ہے (یعنی جسوقت کوئی مرتد ہو) پس اگر عورت سے صحبت کرنیکے بعد شوہر مرتد ہو جائے تو اس عورت کو پورا مہر دینا لازم ہے اور اگر ابھی صحبت نہین کی تھی تو نصف مہر دینا لازم ہے اور اگر عورت مرتد ہوئی ہے تو پھر اُسکے لئے کوئی چیز واجب نہین ہوتی (کیونکہ اب تو جدائی عورت ہی کی طرف سے ہوئی ہے) اور مسلمان ہونیسے انکار کرنا مرتد ہونیکی نظیر ہے (یعنی مہر کے واجب ہونے نہونے وغیرہ مین جو حکم مرتد کا ہے وہی اُس منکر اسلام کا ہے) اگر میان بیوی دونون مرتد ہو گئے اور پھر ساتھ ہی دونون مسلمان ہو گئے تو اُن مین جدائی نہ ہوگی اور اگر آگے پیچھے مسلمان ہوئے ہین تو دونون مین جدائی ہو جائیگی۔

باب القسم

(عورتون کی باری کا بیان)

ت قسم ق کے زبر اور س کے جزم سے لغت مین حصے معین کرنے کو کہتے ہین اور ق کے زیر سے مطلق حصے کے معنی مین ہے اور شرع مین ق کے زبر سے اپنی بیویون مین برابری کرنے کو کہتے ہین یعنی کھلانے پہنانے اور مکان وغیرہ کے دینے مین اپنی جے بیویان ہون سب کو برابر سمجھے حتی کہ اگر شوہر کا کام رات کے کرنیکا ہو مثلاً وہ سپاہی وغیرہ ہو تو وہ دن کو منزلہ رات کے کرے اور یہ تقسیم واجب ہے عینی وفتح ملخصًا **ت** باری کی حقدار ہونے مین کنواری مثل بیاہی کے ہے اور نئی مثل پُرانی کے ہے اور مسلمان عورت مثل اہل کتاب کے ہے **ف** کنواری سے مراد وہ ہے جس کی اوّل ہی شادی ہوئی ہو اور بیاہی سے مراد وہ ہے جسکی دوبارہ شادی ہوئی ہو **ت** اور حرہ (یعنی آزاد عورت) کی باری لونڈی سے دگنی ہے اور مرد کو اختیار ہے کہ سفر مین جس بیوی کو چاہے اپنے ساتھ لیجائے ہان ان مین قرعہ ڈال لینا مستحب ہے (پھر جسکے نام قرعہ نکل آئے اُسی کو لیجائے اور یہ سفر کے ایام اُسکی باری مین شمار نہین کیے جائینگے) اگر کسی عورت نے اپنی باری کو دوسری کو بخشدی ہو تو پھر اُسے واپس کر لینے کا اختیار ہے۔

کتاب الرضاع

(دودھ پلانیکا بیان) (بچہ کسی غیر عورت کا)

ت (شرع مین) رضاعت اُسکو کہتے ہین کہ شیر خوار بچہ ایک خاص مدت مین (یعنی شیر خوارگی کی عمر مین تھوڑا یا بہت) کسی عورت کی چھاتی سے دودھ پیئے اور اسکے سبب سے وہ رشتے حرام ہو جاتے ہین جو نسب کے سبب سے حرام ہوتے ہین اگرچہ ڈھائی برس کے اندر کم ہی پیا ہو لیکن رضاعی بھائی کی مان اور اسکے بیٹے کی بہن حرام نہین ہوتین **ف** اسی طرح رضاعی بہن کی مان بھی حرام نہین ہوتی اور نسبی بھائی کی مان سے نکاح کرنا جائز نہین ہے کیونکہ اگر وہ اُسکا حقیقی یا اخیافی بھائی ہے تو اُسکی مان اُسکی حقیقی مان ہے اور اگر علاتی

بھائی ہو تو اُسکی ماں اُسکے باپ کی موطوءہ ہو (یعنی) اُس سے وہ صحبت کرچکا ہو اور یہ دونون قطعی حرام ہین علیٰ ہذا القیاس نسبی بیٹے اور بیٹی کی بہن بھی حرام ہو کیونکہ اگر وہ اُسکی حقیقی یا علاتی بہن ہو تو اُسکی بیٹی ہی ہوگی اور اگر اخیافی ہو تو اُسکی موطوءہ بیوی کی بیٹی ہو یہ دونون بھی حرام ہین اور رضاعت سے حرمت ثابت ہونے مین امام شافعیؒ کا دو باتون مین اختلاف ہو اول تو یہ کہ وہ اسمین پانچ گھونٹ پینا شرط ٹھیراتے ہین اگر شیر خوارگی کی عمر مین کوئی دو تین گھونٹ پی لے تو اُنکے نزدیک یہ حرمت ثابت نہین ہوگی اور امام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک ایک گھونٹ سے بھی حرمت ثابت ہو جاتی ہو اور اُنکی دلیل یہ آیۃ ہے وامہاتکم اللاتی ارضعنکم (یعنی تمھاری وہ مائین بھی حرام ہین جنھون نے تم کو دودھ پلایا ہو) اس آیۃ مین حرمت کا دارمدار صرف دودھ پلانے پر ہو نہ پانچ چار گھونٹ ہونیکی شرط ہو اور نہ زیادہ ہونیکی قید ہو اور یہی حضرت ابن مسعود وغیرہ جیسے جلیل القدر صحابہ سے بھی مروی ہو دوسرا اختلاف رضاعت کی مدت مین ہو کہ کس عمر تک دودھ پینے سے یہ حرمت ثابت ہو جاتی ہو اسمین امام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک تیس مہینے ہین اور امام شافعی رحمہ کے نزدیک دو برس امام صاحب کی دلیل یہ آیت ہو حملہ وفصالہ ثلثون شہرا (یعنی حمل اور دودھ چھڑانا تیس مہینے ہین) اس آیۃ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہو کہ دونو کی علیحدہ علیحدہ مدت تیس مہینے ہین مگر یہ ٹھیک نہین کیونکہ حمل دو برس تک نہین رہتا لہذا تیس مہینے دودھ چھڑانے ہی کی مدت رہے اور اگر کوئی یہ کہے کہ یہ مدت دونون کے مجموعہ کی ہو مگر جب اسمین حمل کی اقل مدت مذکور ہو تو دودھ پلانے کی بھی مدت دو برس اقل ہی ہونی چاہیئے۔ اس مسئلہ مین صاحبینؒ بھی امام شافعی رحمہ کے موافق ہین اور فتویٰ انھی کے قول پر ہو یعنی وطت اور دودھ پلانے والی کا وہ شوہر جس ہی اسکے وہ دودھ ہوا ہو اس شیر خوار بچہ کا باپ ہو اور اسکا بیٹا بھائی ہو اسکی بیٹی بہن ہے اسکا بھائی چچا ہو اور اسکی بہن اسکی پھوپھی ہے اور اپنے رضاعی بھائی اور نسبی بھائی کی بہن سے نکاح کرنا درست ہوسکتا ہو ف مثلاً زید کی دو بیبیان ہین اور دونون کے دو لڑکے ہین اور ایک کے پہلے خاوند سے ایک لڑکی بھی تو یہ لڑکی دوسری بی بی کے لڑکے کے لیے حلال ہے کیونکہ ان دونون مین کوئی قرابت نہین ہو اور یہ مثال دونون صورتون کے لیے ہوسکتی ہے اسلیئے کہ جس بی بی کے ایک لڑکا ہی ہو اگر وہ اسکا حقیقی بیٹا ہو تو یہ لڑکی اُسکے نسبی بھائی کی بہن ہے اور اگر رضاعی ہو تو وہ رضاعی بھائی کی بہن ہو ع ت اور جن دو بچون نے ایک چھاتی سے دودھ پیا ہو انمین سے ایک کا دوسرے سے نکاح کرنا

سلہ یعنی دودھ پلانی دو برس ہین ۱۲ سلہ یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ بھی رضاعت کی مدت دو ہی برس فرماتے ہین ۱۲

درست نہین ہی (کیونکہ وہ دونون بہن بھائی ہین) اور نہ دودھ پلانیوالی کے ساتھ اور نہ اسکی اولاد کی اولاد کے ساتھ اور جو دودھ کھانے مین ملا ہوا ہو وہ اس حرمت کو ثابت نہین کرتا برابر ہی کہ کھانا غالب ہو یا دودھ غالب ہو یا دونون برابر ہون، ہان اگر پانی مین یا دوا مین یا بکری کے دودھ مین ملا ہوا ہو تو اُسمین غالب کا اعتبار کیا جائے گا (یعنی ان چارون چیزون مین سے کسی مین اگر دودھ غالب ہو اور وہ کسی نے پی لیا تو حرمت رضاعت ثابت ہوجائے گی ورنہ نہین) اور کنواری لڑکی کے اگر قریب البلوغ دودھ اُتر آئے تو اُس) کا اور مری ہوئی عورت کا دودھ اس حرمت کو ثابت کرتا ہی لیکن اس دودھ کا حقنہ اس حرمت کو ثابت نہین کرتا اور نہ مرد کا) اور نہ بکری کا دودھ ثابت کرتا ہی اگر کوئی عورت اپنی (شیر خوارہ) سوت[سلہ] کو اپنا دودھ پلادے تو (اس مرد پر) یہ دونون حرام ہوجائینگی اور اس بڑی سے اگر مرد نے صحبت نہین کی تھی تو اسکو مہر بھی نہین ملیگا (کیونکہ علیحدگی اسی کی طرف سے ہوئی ہی) اور چھوٹی کو نصف مہر ملیگا اور یہ نصف مہر مرد بڑی سے وصول کرلے اگر اُسنے جان بوجھ کر یہ نکاح کھویا ہو ورنہ کچھ نہ لے اور جس گواہی سے مال ثابت ہوتا ہے اُسی سے رضاعت بھی ثابت ہوجاتی ہے۔

کتاب الطلاق

طلاق قید کا بیان

ف لغت مین طلاق مطلقاً قید کے اُٹھا دینے کو کہتے ہین اور شرع مین یہ ہین جو مصنف نے ذکر کیے ہین اور مباح چیزون مین سب سے زیادہ بری چیز یہ طلاق ہی کیونکہ اس مین نکاح کا توڑ دینا ہوتا ہے حالانکہ نکاح کم از کم سنت ورنہ واجب ہے عینی وغیرہ ت طلاق اس قید کے اٹھا دینے کو کہتے ہین جو نکاح کے باعث شریعت[سلہ] سے ثابت ہوئی ہو، عورت کو ایسے طہر مین ایک طلاق دینا جس مین اس سے صحبت نہ کی ہو اور پھر اُسے چھوڑ دینا یہانتک کہ اُسکی عدت پوری ہوجائے، اسکو احسن[سلہ] طلاق کہتے ہین اور (متفرق تین) طہرون مین تین طلاقین دینے کا نام طلاق حسن[سلہ] اور طلاق سنی ہی اور ایک طہر مین یک کلمہ لفظ سے تین طلاقین دینے کو طلاق بدعی کہتے ہین ف مثلاً یہ کہدے کہ مین نے تین طلاقین دین یہ ایک لفظ سے تین طلاقین ہین اس نام سے معلوم ہوتا ہی کہ اس طرح طلاق دینا بدعت ہے مگر دینے سے ہوجاتی ہی اور طہر اُن دنوں کو کہتے ہین جنمین عورت کو حیض نہ آتا ہو اور یاد رکھنا چاہیئے کہ موطوءہ اس عورت کو کہتے ہین جس سے صحبت ہوچکی ہو اور غیر موطوءہ یا غیر مدخولہ وہ عورت ہی جس سے صحبت نہ ہوئی ہو ع وغیرہ ت اور غیر موطوءہ کو طلاق سُنی حالت حیض مین بھی ہوسکتی ہے (کیونکہ جب اس سے صحبت

[سلہ] عربی نسخہ مین یہان ضرۃ کا لفظ ہی اسکے معنی سوت اور سوکن کے ہین ۱۲ مترجم [سلہ] یعنی دودھ پلانیوالی بھی (جسنے دودھ پلایا ہی وہ بھی) ۱۲ [سلہ] اس لفظ کے

نہین ہوئی تو طلاق کیلئے اسکا حیض بھی طہر کے حکم مین ہی) اور جس عورت کو حیض نہ آتا ہو (اور اُسکو طلاق دینے کی ضرورت ہو) تو شوہر اسکی طلاق کو مہینون پر منقسم کرے (یعنی سنی طلاق دینے کی صورت مین ہر طہر کے عوض ایک مہینہ سمجھ لے) اور صحبت کے بعد عورتون کو طلاق دینا جائز ہی اور موطوءہ کو حیض کی حالت مین طلاق دینا (وقت کے لحاظ سے) بدعت ہی لہذا اس سے رجعت کرلے (اور صحیح یہ ہی کہ اس بدعت کو مٹانے کے لیے اس سے رجعت کرلینا واجب ہی) اور اسکو دوسرے طہر مین طلاق دے اگر کوئی اپنی موطوءہ سے یہ کہے کہ تجھ کو سنت کے موافق تین طلاقین ہین تو اس عورت پر ہر طہر مین ایک طلاق پڑے گی (کیونکہ سُنی طلاق ایک طہر مین ایک ہی ہوتی ہی) اور اگر وہ تینون طلاقین اُسیوقت پڑجانیکی نیت کرلے یا ہر مہینے مین ایک طلاق پڑنے کی نیت کرلے تو یہ بھی درست ہی اور طلاق ایسے ہر شوہر کی پڑجاتی ہی جو عاقل اور بالغ ہو اگر اس سے کسی نے زبردستی دلوادی ہو یا وہ نشہ مین ہو اور گونگے کی طلاق اُسکے اشارہ کردینے سے پڑجاتی ہی برابر ہی کہ شوہر آزاد ہو یا غلام ہو ہان لڑکے۔ دیوانے سوئے ہوئے اور اس آقا کی طلاق نہین پڑتی جو اپنے غلام کی بیوی کو دینے لگے اور طلاق (کی گنتی) کا اعتبار عورتون کے لحاظ سے ہے چنانچہ آزاد عورت کی (طلاقین) تین ہین اور لونڈی کی دو ہین (برابر ہے کہ اُن کے شوہر آزاد ہون یا غلام ہون طلاقین اسی حساب سے ہون گی)

باب الطلاق الصریح

صریح طلاق کا بیان

ت صریح طلاق یہ ہی مثلاً (کوئی اپنی بیوی سے کہے کہ) تو طلاق والی ہے یا تو طلاق دی ہوئی ہے یا مین نے تجھ کو طلاق دیدی اور ان الفاظ سے ایک طلاق رجعی پڑتی ہی اگرچہ دینے والا ایک سے زیادہ کی یا بائن کرنیکی نیت کرلے یا کچھ نیت نکرے **ف** اسکی وجہ یہ ہے کہ رجعی طلاق کے اللہ جل جلالہ نے رجعت کو ثابت کیا ہی چنانچہ فرمایا الطلاق مرتان فامساك بمعروف اور نیت نہ کرنے کی صورت مین اسوجہ سے پڑجاتی ہی کہ اسکے معنی صاف ظاہر ہین لہذا حکم اس صریح کلام ہی کیساتھ متعلق ہوجاتا ہے اور رجعی طلاق اُسکو کہتے ہین کہ اس سے نکاح فوراً نہین جاتا بلکہ شوہر چاہے تو عورت سے رجوع کرسکتا ہی اور بائن طلاق وہ ہی جس سے نکاح اسی وقت جاتا رہتا ہی یعنی دعنیرت اور اگر یہ کہا کہ تو طلاق ہی یا طلاق پائی ہوئی طلاق ہے یا تو طلاق پائی ہوئی ہے اگر ان الفاظ سے اُسنے کچھ نیت نہین کی یا صرف ایک کی نیت کرلی یا دو کی کرلی تو فقط ایک طلاق رجعی پڑے گی اور اگر تین کی

نیت کرلی ہو تو تینوں پڑ جائینگی اور اگر طلاق کو تمام عورت کی طرف منسوب کیا یا بدن کے ایسے عضو کی
طرف منسوب کیا جس سے سارا بدن تعبیر کرتے ہوں مثلاً گردن۔ گلے۔ روح۔ بدن۔ جسم۔ شرمگاہ۔ سر
اور منہ کی طرف منسوب کیا (یعنی یوں کہا تیری گردن پر طلاق ہے یا تیرے گلے پر علی ہذا القیاس) یا
اُسکے غیر معین حصہ کی طرف منسوب کیا مثلاً یہ کہا کہ تیرے آدھے یا تیرے تہائی پر طلاق ہو تو اُس سے
اُسپر طلاق پڑ جائے گی اور اگر ہاتھ یا پیر یا دبر کیطرف منسوب کیا (مثلاً یہ کہا تیرے ہاتھ پر طلاق ہو تیرے
پیر پر طلاق ہو) تو اس سے طلاق نہین پڑیگی اور آدھی طلاق یا تہائی طلاق دینے سے پوری طلاق
پڑے گی اور اگر دو طلاقوں کے تین نصف کہے تو تین طلاقین پڑ جائینگی اور اگر یہ کہا کہ ایک طلاق
سے لیکر دو تک یا ایک سے دو تک کے درمیان مین تو ایک طلاق پڑے گی اور تین تک کہنے سے دو پڑینگی
اور اگر کہا کہ تجھے ایک طلاق ہو دو مین تو ایک ہی ہوگی اگر اُسنے (دو کی) نیت نہ کی ہو یا ضرب (دو
حساب) کی نیت کرلی ہو اور اگر اس کہنے سے اُسنے ایک اور دو کی نیت کی ہو تو تین طلاق ہو جائینگی
اور اگر یہ کہا کہ تجھے دو طلاق ہین دو مین تو دو ہی پڑینگی اگرچہ نیت ضرب کی کی ہو اور اگر یہ کہا کہ تجھے
یہان سے شام تک طلاق ہو تو اس سے ایک طلاق رجعی پڑیگی اور اگر یہ کہا کہ تجھے طلاق ہے مکہ
مین یا مکہ کے بیچ مین یا گھر مین تو اس سے ایک طلاق اُسیوقت پڑ جائے گی اور اگر کہا کہ جب تو مکہ مین
جائے تو تجھے طلاق ہو تو یہ تعلیق ہے (جب وہ مکہ مین داخل ہوگی اُسپر طلاق پڑ جائے گی)

فصل طلاق کو زمانے کی طرف منسوب کرنیکے بیان مین

اگر کوئی کہے کہ کل یا کل مین تجھے طلاق ہے تو صبح ہوتے ہی طلاق پڑ جائے گی اور عصر کے وقت کی نیت کر
لینی دوسرے لفظ مین درست ہو جائیگی (یعنی کل مین کہنے مین) اور اگر کہا کہ تجھے طلاق ہو آج کل
یا کل آج تو اسمین پہلے لفظ کا اعتبار کیا جائیگا (کیونکہ جب پہلا لفظ زبان سے نکلا تو اسکا حکم اسیوقت
ثابت ہوگیا اب دوسرا لفظ بولنے سے اسکا حکم نہین بدلیگا) اور اگر کہا کہ تجھے طلاق ہو پہلے اس سے کہ مین
تجھسے نکاح کرون یا کہا تجھے کل طلاق ہوگئی تھی حالانکہ اس سے نکاح آج کیا ہو تو یہ کہنا لغو ہے (کیونکہ
نکاح ہونیسے پہلے طلاق نہین ہوسکتی) اور اگر نکاح کل سے پہلے ہو چکا تھا تو اب اسوقت طلاق
پڑ جائے گی اور اگر یون کہا کہ تجھے طلاق ہے جبکہ مین تجھے طلاق نہ دون یا کہا تجھے طلاق ہو جسوقت مین
تجھے طلاق نہ دون یا کہا جسوقت یا جبتک کہ مین تجھے طلاق نہ دون اور خاموش ہوگیا تو فوراً طلاق

پڑجائیگی **ف** اس لیے کہ اُسنے طلاق کو ایسے زمانے کی طرف منسوب کیا ہی جولسکے طلاق دینے سی خالی ہی
ہان اسکے خاموش ہونیکے وقت طلاق کا وجود ہوا ہی لہذا اسی وقت اسکے اجرا کا حکم دیا جائے گا ع
ت اگر یہ کہا کہ اگر مین تجھے طلاق دون تو تجھے طلاق ہی یا کہا جب مین تجھے طلاق نہ دون تو تجھے طلاق
ہے اس سے طلاق نہین پڑے گی (یعنی ان تینون طرح کہنے سے طلاق نہین ہو گی) یہانتک کہ ان میان
بیوی مین سے ایک مرجائے اور اگر یہ کہا کہ تجھے طلاق ہے اسوقت مین کہ مین تجھے طلاق نہ دون تجھے
طلاق ہی تو اس پچھلے لفظ سے طلاق پڑجائے گی اور کہا تجھے طلاق ہے جس روز مین تجھ سے نکاح کرو
اور رات کو اُس سے نکاح کر لیا تو طلاق پڑجائے گی بخلاف اس (صورت) کے کہ کوئی (اپنی بیوی سے)
کہے کہ تیرا اختیار تیرے ہاتھون مین ہی (جس روز زید آئے تو اس صورت مین عورت کو اختیار جب ہی
ہو گا کہ جب زید دن کو آئے) اگر یہ کہا کہ مجھ کو تیری طرف سے طلاق ہی تو یہ کہنا لغو ہو گا اگرچہ اُسنے طلاق
دینے کی نیت کر لی ہو۔ اگر یہ کہا کہ مین تجھ سے بائن (الگ) ہون یا کہا مین تجھپر حرام ہون تو ان دونون صورتون
مین بائنہ طلاق پڑجائے گی۔ اگر یون کہا کہ تجھے طلاق ہی ایک طلاق سے یا نہین ہے یا کہا میرے مرنیکے
ساتھ تجھے طلاق ہی یا کہا تیرے مرنیکے ساتھ تجھے طلاق ہی تو یہ تینون صورتین لغو ہین (ان سے طلاق
نہین پڑے گی) اگر شوہر اپنی ساری بیوی کا یا آدھی تہائی کا مالک ہو جائے یا بیوی اپنے سارے
شوہر کی یا آدھے تہائی کی مالک ہو جائے تو نکاح ٹوٹ جائیگا اگر شوہر نے اپنی بیوی کو خرید لیا اور پھر
طلاق دی تو یہ طلاق نہین پڑے گی (کیونکہ نکاح تو خریدنے ہی سے ٹوٹ گیا تھا سو اب طلاق پڑنیکا
کوئی محل نہ رہا) اگر کسی نے اپنی منکوحہ (لونڈی) سے یون کہا کہ جب تیرا آقا تجھے آزاد کر دے تو تجھے دو
طلاق ہین پھر اُسکے آقا نے اُسکو آزاد کر دیا تو اس صورت مین شوہر کو رجعت کر لینی جائز ہے **ف** اسوجہ
سے کہ شوہر نے اُسے طلاق دی ہی تو وہ آزاد ہے اور آزاد عورت دو طلاق دینے سے قطعی حرام نہین ہوتی
ہان اگر یہ لونڈی رہتی تو بیشک دو طلاقون سے حرمت غلیظہ کے ساتھ حرام ہو جاتی عینی ت اگر لونڈی کا
آزاد ہونا یا اُسکی دونون طلاقین کل کے ہونے پر معلق ہو گئین تو کل ہو جانے پر شوہر کو رجعت کرنیکا اختیار
نہین ہو گا اور ان دونون صورتون مین اُسکی عدت (بالاجماع برائے احتیاط) تین حیض ہون گے اگر کوئی
اپنی بیوی کو تین اُنگلیان دکھا کر کہے کہ تجھ کو اتنی طلاقین ہین تو اُسے تین طلاقین ہو جائین گی اور
اگر کسی نے یون کہا کہ تجھے بائن طلاق ہی یا بائنہ طلاق ہی یا سب سے زیادہ فاحش طلاق ہی یا شیطان

کی طلاق ہی یا بدعت کی طلاق ہی یا پہاڑ کی برابر طلاق ہی یا بہت ہی شدید طلاق ہی یا ایکہزار کی برابر طلاق ہی یا گھر بھر طلاق ہی یا شدید طلاق ہی یا لمبی یا چوڑی طلاق ہی تو ان سب الفاظ سے ایک بائن طلاق پڑیگی اگر اُسنے تین طلاقون کی نیت نہ کی ہو (اور اگر تین کی نیت کر لی تو تینون ہی پڑ جائینگی)

فصل فی الطلاق قبل الدخول

فصل صحبت کرنے سے پہلے طلاق دینے کا بیان

ت اگر شوہر (اپنی) غیر موطوءہ (بیوی) کو تین طلاقین (اکٹھی) دیدے تو تینون پڑ جاینگی اور اگر الگ الگ دے (مثلاً کہے تجھے ایک طلاق ہی اور ایک ہے) تو وہ ایک ہی طلاق سے بائن ہوجائے گی یعنی نکاح سے نکل گئی) اور اگر شوہر کے طلاق زبان سے نکالنے اور طلاقون کی گنتی ذکر کرنے سے پہلے وہ عورت مرگئی تو یہ طلاق لغو ہوگی اور اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ تجھے ایک طلاق ہے اور ایک یا ایک ایک سے پہلے یا ایک کہ اسکے بعد ایک ہے تو (ان تینون صورتون مین) ایک طلاق (بائنہ) پڑے گی (کیونکہ اسکے غیر موطوءہ ہونیکے باعث ایک طلاق پڑنے کے بعد وہ طلاق کا محل نہین رہتی اور اگر یہ کہا کہ تجھے ایک طلاق ہی اور اگر یون کہا کہ تجھے ایک طلاق ہی بعد ایک کے یا یہ کہا تجھے ایک طلاق ہی کہ اس سے پہلے ایک اور ہی یا کہا ایک طلاق ہی مع ایک کے یا کہا ایک طلاق ہے اسکے ساتھ ایک اور ہی تو (ان چارون صورتون مین) دو طلاقین پڑینگی اور اگر یون کہا تھا کہ اگر تو گھر مین جائے تو تجھے ایک طلاق ہی اور ایک پھر وہ گھر مین چلی گئی تو (امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک) ایک طلاق پڑ جائیگی اور اگر شرط کو بعد مین ذکر کرے تو دو پڑینگی (مثلاً یون کہے کہ تجھے طلاق ہی ایک اور ایک اگر تو گھر مین جائے)

باب الکنایات

کنایات اشارون سے طلاق ہونیکا بیان

ف کنایات کنایہ کی جمع ہی اور کنایہ اس کو کہتے ہین جس سے بدون نیت کے مطلب اور مراد ظاہر نہ ہو اور یہان اس سے مقصود وہ ہی کہ جسمین احتمال طلاق کا ہو طلاق صریح مذکور نہ ہو۔ **ط** وع **ت** کنایات سے عورت پر طلاق نہین پڑتی ہان (طلاق دینے کی) نیت کر لینے سے یا کسی قرینہ کے سبب سے (مثلاً اسوقت طلاق کا ذکر ہو رہا ہو یا خاوند غصہ مین ہو) اگر کوئی اپنی بیوی سے کہے کہ تو عدت مین بیٹھ جا یا اپنے رحم کو صاف کر یا تو اکیلی ہی ان تینون صورتون مین اسپر رجعی طلاق پڑیگی اور ان (تین لفظون) کے سوا اور کنایات مین (ایک طلاق) بائن پڑے گی اگرچہ دو کی نیت کر لے ہان (ان مین) تین کی نیت کر لینی درست ہی اور کنایات (کے الفاظ) یہ ہین کہ تو بائن ہی، تو بتہ ہے، تو بتلہ ہے تو (مجھپر) حرام ہے۔ تو خالی ہے

تو بری ہی تیری دوڑ تیرے مونڈھے پر ہے۔ تو اپنے میکے چلی جا۔ مین نے تجھے تیرے میکے کو بخشدیا۔ مین نے تجھے چھوڑ دیا۔ مین تجھ سے الگ ہوگیا۔ تجھے اپنا اختیار ہے۔ تو آزادی اختیار کر۔ تو حرہ ہے گھونگھٹ نکال۔ اوڑھنا اوڑھ۔ پردہ کر۔ دور ہو۔ باہر نکل چلی جا۔ کھڑی ہوجا خصم ڈھونڈھ لے اگر شوہر نے بیوی سے تین دفعہ اسطرح کہا۔ اعتدی۔ اعتدی۔ اعتدی (اعتدی کے دو معنی ہین ایک یہ کہ تو عدت مین بیٹھ جا۔ دوسرے یہ کہ تو حیض شمار کر) اور اسنے پہلی دفعہ کہنے سے طلاق کی نیت کی اور اسکے بعد دو دفعہ کہنے سے حیض کی نیت کی تو اسمین اسکے کہنے کا اعتبار کرلیا جائے گا کیونکہ اسنے اپنے کلام کی حقیقت کی نیت کی ہی یعنی اسکے یہ معنی حقیقی ہین) اور اگر اسنے اخیر کے دو دفعہ کہنے سے کچھ نیت نہین کی تو یہ تین طلاقین ہوجائینگی اور اگر اپنی بیوی سے یون کہا کہ تو میری عورت نہین ہی یا کہا کہ مین تیرا شوہر نہین ہون اور اگر ان دونون جملون سے اسنے طلاق کی نیت کرلی ہی تو طلاق پڑجائیگی اور صریح (طلاق یعنی جسمین نیت کی ضرورت نہین ہوتی) صریح اور بائن (دونون طلاقون) سے ملجاتی ہی **ف** طلاقون کے ملنے کے یہ معنی ہین ایک طلاق دینے کے بعد دوسری دیجاسکتی ہی مثلاً کسی نے ایکدفعہ کہا کہ تجھے طلاق ہی تو اس سے طلاق پڑگئی پھر کہا تجھے طلاق ہی تو اب دوسری پڑگئی کیونکہ نکاح باقی تھا یہ مثال صریح طلاق سے صریح طلاق کے ملنے کی ہی یا پہلے یہ کہا کہ تو بائن ہی اس سے ایک طلاق ہوگئی پھر کہا تجھے ایک طلاق ہی تو اب دوسری ہوگئی اس مثال مین بائن سے صریح ملگئی ہی اور علی ہذا القیاس ع **ت** اور (بائن صریح سے ملجاتی ہی اور بائن سے نہین ملتی (یعنی ایک باین طلاق دینے کے بعد دوسری بائن طلاق نہین دیجاسکتی کیونکہ نکاح تو ایک ہی سے جاتا رہتا ہی) ہان جب پہلی بائن طلاق معلق ہو **ف** یعنی کسی شرط پر موقوف ہو مثلاً یون کہا کہ اگر تو گھر مین جائے تو بائن ہی پھر کہا کہ تو بائن ہی بس اس بائن کہنے سے اسکو طلاق ہوگئی اب وہ عدت مین تھی کہ گھر مین چلی گئی تو اس سے اس پر دوسری طلاق بھی پڑجائیگی ع

باب تفویض الطلاق

(عورت یا اسکے وکیل کو طلاق سونپ دینے کا بیان)

ت اگر کوئی طلاق کی نیت کرکے اپنی بیوی سے یہ کہے کہ تو اختیار لے لے اور اسنے وہین بیٹھے اختیار لے لیا تو اسے ایک طلاق بائنہ ہوجائیگی (اور اگر اسکی کچھ نیت نہین تھی تو طلاق نہین ہوگی) اور اس لفظ سے تین طلاقونکی نیت کرلینی درست نہین ہی اور اگر وہ خاوند کے اتنا کہنے سے کھڑی ہوگئی یا اور کسی کام مین لگ گئی تو وہ اختیار جاتا رہا اور (اس اختیار کے ثابت ہونے مین) میان بیوی مین سے ایک کے کلام مین نفس یا اختیار کا لفظ مذکور ہونا شرط ہی (اگر ان مین کا دونون مین سے کسی نے کوئی لفظ نہ کہا تو عورت کو طلاق کا

لہ یعنی عورت [illegible] اپنا اختیار [illegible] تو طلاق ہوجاے گی ۱۲ حاشیہ

اختیار نہ ہوگا) پس اگر شوہر نے بیوی سے کہا کہ تو اختیار کر اُسنے جواب دیا کہ مین اپنے نفس کو اختیار کر دنگی یا
کہا مین نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو (اس پر بائنہ) طلاق پڑجائیگی اور اگر عورت سے (تین دفعہ) کہا کہ اختیار
کر اختیار کر اختیار کر وہ بولی مین نے پہلے کو اختیار کیا یا بیچ کے کو اختیار کیا یا اخیر کے کو اختیار کیا یا یہ کہا کہ
مین نے ایک کو اختیار کیا تو (خاوندکی) بلانیّت کے اسپر تین طلاقین پڑجائینگی اور اگر اس عورت نے یہ جوابدیا
کہ مین نے اپنے نفس کو طلاق دے لی یا مین نے اپنے نفس کو ایک طلاق سے اختیار کر لیا تو ایک طلاق سی بائن
ہوجائیگی اگر شوہر نے عورت سے کہا کہ ایک طلاق کی بابت تیرا اختیار تیرے ہاتھ مین ہے یا کہا تو ایک طلاق
کو اختیار کر لے تو اُسنے یہ جوابدیا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو اسپر ایک رجعی طلاق پڑجائے گی **ف**
اسکی وجہ یہ ہے کہ شوہر نے صریح طلاق کا لفظ بولا ہے اور صریح طلاق مین رجعت کا حکم ہے فتح **فصل** اگر کسی نے
تین طلاقون کی نیّت کر کے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ تیرا اختیار تیرے ہاتھ ہے اُسنے جوابدیا کہ مین نے اپنے نفس
کو ایک ہی دفعہ اختیار کر لیا تو اُسپر تین طلاقین پڑجائینگی اور اگر اس عورت نے یہ جوابدیا کہ مین نے اپنے نفس
کو ایک طلاق دے لی یا کہا مین نے اپنے نفس کو ایک طلاق سی اختیار کر لیا تو وہ ایک طلاق سی بائن
ہوجائے گی **ف** وجہ یہ ہے کہ اعتبار مرد کے سونپ دینے کا ہوتا ہے نہ کہ عورت کے طلاق دے لینے کا اور چونکہ
مرد نے بائن طلاق سونپی تھی لہذا وہی رہیگی ع **ت** اور اگر کسی نے بیوی سے یہ کہا کہ آج اور کل کے بعد
(یعنی پرسون) تیرا اختیار تیرے ہاتھ ہے تو اس کہنے مین رات داخل نہ ہوگی (یعنی رات کے وقت
اسکو اختیار نہین رہیگا) اور اگر اُسنے اس روز کے اختیار کو رد کر دیا (کہ مین اپنے ہاتھ اختیار نہین رکھتی)
تو اس روز کا اختیار باطل ہوجائیگا اور کل کے بعد (یعنی پرسون) کا اختیار اُسکو رہیگا اور اگر شوہر نے
یون کہا کہ آج کا اور کل کا تیرا اختیار تیرے ہاتھ ہے تو اسمین رات بھی داخل ہوگی (اور یہ اختیار اس وقت
سے لیکر کل غروب آفتاب تک رہیگا) اور اگر اس عورت نے اس روز کا اختیار پھیر دیا تو اُسکو کل کا
اختیار بھی نہین رہیگا (کیونکہ یہ دونون روز کا اختیار امر واحد ہے) اور اگر اختیار دئے جانے کے بعد وہ
عورت دن بھر بیٹھی رہی کھڑی نہین ہوئی یا کھڑی تھی بیٹھ گئی یا بیٹھی تھی اب تکیہ لگالیا یا پہلے تکیہ لگائے ہوئے تھی
اب سیدھی بیٹھ گئی یا مشورہ کرنے کے لیے اپنے باپ کو بلایا یا گواہ کرنے کے لیے گواہون کو بلایا یا سواری
پر تھی وہ سواری کھڑی ہوگئی (یا اُسنے کھڑی کر لی) تو (ان سب صورتون مین) اسکا اختیار باقی رہیگا
اور اگر (اختیار دئے جانے کے بعد) سواری چلدی (یا اُسنے چلادی) تو اسکو اختیار نہین رہیگا

اور کشتی مثل گھر کے ہے (یعنی اگر کشتی چلتی ہے تو اسمین گھر کی طرح عورت کو اختیار رہتا ہے وہ مثل سواری کے نہین کہ چلنے سے اختیار نہ رہے) **فصل** اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو اپنے آپ کو طلاق دے لے اور اُسنے (یہ کہتے وقت) کچھ نیّت نہین کی یا ایک طلاق کی نیّت کرلی تھی اور عورت نے طلاق دے لی (یعنی یہ کہدیا کہ ہان مین نے اپنے آپ کو ایک طلاق دے لی ہے) تو رجعی طلاق پڑیگی اور اگر عورت نے تین طلاقین دی ہین اور شوہر نے بھی تین کی نیّت کی تھی تو تینون پڑجائینگی اور اگر عورت نے یہ جوابدیا کہ مین نے اپنے آپ کو بائن طلاق دے لی ہے تب بھی رجعی طلاق پڑیگی اور اگر یہ کہا کہ مین نے اپنے آپکو اختیار کرلیا ہے تو طلاق نہین ہوگی اور مرد کو اس کہنے کے بعد پھرنے کا اختیار نہین رہتا (یعنی مرد اس اختیار سے پھر نہین سکتا) اور یہ اختیار عورت کو اسی مجلس تک رہتا ہے ہان اگر مرد (اختیار دیتے وقت) اتنی بات اور کہدے کہ جب تو چاہے (یعنی تو اپنے آپکو طلاق دے لے جب تو چاہے تو پھر اس مجلس سے اُٹھنے کے بعد بھی اختیار رہیگا) اگر کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ تو میری عورت کو طلاق دیدے تو یہ اجازت اسی مجلس تک منحصر نہین رہیگی ہان اگر اجازت دینے والے کا یہ ارادہ اور نیّت ہو کہ جب تو چاہے (طلاق دیدے تو اس صورت مین اس مجلس کے بعد اُسکو طلاق دینے کی اجازت نہین رہیگی۔ اگر شوہر نے بیوی سے کہا کہ تو اپنے آپکو تین طلاقین دے لے اور اُسنے ایک دے لی تو وہ ایک پڑجائیگی اور اگر شوہر نے ایک کو کہا تھا اور اُسنے تین دے لین تو وہ نہین پڑینگی (بلکہ اس صورت مین ایک بھی نہین پڑیگی) اور اگر بیوی سے یہ کہا تھا کہ تو اپنے آپکو تین طلاقین دے لے اگر تو چاہے اور اُسنے ایک دے لی یا شوہر نے یہ کہا تھا کہ تو اپنے آپ کو ایک طلاق دے لے اگر تو چاہے اور اُسنے تین دے لین تو ان دونون صورتون مین) طلاق نہین پڑیگی (نہ ایک نہ تین) اگر کسی نے اپنی بیوی کو بائن طلاق دے لینے کی اجازت دی تھی یا رجعی دے لینے کی اجازت دی تھی اور اُس نے اُلٹا کردیا کہ بائن کی اجازت پر رجعی دے لی یا رجعی کی اجازت پر بائن (تو دونون صورتون مین) وہی طلاق پڑیگی جسکی شوہر نے اجازت دی ہو۔ اگر کوئی اپنی بیوی سے کہے کہ تجھے طلاق ہے اگر تو چاہے تو وہ بولی مین چاہتی ہون اگر تم چاہو شوہر نے طلاق کی نیّت کرکے کہا مین تو چاہتا ہون یا عورت نے جواب مین ایک معدوم چیز کی بابت یہ کہا کہ ہان مین چاہتی ہون اگر فلان کام ایسے ہوجائے تو ان دونون صورتون مین) عورت کا کہنا بیکار رہیگا (طلاق نہین پڑیگی) اور اگر عورت نے یہ کسی ایسی چیز کی بابت کہا تھا کہ جو پہلے ہوچکی تھی تو (رجعی) طلاق پڑجائیگی ف مثلاً یہ کہا تھا کہ مین اپنے آپ کو طلاق دینا چاہتی ہون اگر

ف یعنی جو بھی کسی کو طلاق کی اجازت دے جس مین مشیت کی قید نہ ہو اسکی اجازت محصور نہ ہوگی ۱۲

زید آگیا ہو اور زید آگیا تھا تو اس صورت مین رجعی طلاق پڑجائے گی یعنی **ت** اگر شوہر نے بیوی سے کہا کہ تجھے طلاق ہے جسوقت تو چاہے یا جسوقت تک تو چاہے یا جب تو چاہے یا جبتک تو چاہے عورت نے اس اختیار کو جب ہی رد کردیا یعنی یہ کہدیا کہ بس مین نہین چاہتی، تو یہ رد نہین ہوگا اور نہ اس مجلس تک منحصر رہیگا (کیونکہ یہ الفاظ کل اوقات کو شامل ہین اسلیے اسکو اختیار ہوگا کہ جسوقت چاہے اپنے کو طلاق دے لے جیسا کہ جب اختیار ہوتا کہ جب وہ اسکی تصریح کردیتا) ہان (ان الفاظ مین) وہ اپنے کو صرف ایک طلاق دیسکتی ہے اور اگر شوہر نے یون کہا تھا کہ تجھے طلاق ہے جتنی بار تو چاہے تو (اس صورت مین) وہ اپنے آپکو تین طلاقین الگ الگ دیسکتی ہے (ایک ہی دفعہ تینون) نہین دیسکتی اور اگر یہ عورت اسی اختیار سے دوسرے شوہر کے بعد بھی (اس پہلے شوہر کے اگر) طلاق دینے لگے تو وہ نہین پڑیگی اگر شوہر نے یہ کہا تھا کہ تجھے طلاق ہے جس جگہ تو چاہے یا جہان تو چاہے (تو اس کہنے سے) وہ طلاق نہین دیسکتی یہانتک کہ یہین بیٹھے طلاق دینی چاہیئے اور اگر یہ کہا تھا کہ جس طرح تو چاہے (اور عورت نے چاہا) تو رجعی پڑجائیگی اور اگر عورت نے بائن چاہی یا تین چاہین اور شوہر کی بھی نیت یہی تھی تو وہی پڑجائیگی اور اگر شوہر نے یون کہا کہ تجھے طلاق ہے جس قدر تو چاہے یا جو تو چاہے تو اس صورت مین یہین بیٹھے وہ جس قدر چاہے اپنے کو طلاقین دے لے (خواہ ایک خواہ دو خواہ تین) اور اگر عورت نے اس اختیار کو وہین بیٹھے رد کردیا تو وہ رد ہوجائیگا (بعد مین اگر وہ چاہے گی تو اسکو اختیار نہ ہوگا) اگر شوہر نے یہ کہا کہ تین طلاقون مین سے تو جے چاہے اپنے آپ کو دے لے تو اُسکو تین طلاقون سے کم دے لینے کا اختیار ہوگا

باب تعلیق الطلاق

ت طلاق کو معلق کرنا اُسوقت ٹھیک ہوتا ہے کہ جب یہ تعلیق ملک (نکاح) مین ہو مثلاً اپنی منکوحہ سے یہ کہے کہ اگر تو فلانے سے ملیگی تو تجھے طلاق ہے یا یہ معلق کرنا ملک (نکاح) کے سبب کی طرف منسوب ہو مثلاً (اجنبیہ یعنی غیر عورت سے) کہا کہ اگر مین تجھ سے نکاح کرون تو تجھے طلاق ہے پس (ان دونون صورتون مین) شرط پوری ہونیکے بعد طلاق پڑجائے گی اور اگر کسی نے اجنبی عورت سے یہ کہا کہ اگر تو فلانے سے ملی تو تجھے طلاق ہے پھر اس سے خود ہی نکاح کرلیا اور وہ عورت اس شخص سے ملی تو اُسے طلاق نہ ہوگی (کیونکہ یہ معلق کرنا ملک نکاح مین نہین پایا گیا اور نہ اسکی طرف منسوب کیا گیا) اور شرط (یعنی معلق کرنے) کے الفاظ یہ ہین اگر۔ جب۔ جبکبھی۔ جو۔ جتنی بار۔ جسوقت۔ جسدفعہ پس ان الفاظ مین اگر شرط پائی جائیگی

جائیگی (یعنی اگر شرط ان الفاظ سے ہوگی) تو قسم (یعنی معلق کرنے کی مدت) ختم ہو جائے گی (کیونکہ لغت کے لحاظ سے یہ الفاظ ہر دفعہ کے فعل کو شامل نہین ہوتے بلکہ ایک ہی دفعہ فعل کا وجود ہونیسے شرط ختم ہوجاتی ہے) سوائے ایک لفظ جتنی بار کے کیونکہ یہ عموم افعال کو (یعنی فعل کے ہر دفعہ ہونے کو) ایسا ہی مقتضی ہے جیسا جو کا لفظ عموم اسمار کو مقتضی ہوتا ہے (یعنی ہر ایک اسم کو شامل ہوجاتا ہے) پس اگر کوئی یون کہدے کہ مین جتنی بار عورت سے نکاح کرون اُسپر طلاق ہے تو یہ جب کبھی نکاح کریگا ہمیشہ طلاق پڑتی رہیگی اگرچہ دوسرے شوہر (یعنی حلالہ کرانے) کے بعد بھی نکاح کرے اور نکاح نہ رہنا اس معلق کرنیکو باطل نہین کرتا **ف** اسکی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو گھر مین گئی تو تجھے طلاق ہے یہ کہنے کے بعد اُسے بائن طلاق دیدی جس سے نکاح جاتا رہا اب اسکے نکاح جاتے رہنے سے اسکا پہلا معلق کرنا باطل نہین ہوا مثلاً اسی عورت سے اس مرد نے بائن طلاق کے بعد اور اسکے گھر مین جانے سے پہلے پھر نکاح کرلیا اسکے بعد وہ گھر مین گئی تو اُسپر طلاق پڑگئی کیونکہ ابھی شرط کا وجود نہین ہوا تھا وہ ابھی ویسی ہی باقی تھی اور نکاح جاتے رہنے سے مراد یہ ہے کہ ایک یا دو طلاقون سے جاتا رہا ہو اور اگر تین طلاق سے گیا ہو تو پھر یہ معلق کرنا بھی باطل ہو جائیگا۔ عینی **ت** پس اگر شرط ملک (نکاح) مین پوری ہوگئی تو طلاق پڑجائے گی اور قسم پوری ہو جائیگی (یعنی شرط کا حکم پورا ہو جائیگا) اور اگر ملک (نکاح) مین شرط پوری نہ ہوگی تو طلاق نہین پڑیگی اور قسم پوری ہو جائیگی (کیونکہ شرط کا وقوع ہوگیا ہے) اگر شرط کے پورے ہونے مین میان بیوی مین جھگڑا ہو (مثلاً مرد کہے ابھی شرط پوری نہین ہوئی یعنی تو گھر مین نہین گئی اور عورت کہے پوری ہوگئی یعنی مین گھر مین جاچکی ہون) تو اس مین میان کا اعتبار کیا جائیگا ہان اگر عورت (اپنے دعوے کو) گواہون سے ثابت کردے تو پھر اسکے ہی کہنے پر عمل کرینگے اور اگر شرط ایسی ہے کہ وہ عورت ہی کے بتانے سے معلوم ہوتی ہے تو وہان عورت کے حق مین اسی کے کہنے کا اعتبار کیا جائے گا مثلاً شوہر نے بیوی سے یون کہا تھا کہ) اگر تجھے حیض آئے تو تجھے اور فلانی کو طلاق ہے یا یون کہا کہ اگر مجھ سے محبت رکھے تو تجھے اور فلانی کو طلاق ہے پھر اس عورت نے بیان کیا کہ مجھے حیض آگیا ہے یا (دوسری صورت مین) یہ کہا کہ مین تم سے محبت رکھتی ہون تو فقط اس عورت کو طلاق ہو جائے گی (اس دوسری کو نہین ہوگی) اور (اگر شوہر نے یہ کہا تھا کہ جب تجھے حیض آئے تجھ پر طلاق ہے پھر عورت نے اپنے خون کو آتا دیکھا تو) صرف خون دیکھنے سے طلاق نہین پڑے گی ہان اگر وہ تین دن برابر آتا رہا تو طلاق اسیوقت سے

پڑے گی کہ جب سے اُسنے خون دیکھا ہو گا۔ اگر شوہر نے یہ کہا کہ اگر تجھے ایک حیض آئے تو تجھپر طلاق ہو
تو یہ طلاق اسوقت پڑے گی جب یہ (حیض سے) پاک ہو جائے گی (اسلیے کہ ایک حیض کہنے سے حیض
کامل مراد ہوتا ہے اور کمال ختم ہونے پر ہوتا ہے اور اس کا ختتام پاک ہونے پر ہے) اگر شوہر نے
یہ کہا کہ اگر تیرے لڑکا پیدا ہوا تو تجھے ایک طلاق ہے اور اگر لڑکی ہوئی تو دو طلاق اور (اتفاق سی)
اسکے جوڑوان ہوئے اور یہ کسی کو معلوم نہین ہوا کہ ان مین پہلے کونسا ہوا ہے تو قاضی اسپر ایک طلاق
پڑنے کا حکم دیگا اور (اتقا) اور احتیاط کی روسے دو طلاقین سمجھی جائینگی اور (دوسرا بچہ ہونے سے)
اسکی عدت پوری ہو جائیگی اور ملک (نکاح) دو شرطون مین سے پچھلی کے لیے شرط ہے **ف** مثلاً کسی
نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو زید اور عمرو سے بات کرے گی تو تجھپر تین طلاقین ہین پھر اُسے ایک طلاق دیدی
اور اسنے اپنی عدت پوری کرنے کے بعد زید سے بات کی پھر اسی شخص نے اس سے نکاح کرلیا تو اب
اسنے عمرو سے بات کی اس وقت اسپر وہ تینون طلاقین مع اس ایک کے پڑجائینگی کیونکہ یہان زید
اور عمرو سے باتین کرنی دو شرطین ہین اور ان مین سے پچھلی شرط پوری ہونیکے وقت ملک نکاح موجود
ہے اور اگر ایسا ہو کہ زید سے بات کرنے کے وقت تو نکاح مین ہوا اور عمرو سے بات کرنے کے وقت نکاح
مین نہو تو طلاق نہین پڑیگی عینی و مسکین **ت** تین طلاقین اسوقت دیدینا تین طلاقون کی معلق کرنیکو
باطل کر دیتا ہے (یعنی پہلے تو تین طلاقین کسی شرط پر معلق کر دی تھین پھر تین طلاقین اسیوقت دیدین تو
اس سے پہلی شرط باطل ہو جائیگی) اگر کسی نے تین طلاقون کو یا آزاد کرنے کو صحبت کرنے پر معلق کر دیا
(مثلاً یہ کہا کہ اگر مین تجھ سے صحبت کرون تو تجھپر تین طلاقین ہین یا اپنی لونڈی سے کہا کہ اگر مین تجھ سے
صحبت کرون تو تو آزاد ہے پھر اس سے صحبت کی) تو (دخول کے) بعد زیادہ ٹھیرنے سے اُسے زنا کی خرچی
دینی واجب نہ ہوگی اور اگر وہ معلق طلاق رجعی ہو تو اس سے زیادہ ٹھیرنے سے رجعت ثابت نہ ہوگی ہان
اگر صحبت کرتے ہوئے ایک دفعہ ذکر کو نکال کر پھر داخل کریگا تو رجعت ثابت ہو جائے گی۔ اگر شوہر بیوی
سے کہے کہ اگر مین تیرے اوپر فلان عورت سے نکاح کرون تو اُسے طلاق ہے پھر اس منکوحہ کو بائن طلاق دیکر
اسکی عدت مین اُس فلانی سے نکاح کرلیا تو اُسپر طلاق نہین پڑیگی **ف** اسکی وجہ یہ ہے کہ بائن طلاق کی بعد نکاح
کا حکم نہین رہتا لہذا شرط پوری نہ ہوئی اگرچہ اُسکی منکوحہ عدت مین تھی ہان اگر رجعی طلاق کی عدت مین
ہوتی اور اسکا ارادہ رجعت کرنیکا ہوتا تو طلاق ہو جاتی۔ طوع **ت** اگر مرد نے (بیوی سے) یون

کہا کہ تجھے طلاق ہے انشاء اللہ (یعنی انشاء اللہ کو ملاکر کہا) تو اس سے بھی طلاق نہین پڑتی اگرچہ عورت اسکے انشاء اللہ کہنے سے پہلے ہی مرجائے اور اگر مرد نے یون کہا کہ تجھے تین طلاقین ہین مگر ایک تو (اس صورت مین) دو پڑجائینگی اور اگر یون کہا کہ تجھ پر تین طلاقین ہین مگر دو تو ایک پڑے گی اور (اگر تینون ہی کو مستثنےٰ کرلیا یعنی یون کہا کہ تجھ پر تین طلاقین ہین مگر تین تو تینون پڑجائین گی۔

باب طلاق المریض
بیمار آدمی کے طلاق دینے کا بیان

ت اگر کسی نے اپنی (موت کی) بیماری مین اپنی بیوی کو رجعی طلاق دی یا بائن دی یا تین طلاقین دیدین اور یہ ابھی عدت مین تھی کہ وہ مرگیا تو یہ وارث ہوگی اور اگر عدت کے بعد مرے تو وارث نہ ہوگی اور اگر شوہر نے بیوی کے کہنے (اور طلاق مانگنے) سے اسکو بائن طلاق دیدی یا اُسکو اختیار دیدیا تھا اور اُسنے اپنے آپ کو اختیار کرلیا تو (ان دونون صورتون مین) وہ وارث نہ ہوگی (کیونکہ وہ اپنا حق کھونے پر رضامند ہوچکی ہے) اور اگر بیوی نے میان سے یہ کہا تھا کہ مجھے ایک رجعی طلاق دیدو اور اسنے (اکٹھی ہی) تین دیدین تو اب وہ وارث ہوگی (کیونکہ یہان اپنا حق کھونے پر اُسکی رضامندی ظاہر نہین ہوئی اور رجعی طلاق سے نہ نکاح جاتا ہے نہ عورت میراث سے محروم ہوتی ہے) اور اگر میان نے بیوی کے کہنے سے اپنی بیماری مین اسکو بائن طلاق دیدی یا صحت کیحالت مین اُسکو بائن کردینے اور عدت پوری ہوجانے پر دونون مین سے ایک نے دوسرے کی تصدیق کرلی تھی پھر میان نے اپنے ذمہ اس عورت کا (قرض ہونے کا اقرار کرلیا یا اُسکو کچھ روپیہ پیسہ دینے کی وصیت کردی تو اس قرضخواہ عورت کو وہ ملیگا جو وصیت اور ترکہ مین سے کم ہوگا (اگر وصیت کا روپیہ ترکہ کے روپیہ سے کم ہے تو وصیت پوری کردیجائیگی ورنہ ترکہ دیدیا جائیگا) اگر کوئی جنگ مین دوسرے کے مقابلہ مین لڑنے کے لیے میدان مین اُترا یا کوئی شخص قصاص مین مارے جانے یا سنگسار کیئے جانے کو بلایا گیا اور اُسوقت اُسنے (یا پہلے نے) اپنی بیوی کو بائن طلاق دیدی پس اگر یہ شوہر اس صورت سے مارا گیا یا وہ شخص میدان جنگ مین قتل کیا گیا تو یہ عورت وارث ہوگی ہان اگر وہ کہین گھر گیا تھا یا صف جنگ مین تھا (اور اُسنے اپنی بیوی کو بائن طلاق دیدی) تو یہ وارث نہین ہوگی ف اسکی وجہ یہ ہے کہ پہلی دونون صورتون مین تو مرنا یقینی تھا اور مرد عورت کو ترکہ دینے سے بھاگتا تھا اور بھاگنے والے کی بیوی وارث ہوتی ہے تو بخلاف اس صورت کے کہ یہین مرجانا یقینی نہین ہے ع ت اور اگر بیمار نے اپنی بیوی کی طلاق کسی اجنبی آدمی کے کام پر معلق کردی یا ایک

لہ یعنی اردو کے نسخہ مین یون ہے کہ صحت کی صورت مین [illegible] طلاق دیدی بیوی کی عورت نے اسکی تصدیق کی [illegible]

وقت آنے پر معلق کی اور (یہ دونوں باتین یعنی) شرط کا وجود اور معلق کرنا اسکی بیماری ہی مین ہون یا
اُسنے اپنے کسی کام پر معلق کر لی اور یہ تعلیق اور شرط بھی بیماری ہی مین ہون یا فقط شرط ہی کا وجود
بیماری مین یا اس عورت ہی کے کسی کام پر معلق کر دے جو اُسے لاچاری کرنا ہی (مثلاً یہ کہا کہ اگر تو کھائیگی یا
یا پیے گی تو تجھے بائن طلاق ہی) اور برابر ہی کہ یہ دونون باتین (یعنی تعلیق اور شرط دونون) بیماری کیحالت مین
ہون یا فقط شرط ہی ہو توان سب صورتون مین عورت وارث ہوگی اور انکے سوا اور صورتون مین وارث
نہین ہوگی اگر شوہر نے اپنی بیماری مین عورت کو بائن طلاق دی تھی پھر وہ اچھا ہو کر اسکے بعد مرگیا یا بائن طلاق دی
تھی اور وہ عورت مرتد ہو کر بعد مین مسلمان ہوگئی اور اب یہ مرا تو (دونون صورتون مین) یہ عورت وارث
نہین ہوگی اور اگر عورت (طلاق ملنے کے بعد) اپنے شوہر کے لڑکے سے گتھ گئی یا شوہر سے لعان کیا
یا شوہر نے اپنی بیماری مین اُس سے ایلا کیا (ایلا اور لعان کی تفصیل آگے آئیگی) تو وہ ان سب صورتون
مین وارث ہوگی اور اگر ایلا صحت کی حالت مین کیا تھا اور اُسکی مدت اس کی بیماری مین ختم ہوئی تو
یہ عورت وارث نہ ہوگی **ف** اسکی وجہ یہ ہی کہ ایلا بمنزلہ اس طلاق کے ہی جو کچھ زمانہ گذرنے پر
معلق ہو گویا اس شوہر نے یہ کہدیا ہے کہ جب چار مہینے گذر جائین تو تجھپر بائن طلاق ہی اور صحت کی
حالت مین طلاق معلق کر دینے کی صورت مین عورت وارث نہین ہوتی امام زفر کا اسمین خلاف ہی۔ع

باب الرجعۃ (رجعت کے بیان مین)

ف پہلے نکاح کو عدت مین بدستور قائم رکھنے کا نام (شرع مین) رجعت ہی اور یہ رجعت عدت کے
اندر اس صورت مین درست ہوتی ہی کہ جب مرد نے تین طلاقین نہ دی ہون اور عورت اگرچہ رضامند نہ ہو
مگر جب اس سے یہ کہدیا کہ مین نے تجھ سے رجعت کر لی یا اورون سے کہہ دیا کہ مین نے اپنی بیوی سے
رجعت کر لی ہی یا ایسے افعال کر بیٹھا جن سے حرمت دامادی ثابت ہو جاتی ہے (مثلاً صحبت کر لی یا پیار
لے لیا یا شہوت سے چھو لیا یا اُسکی شرمگاہ کو دیکھ لیا) تو (ان تینون صورتون مین) رجعت ہو جائے گی
(کیونکہ رجعت قول اور فعل دونون سے ہوتی ہی) اور (اسپر) دو گواہ کر لینے مستحب ہین۔ اگر شوہر نے عدت گذرنیکے
بعد (عورت سے) کہا کہ مین نے عدت مین تجھ سے رجعت کر لی تھی اور عورت نے اسکی تصدیق کی تو رجعت
ہو جائے گی ورنہ نہین ہوگی جیسے اس صورت مین نہین ہوتی کہ شوہر نے عورت سے کہا کہ مینے تجھسے
رجعت کر لی ہی اُسنے جب ہی جواب مین کہا کہ میری تو عدت ختم ہو چکی ہی (تو اس صورت مین بالاتفاق

رجعت نہین ہوتی) اور لونڈی کے شوہر نے عدت کے بعد لونڈی سے کہا کہ مین نے عدت مین تجھ سے
رجعت کرلی تھی لیکن لونڈی نے اسکو جھٹلایا اور اُسکے آقا نے اسکی تصدیق کی یا لونڈی نے (شوہر
کے رجعت کرتے وقت) کہا کہ میری عدت تو ختم ہوگئی ہے اور شوہر اور آقا دونون نے (اسکی عدت ختم ہونیکا)
انکار کیا تو ان دونون مسئلون مین) لونڈی کا کہنا معتبر ہوگا (یعنی رجعت ثابت نہین ہوگی) اگر مطلقہ
عورت اخیر حیض سے (جو حرہ مین تیسرا ہوتا ہے اور لونڈی مین دوسرا) دس روز کے بعد پاک ہو تو رجعت
کی مدت اُسیوقت ختم ہوجاتی ہے اگرچہ وہ نہائی نہو اور اگر دس روز سے کم مین پاک ہوئی ہے تو رجعت
کی مدت ختم نہین ہوتی یہانتک کہ وہ نہالے یا پاک ہونیکے بعد نماز کا ایک وقت گذر جائے یا وہ تیمم کرکے
نماز پڑھ لے اور اگر اُسنے غسل کرلیا اور ایک عضو سے کم دھونا بھول گئی تب بھی رجعت کی مدت ختم ہوگئی
اور اگر ایک عضو دھونا بھول گئی ہے تو ختم نہین ہوئی (کیونکہ ابھی غسل پورا نہین ہوا) اور اگر کسی نے اپنی
حاملہ عورت کو یا بچہ والی کو طلاق دیدی اور کہا کہ مین نے اس سے صحبت نہین کی تو اُسے رجعت
کرنا جائز ہے (کیونکہ اس صورت مین اسکے کہنے کو عورت کا حاملہ ہونا یا بچہ دار ہونا صاف جھٹلاتا ہے)
اگر وہ عورت سے خلوت صحیحہ کرچکا تھا اور پھر یہ کہا مین نے اس سے صحبت نہین کی پھر اُسے طلاق
دیدی تو اب اس سے رجعت نہین کرسکتا اور اگر (خلوت کرنیکے بعد طلاق دیدی اور پھر) اس سے رجعت
کرلی اور (رجعت کے بعد دو برس سے کم مین اسکے بچہ ہوگیا تو یہ رجعت درست ہوجائیگی (کیونکہ بچہ کے
دو برس سے کم مین پیدا ہونے پر یہ بات ظاہر ہوگئی کہ رجعت کے وقت حمل تھا اور شوہر کا یہ کہنا غلط
تھا کہ مین نے صحبت نہین کی اور عورت ایک طلاق سے بائن نہین ہوئی تھی) اگر کسی نے اپنی بیوی سے
یہ کہا کہ اگر تو جنے تو تجھپر طلاق ہے پھر وہ ایک لڑکا جنی اور اسکے بعد دوسرے حمل سے (یعنی پہلا بچہ جنے
سے چھ مہینے کے بعد) دوسرا بچہ جنی تو یہ رجعت ہے اور اگر کسی نے اپنی بیوی سے یون کہا تھا کہ جب تو بچہ
جنے تجھپر طلاق ہے اور وہ علحدہ علحدہ) تین حملون سے تین بچے جنی تو دوسرا لڑکا (پہلی طلاق مین) اور
تیسرا لڑکا دوسری طلاق مین باعث) رجعت ہین **ف** کیونکہ شرط کے مطابق پہلا بچہ ہونیکے وقت
طلاق پڑگئی مگر دوسرے بچہ کا حمل اس سے رجعت ہونیکا باعث ہوگیا پھر دوسرا بچہ ہونے پر دوسری
طلاق پڑگئی اور تیسرا حمل اس سے رجعت ہونیکا باعث ہوگیا اور اسکے پیدا ہونے کے بعد طلاق معلقہ
ہوگئی اب رجعت نہین ہوسکتی یعنی **ت** اور رجعی طلاق والی عورت اپنا بناؤ سنگار رکھے (تاکہ

[illegible] ت اور رجعی طلاق کے بعد صحبت کرنے سے رجعت ثابت ہو جاتی ہے ۱۲

شاید اسکے شوہر کی طبیعت اسپر پھر آجائے) اور شوہر کے لیے مستحب یہ ہے کہ اسے بدون اطلاع کیے اس کے
پاس نہ جایا کرے اور جب تک اس سے رجعت نہ کرلے اسے سفر مین بھی نہ لے جاوے اور رجعی طلاق صحبت
کرنیکو حرام نہین کرتی دہان عدت کے بعد صحبت حرام ہوجاتی ہے **فصل** بائنہ طلاق والی عورت
سے عدت مین اور عدت کے بعد اسکے شوہر کو نکاح کرلینا جائز ہے مگر اس عورت سے جو تین طلاقون سے
بائن ہو بشرطیکہ آزاد (یعنی حرہ) ہو یا لونڈی ہو کر دو طلاقون سے بائن ہوگئی ہو یہانتک کہ ایک دوسرا
شخص صحیح نکاح کرکے اس سے صحبت کرلے (اسی کو حلالہ کہتے ہین) اگرچہ وہ قریب البلوغ ہی ہو اور
(اسکے طلاق دینے کے بعد) اسکی عدت گزر جائے (تب یہ پہلے شوہر کے لیے حلال ہوجائے گی) نہ کہ ملک[1]
کے باعث صحبت کرنے کے سبب سے **ف** مثلاً شوہر کے اپنی منکوحہ لونڈی کو دو طلاق دینے کے بعد
اس لونڈی کا آقا اس سے صحبت کرلے تو یہ شوہر کے لیے حلال نہین ہوگی کیونکہ یہ حرمت تو دوسرے
شوہر کے نکاح ہی سے ختم ہوتی ہے اور چونکہ آقا دوسرا شوہر نہین ہے اس لیے اس کے صحبت کرنے
سے یہ حرمت بھی نہین جاتی عینی **ت** اور حلال کرنے کی شرط پر نکاح کرنا مکروہ تحریمی ہے اگرچہ وہ عورت
پہلے شوہر کے لیے حلال ہوجاتی ہے (مثلاً عورت سے یون کہے کہ مین تجھ سے اس شرط پر نکاح کرتا ہون
کہ تجھ کو پہلے شوہر کے لیے حلال کردون) اور دوسرا شوہر پہلے شوہر کی تین طلاقون کو بالکل نیست و
نابود کردیتا ہے **ف** یعنی صحبت کرنے کے ذریعہ سے اور اگر اسنے صحبت نہین کی تو پھر بالاتفاق نیست
ونابود نہین کرتا اور نیست ونابود کا یہ مطلب ہے کہ اگر یہ عورت اس دوسرے شوہر کے طلاق دینے کے
بعد پھر پہلے شوہر سے نکاح کرے تو وہ پھر تین طلاقون کا مالک ہوجائیگا جیسا پہلے تھا عینی **ت** اگر تین
طلاق والی عورت اپنے پہلے شوہر اور دوسرے شوہر کی عدت گذرنیکو بیان کرے اور زمانہ بھی اتنا ہو کہ
اسمین یہ دونون عدتین پوری ہوسکین تو شوہر کو اسکا اعتبار کرلینا جائز ہے اگر اس کا غالب گمان یہ
ہو کہ یہ سچ ہی کہتی ہے (اور اعتبار کرلینے سے مراد یہ ہے کہ اس صورت مین اس سے نکاح کرسکتا ہے)

باب الایلاء

ایلاء کا بیان

ف لغت مین ایلاء کے معنے قسم کھانے کے ہین اور شرع مین یہ ہین جو مصنفؒ نے ذکر کیے ہین ع
ت چار مہینے یا اس سے زیادہ اپنی بیوی کے قریب نہ جانے (یعنی صحبت نہ کرنے) پر قسم کھالینے کا
ایلاء ہے مثلاً کوئی (اپنی بیوی سے) یون کہے کہ خدا کی قسم چار مہینے مین تیرے قریب نہ جاؤنگا یا

[1] مثلاً ایک لونڈی کسی کے نکاح مین تھی اسکے شوہر نے اُسے دو طلاقین دیدین جس سے اس شوہر کے لیے وہ حرام ہوگئی بعد اسکے اس لونڈی کے آقا نے اس سے [illegible]

خدا کی قسم مین تیرے قریب نہ جاؤنگا پس اگر یہ اسی (چار مہینے کی) مدت مین (جس کی قسم کھائی تھی) اس عورت سے صحبت کر بیٹھا تو (قسم کا) کفارہ دے اور ایلا رجاتا رہا اور اگر اس عرصہ مین اس نے صحبت نہ کی تو اس عورت پر ایک طلاق بائن پڑ جائیگی اور قسم (ذمہ سے) ساقط ہو جائے گی (یعنی اس کا کفارہ لازم نہ آئے گا) اگر چار مہینے کی قسم کھائی ہو اور اگر کسی نے ہمیشہ کی قسم کھائی (مثلاً یون کہا خدا کی قسم مین کبھی تیرے قریب نہ جاؤنگا) تو وہ قسم بدستور رہتی ہے مثلاً اگر اس نے عورت سے دوبارہ اور سہ بارہ نکاح کر لیا اور بلا رجوع کیے دونون مدتین گذر گئین تو اب وہ اخیر کی دو طلاقون سے بائن ہو جائیگی **ف** یعنی اگر ہمیشہ کی قسم کھا کر دوسری مرتبہ اس سے نکاح کیا اور چار مہینے کے اندر اس سے صحبت کر لی تو اب کفارہ دے اور اگر اس عرصہ مین صحبت نہ کی تو یہ عورت اب دوسری طلاق سے اور بائنہ ہو گئی پھر اگر تیسری دفعہ اس سے نکاح کیا اور چار مہینے کے اندر اس سے صحبت کر لی تو پھر پہلی طرح قسم کا کفارہ دے اور اگر صحبت نہین کی تو اب اسپر تیسری طلاق پڑ گئی۔ ع **ت** پس اگر اس عورت سے دوسرے شوہر کے بعد نکاح کرے تو اب (اس سے چار مہینے صحبت نہ کرنے سے) اسپر طلاق نہ پڑے گی لیکن اب بھی اگر یہ صحبت کرے تو (قسم کا) کفارہ دے کیونکہ (کفارہ دینے کے حق مین وہ) قسم باقی تھی (اگرچہ طلاق پڑنے کے حق مین وہ باقی نہین رہی) اور چار مہینے سے کم (کی قسم کھانے) مین ایلا نہین ہوتا۔ اگر کسی نے اپنی بیوی سے یون کہا کہ خدا کی قسم دو مہینے تک اور ان دو مہینے کے بعد اور دو مہینے تک مین تیرے قریب نہ جاؤنگا تو یہ ایلا ہے (کیونکہ یہ چار مہینے ہو گئے اگرچہ ان کو دو دفعہ کر کے کہا گیا۔ اور اگر وہ یہ بات کہہ کر (ایکدن یا ایک ساعت) ٹھیر گیا پھر یہ کہا کہ خدا کی قسم پہلے دو مہینون کے بعد اور دو مہینے مین تیرے قریب نہ جاؤنگا یا یہ کہا کہ خدا کی قسم مین ایک روز کم ایک سال بھر تیرے قریب نہ جاؤنگا یا بصرہ مین یہ کہا کہ خدا کی قسم اب مین مکہ مین نہ جاؤنگا اور اس کی بیوی مکہ ہی مین تھی تو ان تینون صورتون مین) یہ ایلا نہ ہوگا۔ اگر شوہر نے عورت کے قریب جانے کو حج کرنے یا روزے رکھنے یا صدقہ دینے یا بردہ[1] آزاد کرنے یا طلاق دینے پر معلق کر دیا (مثلاً یون کہا اگر مین تیرے قریب جاؤن تو مجھپر حج کرنا واجب ہے یا روزہ رکھنا یا صدقہ دینا یا آزاد کرنا واجب ہے یا مین تیرے قریب جاؤن تو میری عورت پر طلاق ہے وہ عورت یہی ہو یا اور کوئی ہو) یا رجعی طلاق والی سے ایلا کر لیا تو ان سب صورتون مین (ایلا ہو جائیگا اور) یہ شخص ایلا کرنے والا ہے ہان بائن طلاق والی

[1] یعنی قسم شرع مین ... ایلا ... ۱۲ بردہ لونڈی غلام کو کہتے ہین ۱۲

اور اجنبی عورت سے اس طرح کہنے پر ایلار نہین ہوتا اور لونڈی (منکوحہ) کے ایلار کی مدت دو مہینے ہین اگر ایلار کرنے والا اپنی بیماری کی وجہ سے یا اس عورت کے بیمار ہونے کے سبب سے (جس نے اس سے ایلار کیا تھا) یا رحم کا مُنھ بند ہونے کے سبب سے یا اُسکی کم سنی کی وجہ سے یا درمیان مین زیادہ فاصلہ ہونے کے سبب سے اگر اس سے صحبت نہ کر سکے تو ان سب صورتون مین (اس کے ایلار سے رجوع کرنے کی یہ صورت ہے کہ زبان سے اتنا کہدے کہ مین نے اس سے رجوع کرلیا (اور ایلار کو توڑ دیا) اور اگر وہ اسی (ایلار کی) مدت مین صحبت کرنے پر قادر ہوگیا (یعنی صحبت کرنے مین جو موانع حائل تھے وہ جاتے رہے) تو اب اس کا رجوع کرنا صحبت ہی کرنے سے ہوگا (اور وہ زبان سے رجوع کرنا باطل ہوجائے گا) اگر کسی نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ تو مجھپر حرام ہے پس اگر یہ اس نے حرام کرنے کی نیت سے کہا یا بے نیت کہا تو یہ ایلا ہوا اور اگر ظہار کی نیت سے کہا تو ظہار ہوا اور اگر جھوٹ بولنے کے ارادہ سے کہا تو جھوٹ ہوگا اور اگر طلاق کی نیت کر لی تھی تو بائنہ طلاق ہوجائے گی اور اگر تین طلاقون کی نیت کی ہو تو تین طلاقین پڑجائینگی اور مفتٰی بہ قول یہ ہے کہ جب کسی نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ تو مجھپر حرام ہے اور حرام (کا معنی) اس کے نزدیک طلاق ہے لیکن اسنے طلاق کی نیت نہین کی تو تب بھی طلاق پڑجائیگی اور عرف کے لحاظ سے اسکو نیت کرنیوالا ٹھیرالیا جائے گا کیونکہ لوگ طلاق پر یہ جملہ بولتے ہین کہ تو مجھپر حرام ہے

باب الخلع

خلع کا بیان

ف مصنف نے جو خلع کی تعریف کی ہے یہ مطلق خلع کی برابر ہے کہ اسکے ساتھ مال ہو یا نہ ہو ہاں اگر خلع کا لفظ ہونا ضروری ہے کیونکہ مال کے عوض طلاق دینے ہی کو خلع نہین کہتے بلکہ اس سے بائن طلاق پڑنے مین یہ خلع کے حکم مین ہے پس خلع کی صحیح تعریف یہ ہے کہ عورت سے کچھ لیکر خلع کے لفظ سے نکاح توڑ دیا جائے اور اسکی شرطین وہی ہین جو طلاق کی ہین کہ شوہر مکلف ہو اور عورت منکوحہ ہو عینی و فتح **ت** خلع نکاح سے علٰحدہ ہوجانے کا نام ہے اس سے (یعنی خلع کرنے سے) اور کچھ مال کے عوض طلاق دینے سے (ہمارے نزدیک) بائن طلاق پڑتی ہے اور عورت کے ذمہ وہ مال دینا لازم ہو جاتا ہے اور اگر زیادتی مرد کی طرف سے ہو تو پھر اُسے کچھ لینا مکروہ (تحریمی) ہے (بلکہ حق یہ ہے کہ اسے ایسی حالت مین لینا حرام ہی ہے) ہان اگر عورت کی طرف سے زیادتی ہو اور خاوند کا کہنا نہ کرتی ہو تو (اس سے لینا مکروہ نہین ہے اور جو چیز مہر ہوسکتی ہو وہی خلع کا بدل (یعنی عوض) بھی ہوسکتی ہے (مثلاً کم از کم

دس درم یا اس سے زیادہ) پس اگر عورت سے شراب یا سور یا مردار پر خلع کر لیا یا ان چیزون کے بدلے
مین اسے طلاق دیدی تو خلع کی صورت مین اسپر بائن طلاق اور طلاق کیصورت مین رجعی طلاق اسپر
مفت پڑیگی جیسا کہ عورت (اپنی خالی مٹھی بھیجکر) شوہر سے یہ کہدے کہ جو کچھ میرے ہاتھ مین ہی اسپر تو مجھسے
خلع کر لے اور اسکے ہاتھ مین کچھ بھی نہین تھا اور شوہر نے خلع کر لیا تو مفت طلاق پڑجاتی ہی ہان اگر عورت
اتنا اور کہدے کہ جو مال یا جو درم (یعنی اسپر خلع کر لے جو مال یا جو درم میرے ہاتھ مین ہین) تو مال کہنے کی صورت
مین عورت اپنا مہر شوہر کو واپس کردے (اگر وہ لیچکی ہے ورنہ نہین) اور درم کہنے کی صورت مین تین درم اسکو
دے۔ اگر کسی نے بیوی کے بھاگے ہوے غلام پر اس شرط پر خلع کر لیا کہ وہ عورت اسکی ذمہ دار نہین ہی تو وہ
ذمہ داری سے بری نہوگی اگر عورت نے شوہر سے یہ کہا کہ تم مجھے (ایکہزار روپیہ) کے عوض تین طلاقین
دیدو اُسپر اُسنے ایک طلاق دیدی تو ہزار کی تہائی اُسے ملنی چاہیئے اور (ایک ہی طلاق سے) وہ عورت
بائنہ ہوجائیگی ہان اگر عورت یون کہے کہ تین طلاقین مجھے ایک ہزار پر دیدو اور وہ ایک دیدے تو اس
صورت مین رجعی طلاق مفت پڑیگی **ف** اسکی وجہ یہ ہی کہ پہلی صورت مین تو بدلہ کا لفظ تھا وہ عورت
ایکہزار کے بدلہ مین تین طلاقین لیتی تھی وہان ایکہزار کو تین پر بانٹ دیا گیا بخلاف اس دوسری صورت
کے کہ اسمین پر کا لفظ ہی جو شرط کے معنی مین ہی گویا عورت نے ایکہزار روپیہ دینے مین تین طلاقین لینی شرط
ٹھیرادی ہین اور چونکہ اسکی شرط پوری نہین ہوئی لہذا اسکے ذمہ کچھ نہین آیا یعنی **ف** اگر میان نے بیوی سے
کہا کہ تو اپنے آپ کو ایکہزار روپیہ کے بدلہ مین یا ایکہزار پر تین طلاقین دے لے اور عورت نے ایک لے لی
تو کوئی طلاق نہ پڑیگی (کیونکہ مرد تو عورت کی علیحدگی سے اسی شرط پر رضامند ہوا ہی کہ اُسے پوری ایکہزار ملجائین
اور چونکہ ایک طلاق سے یہ شرط پوری نہین ہوئی لہذا علیحدگی بھی نہین ہوسکتی) اگر شوہر نے کہا کہ تجھے ایکہزار کے
کے بدلے طلاق ہی یا ایکہزار پر طلاق ہے اور عورت نے (وہین بیٹھے) اس بات کو قبول کر لیا تو یہ ایکہزار
اسے دینا لازم ہوگا اور وہ بائنہ ہوجائیگی (اور اگر اُسنے قبول نہ کیا تو نہ اسپر طلاق پڑیگی نہ کچھ دینا لازم ہوگا)
اگر کسی نے بیوی سے یون کہا کہ تجھے طلاق ہی اور تجھ پر ایکہزار ہین یا آقا نے اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہی
اور تجھپر ایکہزار ہین تو عورت پر طلاق مفت پڑجائیگی اور غلام مفت آزاد ہوجائے گا اور خلع مین اختیار
کی شرط کر لینی عورت کو درست ہے مرد کو درست نہین ہے **ف** مثلاً میان نے بیوی سے کہا کہ تجھے ایکہزار
کے بدلہ مین طلاق ہے اس شرط پر کہ تجھے تین روز تک اختیار ہے عورت نے قبول کر لیا تو یہ معاملہ درست

ف یعنی اس غلام کو پکڑ دوا سکتی ہو تو جو اس کا مال کہ اس عورت کے ذمہ ہوگا اور جب لے پکڑ دوا سکتی ہو ورنہ اسکے اس غلام کی قیمت دینی پڑیگی ۱۲ ط

ہو جائے گا اور اگر میاں نے یہ کہا کہ مجھے تین روز تک اختیار ہے تو یہ شرط درست نہ ہوگی اسی طرح خلع بھی
عورت کی طرف سے اختیار کی شرط پر ہونا درست ہے مرد کی طرف سے نہیں مستخلص ملخصات اگر کوئی
اپنی بیوی سے کہے کہ میں نے ایکہزار کے بدلہ کل تجھے طلاق دی تھی مگر تو نے نہیں مانی تھی اور عورت
کہتی ہے میں نے مان لی تھی تو اسمیں شوہر کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا بخلاف بیع کے (مثلاً کوئی دوسرے
سے کہے کہ میں نے اپنا یہ غلام ایکہزار میں کل تیرے ہاتھ بیچ ڈالا تھا مگر تو نے قبول نہیں کیا تھا تو قبول کے
انکار میں اسکے کہنے کا اعتبار نہ کیا جائیگا) خلع کرنا اور ایک کا دوسرے کو اپنے حق سے بری کر دینا میاں
بیوی کے ایسے ہر حق کو ساقط کر دیتا ہے جو نکاح کے متعلق دوسرے کے ذمہ ہو یہانتک کہ اگر شوہر نے مال
کی ایک معین مقدار پر خلع کر لیا یا مبارات (یعنی آپس میں بری الذمہ ہونے کا معاملہ) کر لیا تو شوہر کو وہی ملیگا جو
عورت نے اس معاملہ میں دینا کر لیا ہو باقی ان میں سے ایک کا دوسرے کے ذمہ مہر وغیرہ کی بابت کوئی دعویٰ
نہ رہے گا برابر ہے کہ عورت مہر لے چکی ہو یا نہ لے چکی ہو صحبت ہونیسے پہلے یہ معاملہ ہوا ہو یا بعد میں ہوا ہو
اگر کسی نے اپنی نابالغ لڑکی کے مال کے بدلے اُسکے شوہر سے خلع کر لیا تو یہ خلع اس لڑکی پر جائز نہ ہوگا
اور اس لڑکی پر طلاق پڑ جائے گی اگر نابالغ لڑکی کے باپ نے ایک ہزار (روپیہ) پر خلع کیا اس شرط پر کہ
ایکہزار کا میں ضامن ہوں تو لڑکی پر طلاق پڑ جائے گی اور ایکہزار (روپیہ) اسکے باپ کے ذمہ واجب ہوگا

باب الظہار

ظہار کا بیان

ظہار (شرع میں) اپنی منکوحہ کو ایسی عورت سے تشبیہ دینے کو کہتے ہیں جو اسپر ہمیشہ کو حرام ہو (مثلاً
ماں۔ بہن۔ بیٹی۔ پوتی وغیرہ) اگر شوہر نے اپنی بیوی سے یوں کہدیا کہ تو مجھپر مثل میری ماں کی پشت
کے ہے تو (یہ ظہار ہوگیا اس سے) اس عورت سے صحبت کرنا یا صحبت کے لوازم مثلاً بوسہ لینا یا مساس
کرنا وغیرہ سب حرام ہو گئے یہاں تک کہ یہ (کہنے والا) اظہار کا کفارہ دیدے پس اگر یہ کفارہ دینے سے
پہلے پھر صحبت کر بیٹھا تو اب (اسپر دوسرا کفارہ واجب نہیں ہوتا) یہ اپنے اللہ سے بس استغفار ہی کرلے
اور (قرآن شریف میں ظہار کرنے والوں کے بارے میں) عود کرنے سے صحبت کرنے کا قصد کرنا مراد ہے
(نہ کہ صحبت کرنا تاکہ اس کے یہ معنے ہوں کہ کفارہ دینے سے پہلے صحبت کرنا درست ہے)
اور اس میں پیٹ یا ران یا شرمگاہ کہنا پشت کہنے کے حکم میں ہے (یعنی چاروں کا ایک حکم ہے
مثلاً کسی نے بیوی سے یوں کہا کہ تیرا پیٹ یا ران یا شرمگاہ ایسی ہے جیسے میری ماں کا پیٹ یا

ران یا شرمگاہ ہے تو ظہار ہو جائے گا) اور اسمین بہن۔ پھوپھی۔ رضاعی مان مثل سگی مان کے ہین (یعنی ان کی مشابہت سے بھی ظہار ہو کر حرمت ثابت ہو جائے گی) اگر کسی نے بیوی سے یہ کہا کہ تیرا سر یا تیری شرمگاہ۔ یا تیرا منہ یا تیری گردن یا تیرا آدھا بدن یا تیرا تہائی بدن مجھ پر مثل میری مان کی پشت کے ہے تو یہ ایسا ہی ہے کہ جیسا یون کہے کہ تو مجھ پر ایسی ہے (غرض یہ ہے کہ ان اعضاء کی مشابہت سے بھی ظہار ہو جاتا ہے) اگر بیوی سے یون کہا کہ تو مجھ پر ایسی ہے جیسی میری مان اور اس کہنے سے اُسنے عزت اور بزرگی کی نیّت کی یا ظہار کی نیّت کی یا طلاق کی نیّت کی تو جو نیت کرے گا وہی ہوگا اور اگر کچھ نیّت نہین کی تو شیخین کے نزدیک اسکا کہنا) لغو ہوگا اور اگر کسی نے ظہار یا طلاق کی نیت کر کے بیوی سے یون کہا کہ تو مجھپر مثل میری مان کے حرام ہو تو جو نیّت کریگا وہی ہوگا اور اگر طلاق یا ایلار کی نیّت کر کے بیوی سے یون کہا کہ تو مجھپر مثل میری مان کی پشت کے حرام ہے تو یہ (امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک) ظہار ہی ہوگا اور ظہار اپنی بیوی کے سوا کسی غیر عورت سے نہین ہو سکتا اگر کسی نے ایک عورت سے بغیر اسکی اجازت کے نکاح کر لیا تھا پھر اس سے ظہار کر لیا اسکے بعد اس عورت نے نکاح کی اجازت دی تو یہ ظہار بالکل بیکار ہوگیا[لہ] اگر کسی نے اپنی چند بیویون سے یہ کہا کہ تم مجھپر مثل میری مان کی پشت کے ہو تو یہ اُن سب سے ظہار ہو جائیگا اب یہ ہر ایک کیطرف سے ایک ایک کفارہ دے

فصل ظہار کا کفارہ یہ ہے کہ (صحبت کرنے سے پہلے) ایک بردہ آزاد کر دے (خواہ مرد ہو یا عورت ہو یعنی غلام ہو یا لونڈی ہو بڑا ہو یا چھوٹا ہو مسلمان ہو یا کافر ہو) ہان ایسے کو آزاد کرنا کافی نہین ہو سکتا جو اندھا ہو یا جس کے دونون ہاتھ کٹے ہون یا ہاتھون کے دونون انگوٹھے یا دونون پیر کٹے ہون یا دیوانہ ہو یا مدبر ہو یا ام ولد ہو یا ایسا مکاتب جو (اپنے بدل کتابت مین سے) کچھ ادا کر چکا ہو اور اگر اس نے ابھی کچھ ادا نہین کیا تھا یا کسی نے اپنے قرابت دار کو اس کفارہ کی نیت کر کے خرید لیا یا اپنا نصف غلام کفارہ مین آزاد کر دیا تھا اور پھر باقی نصف بھی کفارہ ہی مین آزاد کر دیا تو (تینون صورتون مین یہ آزاد کرنا درست (اور کافی) ہو جائے گا۔ اگر (ظہار کرنیوالے نے کفارہ مین) آدھا غلام مشترک آزاد کر دیا اور (باقی کا) ضامن ہوگیا یا اپنا آدھا غلام (کفارہ مین) آزاد کر دیا تھا پھر اس عورت سے صحبت کر لی جس سے ظہار کیا تھا اور باقی غلام آزاد کیا تو (دونون صورتون مین) یہ کفارہ ادا نہ ہوگا (کیونکہ کفارہ جب ادا ہوتا ہے کہ صحبت سے پہلے پورے بردے کی آزادی ظہور مین آجائے

[لہ] یعنی ظہار کرنے کے وقت چونکہ عورت سے رضامندی نہین لی گئی تھی اسلئے وہ اسکی بیوی نہ تھی حالانکہ ظہار کرنے کے وقت بیوی ہونا ضروری ہے ۱۲

اور یہ بات یہان دونون صورتون مین نہین ہے اور اگر کسی مین بردہ آزاد کرنیکی وسعت نہو تو وہ پی در پے
(یعنی لگاتار) دو مہینے کے روزے رکھے ان مین رمضان شریف نہ ہو اور نہ ایسے دن ہون جن مین
روزہ رکھنا منع ہے (مثلاً ایام تشریق اور دونون عیدون کے دن) پس اگر ان دو مہینون کے اندر
رات کو یا دن کو بھول کر صحبت کر بیٹھا یا روزہ نہ رکھا (خواہ عذر سے یا بے عذر) تو پھر نئے سرے سے
روزے رکھے اور غلام کو کفارے مین سوائے روزے رکھنے کے اور کچھ جائز نہین ہے (خواہ وہ
مکاتب ہی ہو کیونکہ وہ کسی چیز کا مالک نہین ہوتا جو کچھ اس کے پاس رہتا ہے وہ سب آقا کا ہے
اگرچہ اُس کا آقا اس کی طرف سے (ساٹھ مسکینون کو کھانا کھلاوے یا غلام آزاد کردے اور اگر
روزے رکھنے کی طاقت نہین ہے تو ساٹھ فقیرون کو فطرے کی طرح کھانا دیدے یا اس مقدار
کی قیمت تقسیم کردے اور اگر ظہار کرنے والے نے اور کسی شخص کو کہدیا کہ وہ اسکی طرف سے اُسکے ظہار
کا کھانا دیدے اور اُس نے اُسکا کھانا کردیا تو درست ہو جائے گا اور کل کفارات اور فدیہ مین مباح کردینا
درست ہے نہ کہ صدقات اور عشر مین **ف** یعنی کفارہ خواہ ظہار کا ہو خواہ روزے کا ہو خواہ قسم کا ہو خواہ
احرام مین شکار مارنے کا ہو سب مین اباحت درست ہے جسکے یہ معنے ہین کہ فقیرون کے روبرو کھانا رکھ کر
یہ کہدے کہ کھالو علیٰ ہذا القیاس فدیہ مین برابر ہے کہ وہ شیخ فانی کے روزے کا یا حج مین جنایات ہونیکی
جزاؤن کا ہو مگر صدقات اور عشر مین جائز نہین ہے کیونکہ ان مین مالک بنا دینا شرط ہے۔ طوع ت
اور (اباحت کے کھانے مین) یہ شرط ہے کہ ہر فقیر کو پیٹ بھر کے دو صبح یا دو شام یا ایک صبح اور ایک شام
کھلاوے اور اگر ایک ہی فقیر کو دو مہینے کھلائے جائے تب بھی کفّارہ ادا ہو جائے گا اور ایک ہی فقیر کو
ایک ہی روز سارا کھانا دیدیا تو یہ درست نہ ہوگا ہان خاص اسی ایک دن (اور ایک آدمی) کے
کھلانے مین شمار ہو جائے گا اور اگر کھانا کھلانے کے درمیان اسی عورت سے صحبت کرلی تو کھانا نئے سرے
نہ کھلائے اور اگر دو ظہارون کے کفارے مین ساٹھ فقیرون کو کھانا دیا اس طرح کہ ہر فقیر کو ایک ایک صاع
گیہون دیدیا (یعنی ایک ایک کو دونا دونا دیا) تو اس سے فقط ایک ظہار کا کفارہ ادا ہوگا اور اگر ایک
کفّارہ رمضان شریف کے روزے کا تھا اور دوسرا ظہار کا اور کھانا اسی صورت سے ایک ایک صاع
تقسیم کیا یا دو ظہارون کے کفارون مین دو غلام آزاد کردئے اور کچھ تعیین نہین کی (کہ اسکا کونسا ہے اُسکا
کونسا ہے) تو دونون ظہار کا کفارہ ہو جائے گا اور یہی حکم (دونون ظہارون کے کفارے مین) روزے رکھنے

اور کھانا کھلانے کا ہی (یعنی اگر کسی نے چار مہینے کے روزے رکھ لیے اور کسی کفارے کی کچھ تعیین نہین کی یا ایک سو بیس[۱] فقیرون کو کھانا کھلادیا اور کچھ تعیین نہین کی تو دونون کفارے پورے ہوجائینگے) اور اگر کسی نے دو ظہارون کے کفارے مین ایک بردہ آزاد کیا یا دو مہینے کے روزے رکھ لیے تو یہ فقط ایک ہی ظہار کا کفارہ ہوگا اور اگر ایک کفارہ ظہار کا تھا اور ایک قتل کا اور اُسنے ایک کفارہ بلا تعیین ادا کیا تو اس صورت مین ایک بھی ادا نہ ہوگا (کیونکہ یہان دونون کفارے ایک جنس کے نہین ہین لہذا یہان کفارہ دینے سے پہلے تعیین ہونی چاہیے ہان جہان دونون ایک جنس کے ہون وہان دینے کے بعد کی نیت کافی ہوجاتی ہے

باب اللعان

ف لعان جس سے میان بیوی مین جدائی ہوجاتی ہے لعن سے مشتق ہی لغت مین اسکے معنی لعنت کرنے دُرکارنے اور دھتکارنے کے ہین اور شرع مین یہ ہین جو آگے مصنف نے ذکر کیے ہین ع

ت لعان (میان بیوی کی) چند گواہیون کو کہتے ہین جو قسمون سے مضبوط کی گئی ہون ان مین لعنت کا لفظ بھی شامل ہو یہ گواہیان مرد کے حق مین قائم مقام تہمت لگانے کی سزا کے ہوتی ہے اور عورت کے حق مین زنا کی سزا کے قائم مقام پس اگر شوہر نے بیوی پر زنا کی تہمت لگائی اور یہ دونون مسلمان پر گواہی دینے کے قابل ہین (یعنی آزاد عاقل اور مسلمان ہین) اور وہ عورت اس شان کی ہو کہ اسکو تہمت لگانیوالے کو سزا ملتی ہو یا شوہر نے بیوی کے اپنے سے بچہ ہونیکا انکار کردیا (یعنی اسکے بچے کی بابت یہ کہدیا کہ یہ میرا نہین ہی) اور عورت نے اپنے شوہر کو اس تہمت کی سزا دلوانے کا دعوی کیا تو ایسی صورت مین (دونون پر) لعان کرنا واجب ہی اب اگر شوہر لعان سے انکار کرے تو اسے قید کیا جائے یہانتک کہ یا تو لعان کرے اور یا اپنے آپ کو جھوٹا بتلائے تو پھر اسپر تہمت لگانیکی حد جاری کیجائے اور اگر شوہر نے لعان کردیا تو پھر عورت پر بھی لعان کرنا واجب ہی اگر عورت انکار کرے تو اُسکو بھی قید مین رکھا جائے تاکہ وہ لعان کرے یا اپنے شوہر کے کہنے کی تصدیق کرے (کہ اسکا کہنا تہمت نہین ہی بلکہ مین ہی خطا دار ہون اور آپ زنا کی سزا سر پر لے) اور اگر شوہر اس لائق نہ ہو کہ اسکی گواہی کا اعتبار کیا جائے (مثلاً کافر ہو یا غلام ہو یا پہلا سزا یافتہ ہو) تو اُس کو تہمت لگانے کی سزا دیدی جائے اور اگر مرد گواہی دینے کے لائق ہے مگر وہ عورت ایسی نہین ہے کہ اسپر تہمت لگانے والے کو سزا دیجائے تو پھر مرد پر حد واجب ہی نہ لعان (کیونکہ وہ تہمت لگانے مین سچا ہے ہان تعزیر[۲] (تنبیہ کیجائے) اور لعان کی صورت وہی ہی جو قرآن شریف نے بیان کی ہی

[illegible] ۱۲ منہ ۲ یعنی سورہ نور مین اور حدیث مین بھی [illegible] ۱۲ منہ

ف وہ یہ ہو کہ اول شوہر قاضی کے روبرو کھڑا ہو کر چار مرتبہ اس طرح کہے کہ مین خدا کی قسم کھا کے کہتا ہون کہ مین نے جو اس عورت کے زنا کرانے کو کہا ہی مین اسمین بیشک سچّا ہون اور پانچوین مرتبہ کہے کہ اگر مین اس بارے مین جھوٹا ہون تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو اسکے بعد چار ہی مرتبہ عورت اس طرح کہے کہ مین خدا کو حاضر ناظر جان کر اسبات کی قسم کھاتی ہون کہ اس مرد نے جو مجھپر زنا کی تہمت لگائی ہو اسمین یہ بیشک جھوٹا ہو اور پانچوین مرتبہ اس طرح کہے اگر یہ مرد اس بارے مین سچّا ہو تو مجھپر خدا کا غضب نازل ہوت یں جب (میان بیوی) دونون لعان کر چکین تو پھر ان کا حاکم کے جدا کر دینے سے نکاح ٹوٹ جائیگا اور اگر شوہر نے بچّہ کے ذریعہ سے تہمت لگائی تھی (کہ یہ بچہ میرا نہین ہے) تو حاکم اس بچہ کا مرد سے نسب توڑ کر اُسکو اُسکی مان کیساتھ کر دے اور اگر (لعان کے بعد) شوہر اپنے آپکو جھوٹا بیان کرے تو اسکو حد قذف لگائی جاے (یعنی تہمت لگانیکی سزا دیجاے) اور اُسکو اس عورت سے نکاح کر لینا جائز ہے اور اسیطرح اگر کسی نے غیر عورت پر تہمت لگائی تھی اس مین اُسے سزا ہوئی یا کسی عورت نے زنا کیا تھا اور زنا کی اُسے سزا ملگئی تو ان دونون صورتون مین) مرد کو اس عورت سے نکاح کر لینا جائز ہو اور گونگے (شوہر) کے تہمت لگانے اور حمل کا انکار کر دینے سے لعان لازم نہین ہوتا **ف** اسکی وجہ یہ ہو کہ قابل لعان تہمت زبان سی ہوتی ہی اور گونگا زبان سے کچھ نہین کہہ سکتا اور یہی وجہ حمل کے انکار کرنے مین ہو کہ وہ بھی پوری تہمت نہین ہے کیونکہ شاید حمل نہو کسی بیماری سے پیٹ پھول گیا ہوت اگر شوہر بیوی سے یہ کہے کہ تونے زنا کیا ہی اور یہ حمل زنا ہی کا ہی تو اسپر دونون لعان کرین (کیونکہ صریح تہمت ہی) اور حاکم اس حمل کو اس مرد سے جدا نہ کرے اگر کوئی شخص اپنے گھر مین بچّہ پیدا ہونے پر) مبارکبادی دیے جانے کے وقت کہے کہ یہ بچہ میرا نہین ہے یا جلنے کے وقت کی کار آمد چیزین خریدتے وقت ایسا کہدے تو اسکا یہ کہنا معتبر ہوگا (یعنی یہ بچّہ اسکا نہین رہیگا) مگر لعان دونون صورتون مین کرنا ہوگا اور اس (مبارکبادی اور خریداری) کے بعد انکار کرنیسے کچھ نہین ہو سکتا اگر جوڑوان بچّے ہوے اور شوہر نے پہلے بچہ کا انکار کیا (کہ یہ میرا نہین ہی) اور دوسرے کا اقرار کیا تو اُسکو تہمت لگانے کی سزا دیجاے اور اگر اسکے برعکس کیا (کہ پہلے کا اقرار اور دوسرے کا انکار کیا) تو لعان کرے اور دونون صورتون مین یہ دونون بچّے اسی کے شمار ہونگے ۔

باب العنّین

نامرد کا بیان

ت (شرع مین) عنّین اسکو کہتے ہین جو عورتون سے صحبت نہ کر سکے یا کنواریون سے نہ کر سکے اور

دلیون سے کر سکے۔ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو دیکھے کہ اس کا ذکر کٹا ہوا ہو (وہ صحبت نہین کر سکتا) تو اُنکو
حاکم اسی وقت علیحدہ علیحدہ کر دے (یعنی اُن کا نکاح توڑ دے) اور اگر شوہر عنین یا خصی ہو تو اُسے ایک
برس روز کی مہلت دیجائے اگر برس مین اُسنے (ایک دفعہ) صحبت کر لی تو فبہا ورنہ اگر عورت درخواست
کرے تو حاکم اُن کو علیحدہ علیحدہ کر دے اب وہ عورت بائنہ ہو جائیگی (یعنی نکاح نہین رہیگا) اور اگر (برس روز
پورا ہونیکے بعد) مرد نے کہا کہ مین نے صحبت کر لی ہے اور (عورت) اسکا انکار کرتی ہے اور عورتین (دیکھنے
والی) کہتی ہین کہ باکرہ ہے (اس سے ابھی صحبت نہین ہوئی) یا تو اس عورت کو (وہین بیٹھے بیٹھے تک) اختیار
دیا جائیگا (کہ چاہے اُس شوہر کے پاس رہے چاہے نہ رہے) اور اگر باکرہ نہین ہے (پہلے خاوند کر چکی ہے) تو شوہر سے
قسم لیکر اُسکے کہنے کا اعتبار کر لیا جائے اور اگر عورت نے اپنے عنین ہی شوہر کو پسند کیا تو اب اسکا حق (جدا
ہونیکا) باطل ہو گیا اور میان بیوی مین سے ایک کو دوسرے کے عیب کیوجہ سے اختیار نہ دیا جائے ف یعنی
خواہ کیسا ہی عیب ہو مثلاً دونون مین ایک دیوانہ ہو جائے یا خون بگڑ جائے یا بدن پر سپید دھبے ہو جائین
یا عورت کی شرمگاہ کے اوپر گوشت ابھر آئے جسکو رتق کہتے ہین اسمین اس سے صحبت نہین ہو سکتی یا
وہان ہڈی ہو جائے کہ وہ بھی صحبت کو مانع ہوتی ہے اور اسکو قرن کہتے ہین امام شافعیؒ کا اسمین خلاف ہے وہ
فرماتے ہین کہ ان پانچ امراض مین دونو نکو اختیار دیدیا جائے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ نکاح سے مقصود صحبت ہوتی ہے
اور یہ عیوب اسکو بالکل فوت نہین کرتے ہان خلل انداز ہوتے ہین اور اس خلل کو اتنا دخل نہین دیا جاسکتا عینی

باب العدۃ

عدت کا بیان

ت عدت اس انتظار کا نام ہے جو عورت پر لازم ہو جاتا ہے حرہ (یعنی آزاد عورت) کی طلاق ملجانے
یا نکاح فسخ ہو جانے کے بعد تین حیض ہین (اگر اُسے حیض آتا ہو) یا تین مہینے ہین اگر حیض نہ آتا ہو (یعنی
بچی ہو یا بڑھیا ہو) اور شوہر مرجانے کی عدت چار مہینے اور دس دن ہین اور لونڈی کی عدت اگر اُسے
حیض آتا ہو دو حیض ہین اور اگر حیض نہ آتا ہو تو حرہ کی عدت کا نصف ہے ف یعنی تین مہینون مین سے
ڈیڑھ مہینہ اور چار مہینے دس دن مین سے دو مہینے پانچ دن مگر عدت مین یہ شرط ہے کہ جہان رہتے
ہوے طلاق ملی یا شوہر مرا ہے وہین عدت گذارے اگر کہین مجبوراً جانا پڑجائے تو دن کو جا کر رات کو
ضرور اپنے گھر آجائے ورنہ عدت ٹوٹ جائے گی ت اور حاملہ عورت کی عدت (ہر حالتمین) بچہ جن
لینا ہے۔ اگر کسی نے اپنے مرض الوفات مین بیوی کو طلاق دیدی تھی پھر اسی عرصہ مین مرگیا جسکو شرع مین

قار کہتے ہین) تو اس کی بیوی طلاق اور وفات کی عدتون مین سے جو بڑی ہو وہ پوری کرے۔
(یعنی اگر تین حیض چار مہینے دس دن سے زیادہ دنون مین آتے ہین تو انکا انتظار کرے اور اگر کم مین آتے
ہین تو چار مہینے دس دن عدت مین رہے) اور جو لونڈی رجعی طلاق کی عدت مین آزاد ہو بائن طلاق کی
اور موت کی عدت مین آزاد نہ ہو تو وہ (عدت کے حکم مین) مثل حُرّہ کے ہے اور جس عورت کو عدت کے
(تین مہینون کے بعد حیض آنے لگے تو اُسکی عدت حیض ہی کے حساب سے ہوگی اور جس عورت کا نکاح فاسد ہوا ہے
یا جس سے شبہ مین صحبت کرلیگئی ہو ان دونون کی اور ام ولد کی عدت شوہر کے مرنے وغیرہ مین حیض ہی سے شمار کیجاتی
(مہینون کا اعتبار نہین ہوتا) اگر کسی نابالغ کے مرنیکے وقت اُس کی عورت حاملہ ہو تو اسکی عدت حمل کا جن لینا
ہی اور اگر اسکے مرنیکے بعد حاملہ ہوئی ہو تو اسکی عدت مہینون کے حساب سے ہی (یعنی وہی چار مہینے دس دن
ہین) اور ان دونون صورتون مین بچہ اُس نابالغ کا شمار نہین کیا جائیگا۔ اگر کسی عورت کو حیض کیحالت
مین طلاق دیجائے تو وہ حیض عدت مین شمار نہین ہوگا (بلکہ اسکے علاوہ تین حیض ہونے چاہئین) اگر
عدت والی عورت سے شبہ مین صحبت کرلی جائے تو اُسپر دوسری عدت واجب ہے اور ان دونون عدتون
مین تداخل ہو جائیگا (یعنی ایک دوسری مین آجائیگی) اور جو حیض اس صحبت کے بعد آئیگا وہ دونون
عدتون مین شمار ہوگا۔ ہان اگر پہلی عدت ختم ہوگئی ہو تو اب دوسری عدت پوری کرے اور عدت طلاق
یا موت کے بعد سے شروع ہوتی ہی اور نکاح فاسد مین علیحدگی کے بعد سے یا اُسوقت سے شروع ہوتی
ہی کہ جب مرد اس عورت سے صحبت نہ کرنیکا پختہ قصد کرے۔ اگر عورت دعوے کرے کہ میری عدت
گذر چکی ہے اور شوہر اُسے جھوٹی بتائے تو اس صورت مین عورت سے قسم لیکر اُسی کے کہنے کا اعتبار کیا
جائیگا اگر کسی نے اپنی عدت مین بیٹھی جورو سے نکاح کرلیا اور صحبت کرنے سے پہلے اسے پھر طلاق دیدی
تو اس عورت کو پورا مہر دینا اسپر واجب ہوگا اور عورت پر اب نئے سرے سے عدت کرنی لازم ہوگی
اگر کوئی ذمیہ عورت کو طلاق دیدے تو اُسپر عدت واجب نہین ہی **فصل** اگر عورت بالغ مسلمان ہو اگرچہ
لونڈی ہو اور اُسکو بائن طلاق ملجائے یا اُسکا شوہر مرجائے تو وہ عدت مین اسطرح سوگ کرے کہ اپنا بناؤ سنگار
کرے نہ خوشبو اور تیل لگائے نہ سُرمہ لگائے ہان کسی عذر سے سُرمہ اور تیل کا استعمال جائز ہے اور نہ مہندی
لگائے نہ کسمی اور زعفرانی کپڑے پہنے اور اگر کوئی آزادی کی عدت مین ہو (مثلاً آقا نے اپنی ام ولد کو آزاد
کردیا ہو اور وہ اسکی عدت مین ہو) یا نکاح فاسد کی عدت مین ہو تو وہ سوگ نہ کرے اور عدت والی

عورت سے صراحۃً نکاح کرنے کو نہ کہا جائے (مثلاً کوئی یہ کہدے کہ میرا ارادہ تجھ سے نکاح کرنے کا ہی) ہان اشارہ کنایہ سے اسپر اپنے نکاح کا ارادہ ظاہر کر دینا درست ہی اور جو عورت طلاق کی عدت مین ہو وہ گھر سے باہر نہ نکلے اور جو شوہر کے مرنے کی عدت مین ہو اسکو دن مین اور شروع رات مین نکلنا درست ہی (بشرطیکہ رات کا زیادہ حصہ اپنے گھر ہی مین گذارے) اور یہ دونون اسی گھر مین عدت گذارین جس مین عدت ان پر واجب ہوئی ہو (یعنی جس گھر مین طلاق یا شوہر کی موت ہوئی ہو) ہان اگر کوئی اس مین سے نکالدے یا وہ ڈھے جائے اگر کسی عورت کو سفر مین طلاق ملی یا اسکا شوہر مر گیا اور دیہان سے یعنی اس عورت کے اور اسکے شہر کے درمیان تین منزل سے کم فاصلہ ہی تو یہ اپنے شہر چلی آوے اور اگر تین منزل کا فاصلہ ہی تو اب اسے اختیار ہی چاہی اپنے شہر چلی آئے اور چاہے جہان جا رہی ہو وہان چلی جائے برابر ہے کہ اسکے ساتھ کوئی ولی و محرم ہو یا نہ ہو اور اگر کسی شہر مین تھی تو وہین عدت مین بیٹھ جائے اور (عدت کے بعد) وہان سے کسی (اپنے) محرم کے ساتھ آئے۔

باب ثبوت النسب

ت اگر کوئی یہ کہے کہ اگر مین فلانی عورت سے نکاح کرون تو اسپر طلاق ہی پھر اس سے نکاح کرلیا اور نکاح سے چھ مہینے کے بعد اس عورت کے اولاد ہوگئی تو یہ اولاد اسی کہنے والے کی ہوگی اور اس عورت کو پورا مہر دینا اسپر لازم ہوگا اور رجعی طلاق کی عدت والی عورت کی اولاد اسکے شوہر کی ہوتی ہی اگرچہ وہ (طلاق ہونے سے) دو برس کے بعد جنے جب تک وہ عورت عدت گذرنیکا اقرار نکرے اور اس بچہ کا دو برس سے زیادہ مین ہونا باعث رجعت ہی اگر دو برس سے کم مین ہو تو رجعت نہین ہی اگر کوئی عورت بائن طلاق کی عدت مین تھی اور اسکے دو برس سے کم مین اولاد ہوگئی (اور اسنے ابھی عدت پوری ہونیکا اقرار نہین کیا) تو یہ اولاد اسکے شوہر کی ہوگی) اور اگر دو برس سے کم مین نہین ہوئی (بلکہ دو برس مین یا زیادہ مین ہوئی ہی) تو وہ اس شوہر کی نہ ہوگی ہان اگر وہ شوہر اس کا دعویٰ کرے اور اگر کوئی قریب البلوغ لڑکی طلاق کی عدت مین ہو اور نو مہینے سے کم مین اسکے اولاد ہو جائے تو اولاد ہو اسکے شوہر کی ہوگی اور اگر نو مہینے سے زیادہ مین ہو تو اسکے شوہر کی نہ ہوگی (برابر ہے کہ طلاق رجعی ہو یا بائنہ ہو) جو عورت اپنے شوہر کے مرنے کی عدت مین ہو اور دو برس سے کم مین اُسکی اولاد ہو جائے یا جو عورت اپنی عدت پوری ہوجانیکا اقرار کرتی ہو اور اقرار کے وقت سے لیکر چھ مہینے

سے کم مین اُسکے اولاد ہو جائے تو ان دونون کی اولاد اُن کے شوہرون کی ہوگی اور چھ مہینے مین یا زیادہ مین ہوئی تو شوہر کی نہ ہوگی۔ جو عورت (طلاق یا موت کی) عدت مین ہو اور اسکی اولاد کا اسکے شوہر نے (یا اسکی وارثون نے) انکار کر دیا ہو کہ یہ میری نہین ہی) تو وہ اولاد دو مردون کی گواہی یا ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی سے یا (صاف اسکا حمل ظاہر ہونے سے یا شوہر کے اس حمل کا اقرار کر لینے سے یا (شوہر کے مرنیکے بعد) وارثون کے اس عورت کی تصدیق کر لینے سے یہ اولاد اسی شوہر کی ہوگی اور منکوحہ عورت کا بچہ اسکے شوہر کا اسوقت ہوگا کہ جب چھ مہینے مین یا زیادہ مین ہو اگرچہ شوہر چپ رہے اور اگر وہ انکار کرے تو پھر ایک عورت کی گواہی اس بچہ کی ولادت پر ہونیسے وہ بچہ اسکے شوہر کا قرار دیدیا جائیگا اگر عورت کے بچہ پیدا ہوا اور پھر میان بیوی مین اختلاف ہو جائے عورت کہے کہ تیرا مجھ سے نکاح ہوئے چھ مہینے ہوئی ہین اور شوہر کہے ابھی چھ مہینے نہین ہوئے تو اس صورت مین عورت کے کہنے کا اعتبار کرینگے (اور اسکو قسم نہین دینگے اسی پر فتویٰ ہی) اور یہ لڑکا اسی شوہر کا شمار کیا جائیگا اگر شوہر نے بیوی کی طلاق اسکے بچہ ہونے پر معلق کر دی (یعنی یہ کہدیا کہ اگر تیرے بچہ ہو تو تجھپر طلاق ہی) اور ایک عورت نے اسکے بچہ پیدا ہونے پر گواہی دی تو (اسکی گواہی قبول نہ ہوگی اور) اُسپر طلاق نہین پڑے گی ہان اگر شوہر اسکے حمل کا اقرار کرے تو بلا گواہی طلاق پڑ جائیگی اور حمل رہنے کی مدت زیادہ سے زیادہ دو برس ہین اور کم از کم چھ مہینے پس اگر کسی نے لونڈی سے نکاح کرکے اُسے طلاق دیدی پھر اُسکو خرید لیا اور خریدنیکے وقت سی لیکر چھ مہینے سے کم مین اسکے بچہ ہو گیا تو یہ بچہ اُسی شخص کے سر پڑیگا اور اگر چھ مہینے سے کم مین نہین ہوا (بلکہ زیادہ مین ہوا) تو اسکے سر نہین پڑیگا اگر کوئی اپنی لونڈی سے کہے کہ اگر تیرے پیٹ مین بچہ ہی تو وہ میرا ہی پھر ایک عورت نے اسکے بچہ ہونیکی گواہی دی تو یہ لونڈی اُس شخص کی ام ولد ہو جائے گی۔ اگر کوئی شخص کسی لڑکے کو کہدے کہ یہ میرا بیٹا ہی اور بعد مین مر جاے پھر اس لڑکے کی ماں دعوی کرے کہ مین اسکی بیوی ہون اور یہ مجھ سے اسکا بیٹا ہی تو یہ (ماں پوت) دونون اس مرنے کے وارث ہونگے اور اگر اس عورت کا حرہ ہونا کسی کو معلوم نہین اور میت کا وارث (یعنی بیٹا) یہ کہتا ہے کہ تو میرے باپ کی ام ولد ہے (نکاحی بیوی نہین ہے) تو اب اسے میراث نہین ملے گی۔

باب الحضانۃ

بچہ کی پرورش کا بیان

ف بچہ کی پرورش کرنیکے لیے سب سے زیادہ حقدار اس کی ماں ہی (نکاح ٹوٹ کر جدائی ہونیسے پہلے بھی ہو اسکے بعد بھی) پھر (اگر ماں نہ ہو تو) نانی نانی نہ ہو تو دادی اگر یہ بھی نہ ہو تو سگی بہن یہ نہ ہو تو ماں شریکی

بہن یہ نہ ہو تو باپ شریکی بہن اگر یہ بھی نہو تو پھر اسی (سگی سوتیلی کی) ترتیب سے خالائین اگر خالائین بھی نہون
تو اسی ترتیب سے پھوپھیان اور جو عورت بچہ کے غیر محرم سے نکاح کرلے تو اسکا حق جاتا رہیگا **ف** یعنے
جس سے اب اُس عورت نے دوسرا نکاح کیا ہے وہ اس بچہ کا قریبی رشتہ دار نہین ہے تو اب اُس بچہ کی پرورش
کرنے مین اس عورت کا حق نہین رہا **ت** اور اگر ان مین جدائی ہوجائے تو اُسکا حق پھر لوٹ آئیگا
اور اگر (بچہ کی پرورش کرنے کے لیے) یہ عورتین نہون تو پھر اسکے حقدار علی الترتیب عصبی ہین (یعنی
جتنا عصبہ کوئی قریب کا ہوگا اتنا ہی مقدم ہوگا) مان اور نانی بچہ کو پرورش کرنے کی حقدار اسوقت تک
ہین کہ وہ اپنی ضروریات کو خود کرنے لگے اسکے لیے لڑکے کے حق مین اندازاً سات برس مقرر کردیے گئے
ہین (کہ جب وہ سات برس کا ہوجائے تو پھر اُنکی پرورش مین رکھنے کی ضرورت نہین ہے) اور لڑکی کی
بابت یہ ہے کہ اُسکو حیض آنے لگے اور مان اور نانی کے سوا اورون کا حق (لڑکی کی پرورش مین) اسوقت
تک ہے کہ اُسے شہوت ہونے لگے (مثلاً کم ازکم نو برس کی ہوجائے اور اسی پر فتوی ہے) لونڈی اور ام ولد کا (اپنی
پرورش کرنے مین) کوئی حق نہین ہے جب تک کہ یہ دونون آزاد نہ کردیجائین (کیونکہ یہ دونون اپنے آقا
کی خدمت کے شغل کیوجہ سے اس کام کو انجام نہین دے سکتین) اور ذمی عورت اپنے مسلمان بچہ
کی سب سے زیادہ حقدار ہے جبتک کہ اُسے دین کی سمجھ نہ آے (ذمیہ کا بچہ مسلمان اسطرح ہوسکتا ہے کہ
اسکا شوہر مسلمان ہو) اور بچہ کو اسبارے مین کچھ اختیار نہین ہوتا اور طلاق دی ہوئی عورت اپنی
اولاد کو سفر مین نہ لیجاسے ہان اپنے اُس وطن کو جہان اُسکا نکاح ہوا تھا لیجانے مین چندان ہرج نہین ہے

باب النفقہ

بیوی بچے کے نان ونفقہ کا بیان

ف نفقہ لغت مین اسکو کہتے ہین جو آدمی اپنے بال بچون پر خرچ کرے یہ لفظ خوراک پوشاک وغیرہ سب کو
شامل ہے۔ فتح **ت** مرد پر اپنی بیوی کا کھانا کپڑا دونون کی حیثیت کے موافق واجب ہے اگرچہ بیوی اپنا مہر
وصول کرنے کی غرض سے شوہر کو صحبت نکرنے دے ہان جو عورت شوہر کے کہنے مین نہو اسکی بے اجازت
گھر سے نکلجائے یا ایسی کم عمر ہو کہ وہ اس سے صحبت نہ کرسکے یا قرضدار ہونیکے سبب سے قید مین چلی گئی ہو یا
کسی نے زبردستی چھین لی ہو یا غیر آدمی کیساتھ حج کرنے چلی گئی ہو یا بیمار ہو کہ اُس سے شب زفاف کی بھی نوبت نہ آئی
ہو تو انکا کھانا کپڑا شوہر کے ذمہ نہین ہے اور اگر شوہر مالدار ہے تو بیوی کی خدمت کرنے والے کا بھی کھانا
کپڑا دے۔ اور اگر شوہر کھانا کپڑا نہ دیسکے (کسیوجہ سے مجبور ہو) تو اُس سبب سے ان مین علیحدگی نہ کیجائے

ہان عورت کو مرد کے نام سے قرض لیکر کھانے کی اجازت دیجائے۔ اگر شوہر پہلے تنگدست تھا اور اب مالدار
ہوگیا تو اب اسے اس مالداری کی حیثیت کا کھانا کپڑا دینا چاہیئے اگرچہ اسپر مفلسی کے کھانے کپڑے کا
حکم ہوچکا ہو اور جو دن گذر گئے ہون اور انمین شوہر نے کچھ نہ دیا ہو تو ، ان کا خرچہ دینا واجب نہین رہتا ہی
حاکم کے حکم کرنے یا شوہر کے خود ہی رضامند ہوجانے سے لازم ہوجاتا ہی اور میان بیوی مین سے ایک کے
مرجانے سے حکم شدہ نفقہ ساقط ہوجاتا ہی اور جو نفقہ عورت پیشگی لے چکی ہو (اور پھر شوہر کا انتقال ہوجائے)
تو وہ اس سے واپس نہین لیا جا سکتا اور غلام کو اسکی بیوی کے نفقہ مین فروخت کردیا جاے (مگر وہ غلام
ایسا ہو کہ اسکے آقا نے اسکو نکاح کرنے کی اجازت دیدی ہو) اور لونڈی منکوحہ کا نفقہ رات کو شوہر کے پاس
بھیجدینے سے واجب ہوتا ہی (یعنی اگر لونڈی کا آقا اس سے اپنی خدمت نہ لے اور اُسے اسکے شوہر کے
پاس رات کو بھیجدے تو شوہر کے ذمہ نان نفقہ ہوجائیگا) اور بیوی کے رہنے کے لیے شوہر پر ایک ایسا
مکان دینا بھی واجب ہی جسمین نہ شوہر کے گھر کے آدمی رہتے ہون اور نہ بیوی کے ہان عورت کے گھر کا کنبہ والو
کو اُسے دیکھنا اور اُس سے باتین کرنا جایز ہے اگر کوئی شخص بے پتہ کہین چلا جاے اور اس کا روپیہ ایسے
شخص کے پاس ہو جو اسکا روپیہ اور اسکی بیوی ہونیکا اقرار کرتا ہو تو حاکم کو چاہیئے کہ اسکی بیوی اور چھوٹے
بچون اور اسکے مان باپ کا اسکے روپیہ مین سے کچھ مقرر کردے اور (احتیاطاً) عورت سے ایک ضامن لے لیا
جاے اور یہی (یعنی روٹی کپڑا اور رہنے کا مکان) طلاق کی عدت والی عورت کو بھی (عدت تک) دینا
واجب ہی نہ کہ اس عورت کو جو شوہر کے مرنیکی عدت مین ہو یا شوہر کی نافرمانی کرنے پر اس سے علحدگی ہوگئی
ہو اور عورت کا بائنہ طلاق پڑنے کے بعد مرتد ہوجانا اسکے نفقہ کو ساقط کردیتا ہی نہ کہ شوہر کے بیٹے کو اپنے
اوپر قابو دیدینا (یعنی اپنی ہم بستری کا اُسے موقع دیدینا نفقہ کو ساقط نہین کرتا) اور آدمی پر اپنے محتاج
بچون کا بھی نفقہ واجب ہی اور بچہ کی مان پر دودھ پلوانے مین زبردستی نہ کیجاے (یعنی اگر وہ نہ پلائے تو
بچہ کا باپ اسپر زبردستی نہ کرے) ہان مان کے پاس کسی دودھ پلانیوالی کو نوکر رکھدے اور اگر بچہ کی مان
اسکے باپ کے نکاح مین ہو یا عدت مین ہو تو اسکو وہ دودھ پلانے کا معاوضہ نہ دے اور عدت کے بعد اگر وہ اور
اناؤن سے زیادہ تنخواہ نہ مانگے تو سب سے بہتر یہی ہی اور آدمی پر اپنے مان باپ دادا دادی اور نانا نانی
کو بھی کھانا کپڑا دینا واجب ہی اگر وہ محتاج (حاجتمند) ہون (اگر کھاتے پیتے ہون تو واجب نہین ہی) اور
رشتہ دارون مین) دین کے مختلف ہونے سے نفقہ واجب نہین رہتا سواے دو رشتون یعنی (میان بیوی

ہونے اور باپ بیٹا ہونے کے **ف** کہ ان دونون مین باوجود دین کے اختلاف کے بھی نفقہ واجب ہوتا ہی
اور دین مختلف ہونیکے یہ معنی ہین کہ مثلاً شوہر مسلمان ہو اور بیوی اہل کتاب مین سے یہودن یا نصرانن ہو
یا مان باپ کافر ہون بیٹا مسلمان ہو یا بیٹا کافر ہو مان باپ مسلمان ہون تو تب بھی اُنکا روٹی کپڑا لازم رہتا ہی
ت اولاد کے اپنے مان باپ کو نفقہ دینے مین اور باپ کے اپنی اولاد کو نفقہ دینے مین اور کوئی (رشتہ دار)
شریک نہین ہو سکتا (یعنی اورون پر واجب نہین ہی اولاد پر مان باپ کا واجب ہی اور مان باپ پر اولاد کا)
اور جو قریب کا ذی رحم محرم حاجتمند اور کمانے سے عاجز ہو تو اسکا روٹی کپڑا میراث کے حصہ کے موافق
(وارث پر) واجب ہی اگر وارث مالدار ہو اور باپ کو اپنے روٹی کپڑے کے خرچ کے لیے اپنے بیٹے کے اسباب کو
بیچ لینا درست ہی اسکی زمین کو بیچنا درست نہین ہی اگر (کسی نے اپنا روپیہ کسی کے پاس امانۃ رکھدیا تھا اور اسکے امین
نے اسکی بلا اجازت (اسکے مان باپ کا خرچ اُٹھایا تو امین اسکا دیندار ہوگا اور اگر مان باپنے وہ روپیہ خرچ کرلیا جو اُنکی پاس
(انکے بیٹے کا رکھا ہوا) تھا تو وہ دیندار نہونگے (کیونکہ انکا خرچ تو حکم حاکم سے پہلی ہی اُسکی ذمہ ہی پس انھون نے اپنا وہ حق وصول
کرلیا) اگر مان باپکے نفقہ کا اولاد پر یا اولاد کے نفقہ کا باپ پر یا اور کسی قرابت دار کے نفقہ کا حاکم نے حکم دیدیا تھا اور
ایک مدت گذرگئی (کہ وہ نفقہ کسیوجہ سے ان کو نہ ملا) تو اب وہ ساقط ہوگیا ہان اگر حاکم نے (انکو) قرض لیکر کھانے کی
اجازت دیدی ہو (تو اس صورت مین دینا پڑیگا) اور غلام لونڈی کا روٹی کپڑا اسکے آقا پر واجب ہے اگر وہ دینے سے انکار
کرے تو غلام کو اپنی کمائی مین سے لے لینا چاہیئے اور اگر وہ کمانہ سکتا ہو تو اسکو فروخت کردینے کا حکم دیدیا جائے

کتاب العتاق

(لونڈی غلام کے آزاد کرنیکا بیان)

ف عتق اور عتاق کے معنی قوت کے ہین شراب کا نام بھی عتیق اُسمین زیادہ قوت ہی ہونیکی وجہ سے
ہی اور کعبہ کو بھی عتیق اسکی قوت ہی کے سبب سے کہتے ہین کہ کوئی شخص اسپر غالب نہین آسکتا اور اسکے
شرعی معنے یہ ہین جو آگے مصنّف نے بیان کئے ہین ص و ع **ت** عتاق (یعنی آزادی) ایک ایسی
قدرت شرعیہ کا نام ہی جو مملوک مین غلامی پن جاتے رہنے اور (آقا کی) ملک سے باہر ہونیکے بعد حاصل ہوتی
ہی اگر حر مکلف (یعنی آزاد عاقل بالغ) اپنے مملوک سے اتنا کہدے کہ تو حر ہے (آزاد ہی) تو وہ آزاد ہو جائیگا
یا کوئی اور ایسا لفظ کہدے جس سے سارا بدن مراد لیا جاتا ہو (مثلاً یون کہے تیرا سر آزاد ہی۔ تیرا بدن آزاد ہے
تیری گردن آزاد ہی وغیرہ وغیرہ) یا یہ کہدے کہ تو آزاد ہی۔ تو آزاد کیا گیا۔ تو حر کردیا گیا ہے یا مین نے
تجھے حر کردیا ہی یا مین نے تجھے آزاد کردیا ہی تو ان سب صورتون مین وہ آزاد ہو جائیگا برابر ہی کہ اس کہنے

[illegible] ۱۲

والے نے نیّت کی ہو یا نہ کی ہو یا آزاد کرنے کی نیّت کرکے یون کہدے کہ اب مین تیرا مالک نہین رہا یا آپ تو میرا غلام نہین رہا یا لونڈی نہین رہی یا اب تجھپر میرا اختیار نہین رہا یا یون کہدے کہ یہ میرا بیٹا یا باپ ہے یا لونڈی کی بابت کہے کہ یہ میری مان ہے یا یہ کہے کہ یہ میرا آقا ہے یا اسطرح پکارے کہ او میرے آقا او حُر یا او آزاد تو ان سب الفاظ سے آزاد ہوجائے گا ہان اگر یون پکارے کہ اے بیٹے ، اے بھائی یا اس سے کہے اب تجھپر میری حکومت نہین رہی یا (لونڈی کی بابت) وہ الفاظ کہے جن سے طلاق پڑجاتی ہے یا کہے کہ تو مثل آزاد کے ہے تو ان الفاظ سے آزاد نہ ہوگا اور اگر یہ کہا کہ تو نہین ہے مگر آزاد تو اس سے بھی آزاد ہوجائیگا اور اگر کوئی (اپنے) قریب (ذی رحم المحرم کا مالک ہوجائے تو وہ آزاد ہوجائیگا اگرچہ یہ مالک ہونے والا لڑکا یا دیوانہ ہی ہو اگر کوئی (اپنے لونڈی غلام سے) یون کہے کہ تو اللہ کی خوشنودی کے لئے آزاد ہے یا شیطان کی خوشنودی) کے لیے آزاد ہے یا بُت کے لیے آزاد ہے یا کسی کے زبردستی کرنے سے آزاد کردے یا نشہ مین آزاد کردے تب بھی آزاد ہوجائیگا۔ اگر آزادی (اپنے) مالک ہونے پر یا کسی اور شرط پر معلق کردیا ہو تو یہ تعلیق درست ہوجائے گی (اور یہ شرط پوری ہونے پر وہ آزاد ہوجائیگا) اگر کسی نے اپنی حاملہ لونڈی کو آزاد کردیا تو (وہ اور اُسکا بچّہ) دونون آزاد ہوجائین گے اور اگر بچّہ کو آزاد کیا تو فقط وہی آزاد ہوگا اور مالک ہونے آزاد ہونے ۔ غلام ہونے ۔ مدبر یا اُمّ ولد ہونے یا مکاتب مین بچّہ اپنی مان کے تابع ہوتا ہے (یعنی اگر اُسکی مان کسی چیز کے خریدنے یا ہبہ ہونے کے ذریعہ سے مالک ہوئی یا آزاد وغیرہ ہوئی تو بچّہ کا بھی یہی حکم ہوگا) اور لونڈی کا جو بچّہ اُسکے آقا سے ہو وہ آزاد ہے ۔

باب العبد الذی یعتق بعضہ

اُس غلام کا بیان جسکا کچھ حصّہ آزاد ہوجائے

ت اگر کوئی شخص اپنے غلام کا کچھ حصّہ آزاد کردے (مثلاً چوتھائی یا تہائی یا نصف) تو وہ سارا آزاد نہین ہوتا (بلکہ جتنا اُسنے کیا ہے اتنا ہی ہوتا ہے) پھر جتنا آزاد ہونے سے رہ جائے اس مقدار کے بدلے روپیہ کماکر یہ اپنے آقا کو دے اور یہ مثل مکاتب کے ہوتا ہے **ف** مکاتب کا بیان آگے آئیگا مگر اسمین اور مکاتب مین اتنا فرق ہے کہ اگر مکاتب کمانے سے عاجز ہوجائے تو وہ پھر غلام ہوجاتا ہے بخلاف اُسکے کہ اُسکا جتنا حصّہ آزاد ہوگیا ہے وہ عاجزی کی صورت مین بھی غلام نہین ہوسکتا **ت** اگر کسی نے (مشترک غلام مین سے) اپنا حصّہ آزاد کردیا تو اب اسکے شریک کو اختیار ہے چاہے وہ آزاد کردے چاہے (اپنے حصّہ کی قیمت) اس غلام سے کموالے اس صورت مین اس غلام کا ترکہ ان دونون شریکون کو پہنچیگا یا یہ (کرے

کہ اپنے حصّہ کی قیمت) اس آزاد کرنے والے سے وصول کرلے اگر وہ مالدار ہو اور وہ اُسے دے کر پھر غلام سے
وصول کرلے اس صورت مین اُسکا ترکہ اُس آزاد ہی کرنے والے کا ہوگا اور اگر (ایک غلام مین دو شریک تھے
اور) ہر ایک نے دوسرے کے حصّہ کے آزاد کرنے پر گواہی دی (یعنی ہر ایک نے یہ کہا کہ میرے شریک نے
اپنا حصّہ آزاد کردیا ہے تو اب یہ غلام دونون کے حصّہ کا روپیہ کما کر دے (خواہ وہ امیر ہون یا غریب
ہون) اور اگر (دو شریکون مین سے ایک نے اس غلام کی آزادی کو فلان کے کل کوئی فعل کرنے پر
معلق کیا (مثلاً یون کہدیا کہ اگر زید کل گھر مین آئے تو تو آزاد ہے) اور دوسرے نے اسکا اُلٹا کیا (یعنی یہ
کہا کہ اگر زید کل گھر مین نہ آئے تو تو آزاد ہے) اور وہ کل گذر گئی اور اُسکا آنا نہ آنا معلوم نہین ہوا تو اس صورت
مین نصف غلام آزاد ہو جائیگا اور وہ اپنے باقی نصف کی قیمت دونون کو کما کر دیگا (اور اس کا ترکہ ان
دونون کو ملیگا) اور اگر (دو مین سے) ہر ایک نے اپنا اپنا غلام آزاد کرنے کی (مثل پہلی صورت کے) قسم کھائی تو
کوئی غلام آزاد نہ ہوگا ف اس صورت مین بھی عتق کی قسم کھانے سے اسکو کسی شرط پر معلق کردینا ہی مراد ہے جیسے
اس گذشتہ صورت مین تھا فرق دونون مین صرف اتنا ہے کہ پہلی صورت مین غلام ساجھے کا تھا اور اسمین دونون
کے الگ الگ دو غلام ہین ت اگر کوئی شخص دوسرے کی شراکت مین اپنے بیٹے کا مالک ہوگیا (یعنی کسی کی
شراکت مین اسنے اپنے بیٹے کو خرید لیا) تو (اسمین سے) اُسکا حصّہ فوراً آزاد ہو جائیگا اور یہ باپ اپنے ساجھی کے
حصّہ کا ضامن[1] نہوگا اس ساجھی کو چاہیئے کہ یا تو (اپنا حصّہ بھی) آزاد کردے یا (اپنے حصہ کی قیمت) کموالے
ایک غلام مین سے آدھا ایک اجنبی نے خرید لیا تھا اور بعد مین باقی کا آدھا اس غلام کے باپ نے خرید لیا تو اب
اس اجنبی کو اختیار ہے چاہے اپنے حصّہ کا روپیہ باپ سے وصول کرلے اور چاہے بیٹے سے کموالے ۔ اگر باپ نے
اپنے بیٹے کا نصف ایسے شخص سے خریدا جو سارے کا مالک تھا تو (امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک) یہ باپ
بیچنے والے کا ضامن نہ ہوگا ۔ ایک غلام تین مالدار آدمیون کی شراکت مین تھا اُنمین سے اوّل ایک نے اُسکو
مدبر کردیا پھر دوسرے نے اُسکو آزاد کردیا (اور تیسرا ابھی خاموش ہے) تو خاموش اس مدبر کرنیوالے سے اپنے
حصّہ کی قیمت وصول کرلے اور یہ اسکو قیمت دیکر آزاد کرنیوالے سے اس غلام کے مدبر ہونیکی تہائی قیمت
لے لے نہ کہ وہ قیمت جو اُسنے اپنے ساجھی خاموش رہنے والے کو بھری تھی ۔ ایک لونڈی مین دو شریک تھے
ایک نے دوسرے سے کہا کہ یہ لونڈی تیری امّ ولد ہے اور اُسنے انکار کیا (کہ میری امّ ولد نہین ہے) تو یہ لونڈی ایک روز
اس انکار کرنیوالے کی خدمت مین رہیگی اور ایک روز چھٹی مین رہیگی اور چونکہ امّ ولد کی قیمت نہین ہوتی اسلئے اگر اسکے

[1] کیونکہ اس غریب باپ کی طرف سے کسی قسم کی تعدی اور زیادتی نہین ہوئی بلکہ یہ حکم شریعت کا ہے کہ باپ بیٹے کا یا بیٹا باپ کا اگر مالک ہوجائے تو وہ خودہی آزاد ہوجاتے ہین ۱۲

دو شریکون مین سے ایک اپنا حصہ آزاد کردیگا تو یہ دوسریکا ضامن نہوگا **ف** اسکی صورت یہ ہی کہ ایک
لونڈی دو آدمیون کی شراکت مین تھی اسکے اولاد ہوئی تو اولاد پر دونون نے دعوی کیا ایک کہتا ہی بچہ میرا
دوسرا کہتا ہی میرا ہی اس صورت مین یہ لونڈی ان دونون کی اُمّ ولد ہوگئی پھر ان مین سی ایک نے اسکو آزاد کردیا
تو اسکو آزاد کرنے سے تاوان نہین دینا پڑیگا. ط **ت** ایک آدمی کے تین غلام تھی اُسنے ان مین سی دو کو مخاطب
کرکے کہا کہ تم مین سے ایک آزاد ہی اسکے اتنا کہتے ہی ان مین ایک الگ ہوگیا اور تیسرا جو انمین پہلی مین
تھا اب) آکھڑا ہوا اور آقا نے پھر اسیطرح کہا کہ تم دونون مین سے ایک آزاد ہی) اور جب ہی مرگیا یہ بیان
نہ کیا کہ میرے نزدیک فلانا آزاد ہی تو اس صورت مین تین چوتھائی تو اُس غلام کی آزاد ہونگی جو دونون دفعہ
مین وہین کھڑا رہا اور نصف نصف ان دونون مین سی آزاد ہو جائیگا اور اگر یہ بات اسنے مرض الموت مین
کہی تھی (اور بیان کرنیسے پہلے مرگیا) تو سارے ترکہ کا) ایک تہائی اسی حساب سی تقسیم کردیا جائیگا **ف** یعنی اگر
یہ بات اسنے اپنے مرنیکی بیماری مین کہی تھی تو یہ بمنزلہ وصیت کے ہوئی اور یہ قاعدہ ہی کہ وصیت ترکہ کی تہائی
مین جاری ہوا کرتی ہی گویا اس شخص کے پاس سوائے ان تین غلامون کے اور کچھ نہ تھا اور یہ تینون ایک ہی قیمت
کے تھی اور اس شخص کے وارثون نے ان غلامون کے حق مین اسکا کہنا پورا نہ کیا تو اب اسکی وصیت کو تہائی ترکہ
مین جاری کرکے ان غلامون پر اسی مذکورہ حساب سے تقسیم کردینگے مثلاً ہر غلام کے سات سات حصے
کرینگے پس جو غلام دونون دفعہ وہین رہا تھا اسکے تین حصے آزاد ہونگے اور اُسے چار حصون کی قیمت کما کردینی
ہوگی اور باقی دونون کے دو دو حصے انھین اپنے پانچ پانچ حصونکی قیمت کما کر دینی ہوگی **ت** اور بیچدینا
آزاد کردینا. مدبر کردینا ہبہ کردینا. یا مرجانا مبہم آزاد کرنیکا بیان ہوتا ہی نہ کہ صحبت کرنا **ف** مثلاً کسی کے
دو غلام تھی اسنے دونون کو خطاب کرکے یہ کہا کہ تم مین سے ایک آزاد ہی تو یہ آزاد کرنا مبہم ہوا پھر اُسنے خود ہی انمین
سے ایک بیچدیا یا آزاد کردیا مدبر کردیا یا کسی کو ویسے ہی دیدیا یا ایک مرگیا تو اب یہ دوسرا آزاد ہو جائے گا اور
ان افعال کے سبب سے یہ سمجھا جائیگا کہ اسنے اسوقت اسی کو آزاد کیا تھا اور اگر اپنی دو لونڈیون سی یہ کہا تھا اور
پھر ایک سی صحبت کرلی تو یہ اس امر کی دلیل نہین ہوگی کہ دوسری لونڈی آزاد ہی ط د ع **ت** ہان صحبت کرنا
اور مرجانا مبہم طلاق مین بیان ہوتا ہی **ف** مثلاً کسی کی دو بیویان تھین اُن سے کہا کہ تم مین سی ایک کو طلاق ہی
پھر انمین سی ایک سی صحبت کرلی یا ایک مرگئی تو طلاق دوسری ہی پر پڑجائیگی ط و ع **ت** کسی نے (اپنی لونڈی)
سے کہا کہ اگر تو پہلے لڑکا جنے تو تو آزاد ہی اُسنے لڑکا اور لڑکی دونون جن دیے اور یہ معلوم نہین ہوا کہ انمین سے پہلے کونسا پیدا

ہوا ہے تو یہ لڑکا غلام رہے گا اور لڑکی اور اسکی ماں نصف نصف آزاد ہوجائینگے اگر دو آدمی (کسی شخص پر) گواہی دین کہ اُسنے اپنے دو غلامون مین سے ایک کو آزاد کردیا ہی یا اپنی دو لونڈیون مین سے ایک کو آزاد کردیا ہی تو (امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک) یہ گواہی لغو ہوگی ہان اگر یہ گواہی وصیت مین یا مبہم طلاق مین ہو) تو معتبر ہوگی **ف** مثلاً دو آدمی گواہی دین کہ فلان شخص نے اپنے مرض الموت مین اپنے دو غلامون مین سے ایک کو آزاد کردیا ہے تو یہ گواہی بالاتفاق قبول ہوگی یا دو شخص اس بات کی گواہی دین کہ فلان شخص نے اپنی بیویون مین سے ایک کو طلاق دیدی ہی تو یہ بھی بالاتفاق مقبول ہوگی مس

باب الحلف بالعتق

آزاد کرنے پر قسم کھانیکا بیان

ف یہان آزاد کرنے پر قسم کھانیسے یہی مراد ہی کہ آزاد کرنے کو کسی شرط پر معلق کردے **ت** اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اگر مین گھر مین جاؤن تو اس روز جتنے میرے مملوک (غلام) ہون سب آزاد ہین تو اس کہنے کے بعد جتنے غلام اسکی ملک مین آئینگے اسکے گھر مین جانیسے وہ سب آزاد ہوجائینگے اور اگر اُس روز کا لفظ نہین کہا تو نہین ہونگے (یعنی اس کہنے کے بعد جنکا یہ مالک ہوگا وہ آزاد نہونگے بلکہ وہی آزاد ہونگے جو اسوقت اسکی ملک مین ہونگے) اور مملوک کا لفظ حمل کو شامل نہین ہوتا (مثلاً اگر کسی نے یون کہا کہ) میرے جتنے مملوک ہین یا جسکا مین مالک ہون وہ کل کے بعد آزاد ہی یا میرے مرنیکے بعد آزاد ہی تو اُسکا یہ کہنا فقط اسکو شامل ہوگا جسکا یہ اس قسم کے (یعنی اس کہنے کے) وقت مالک ہو اگر کوئی لونڈی حمل سے تھی تو لونڈی آزاد ہوگی حمل نہین ہوگا) ہان اس دوسری صورت مین اسکے تہائی مال مین سے وہ مملوک بھی آزاد ہوجائیگا جسکا یہ اس شرط لگانے کے بعد مالک ہوا ہو۔

باب العتق علی جعل

روپیہ وغیرہ کسی چیز کے بدلے آزاد کرنے کا بیان

ت اگر کسی نے اپنے غلام کو مال پر آزاد کردیا (یعنی یون کہا کہ مثلاً تو ایک ہزار پر یا ایکہزار کے بدلے مین آزاد ہی) اور اُسنے منظور کرلیا تو یہ غلام ابھی آزاد ہوگیا اور اگر اسکی آزادی کو روپیہ ادا کرنے پر آقا نے معلق کردیا تھا (یعنی مثلاً یون کہدیا تھا کہ اگر تو اتنا روپیہ مجھے دیدے تو تو آزاد ہی) تو اب وہ (دلالۃ حال سے) ماذون فی التجارۃ ہوجائے گا اور تخلیہ سے آزاد ہوجائیگا **ف** ایسے موقع پر تخلیہ سے یہ مراد ہوتی ہی کہ غلام اپنے آقا کے سامنے ایسی طرح روپیہ رکھدے کہ وہ ہاتھ بڑھا کر اُسے لے سکے اس غلام کو آقا کے ہاتھ مین دینا ضروری نہین ہی۔ عینی **ت** اگر آقا نے اپنے غلام سے یون کہا کہ تو ایکہزار روپیہ کے عوض مین میرے

مرنیکے بعد آزاد ہی تو غلام کی طرف سے اسکا منظور کرنا آقا کے مرنیکے بعد معتبر ہوگا (آقا کے مرنے سے پہلے منظور کر لینے کا اعتبار نہ کیا جائیگا اور نہ یہ آزاد ہوگا ہاں اگر وارث یا اُسکا وصی آزاد کر دے) اگر کسی نے اپنے غلام سے یون کہا کہ میری ایک سال خدمت کرنے پر تو آزاد ہی اور غلام نے اسکو منظور کر لیا تو وہ بھی آزاد ہو جائیگا اور اسکو آقا کی (ایک سال) خدمت کرنی لازم ہوگی کیونکہ وہ اس کو منظور کر چکا ہے) اور اگر آقا خدمت کرانیسے پہلے مرگیا تو اس غلام کو اپنی قیمت دینی واجب ہوگی (اور اگر یہ غلام مرجائے تو اسکی قیمت اسکے ترکہ مین لیجائیگی) اگر کسی نے ایک لونڈی کے آقا سے کہا کہ تم اس اپنی لونڈی کو ایکہزار روپیہ کے عوض مین اس شرط پر آزاد کردو کہ تم اسکا نکاح مجھ سے کر دو اُسنے (اسکے کہنے پر لونڈی کو آزاد کر دیا اور بعد مین لونڈی سے کہا کہ مین تیرا نکاح اُس سے کرتا ہون تو) لونڈی نے اس سے نکاح کرانیسے انکار کر دیا تو یہ لونڈی مفت آزاد ہو جائیگی اور اگر یون کہدے کہ اسکو ایک ہزار مین میری طرف سے آزاد کر دو تو اب یہ ہزار روپیہ اسکی قیمت پر اور اسکے مہر مثل پر بانٹ دئے جاوینگے اور جو کچھ قیمت کے مقابلہ مین آئیگا بس وہی اس کہنے والے کو دینا واجب ہوگا۔

باب التدبیر

تدبیر کرنیکا بیان

ف لغت مین تدبیر کے معنی انجام کار مین غور کرنے کے ہین اور شرعی معنی یہی ہین جو آگے مصنف بیان فرماتے ہین یعنی ت لونڈی غلام کی آزادی کو فقط اپنی موت پر معلق کرنیکا نام (شرع مین) تدبیر ہی مثلاً آقا یون کہے کہ جب مین مرجاؤن تو تو آزاد ہے یا کہے جس دن مین مرجاؤن یا کہے میرے بعد مین (تو آزاد ہی) یا کہے کہ تو مدبر ہے یا کہے کہ مین نے تجھے مدبر کر دیا اور (مدبر و مدبرہ کا حکم یہ ہی کہ اب وہ نہ بک سکتا ہی اور نہ ہبہ ہو سکتا ہے ہان آقا اس سے اپنی خدمت کراتا رہی یا اپنے کو ضرورت خدمت کی نہ ہو تو دوسرے کے ہان) نوکر رکھا دے اور اگر مدبرہ لونڈی ہی تو اس سے صحبت کر لیا کرے اور اگر چاہی تو اور کسی سے اسکا نکاح کر دے اور جب یہ آقا مرجائے گا تو اُسکے تہائی مال مین سے مدبر آزاد ہو جائیگا اب اگر آقا فقیر تھا (کہ اس مدبر غلام لونڈی کے سوا اور مال اسکے پاس نہ تھا) تو یہ مدبر اپنی قیمت کے دو تہائی کما کر آقا کے وارثون کو دیگا اور اگر آقا قرضدار تھا تو اسے اپنی ساری قیمت کما کر دینی پڑے گی اور اگر آقا نے اپنی لونڈی غلام سے یون کہا کہ اگر مین اپنی اس بیماری مین مرجاؤن یا اپنے اس سفر مین مرجاؤن یا دس برس کے اندر اندر مرجاؤن یا تو فلان شخص کے مرنیکے بعد آزاد ہی تو اب آقا کو اس کا بیچنا

جائز ہی (پہلی قسم کے مدبر کو مدبر مطلق کہتے ہین اور اس دوسری قسم کے مدبر کو مدبر مقید اُن دونون قسمونمین یہی فرق ہے کہ پہلی قسم کے کو بیچنا ناجائز اور اسکو جائز) اور اگر (آقا کے بیچنے سے پہلے) وہ شرط وقوع مین آگئی (جسپر اُس نے اُسکی آزادی کو معلق کیا تھا تو یہ مدبر آزاد ہوجائے گا۔

باب الاستیلاد

ام ولد کرنیکا بیان

ش استیلاد کے لغوی معنی مطلق اولاد طلب کرنے کے ہین اور شرعی معنی اپنی لونڈی سے اولاد چاہنے کے ہین یعنی **ت** اگر لونڈی کے (اسکے) آقا سے اولاد ہوجائے (اور آقا اُسکا اقرار کرلے کہ یہ میرے ہی نطفہ سے ہی) تو پھر یہ لونڈی دوسرے کی ملکیت مین نہین جاسکتی (یعنی نہ آقا اُسے بیچ سکتا ہی اور نہ ہبہ کرسکتاہے) ہان اس سے صحبت کرتا ہی اپنی خدمت کرائے جائے یاکسی کے ہان نوکر رکھائے یا چاہے توکسی سے نکاح کردے اب اگر اس پہلے بچہ کے بعد اسکے دوسرا بچہ ہوجائے تو یہ بلا آقا کے دعوی کیے آقا ہی کا ہوگا بخلاف پہلے کے اور آقا کے مرنے کے بعد یہ لونڈی اُس کے کل مال سے آزاد ہوجائے گی اگر آقا قرضدار بھی ہوگا تو یہ اُسکے قرضخواہ کو اپنی قیمت کما کر نہین دیگی (اور ایسی لونڈی کو امّ ولد کہتے ہین) اگر کسی نصرانی کی اُمّ ولد مُسلمان ہوجائے تو اُسے اپنی (تہائی) قیمت کما کر آقا کو دینی پڑے گی اگر (کسی نے ایک لونڈی سے نکاح کرلیا تھا اور نکاحتہ (ہی) کی حالت مین اُس سے اولاد ہوگئی اور بعد مین (کسی وجہ سے) یہ شخص اس لونڈی کا مالک بنگیا تو (ہمارے نزدیک) یہ لونڈی اس کی ام ولد ہی اگر دو آدمیون کی شراکت کی ایک لونڈی تھی اور اسکے بچّہ (ہونے پر) ایک شریک نے دعوی کردیا (کہ یہ میرے نطفہ سے ہی) تو اس بچہ کا نسب اس سے ثابت ہوجائیگا اور یہ لونڈی اسکی ام ولد ہوگی اور اس شخص پر اس لونڈی کی نصف قیمت اور صحبت کرنیکی نصف اجرت لازم ہوگی اس بچّہ کی قیمت نہین دینی پڑیگی اور اگر ایسی مشترکہ لونڈی پر دونون شرکون نے اکٹھا دعوی کردیا تو یہ بچہ (دونون ہی کا قرار دیاجائیگا اور یہ لونڈی دونون کی ام ولد ہوگی اور اُنمین سی ہر ایک کے ذمہ صحبت کی نصف اُجرت لازم ہوگی ہان پھر آپسمین یہ ایک دوسرے کو مجرا دے لین اور یہ لڑکا ان دونون کا ایک پورے بیٹے کی طرح وارث ہوگا اور اگر یہ مرگیا تو اُسکے ترکہ کو وہ دونون آدھون آدھ بانٹ لینگے اگر کوئی اپنے مکاتب (غلام) کی لونڈی کے بچّہ پر دعوی کرے (کہ یہ میرے نطفہ سے ہی) اور وہ مکاتب اسکی تصدیق کرلے تو وہ بچہ اس مدعی ہی کا ہوگا اور اس مدعی کو صحبت کرنے کی اجرت اور بچّہ کی قیمت مکاتب کے حوالہ کرنی پڑیگی اور یہ لونڈی اسکی ام ولد نہین ہونگی اور اگر مکاتب نے اسکی تکذیب کردی (کہ جھوٹ کہتا ہی) تو وہ بچہ اُسکا ثابت نہ ہوگا۔

لہ یعنی بخلاف پہلے بچہ کے کہ [illegible] ۱۲ عینی

کتاب الایمان

قسمون کا بیان

ت خبر کی دونون طرفون (یعنی سچ اور جھوٹ) مین سے ایک کو مقسم[۱] بہ کے ذکر سے مضبوط کرنیکا نام (شرع) مین قسم ہے اب اگر کسی نے گذشتہ بات پر جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی تو اسکا نام غموس ہے اور اگر اپنی غالب گمان پر کھائی تو اسکا نام لغو ہے پہلی مین گنہگار ہوتا ہے اور دوسری قسم مین نہین ہوتا اور اگر آیندہ کرنے پر کھائی تو اُسکا نام منعقدہ ہے اور فقط اسمین قسم کے خلاف کرنے پر کفارہ آتا ہے خواہ وہ خلاف کسی کی زبردستی سے ہو چاہے بھول کر ہو اور قسم اللہ کی رحمٰن کی رحیم کی ۔ اللہ کی عزت اُس کی بزرگی اور اُسکی کبریائی کی ہوتی ہے اور یہ الفاظ کہنے سے بھی ہو جاتی ہے کہ مین قسم کھاتا ہون یا مین حلف اُٹھاتا ہون مین گواہ کرتا ہون گو یہ نہ کہے کہ خدا کی قسم کھاتا یا اسکو گواہ کرتا ہون ، اگر کوئی یون کہے کہ مین اللہ کے لقا کی یا اللہ کی یا اللہ کے عہد کی یا اسکے پیمان کی قسم کھاتا ہون یا کہے (اگر مین ایسا کرون تو) مجھ پر نذر ہے یا اللہ کی نذر ہے یا (کہے) اگر مین ایسا کرون تو کافر ہون تو ان الفاظ سے بھی قسم ہو جاتی ہے ہان اللہ کے علم کی اسکے غصّہ کی اسکے غضب کی ۔ اسکی رحمت کی بنی کی ۔ قرآن مجید کی کعبہ کی ۔ اللہ کے حق کی قسم کھانیسے قسم نہین ہوتی اور نہ یہ کہنے سے ہو کہ اگر مین یہ کام کرون تو مجھپر اللہ کا غضب ہو یا اسکا غصّہ ہو یا مین زانی یا چور ہون یا شراب خوار ہون یا سود خوار ہون اور (عربی زبان) مین قسم کے حروف یہ مین بٓ وٓ تٓ مثلاً کوئی یون کہے باللہ لافعلن کذا او واللہ لافعلن کذا او تاللہ لافعلن کذا اور معنی تینون کے یہی ہین کہ خدا کی قسم مین ایسا کام ضرور کرونگا اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ واللہ اور باللہ کہنے سے قسم منعقد ہو جاتی ہے بعض آدمی معمولی باتون مین دونون لفظ کہدیتے ہین انکی ذمہ قسم ہو جاتی ہے اسکی ضرور احتیاط رکھنی چاہیئے ۔ مترجم عفی عنہ ت کبھی یہ حروف پوشیدہ بھی ہوتے ہین (جیسے کوئی اللہ کہے اور اس سے مراد واللہ ہو) اور قسم کا کفارہ ایک غلام یا لونڈی کو آزاد کرنا یا دس غریبون کو کھانا کھلانا ہے جیسا کہ ان دونون کا ذکر ظہار (کے کفارے) مین ہو چکا ہے یا دس غریبونکو اتنا اتنا کپڑا دے جس سے انکا بدن آدھے سے زیادہ ڈھک جائے پس اگر کوئی انمین سے ایک بھی نہ کر سکے تو وہ لگاتار تین روزے رکھے اور قسم کے خلاف[۲] کرنیسے پہلے کفارہ نہ دے اور جو شخص کوئی گناہ کا کام کرنے پر قسم کھالے تو اُسپر واجب ہے اس قسم کو توڑ کر اسکا کفارہ دیدے (مثلاً اسپر قسم کھالے کہ مین نماز نہ پڑھونگا یا روزہ نہ رکھونگا علی ہذا القیاس تو اسکا کفارہ ہی ذمہ لے لینا لازم ہے) اور کافر پر کفارہ واجب نہین ہوتا اگرچہ وہ مسلمان ہو کر اپنی قسم جھوٹی کرے ، اگر کوئی اپنی چیز کو (اپنے پر) حرام کرلے تو وہ حرام نہین ہوتی لیکن ہان اگر یہ اسکو اپنے لیے مباح کرنی چاہے تو کفارہ دے

[۱] یعنی جسکی قسم کھاتا ہے خواہ وہ اللہ کے پاک نامون مین سے کوئی نام ہو یا صفات مین سے کوئی کوئی صفت ہو ۱۲ از حاشیہ اصل مخلصاً [۲] کیونکہ سبب سے قسم کے کفارہ مین یا جائز نہیں تر

(کیونکہ حلال چیز کو حرام کرلینا قسم ہی) اگر کوئی یون کہے کہ ہر حلال چیز مجھپر حرام ہی تو یہ کہنا کھانے اور پینے کی چیزون پر واقع ہوگا اور فتوی اسپر ہی کہ اس کہنے سے بدون (طلاق کی) نیت کے اسکی بیوی پر بائنہ طلاق پڑ جائیگی (کیونکہ ایسا کہنے کا زیادہ استعمال طلاق مین ہی ہی) اگر کسی نے مطلق منت مانی یا کسی شرط پر معلق کردی اور وہ شرط پائی گئی تو (دونون صورتون مین) وہ اپنی نذر پوری کرے۔ اگر کسی نے قسم کیساتھ انشاء اللہ کہدیا تو وہ اسکے ذمہ نہین رہی (اسکے خلاف کرنے مین یہ ماخوذ نہ ہوگا۔

باب الیمین فی الدخول والسکنی والخروج والاتیان وغیر ذلک

اندر جانے رہنے (باہر نکلنے اور آنے وغیرہ پر قسم کھانے کا بیان

ت کسی نے یون قسم کھائی کہ مین گھر مین نہ جاؤن گا تواب اسکے کعبہ مین جانے یا مسجد یا گرجا یا یہودیون کے مندر یا (گھر کی) دلہیز یا چھجے کے نیچے یا صفہ مین جانے سے اسکی قسم نہین ٹوٹیگی (صفہ تین دیواری چھپر کو کہتے ہین) اور اگر یون قسم کھائی کہ مین کسی گھر مین نہ جاؤن گا تو کھنڈرون مین جانیسے حانث نہ ہوگا (یعنی قسم نہین ٹوٹے گی) اور اگر یون قسم کھائی کہ مین اس گھر مین نہ جاؤنگا تو اس گھر مین جانیسے حانث ہوجائیگا اگرچہ وہ ڈھے جانے کے بعد پھر سے بنا ہو ہان اگر اس گھر کو (توڑکر) باغ یا مسجد یا حمام بنا دیا ہو یا (سارے کی ایک) کوٹھری بنادی ہو تو اسمین جانیسے حانث نہوگا جیسا کہ کوئی یون قسم کھائے کہ مین اس کوٹھری مین نجاؤن گا پھر وہ ڈھے جائے یا اسکی جگہ (اور کچھ بن جائے تو اسمین جانیسے حانث نہین ہوتا اور جو شخص کسی مکان کی چھت پر کھڑا ہو وہ اس مکان مین شمار ہوتا ہے (اسلیے اگر کوئی یون قسم کھائے کہ مین فلان کے مکان مین نجاؤنگا اور اس مکان کی چھت پر کھڑا ہوجائے تو یہ حانث ہوگیا کیونکہ وہ چھت مکان ہی کی ہی) ہان اگر اس مکان کے دروازے کی محراب مین کھڑا ہوگا تو حانث نہ ہوگا اور کپڑا دیر تک پہنے رہنا اور سواری پر دیر تک سوار رہنا اور مکان مین دیر تک رہنا مثل ابتدا سے شروع کرنیکے ہی **ف** یعنی اگر کسی نے یون قسم کھائی کہ مین یہ کپڑا نہ پہنونگا حالانکہ پہنے ہوئے تھا اب اگر اُسنے یہ اُسیوقت اُتار دیا تو حانث نہوگا اور اگر پہنے رہا تو گویا اُسنے ابھی پہنا ہی حانث ہوجائیگا علی ہذا القیاس اگر یون قسم کھائی کہ مین گھوڑے پر سوار نہ ہونگا حالانکہ سوار تھا یا کہا کہ مین فلان مکان مین نہ رہونگا حالانکہ اُسمین تھا تو اگر اب یہ دیر لگائیگا تو مثل ابھی سوار ہونے اور ابھی مکان مین رہنے کے ہوگا اور حانث ہوجائیگا ع ت نہ کہ گھر مین ٹھیرے رہنا (یعنی اگر یون قسم کھائی تھی کہ مین گھر مین نہ آونگا حالانکہ گھر مین ہی تھا تو اب اگر یہ چند روز بھی اُسمین رہی تو حانث نہوگا جبتک کہ باہر آکر پھر نہ اندر آئے) اگر کسی نے یہ قسم کھائی کہ مین اس مکان مین

یا اس کمرے مین یا اس محلہ مین نہ رہون گا اور خود وہان سے نکل گیا مگر اسکا اسباب اور گھر کے آدمی وہین رہے تو یہ حانث ہو گیا بخلاف شہر کے **ف** یعنی اگر یہ قسم کھائی تھی کہ مین اس شہر مین یا اس گانؤ مین نہ رہونگا اور خود وہان سے نکل آیا مگر اپنا اسباب اور گھر کے آدمی وہین رہنے دیے تو یہ حانث نہوگا ع ت اگر کسی نے یون قسم کھائی کہ مین دگھر سے نہ نکلونگا پھر اُسکے کہنے سے لوگ اُسے لائے تو حانث ہوگیا اور اگر اسکے کہنے سے نہین بلکہ اسکی نارضامندی سے یا زبردستی اُٹھالائے ہین تو حانث نہوگا جیسا کہ کوئی یون قسم کھائے کہ مین گھر سے صرف جنازے ہی مین جانیکے لیے نکلونگا پھروہ جنازے مین جانیکے لیے نکلے اور ساتھ ہی کوئی اپنا کام بھی کرلے تو حانث نہین ہوتا رکیونکہ وہ گھر سے تو جنازے ہی کیلیے نکلا ہے) اگر کسی نے یون قسم کھالی کہ مین مکہ کا سفر نہ کرونگا یا مکہ مین نہ جاؤنگا پھر وہ مکہ کا ارادہ کر کے چلدیا مگر راستہ مین سے لوٹ آیا تو حانث ہوگیا ہان اگر قسم کے وقت یہ کہا تھا کہ مین مکہ مین نجاؤنگا تو حانث نہوگا رجب تک کہ مکہ مین نہ پہونچ جائے) اگر اسپر قسم کھالی کہ مین زید کے پاس جاؤنگا اور نہ گیا یہانتک کہ مر گیا تو مرتے وقت حانث ہو گیا۔ اگر یون قسم کھائی کہ مین زید کے پاس جاؤنگا اگر مجھ سے جایا جائیگا تو اس جائے جانیسے تندرست رہنا مراد لیا جائیگا اور اگر اسنے اُس سے قدرت ہونیکی نیت کر لی تھی تو حاکم اُسکا اعتبار نہ کریگا ہان اللہ کے نزدیک سچا ہوگا اگر داپنی بیوی سے) یہ کہا کہ تو میری بے اجازت باہر نہ نکل ورنہ تجھپر طلاق ہے تو اس صورت مین ہر دفعہ باہر نکلنے کیلیے اجازت کا ہونا شرط ہے ورنہ جب نکلیگی طلاق پڑجائیگی بخلاف اسکے کہ یون کہا ہو کہ تو باہر نکلے مگر یہ کہ مین اجازت دون یا جب تک کہ مین اجازت نہ دون د تو انہی صورت مین فقط ایکدفعہ اجازت شرط ہے) ایک عورت گھر سے نکلنا چاہتی تھی د کہ اسکے شوہر نے یہ کہا اگر تو نکلی د تو تجھپر طلاق ہے) یا وہ غلام کو مارنا چاہتی تھی کہ اُسنے کہا اگر تو نے غلام کو مارا د تو وہ آزاد ہے) تو یہ قسم دیعنی طلاق یا آزادی) اس نکلنے یا مارنے کیساتھ مقید ہوگی جیسے کوئی دکسی سے) کہے کہ بیٹھو کھانا کھاؤ وہ جواب مین کہے اگر مین کھانا کھاؤن د تو میرا غلام آزاد ہے) تو اسکو اسی کھانے سے تعلق ہوگا اور حانث ہونے مین اپنے غلام کی سواری مثل اپنی سواری کے ہے اگر ان کی نیت کر لی ہو اور غلام قرضدار نہ ہو **ف** اس مسئلہ کی صورت یہ ہے مثلاً آقا کہے کہ اگر مین گھوڑے پر سوار ہون تو میرا غلام آزاد ہے اور نیت یہ کرلے کہ خواہ میرا گھوڑا ہو خواہ میرے غلام کا ہو تو اب اگر یہ اپنے یا اپنے غلام کے گھوڑے پر سوار ہوگا تو دونون صورتون مین یکسان حانث ہوگا یعنی دونون صورتون مین اس کا غلام آزاد ہوجائیگا بشرطیکہ وہ غلام قرضدار نہوا اگر وہ قرضدار ہو یا اُسکے آقا نے اپنے ہی گھوڑے کی نیت کی تو حانث نہوگا جیسے فتح

سلہ مطلب یہ ہے کہ یہ شخص گھر سے تو مکہ کے ارادہ سے نکل ہی چکا تھا اور اسی پر قسم کھائی تھی اگرچہ بیچ مین سے لوٹ آیا ۱۲ ــــہ یعنی اسکی شرط پوری نہوگی جو اسنے اپنے غلام کے آزاد ہونے کے لیے ٹھہرائی ہے۔ مترجم

باب الیمین فی الاکل والشرب واللبس والکلام

کھانے پینے اور باتین کرنے پر قسم کھانے کا بیان

ت اگر کسی نے (ایک درخت کی طرف اشارہ کرکے) قسم کھائی کہ مین اس درخت کو نہ کھاؤن گا تو وہ اس درخت کا پھل کھانے سے حانث ہوگا (بشرطیکہ وہ پھلدار ہو) اور اگر کچے یا پکے چھوہارے کھانے یا دودھ نہ پینے کی تعیین کردی تھی (یعنی یون قسم کھائی تھی کہ مین کچے یا پکے چھوہارے نہ کھاؤنگا یا دودھ نہ پیون گا تو کچون کو معین کرنے کی صورت مین پکون کے کھانے سے اور پکون کی صورت مین سوکھے چھوہارے کھانے سے اور دودھ کی صورت مین دہی کھانے سے حانث نہوگا بخلاف اسکے کہ کسی نے یہ قسم کھائی کہ مین اس لڑکے سے نہ بولون گا (اور جب وہ لڑکا جوان ہوگیا تو اس سے بولا) یا یہ کہ مین اس جوان سے نہ بولون گا (اور جب وہ جوان بڈھا ہوگیا تو اس سے بولا) یا یون قسم کھائی ہے کہ مین اس حلوان کو نہ کھاؤن گا (اور جب وہ پورا بکرا ہوگیا تو اُسے کھایا تو ان تینون مین حانث ہوجائیگا) اگر کسی نے (بلا تعیین) یہ قسم کھائی کہ مین کچّا چھوہارا نہ کھاؤن گا اور پھر اُسنے پکا ہوا کھالیا تو وہ حانث نہین ہوا (کیونکہ جسپر اسنے قسم کھائی تھی وہ نہین کھایا) اور اگر اس طرح قسم کھائی کہ مین پکے یا کچے چھوہارے نہ کھاؤن گا یا پکّے کھاؤنگا نہ کچّے تو وہ مذنب چھوہارا کھانے سے حانث ہوجائیگا ف مذنب اُس چھوہارے کو کہتے ہین جو ڈنٹھل کی طرف سے کچا ہو باقی پکا ہو یا اوپر کچا ہو جسے اُردو مین گدرا کہتے ہین یعنی ت اگر کسی نے یون قسم کھائی کہ مین پکے چھوہارے نہ خریدونگا اور پھر اُسنے کچے چھوہارون کے ایسے خوشے خریدے جنمین کچھ پکے بھی تھے تو وہ حانث نہین ہوگا۔ اگر گوشت نہ کھانے پر قسم کھائی تھی تو وہ مچھلی کھانے سے حانث نہوگا (کیونکہ قسمون کا دارومدار عرف پر ہے اور عرف مین مچھلی کھانے کو گوشت کھانا نہین کہتے) سور اور آدمی کا گوشت اور کلیجی اور اوجھڑی گوشت (کے حکم مین) ہین ف یعنی اگر کوئی یون قسم کھائے کہ مین گوشت نہ کھاؤنگا اور پھر وہ سور کا یا آدمی کا گوشت کھالے یا کلیجی یا اوجھڑی کھالے تو وہ حانث ہوجائیگا کیونکہ یہ چارون گوشت کا حکم رکھتے ہین مگر صحیح یہ ہے کہ آدمی اور سور کا گوشت کھانے سے وہ حانث نہین ہوگا۔ کیونکہ ان دونون کا کھانا متعارف نہین ہے اور قسمون کا دارومدار عرف پر ہے اور اسی پر فتوی ہے اور محیط مین ہے کہ اگر گوشت نہ کھانے پر قسم کھائی تو ہماری عرف مین کلیجی اور اوجھڑی کھانے سے حانث نہوگا کیونکہ یہ دونون گوشت نہین شمار ہوتے اور اہل کوفہ کے نزدیک حانث ہوجائیگا۔ عینی و مستخلص ت اگر کسی نے قسم کھائی کہ مین چربی نہ کھاؤنگا اور پھر پیٹھ

کی چربی کھالی یا یون قسم کھائی کہ مین گوشت یا چربی نہ کھاؤن گا اور پھر اُسنے دنبہ کی چکتی کھالی یا یون قسم کھائی کہ مین یہ گیہون نہ کھاؤنگا اور پھر اسکی روٹی کھالی تو حانث نہ ہوگا اور اگر یون قسم کھائی کہ مین یہ آٹا نہ کھاؤنگا تو وہ اسکی روٹی کھانے سے حانث ہو جائیگا آٹا پھانکنے سے حانث نہ ہوگا اور روٹی پر قسم کھانے کی صورت مین) وسیی مراد ہوگی جیسی اس شہر کے لوگ کھاتے پکاتے ہون' اور قسم مین بُھنا ہوا یا پکا ہوا کہنے سے گوشت مراد ہوگا (مثلاً کسی نے یون قسم کھائی کہ مین بُھنا ہوا یا پکّا ہوا نہ کھاؤن گا تو یہ قسم گوشت نہ کھانے پر ہوگی) اور سری (نہ کھانے پر قسم کھانے) سے وہ مراد ہوگی جو اس شہر مین بکتی ہو (یعنی جسکا اس شہر مین رواج ہو بکرے کی ہو یا گائے کی ہو اگر کسی نے میوہ نہ کھانے پر قسم کھائی تو اس سے سیب خربوزہ زرد آلو (اور انجیر وغیرہ) مراد ہونگے (یعنی اُن پر قسم ہوگی) نہ کہ انگور۔ انار۔ پکے ہوے چھوہارے۔ کھیرا اور ککڑی (کیونکہ یہ چیزین میوے مین شمار نہین ہوتین) اگر کسی نے سالن نہ کھانے کی قسم کھائی تو اس سے وہ مراد ہوگا جسمین روٹی ترکیجاے مثلاً سرکہ۔ نمک۔ زیتون (کا تیل) اس سے گوشت اور انڈے بُھنے ہوئے) اور پنیر مراد نہ ہون گے (کیونکہ یہ عرف مین سالن نہین کہلاتے) اور دن کے کھانیکا وقت صبح سے لیکر ظہر کے وقت تک ہے اور شام کے کھانیکا وقت ظہر سے لیکر آدھی رات تک ہے اور آدھی رات سے صبح صادق تک کے کھانے کو سحری (یا سرگہی) کہتے ہین **ف** پس اگر کسی نے قسم کھائی کہ مین دن کا کھانا نہ کھاؤنگا اور پھر اُسنے صبح صادق سے لیکر ظہر تک کچھ کھالیا تو وہ حانث ہو جائیگا اسیطرح اگر کسی نے شام کے نہ کھانے کی قسم کھائی اور ظہر سے لیکر آدھی رات تک کھالیا یا سحری نہ کھانے کی قسم کھائی اور آدھی رات سے صبح صادق تک کھالیا تو وہ حانث ہو جائیگا **عینی ت** اگر کسی نے (قسم کھائی اور) یون کہا کہ اگر مین پہنون یا کھاؤن یا پیون (تو میرا غلام آزاد ہے) اور اُسنے ایک خاص چیز (کے کھانے پینے یا پہننے) کی نیّت کرلی تو اسکی نیّت کا بالکل اعتبار نہ کیا جائیگا (نہ حاکم مانے گا نہ دیانۃً اُسے سچا گینگے) ہان اگر اسنے یون کہا ہو کہ اگر مین کپڑا پہنون یا کھانا کھاؤن یا کوئی پینے کی چیز پیون (تو میرا غلام آزاد ہے) اور اسمین اُسنے کسی خاص چیز کی نیت کرلی تو دیانت کی رُو سے اسکا اعتبار کرلیا جائیگا (اور حاکم یہان بھی اعتبار نہین کرے گا) اگر کسی نے اسپر قسم کھائی کہ مین جمنا سے پانی نہ پیونگا تو یہ قسم اوکھ (یعنی چلّو) سے پینے پر ہوگی بخلاف اسکے کہ یون کہے کہ مین جمنا کا پانی نہ پیونگا (اس صورت مین اگر کسی برتن مین لیکر پیئے گا تب بھی حانث ہو جائیگا) اگر کسی نے یون کہا کہ اگر مین اس کوزے کا پانی آج پیون تو میری عورت پر طلاق ہے حالانکہ اس کوزے مین پانی نہین ہے یا پانی

لے عرف مین کھیرا ککڑی (?) یعنی انکو میوہ نہیں کہتے [margin note partly illegible]

تھا مگر وہ گرا دیا گیا یا اُس نے آج (کے پینے) کی قید نہ لگائی (اور نہ کوزے مین پانی ہو تو ان سب صورتونین (وہ حانث نہ ہوگا اور (اگر (اُسنے آج پینے کی قید نہ لگائی تھی اور) اس کوزے مین پانی تھا پھر وہ گرا دیا گیا تو حانث ہو جائیگا (اور کفارہ دینا پڑیگا) ایک آدمی نے قسم کھائی کہ مین آسمان پر چڑھون گا یا (کہا کہ) اس پتھر کو سونا کر دونگا (تو وہ یہ کہتے ہی حانث ہو جائیگا (اُسے کفارہ دینا چاہیئے) اگر کسی نے قسم کھائی کہ مین فلانے سے نہین بولون گا پھر اسکو سوتے مین اس طرح پکارا (کہ اسکی آنکھ کھل گئی (تو یہ حانث ہوگیا) یا یون کہا تھا کہ اس کی بدون اجازت اس سے نہ بولونگا اور اُسنے اجازت دیدی مگر اسے اجازت دینے کی خبر نہین ہوئی اور اس نے اس سے گفتگو کی تو یہ حانث ہو گیا اگر یون قسم کھائی کہ مین فلانے سے مہینہ بھر نہ بولون گا تو یہ مہینہ اسی وقت سے شروع ہو جائیگا جبوقت اُسنے قسم کھائی ہے۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ مین کلام نہ کرونگا پھر اُسنے قرآن شریف پڑھا یا تسبیح پڑھی تو وہ حانث نہوگا (کیونکہ یہ عرف مین کلام کرنا نہین ہو بلکہ اُسکو تلاوت کرنا یا تسبیح پڑھنا کہتے ہین اور اسی پر فتویٰ ہو) اگر کوئی یون کہے کہ مین فلانیسے جسدن کلام کرون میرا غلام آزاد ہو تو اس صورتمین دن اور رات دونون مراد ہونگی (یعنی اگر یہ دن کو بولیگا تب بھی اور رات کو بولیگا تبھی اسکا غلام آزاد ہو جائیگا) اور اگر اُسنے (یہ کہتے وقت) خاص دن کو بولنے) کی نیت کرلی تھی تو اسکا اعتبار کرلیا جائیگا اور اگر یون کہا کہ اگر مین فلانیسے رات کو کلام کرون تو میرا غلام آزاد ہو تو یہ قسم رات ہی کے کلام کرنے پر ہوگی۔ اگر کوئی یون کہے کہ اگر مین فلان آدمی سے کلام کرون تو میرا غلام آزاد ہو مگر یہ کہ زید آجائے یا یہانتک کہ زید آجائے یا (کہے) مگر یہ کہ زید اجازت دے یا یہانتک کہ زید اجازت دے اور پھر زید کے آنے یا اُس کے اجازت دینے سے پہلے کلام کرلیا تو وہ (ان سب صورتونمین) حانث ہو جائے گا اور (اگر زید کے آنے یا اسکے اجازت دینے کے بعد کلام کیا تو حانث نہوگا اور اگر زید مرگیا تو یہ قسم ہی جاتی رہیگی۔ اگر کسی نے یہ قسم کھائی کہ مین فلانے کا کھانا نہ کھاؤنگا یا اسکے گھر مین نہ جاؤنگا یا اسکا کپڑا نہ پہنونگا یا اسکے گھوڑے پر سوار نہونگا یا اسکے غلام سے کلام نہ کرونگا اگر اسنے ان چیزون کی طرف اشارہ کرکے کہا تھا اور یہ چیزین اس شخص کی ملکیت سے نکل گئین تب اسنے ایسا کیا (کہ وہ کھانا کھایا یا اس گھر مین گیا یا وہ کپڑا پہنا یا اس گھوڑے پر سوار ہوا وغیرہ تو یہ حانث نہوگا جیسا کہ اگر اسکی نئی خریدی ہوئی چیزون سے یہ اشیا کرے (تو بالاتفاق حانث نہین ہوتا) اور اگر اشارہ نہین کیا تھا تو ان چیزون سے اسکی ملکیت زائل ہونے کے بعد ان کامون کے کرنے سے حانث نہ ہوگا اور (اس صورت مین اُسکی نئی خریدی ہوئی چیزون کے ساتھ ایسا کرنے سے حانث ہو جائیگا

کیونکہ حانث ہونیکی شرط یعنی اُن چیزونکا اس شخص کیطرف منسوب ہونا اور اسکا مالک ہونا تھا یہان موجود ہے
اور اگر کسی نے اشارہ کرکے کہا کہ مین فلانے کے اس دوست سے یا اسکی اس بیوی سے گفتگو نہ کرونگا تو انکی دوستی
اور نکاح نہ رہنے کے بعد بھی انکے ساتھ گفتگو کرنے سے حانث ہو جائیگا ہان اگر اشارہ نہ کیا ہو تو دوستی
اور نکاح نہ رہنے بعد گفتگو کرنیسے) حانث نہ ہوگا اور (اس صورت مین مثل سابق کی) اس شخص کے نئے دوست
اور نئی بیوی کیساتھ گفتگو کرنے سے حانث ہو جائیگا اگر کسی نے یون قسم کھائی کہ مین اس چادر والے سے بات
نہ کرونگا اور اس چادر والے نے وہ چادر بیچدی تب اُسنے اس بات کی تو یہ حانث ہو گیا اگر کسی نے اپنی
قسم مین زمانہ اور حین کو معرفہ بولا (یعنی الزمان اور الحین کہا) یا انکو نکرہ بولا (یعنی زمان یا حین کہدیا) تو
ان دونون صورتون مین اس سے چھ مہینے مراد ہونگے (مثلاً یون کہا کہ مین ایک زمان تک یا الزمان تک
بات نہ کرونگا اگر کرون تو ایسا ہو گویا اسنے چھ مہینے کہے ہین) اور اگر الدہر یا الابد کہا تو اس سے تمام عمر مراد
ہو اور دہر کا لفظ مجمل ہے (اسکی کوئی مقدار معین نہین) اور اگر الایام یا ایام کثیرہ کہا یا الشہور کہا یا السنون کہا
تو اس سے دس مراد ہین (یعنی الایام اور ایام کثیرہ سے دس دن اور الشہور سے دس مہینے اور السنون
سے دس برس) اور اگر ان سب کو نکرہ (یعنی بدون الف لام کے) کہیگا تو تین مراد ہون گے۔

باب الیمین فی الطلاق والعتاق

ت اگر کسی نے اپنی بیوی یا اپنی لونڈی سے) یون کہا کہ اگر تو بچہ جنے تو تجھ پر طلاق ہے یا تو آزاد ہے تو مرا
ہوا بچہ ہونے سے حانث ہو جائیگا یعنی اسکی بیوی پر طلاق پڑ جائیگی اور لونڈی آزاد ہو جائے گی) بخلاف
اسکے کہ یون کہا ہو کہ وہ بچہ آزاد ہے (تو اس صورت مین اس بچہ کا زندہ پیدا ہونا شرط ہے) مرا ہوا بچہ آزاد ہوگا
نہ وہ شخص حانث ہوگا) اگر کسی نے یون کہا کہ جس غلام کا مین اوّل مالک ہون وہ آزاد ہے پھر وہ ایک غلام
کا مالک ہوا تو وہ آزاد ہو جائیگا اور اگر ایک ساتھ دو کا مالک ہوا پھر تیسرے کا ہوا تو ان مین سے ایک
بھی نہین آزاد ہوگا ہان اگر اُسنے یہ کہا ہو کہ جس اکیلے غلام کا مین اول مالک ہون وہ آزاد ہے (تو اس صورت
مین) یہ تیسرا آزاد ہو جائیگا (جو دو کے بعد خریدا ہے) کیونکہ یہ خریدے جانے مین اکیلا ہے) اگر کسی نے یون
کہا کہ جس غلام کا مین سب سے آخر مین مالک ہون وہ آزاد ہے پھر اُسنے ایک ایک کرکے دو غلام خریدے
اسکے بعد مرگیا تو یہ پیچھے خریدا ہوا غلام اسوقت سے آزاد ہوگا جس وقت سے آقا اس کا مالک ہوا تھا۔ اگر
کسی نے یون کہا کہ جو غلام مجھے فلان بات کی خوشی سنائے وہی آزاد ہے پھر اسکو تین غلامون نے یکے بعد دیگرے

اس بات کی خوشی سُنائی تو (ان مین سے) پہلا غلام (یعنی جسنے پہلے خوشی سُنائی ہی) آزاد ہو جائیگا اور اگر تینون نے ایک ساتھ ہی خوشی سُنائی تھی تو تینون آزاد ہو جائینگے اور کفارے کی ادائگی کیلیے اپنے باپ کو خرید لینا جائز ہی ف یعنی ایک شخص کے ذمہ مثلاً روزے کا کفارہ تھا اور اُسنے اس کفارے کی ادا ہونیکی نیت کرکے اپنے باپ کو خرید لیا تو اس کا باپ آزاد اور کفّارہ ادا ہو جائیگا اور یہی حکم ہر ذی رحم محرم کا ہی جو خریدتے ہی آزاد ہو جانے بشرطیکہ خریدنے کے وقت کفارہ ادا کرنیکی نیت ہو یعنی وغیرہ ت ہان (کفارے کے لیے) ایسے شخص کا خریدنا کافی نہین ہو سکتا جسکے آزاد کرنیکی قسم کھائی ہو (مثلاً دوسرے کے غلام سے کہدیا تھا کہ اگر مین تجھے خریدون تو تو آزاد پھر کفّارہ ادا ہونے کی نیّت کرکے اُسے خرید لیا تو اُسکے آزاد ہونے سے کفارہ ادا نہ ہوگا) اور نہ اپنی ام ولد کو (کفارے کے لیے) خریدنا (کافی ہو سکتا ہے) اگر کوئی کہے کہ اگر مین لونڈی کو حرم بناؤن تو وہ آزاد ہے تو اسکا یہ کہنا ٹھیک ہو جائیگا اگر وہ لونڈی (اسکے یہ کہنے کیوقت) اسکی ملک مین ہو اور اگر اُسوقت اسکی ملک مین نہین ہے تو یہ کہنا ٹھیک نہوگا۔ اگر کوئی یہ کہدے کہ میرے کل مملوک آزاد ہین تو اس کہنے سے اُسکے سارے غلام اور اسکی ام ولد لونڈیان اور اسکے مدبر غلام آزاد ہو جائینگے اور اسکے مکاتب آزاد نہونگے (کیونکہ مکاتب پورا مملوک نہین ہوتا) اگر کسی نے اپنی چند بیویون سے یون کہا کہ اسکو طلاق ہی یا اسکو اور اسکو تو اس صورت مین تیسری کو (جسکی طرف سب سے پیچھے اشارہ کیا ہی) طلاق ہو جائیگی اور پہلی دو مین شوہر کو اختیار دیا جائیگا (کہ ان دونون مین سے جونسی کو چاہے طلاق کیلیئے خاص کردے) اور یہی حکم آزاد کرنے اور اقرار کرنیکا ہے ف مثلاً اپنے چند غلامون سے کہا کہ یہ آزاد ہی یا یہ اور یہ تو یہ پچھلا آزاد ہو جائیگا اور پہلے دو مین اسکو اختیار دیا جائیگا کہ انمین سے جسکی آزادی چاہے بیان کردے اسیطرح کسی نے یون اقرار کیا کہ میرے ذمہ فلانے کے ہزار ہین یا فلانیکے اور فلانے کے لیے تو جس کا آخر مین ذکر ہوا ہے اسکے لیے پانسو کا اقرار ثابت ہو جائیگا اور باقی کے پانسو مین اُسے اختیار ہے کہ پہلے دونون مین سے جسکے لیے چاہے اقرار کرلے یعنی

باب الیمین فی البیع والشراء والتزوج والحج والصلوٰۃ والصوم وغیرہا

خرید و فروخت۔ نکاح۔ حج۔ نماز اور روزے وغیرہ کی بابت قسم۔ کھانے کا بیان

ت وہ امور کہ جنکے خود کرنے سے آدمی حانث ہو جاتے اور اگر دوسرے سے کہہ کر کرالے تو حانث نہو یہ ہین بیچنا۔ خریدنا۔ ٹھیکہ دینا۔ مزدوری پر کام لینا۔ مال و کیر صلح کرنا تقسیم کرنا۔ مقدمات مین جوابدہی کرنا۔ اولاد کو مارنا ف مثلاً کسی نے قسم کھائی کہ مین یہ چیز نہ بیچونگا اور پھر اُسنے دوسرے سے کہکر یعنی اپنا وکیل کرکے بکوادی

حاشیہ: کل مملوک کا اطلاق لونڈی غلام دونون پر ہو جاتا ہے

یا اسطرح خریدنے وغیرہ کی قسم کھائی تھی اور پھر دوسرے کے ذریعہ سے خرید والی تو یہ حانث نہ ہوگا **ت** اور وہ امور کہ (جنکے خود کرنے یا دوسرے کے ذریعہ کرانے) دونوں صورتوں میں حانث ہو جاتا ہے یہ ہیں نکاح کرنا طلاق دینا۔ خلع کرنا۔ آزاد کرنا۔ مکاتب کرنا۔ عمداً قتل کرنے سے صلح کرنا۔ ہبہ کرنا۔ صدقہ دینا۔ قرض دینا۔ قرض لینا غلام (یا لونڈی) کو مارنا۔ ذبح کرنا۔ مکان بنانا۔ سینا۔ اپنی چیز دوسرے کے پاس امانت رکھنا۔ یا دوسرے کی اپنے پاس امانت رکھنا۔ اپنی چیز مانگے دینا۔ یا دوسرے کی چیز مانگی لینا۔ قرض ادا کرنا۔ اپنا قرض وصول کرنا کپڑا پہننا کوئی چیز سواری پر لادنا (مثلاً قسم کھائی کہ میں یہ چیز سواری پر نہ لادونگا اور پھر دوسرے سے لدوادی تو حانث ہو گیا جیسا کہ اگر خود لادتا تو حانث ہو جاتا) اور عربی میں بیع شراء۔ اجارہ۔ صناعۃ۔ خیاطۃ۔ بناء کے بعد لام کا آنا (جسکے معنے واسطے کے ہیں) اسلیے ہوتا ہے کہ یہ فعل اسی شخص کیساتھ مخصوص ہے جسپر قسم کھائی گئی ہے یعنی اسکی اجازت سے ہوا ہے برابر ہے کہ اسکی ملک ہو یا نہ ہو مثلاً ان بعث لک ثوبا فعبدی حر **ف** اس مثال کے یہ معنی ہیں کہ اگر میں تیرے واسطے یا تیرے لیے کپڑا بیچوں تو میرا غلام آزاد ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ تیری اجازت سے بیچوں گویا اس موقع پر لام آنا اس شخص کی اجازت ہونے پر دلالت کریگا برابر ہے کہ وہ چیز مثلاً اس مثال میں کپڑا اسکی ملک ہو یا نہ ہو۔ اس مثال میں لام بیع کے بعد ہے اسیطرح اوروں میں لیجیے مثلاً کہا ان اشتریت لک ثوبا فعبدی حر یعنی اگر میں تیرے لیے کپڑا خریدوں تو میرا غلام آزاد ہے یا کہا ان اجرت لک دارا فعبدی حر اگر میں تیرے لیے مکان کرایہ پر دوں تو میرا غلام آزاد ہے یا ان صنعت لک خاتما فعبدی حر (اگر میں تیرے لیے انگوٹھی بناؤں تو میرا غلام آزاد ہے صناعۃ کے معنی زیور بنانیکے ہیں) یا کہا ان خطت لک ثوبا فعبدی حر اگر میں تیرے لیے کپڑا سیوں تو میرا غلام آزاد ہے خیاط کے معنی سینے کے ہیں اور بنا کے معنی مکان بنانے کے ہیں۔ یعنی **ت** اور یہی لام دخول اضراب اکل شراب اور کسی چیز کے بعد آنا یہ بیان کرنیکے لیے ہوتا ہے کہ وہ چیز اسی شخص کی ہو یعنی وہ اسکا مالک ہو برابر ہے کہ وہ اجازت دے یا نہ دے مثلاً کہا ان بعت لک ثوبا فعبدی حر **ف** یعنی اگر میں تیرا کپڑا بیچوں تو میرا غلام آزاد ہے یہاں لام اسکی ملکیت ظاہر کرنے کیلئے ہے پس اگر اس کہنے کے بعد اسنے اسکی بدون اجازت اسکا کپڑا بیچدیا تو اس کا غلام آزاد ہو جائیگا اسی پر دخول و ضرب وغیرہ کو بھی قیاس کر لینا چاہیے مثلاً دخول کی صورت میں کہا ان دخلت لک دارا فعبدی حر اگر میں تیرے مکان میں جاؤں تو میرا غلام آزاد ہے یہاں بھی وہ مکان اسکی ملک ہونی چاہیئے **ت** اور اگر کہنے والے نے نیت اسکے سوا کی یعنی لفظوں میں تو فعل کے بعد بولا اور نیت اُن معنی کی کی جو چیز کے بعد لام آنے سے ہوتے ہیں یا اسکا عکس کیا، تو اس صورتین

اسکا اعتبار کرلیا جائے گا جسمین اسکا نقصان ہوا اور اگر اسکی نیت کے موافق معنی لینے مین اس کا فائدہ ہو تو اسکا اعتبار نہین کیا جائیگا) اگر کسی نے یہ کہا کہ اگر مین اس غلام کو بیچون یا خریدون تو یہ آزاد ہو پھر اُسے جا کر بیچ دیا یا خرید لیا تو وہ حانث (اور غلام آزاد) ہو جائیگا اور یہی حکم بیع فاسد اور بیع موقوف کا ہو ہان اگر بیع باطل کے طور پر بیچا یا خریدا تو یہ حانث نہ ہوگا (نہ غلام آزاد ہوگا) اگر کوئی یون کہے کہ اگر مین اس غلام کو نہ بیچون تو میری عورت پر طلاق (پھر خود ہی اس غلام کو آزاد کر دیا یا مدبر کر دیا تو یہ حانث ہوگیا (یعنی اسکی عورت پر طلاق پڑ گئی) ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو نے مجھپر اور نکاح کر لیا ہے اُسنے جواب مین کہا کہ جو میری بیوی ہو اسپر طلاق ہے تو اس قسم دلانے والی پر طلاق پڑ جائیگی (کیونکہ جو مین یہ بھی ہے اور اگر کوئی اور ہوئی تو اسپر بھی) اگر کوئی یون کہے کہ بیت اللہ تک یا (خانہ) کعبہ تک پیدل جانا میرے ذمہ ہو تو وہ پیدل جا کر حج کرے یا عمرہ کرے اور اگر اسنے (آدھے سے زیادہ) راستہ سواری پر طے کیا تو یہ ایک بکری ذبح کرے بخلاف اسکے کہ یون کہا ہو کہ بیت اللہ تک سفر کرنا یا جانا میری ذمہ ہو (تو اُسپر کچھ لازم نہ ہوگا) یا یہ کہا کہ حرم تک یا صفا تک یا مروہ تک پیدل جانا میرے ذمہ ہو (تو اس سے بھی حج پیدل کرنا لازم نہین ہوتا) اگر کوئی کہے کہ اگر مین اس سال حج نہ کرون تو میرا غلام آزاد ہے پھر حج کر لینے کا دعویٰ کیا اور (دو) گواہون نے گواہی دی کہ اسنے (اس سال) کوفہ مین قربانی کی ہے تو (اس گواہی کا اعتبار نہ کیا جائیگا اور) غلام آزاد نہ ہوگا (کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اُسنے حج کر کے قربانی کوفہ مین آکر کی ہو) اگر کسی نے قسم کھائی کہ مین روزہ نہ رکھونگا تو یہ روزے کی نیت سے ایک ساعت کا روزہ رکھ لینے سے حانث ہو جائیگا اور اگر یون کہا تھا کہ مین ایکدن کا روزہ نہ رکھونگا یا ایکدن کا روزہ نہ رکھونگا تو یہ سارے دنکا روزہ رکھنے سے حانث ہوگا اور اگر (قسم مین) یہ کہا کہ مین نماز نہ پڑھونگا تو یہ ایک رکعت پڑھنے سے حانث ہو جائیگا اور اگر یون تھا کہ کوئی نماز نہ پڑھونگا تو دو رکعت پڑھنے سے حانث ہوگا۔ اگر کسی (جلاہے) نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر مین تیرا کاتا ہوا پہنون تو وہ صدقہ ہے اسکے بعد اُسنے خود روئی خریدی اور اس عورت نے اسکو کاتا اور اُسنے خود بنا اور پہن لیا تو (امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک) وہ کپڑا صدقہ ہے۔ سونیکی انگوٹھی یا موتیونکا ہار پہننا زیور پہننے کے حکم مین ہے **ف** یعنی اگر کسی نے یہ قسم کھائی کہ مین زیور نہ پہنونگا اور پھر اُسنے سونیکی انگوٹھی یا موتیونکا ہار پہن لیا تو حانث ہوگیا **ت** ہان چاندی کی انگوٹھی زیور کے حکم مین نہین ہے اگر کسینے اسپر قسم کھائی تھی کہ مین زمین پر نہ بیٹھونگا پھر وہ فرش پر دیا بوریے پر بیٹھ گیا یا اسپر سو گیا یا اسپر قسم کھائی تھی کہ مین اس تخت پر نہ بیٹھونگا پھر اسپر دوسرا تخت بچھا لیا (اور اسپر بیٹھا) تو ان تینون صورتون مین) حانث ہوگا ہان اگر فرش پر پلنگ پوش بچھایا یا تخت پر فرش یا بوریا ڈال لیا (اور اسپر بیٹھا) تو حانث ہو جائیگا

باب الیمین فی الضرب والقتل وغیر ذلک

مارنے یا جان سے مار ڈالنے وغیرہ پر قسم کھانیکا بیان

ت اگر (کسی نے قسم کھاکر دوسرے سے کہا کہ اگر) مین تجھ کو مارون یا تجھے کپڑا پہناؤن یا تجھ سے بات کرون یا تیرے پاس آؤن (تو میرا غلام آزاد ہے) تو یہ قسم اس مخاطب کی زندگی تک رہیگی (اگر اسکے مرنیکے بعد یہ کام کریگا تو حانث نہوگا) بخلاف اسکے کہ اسپر قسم کھائی کہ مین فلانے کو غسل نہ دونگا یا نہ اٹھاؤن گا یا اُسے ہاتھ نہ لگاؤنگا (کیونکہ ان تینون صورتون مین اگر اسکے مرنیکے بعد بھی اُسے غسل دیگا یا اٹھائیگا یا ہاتھ لگائیگا تو حانث ہوجائیگا) اگر کسی نے اسپر قسم کھائی کہ مین اپنی عورت کو نہ مارون گا پھر اسکے بال کھینچے یا گلا گھونٹا یا دانت توڑ دیئے تو یہ حانث ہوگیا۔ اگر کسی نے اسپر قسم کھائی کہ اگر مین فلان شخص کو نہ مارون تو میری عورت پر طلاق ہے اور وہ اسکے یہ کہنے سے پہلے ہی مرچکا تھا تو اگر اسکو (قسم کے وقت) اسکے مرنیکی خبر تھی تو یہ حانث ہوگیا اور اگر خبر نہین تھی تو حانث نہین ہوا۔ اگر کوئی قسم مین عنقریب کا لفظ کہے تو اس سے ایک مہینے سے کم دن مراد ہونگے اور اگر مدت دراز کہے تو ایک مہینہ اور اس سے زیادہ مراد ہوگا۔ اگر کسی نے اسپر قسم کھائی کہ مین زید کا قرض ادا کردونگا اور پھر ایسے روپے دیے جو کھوٹے ہین یا چلتے نہین ہین یا دوسرے شخص کے ہین تو اسکی قسم پوری ہوگئی لیکن اگر رانگ کے دیئے یا سہ ناقہ دئے تو قسم پوری نہین ہوئی اور قرض کے عوض اگر قرضخواہ کے ہاتھ یہ کوئی چیز بیچدے تو یہ قرض ادا کرنیکے حکم مین ہے (یعنی اس صورت مین بھی اسکی قسم پوری ہوجائیگی) نہ کہ اسکا ہبہ کرنا۔ اگر کسینے اسپر قسم کھائی کہ مین اپنا قرض متفرق نہ لونگا اور پھر اُسنے تھوڑا سا روپیہ لیلیا تو یہ حانث نہین ہوا جبتک کہ سارا قرض متفرق نہ لے اور ضروری تفرق سے (جیسے روپے گننے یا تولنے مین ہوتی ہے) قسم نہ ٹوٹیگی۔ ایک شخص نے کہا کہ اگر میرے پاس مال ہو مگر سو روپے یا اسکے سوا یا اور کچھ تو میرا غلام آزاد ہے تو اگر اسکے پاس سو روپے یا سو سے کم ہونگے تو یہ حانث نہوگا (اگر زیادہ ہونگے تو حانث ہوجائیگا) اگر کوئی کہے کہ مین ایسا نکرونگا تو یہ اُسے کبھی نہ کرے (یعنی اگر اسطرح کہنے کے بعد ایک بار بھی کیا تو قسم کے خلاف ہوگا) اگر کسی نے قسم کھائی کہ مین یہ کام ضرور کرونگا تو ایکدفعہ کے کرنیسے قسم پوری ہوجائیگی اگر حاکم نے کسی سے اس بات پر قسم لی کہ تو ہمین ہر بدمعاش کے حال کی اطلاع دیا کر جو اس شہر مین آئے تو یہ قسم اس حاکم کی حکومت تک رہیگی (اسکے موقوف ہونیکے بعد یہ بھی جاتی رہیگی) اگر کسینے اسپر قسم کھائی کہ مین یہ چیز فلانے کیلیئے ہبہ کرون گا اور پھر اُسنے ہبہ کردی تو جس کے لیے ہبہ کی ہے اسکی قبول کیے بغیر اسکی پوری ہوجائیگی بخلاف بیع کے **ف** یعنی اگر بیع مین قسم کھائی کہ مین یہ چیز فلانے کے ہاتھ بیچونگا اور پھر بیچدی

مگر مشتری نے ابھی قبول نہین کی تو اسکی قسم پوری نہین ہوئی **ت** اگر کسی نے قسم کھائی کہ مین ریحان نہ سونگھونگا
تو وہ گلاب اور چمیلی کے پھول سونگھنے سے حانث نہ ہوگا (کیونکہ ریحان اس خوشبودار گھانس کا نام ہی جو تنہ دار
نہ ہو اور گلاب و چمیلی مین تنہ ہوتا ہی) اگر کسی نے بنفشہ یا گلاب سونگھنے پر قسم کھائی تو یہ قسم ان دونون کے پھولون کی پتی
پر ہے) نہ کہ اُن کے تیل یا عرق یا ٹہنیون کے سونگھنے پر) اگر کسی نے اسپر قسم کھائی کہ مین نکاح نہ کرونگا اور پھر ایک
فضولی نے اسکا نکاح کر دیا (فضولی اس اجنبی آدمی کو کہتے ہین جو خود بخود ہی کسیکا کسی سے نکاح کر دے) اور اُسنے زبانی
اجازت دیدی تو یہ حانث ہوگیا اور اگر فعل سے اجازت دی (مثلاً اس عورت کا مہر دیدیا یا اس سے صحبت کر لی تو حانث نہین
ہوا اگر کوئی شخص کسی گھر کا مالک ہو یا کرایہ پر لے رکھا ہو (یا عاریتہً لے لیا ہو) تو (قسم مین) وہ گھر اُسی کا شمار ہوگا **ف**
مثلاً اگر کسینے قسم کھائی کہ مین فلانے کے گھر نہ جاؤنگا پھر وہ خاص اُسی کے گھر مین یا اُسکے کرایہ پر یا عاریتہً لیے ہوئے مین چلا گیا
تو حانث ہوگیا **ع ت** اگر کسینے اسپر قسم کھائی کہ میرے پاس مال نہین ہی حالانکہ کسی مفلس یا مالدار نادہندہ کے ذمہ اسکا قرض ہے تو یہ حانث نہوگا

کتاب الحدود

حدون کے بیان مین

ف لغت مین حد کے معنی روکنے کے ہین اسیوجہ سے دربانون کو عربی مین حداد کہتے ہین کہ وہ لوگون کو
مکان مین آنے جانے سے روکتے ہین **ع ت** حد (شرع مین) اس سزا کا نام ہی جو خداوند عالم (کی حق تلفی کا بدلہ
دینے) کے لیے مقرر کی گئی ہو (اور جو سزا بندے کی حق تلفی پر ہو اسکو حد نہین کہتے) اور زنا اس صحبت کا نام ہی جو
ایسی شرمگاہ مین ہو کہ نہ وہ زانی کی ملک ہو (یعنی نہ بیوی ہو نہ لونڈی ہو) اور نہ ملک کا شبہہ ہو (مثلاً کسینے اپنی
بیوی کے شبہ مین کسی عورت سے صحبت کر لی تو وہ زنا نہ ہوگا) اور زنا چار آدمیون کی گواہی سے ثابت ہوتا ہی
جو زنا ہی کہہ کر گواہی دین (اگر وطی یا جماع کہہ کر گواہی دینگے تو زنا ثابت نہ ہوگا) اور انکے گواہی دینے کے بعد حاکم اُنسے
جرح کرے زنا کی ماہیت پوچھے (کہ یہ بتاؤ زنا کہتے کسکو ہین) اُسکی کیفیت پوچھے (کہ زبردستی ہوا ہی یا خوشی خواہ) اُسکی
جگہ پوچھے (کہ کہان ہوا ہی) اُسکا وقت پوچھے (کہ کسوقت) اُس عورت کو دریافت کرے (کہ وہ کون تھی) اگر
وہ سب اسکو بیان کر دین (یعنی جرح مین پورے اُتر جائین) اور یون کہین کہ ہم نے اس مرد کو اس عورت سے ایسے
زنا کرتے دیکھا ہی جیسے سرمہ دانی مین سلائی اور ان گواہون کے عادل ہونیکی بھی علی الاعلان اور خفیہ تحقیق کر لی
گئی تو اب حاکم زنا ثابت ہونیکا حکم کر دے اور خود زانی کے چار مجلسون مین چار دفعہ زنا کا اقرار کرنیسے بھی زنا ثابت
ہو جاتا ہی اور جب وہ اقرار کرے حاکم اسکے اقرار کو ٹالدے اور اس سے وہی پانچون امور (زنا کی ماہیت اور کیفیت
وغیرہ) دریافت کرے اگر وہ سب بیان کر دے تو اسکو سزا دیدے اور اگر سزا ہونیسے پہلے وہ اپنے اقرار سے پھر جائے

یا سر کھوتے ہوئے پھر جائے تو اُسکو رہا کردے اور مستحب ہی کہ زنا کا اقرار کرنیوالے سے انکار کرانیکے لیے) حاکم
اُسے سمجھائے (یعنی اسکے اقرار کے جواب مین کہے) کہ شاید تو نے بوسہ لیا ہو تا کہ وہ بھی کہدے کہ ہان مین نے بوسہ
ہی لیا تھا) یا شاید تو نے ہاتھ لگایا ہو یا شاید تو نے کسی شبہ سے صحبت کرلی ہو (پس اگر وہ اس سمجھانے پر بھی یہی زنا
ہی کرنا کہتا رہے تو سزا کا حکم دے) پس اگر زانی محصن ہو (یعنی اپنی نکاحۃ سے صحبت کر چکا ہو) تو اُسکو کھلے میدان
مین سنگسار کرے یہانتک کہ وہ مرجائے اور سنگسار کرنا گواہ شروع کرین اور اگر وہ شروع کرنے سے انکار
کرین تو یہ حد موقوف ہوجائیگی اور گواہون کے بعد امام کرے پھر اور لوگ اور اگر زانی اقراری ہو تو سنگسار
کرنا حاکم شروع کرے پھر اور لوگ اور اگر زانی محصن نہین ہی تو اُسکے سو کوڑے لگائے (یعنی آزاد کی حد سو کوڑے
ہین) اور غلام کے لیے پچاس اور کوڑا ایسا ہو کہ اُسکے سرے پر گرہ نہ ہو اور اوسط درجہ کی چوٹ مارے اور
(حد جاری کرنیکے وقت) اسکے کپڑے اتار لیے جائین اور کوڑے اسکے بدن پر متفرق جگہ مارین سر اور منھ اور
شرمگاہ پر نہ مارین اور سب حدون مین مرد کو کھڑا کرکے غیر ممدود مارین ف غیر ممدود سے مراد یہ ہی کہ اسے زمین پر
نہ ڈالدین یا جلاد کوڑا مار کر نہ گھسیٹے جس سے زخم ہوجاے یا یہ کہ جلاد اپنا ہاتھ سر تک نہ اٹھائے تا کہ چوٹ زیادہ لگے
علیٰ ت اور عورت پر حد لگاتے وقت اس (کے کپڑے نہ اتارین ہان اگر وہ پوستین یا روئی دار کپڑا پہنے ہو
ہو تو اُسکو اتار لین (کیونکہ ان کے ہوتے چوٹ کم لگتی ہی) اور کوڑے عورت کے بٹھلا کر مارین اور سنگسار کرنے
مین اسکے لیے (سینہ تک گہرا ایک گڑھا کھود لیا جائے مرد کیلیے اس گڑھے کی ضرورت نہین اور آقا بدون
اجازت سلطان کے اپنے غلام (یا لونڈی) پر حد نہ لگائے اور سنگسار کرنے مین محصن ہونیکے یہ معنی ہین کہ زانی
آزاد ہو عاقل بالغ مسلمان ہو اور صحیح نکاح کرکے اپنی بیوی سے صحبت کر چکا ہو (پھر زنا کیا ہو) اور یہ صفت مرد و عورت
دونون مین ہو اور کوڑے مارنے اور سنگسار کرنے کو جمع نہ کیا جائے اور نہ کوڑے مارنے اور جلاوطن کرنیکو جمع کیا جائے
(یعنی اکٹھی دونون سزائین نہ دی جائین ہان اگر (کسی خاص مصلحت کی باعث) حاکم کی رائے ہو اور چند روز کیلیے
جلاوطن کردے تو درست ہی اور بیمار کو سنگسار تو کردیا جائے لیکن اگر اُسکو کوڑون کی سزا دینی ثابت ہو تو
جبتک وہ اچھا نہ ہوجائے یہ سزا نہ دیجائے (کیونکہ وہ جان سے مار ڈالنے کا مستحق نہین ہوتا اسلیئے اندیشہ ہی کہ
شاید بیماری مین کوڑون کی زد سے مرجائے لہذا تاخیر کرنی ضروری ہی بخلاف سنگساری کے کہ اسمین مقصود
جان سے ہی مارنا ہوتا ہی اسمین تاخیر کرنیسے کوئی نتیجہ نہین ہی) اور حاملہ عورت جبتک بچہ نہ جن لے اسپر بھی
کوئی حد جاری نہ کیجائے۔ ہان اگر کوڑون کی سزا دینی ہی تو بچہ جننے اور نفاس سے پاک ہونیکے بعد دیجائے۔

باب الوطی الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ

اس صحبت کا بیان جو حد (جاری کرنے) کو واجب کرتی ہے اور جو واجب نہیں کرتی

ت اگر صحبت کرنیکا محل (یعنی وہ عورت) مشتبہ ہو تو اس صحبت سے حد واجب نہیں ہوتی اگرچہ صحبت کرنیوالے کو اسکے حرام ہونے پر ظن غالب ہو مثلاً کوئی اپنے بیٹے یا پوتے کی لونڈی سے یا اس عورت سے صحبت کرے جسکو اشارے کنایہ سے طلاق دی ہو اور وہ عدت مین ہو اور نہ اس صحبت سے حد واجب ہوتی ہے کہ جسمین حلال ہونیکا شبہ ہو اور مرد کو اسکے حلال ہونے پر ظن غالب ہو مثلاً وہ عورت جو تین طلاقوں کی عدت مین ہو یا اسکے باپ یا مان یا بیوی یا آقا کی لونڈی ہو اور نسب فقط پہلی صورت مین ثابت ہوگا (اس دوسری مین نہوگا) اگرچہ وہ دعویٰ بھی کرے) اگر کوئی اپنے بھائی یا چچا (تائے) کی لونڈی سے زنا کرے تو اسپر حد جاری کیجائے اگرچہ اُس کو غالب گمان اُسکے حلال ہونے کا ہو اور اگر کوئی اپنے بستر پر غیر عورت کو دیکھ کر اُس سے زنا کرے تو اسپر بھی حد جاری کیجائے (گو وہ یہ کہے کہ مین نے اسکو اپنی بیوی سمجھا تھا یا اگرچہ وہ اندھا بھی ہو) ہان اگر شب زفاف مین اجنبی عورت کو مرد کے پاس بھیجدیا گیا اور یہ کہدیا کہ یہ تیری بیوی ہے اور اسنے صحبت کر لی تو اسپر حد واجب نہوگی (مہر مثل) واجب ہوگا اور نہ اس عورت سے صحبت کرنے پر جو اس مرد پر حرام تھی اس سے نکاح کر لیا (تو اس نکاح کے شبہ سے حد موقوف ہوجائیگی) یا کسی نے اجنبی عورت سے پیشاب گاہ کے سوا کہین اور ایسا فعل کر لیا یا اغلام کیا یا چوپایہ سے بدفعلی کی یا دارالحرب مین جاکر یا باغیون کے ملک مین جاکر زنا کر لیا (تو ان سب صورتون مین زانی پر حد واجب نہ ہوگی ہان اگر دارالحرب کا رہنے والا ذمیہ عورت سے زنا کر لے تو مرد پر حد نہ ہوگی (اور عورت پر ہوگی) اور اگر نابالغ لڑکا یا دیوانہ جوان عورت سے زنا کرے تو اسپر بھی حد واجب نہوگی اور اگر اسکا الٹا ہو (یعنی عاقل بالغ آدمی کسی دیوانی یا نابالغ بچی سے زنا کرے تو اُسپر حد واجب کیجائیگی اور خرچی دیکر زنا کرنے یا زبردستی زنا کرنے یا ایک کے زنا کا اقرار کرنے اور دوسرے کے انکار کرنیسے بھی حد واجب نہین ہوتی اگر کسینے لونڈی سے اس طرح زنا کیا کہ اُسے جان سے مار ڈالا تو اسپر زنا کی حد اور لونڈی کی (قیمت دینی لازم ہوگی۔ اگر بادشاہ ناحق خون کر دے یا کسی کا مال تلف کر دے تو اس سے مواخذہ کیا جائے اور حدود کا مواخذہ اس سے نہ کیا جائے غرض یہ ہے کہ اس سے بندون کے حقوق کا مواخذہ کیا جائے اللہ کے حقوق کا نہ کیا جائے۔

باب الشہادہ علی الزنا والرجوع عنہا

زنا پر گواہی دینے اور اس سے پھر جانے کا بیان

ت اگر گواہون نے ایک پرانی حد پر گواہی (خواہ وہ چوری کی ہو یا زنا کی یا شراب خواری کی (سوائے زنا کے)

تہمت کی حد دی تو اب حد نہ لگائی جائیگی ہان چور سے مال مسروقہ کا تاوان لے لیا جائیگا اور اگر گواہ ایک
مرد کے کسی غائب عورت سے زنا کرنیکو ثابت کر دین تو اُسپر حد جاری کر دیجائے بخلاف چوری کے ف
یعنی اگر گواہ اس بات کو ثابت کر دین کہ اس شخص نے فلان غائب کا مال چُرایا ہی تو اس چور پر حد جاری نہ
کیجائے گی یعنی اسکا ہاتھ نہین کٹے گا کیونکہ کوئی دعوی کرنیوالا نہین ہی ۔ط دع ت اگر کوئی اس بات کا
اقرار کرے کہ مین نے ایسی عورت سے زنا کیا ہی جسے مین پہچانتا نہین ہون تو اسپر حد جاری کر دیجائے (کیونکہ
اگر اپنی بیوی یا لونڈی سے کرتا تو ضرور پہچانتا ہوتا) اور اگر گواہ ایسے زنا پر گواہی دین تو وہان حد جاری نہوگی
جیسا کہ اگر یہ عورت کی خوشی (یا ناخوشی سے زنا ہونے) مین یا شہر مین اختلاف کرین (مثلاً دو کہین زنا
عورت کی خوشی سے ہوا ہی دو کہین زبردستی سے یا دو کہین دہلی مین ہوا ہی دو کہین لکھنؤ مین تو انکی گواہی پر حد جاری نہین
ہوسکتی، اگرچہ ہر شہر مین زنا ہونے پر چار گواہ ہون اور اگر یہ ایک ہی کمرے (کے گوشون) مین اختلاف کرین تو
مرد و عورت دونون پر حد جاری کر دی جائیگی ۔ اور اگر گواہون نے ایک عورت پر زنا کی گواہی دی حالانکہ وہ
عورت اسوقت باکرہ ہی یا گواہ بدمعاش ہین یا اس بات کی گواہی دین کہ چار آدمیون نے (اس شخص کے) زنا
کرنے پر) گواہی دی ہی اگرچہ اصلی گواہ بھی اسپر گواہی دین تو انکی گواہی سے (مرد و عورت مین سے) کسی پر حد جاری
نہ ہوگی اور اگر (زنا کے) گواہ اندھے ہون یا پہلے تہمت لگانے مین سزا یافتہ ہون یا تین ہی ہون تو ان صورتون مین
ان گواہون ہی پر حد لگے گی نہ کہ اُسپر جسکے ملزم ہونے پر گواہی دیتے ہین اور اگر کسی پر چار گواہون کی گواہی سے
حد لگ گئی پھر معلوم ہوا کہ گواہون مین ایک غلام تھا یا (تہمت لگانے مین) سزا یافتہ تھا تو اب ان گواہون پر
(تہمت کی) حد لگائی جائے اور اس آدمی کے جو حد کی چوٹ لگی ہی یا کوئی زخم ہو گیا ہی) اسکا کسی پر تاوان نہین ہی اور
اگر (ایسی گواہی سے) کوئی سنگسار ہو گیا ہی تو اسکا خونبہا (اسکے وارثون کو) بیت المال سے دینا چاہیئے اور
اگر (زنا کے) چار گواہون مین سے سنگسار ہونیکے بعد ایک گواہ پھر گیا تو اُسپر (تہمت کی) حد جاری کیجائے اور
چوتھائی خونبہا کا یہ تاوان بھریگا اور اگر (حکم لگنے کے بعد اور) سنگسار ہونیسے پہلے کوئی پھر گیا ہی تو پھر ان چارون گواہون
کو (تہمت لگانے کی) سزا دیجائے اور سنگساری موقوف اور اگر زنا پر پانچ آدمیون نے گواہی دی تھی اور ان
مین سے ایک پھر گیا تو اسکے ذمہ کچھ نہین ہی اور اگر اسکے بعد دوسرا بھی پھر گیا تو اب ان دونون کو (تہمت کی)
سزا دیجائے اور دونون (نصفا نصف) چوتھائی خونبہا کا تاوان بھرینگے ۔ اگر کوئی شخص زنا کے گواہ گذرنے پر سنگسار
کر دیا گیا اور بعد مین معلوم ہوا کہ وہ سارے گواہ غلام ہین (گواہی کے لائق نہین ہین) تو اس سنگسار شدہ کا خونبہا

سلہ کیونکہ ان صورتون مین یا تو گواہی کا نصاب پورا نہین ہی اور یا زنا کے گواہی کی شرطین پوری نہین ہین لہٰذا اب ان کا دوسرے کو زانی کہنا تہمت شمار ہو کر انھین سزا

مزکی کے ذمہ ہوگا (مزکی وہ ہی جو گواہون کے عادل دیندار گواہی کے لائق ہونے کو جانتا اور بتلاتا ہو) جیسا کہ اس صورت مین تاوان بھرنا واجب ہوتا ہی کہ ایک آدمی ایسے شخص کو قتل کر دے جسکو سنگسار کرنیکا حکم ہو گیا ہو اور پھر یہ ظاہر ہو کہ (اسکے زنا کے) گواہ غلام تھی اور اگر اسنے (قتل نہین کیا بلکہ حکم کے موافق) سنگسار کیا تھا پھر گواہون کا غلام ہونا ظاہر ہوا تو اسکا خونبہا بیت المال سی دینا ہوگا اور اگر زنا کے گواہ یہ بیان کرین کہ ہم نے (انکو زنا کرتے ہوئے) قصداً دیکھا تھا تب بھی ان کی گواہی قبول کر لی جائے گی (کیونکہ گواہی دینے کیلیے دیکھنا جائز ہی) اور اگر زنا کا ملزم (اپنے) محصن ہونیکا انکار کرے اور اسپر ایک مرد اور دو عورتین گواہی دین (کہ یہ محصن ہی) یا اسکی بیوی کے اس سی اولاد ہو جائے تو (دونون صورتون مین) یہ سنگسار کر دیا جاے

باب حد الشرب
شراب پینے کی حد کا بیان

ت اگر کسی نے شراب پی اور ایسے وقت گرفتار ہوا کہ اسکی بو موجود تھی یا وہ نشہ مین تھا اگرچہ نشہ چھوہارے وغیرہ کے نبیذ ہی کا ہوا اور دو آدمی گواہی دین (کہ اسنے شراب پی ہی) یا فقط ایک دفعہ وہ خود اقرار کرے تو نشہ اتر جانے کے بعد اسپر حد جاری کر دیجائے اگر یہ معلوم ہو کہ اسنے اپنے اختیار سے پی ہی **ف** چھوہارون یا منقی وغیرہ مین پانی ڈال کر چند روز رکھنے سے وہ پانی گاڑھا شربت ہو جاتا ہی عربی مین اسکو نبیذ کہتے ہین اور اگر اسیطرح انگورون مین پانی ڈالکر چند روز رکھا جائے اور صرف رکھے رہنے سے اسمین جوش آجائے تو اسکو عربی مین خمر اور اردو مین شراب کہتے ہین عینی وغیرہ **ت** اور اگر شراب کی بو جاتے رہنے کے بعد اسنے خود اقرار کیا یا دو گواہون نے گواہی دی مگر ان کا گواہی مین تاخیر کرنا اسوجہ سے نہ تھا کہ یہ عدالت (یا کوتوالی سی) زیادہ فاصلہ پر تھے (انکے آتے آتے اسکی بو جاتی رہی اگر ایسا ہوا تو حد قائم رہیگی) یا کہ صرف اس سی شراب کی بو پائی گیی اور کسیطرح ثبوت نہین ہوا یا شراب کی قے کی یا (پینے کا اقرار کرکے پھر) اپنے اقرار سے پھر گیا یا نشہ کی حالت مین اقرار کیا اور نشہ ایسا تھا کہ اسکی عقل بالکل جاتی رہی تھی تو ان سب (صورتون مین) حد جاری نہوگی اور نشہ کی سزا (خواہ کوئی شراب پینے سے نشہ ہوا ہو) اور انگوری شراب پینے کی سزا اگرچہ ایک ہی قطرہ پیا ہو (ہمارے نزدیک) اسّی کوڑے ہین اور غلام کیلیے اسکا نصف (یعنی چالیس کوڑے) اور زنا کی حد کیطرح یہ کوڑے اسکے بدن پر الگ الگ کرکے مارے جاوین

باب حد القذف
زنا کی تہمت لگانے کی حد کا بیان

ت تہمت کی حد تعداد مین اور ثبوت مین مثل شراب پینے کی حد کے ہی **ف** تعداد سی مراد یہ ہی کہ جیسے اسمین آزاد آدمی کیلیے اسّی کوڑے اور غلام کیلیے چالیس کوڑے ہین اسیطرح اسمین بھی ہین اور ثبوت سے مقصود یہ ہی کہ

جیسے وہ حد دو مردون کے گواہی دینے یا اُسکے ایک دفعہ اقرار کرنیسے ثابت ہوجاتی ہی اسیطرح یہ بھی ثابت
ہوجاتی ہی اور اسمین عورتون کی گواہی کا اعتبار نہین ہوتا۔ ط وع ت اگرکسی (مرد یا عورت) نے محصن مرد
یا محصنہ عورت پر زنا کی تہمت لگائی اور وہ اُسکو سزا کرانے کے خواستگار ہین تو (اسکے بدن پر متفرق حد
لگائی جاے اور سوائے پوستین اور روئی دار کپڑے کے اور کوئی کپڑا بدن سے نہ اُتارا جائے اور احصان زنا مین
محصن ہونیکے یہ معنی ہین کہ وہ عاقل۔ بالغ۔ آزاد مسلمان ہو اور زنا کاری سے بچا ہوا ہو پس اگر ایک نے دوسرے
سے غصہ مین کہا کہ تو اپنے باپ کا نہین ہی یا (اسکے باپ کا نام لیکر) کہا تو فلانے کا بیٹا نہین ہی تو اس کہنے والے پر
حد لگائی جاے اور اگر غصہ مین نہین کہا تو حد نہ لگے گی جیسا کہ اگر کوئی کسی کو یہ کہدے کہ تو اپنے دادا کا نہین ہے
تو اسپر حد نہین لگتی) یا عربی کو کہے کہ او نبطی (نبطی عراق مین ایک قوم ہی جو بد اخلاقی اور اکھڑ زبانی مین مشہور ہی) یا
او آسمانی پانی کی بیٹی یا کسیکو اُسکے چچا کا بیٹا یا اسکے ماموں کا بیٹا یا اسکی ماں کے شوہر کا بیٹا کہدیا (تو ان صورتون
مین حد نہین لگتی اور اگر کہا او زناکار (یا چھنال) کے جنے اور اسکی ماں مرچکی ہی اور اسکا نانا یا اسکا بیٹا یا پوتا اسکو سزا
کرانے کا خواستگار ہی تو اسکو تہمت کی سزا دیجائے اور بیٹا اپنے باپ کو اور غلام اپنے آقا کو اپنی ماں پر تہمت لگانے
سے سزا نہین کرا سکتا اور جسپر تہمت لگائی جاے اُسکے مرجانیسے تہمت کی سزا جاتی رہتی ہی نہ کہ اقرار کرکے پھر جانے
یا معاف کرنیسے ف یعنی اگر کوئی تہمت لگانیکا اقرار کرکے پھر جائے اور یہ کہے کہ مین نے جھوٹ طوفان کہدیا
تھا یا جسپر تہمت لگائی تھی وہ کہے مین اس مجرم کو معاف کرتا ہون تو یہ سزا موقوف نہوگی کیونکہ اسمین حق اللہ
بھی ہی اسلئے بندے کے معاف کرنیسے معاف نہین ہوسکتا ع ت اگرکسی نے دوسرے سے کہا کہ تو نے پہاڑ
مین زنا کیا ہی اور اس سے پہاڑ پر چڑھنا مراد لیا تو اُسکو سزا دیجائے ف اس موقع پر کنز مین زنات ہمزہ سے
ہی جو چڑھنے کے معنی مین آتا ہی مگر چونکہ یہان یہ معنی لینے کا کوئی قرینہ نہین ہی تو معلوم ہوا کہ اسنے چڑھنے کے معنی
نہین لیے بلکہ غلطی سے اس طرح کہدیا ہی لہذا حد واجب ہی ت اگرکسی نے دوسرے کو کہا کہ او زناکار اور اسنے
الٹکر اسکو یونہی کہا تو ان دونون کو سزا دیجائے اور اگر مرد نے اپنی بیوی سے کہا کہ او زناکار اور اسنے اُلٹکر
اسکو یونہی کہا تو فقط عورت کو سزا دیجائے اور اس صورت مین لعان نہ ہوگا اور اگر عورت نے اسکو جواب دیا
کہ مین نے تو تجھ سے ہی زنا کرایا ہی تو اب سزا اور لعان دونون جاتے رہین گے (نہ کسی کو سزا دیجائیگی نہ لعان
ہوگا) اگر کوئی لڑکے کا اقرار کرکے پھر یہ کہدے کہ یہ میرا نہین ہی تو یہ لعان کرے اور اگر اسکا الٹا کیا تو اسکو سزا
دیجائے ف الٹا کرنیکا یہ مطلب ہی کہ پہلے کہدیا تھا کہ یہ لڑکا میرا نہین ہی اور بعد مین کہتا ہی کہ میرا ہی ہی تو اسکو

سزا دیجائیگی ت اور ان دونون صورتون مین وہ لڑکا اسی کا رہیگا اور اگر اُسنے یون کہا کہ یہ نہ میرا بیٹا ہو نہ تیرا بیٹا ہو تو حد اور لعان دونون باطل ہونگے اگر کسینے ایسی عورت پر زنا کی تہمت لگائی جسکے بچہ کا باپ معلوم نہین ہو یا ایسی عورت پر کہ اسکے بچہ ہونیکے سبب سے وہ اپنے شوہر سے لعان کرچکی ہو یا ایسے مرد پر کہ جسنے دوسرے کی لونڈی سے یا ساجھے کی لونڈی سے صحبت کرلی تھی یا ایسے مسلمان پر تہمت لگائی جسنے کفر کی حالت مین (یعنی مسلمان ہونیسے پہلے) زنا کیا تھا یا ایسے مکاتب پر جو اپنا پورا بدل کتابت چھوڑ مرا ہو تو ان چھیون صورتون مین (تہمت لگانیوالے کو) سزا نہ دیجائیگی۔ اگر کسینے آتش پرست لونڈی سے یا حیض کی حالت مین اپنی بیوی سے یا مکاتبہ (لونڈی) سے صحبت کرلی تھی اور اسپر کسینے زنا کی تہمت لگائی یا ایسے مسلمان پر تہمت لگائی جسنے کفر کی حالت مین اپنی مان سے نکاح کرلیا تھا تو اسکو تہمت لگانیکی سزا دیجائیگی اگر کوئی مستامن مسلمان پر تہمت لگاے تو اسکو سزا دیجائے (مستامن اس کافر کو کہتے ہین جو دار الحرب سے دار الاسلام مین آیا ہو اور سلطان سے امن لیچکا ہو) اگر کسی نے چند دفعہ کسی پر تہمت لگائی یا چند دفعہ زنا کیا یا چند دفعہ شراب پی تھی پھر اُسے ایکدفعہ سزا ملگئی تو یہی سب دفعہ کیلیئے کافی ہوگی (کیونکہ حدود مین تداخل ہوجاتا ہی)

فصل فی التعزیر
تعزیر کا بیان

ت تعزیر عزر سے ماخوذ ہی جسکے لغوی معنی دھمکانے اور سرزنش کرنیکے ہین اور شرع مین تعزیر اس سزا کو کہتے ہین جو حد سے کم ہو اسپر ساری اُمت کا اتفاق ہو کہ اگر کسی سے کوئی بڑی خطا سرزد ہو اور اسمین حد نہ آتی ہو تو ایسے آدمی کو تعزیر کرنی واجب ہی مگر اسکی کوئی مقدار معین نہین ہی حاکم کی راے پر موقوف ہی کہ حد سے کم جس سزا کا چاہے حکم لگادے یعنی المخصات اگر کسی نے غلام پر یا کافر پر زنا کی تہمت لگائی یا مسلمان کو کہا کہ او فاسق۔ او کافر۔ او خبیث۔ او چور۔ او بدکار۔ او منافق۔ او اغلامی۔ او لونڈے باز۔ او سودخوار او شرابی۔ او دیوث (دیوث اسکو کہتے ہین جسے اپنی بیوی سے زنا کراتے غیرت نہ آئے) او ہیجڑے۔ او خاین او حرامزے کے جنے۔ او بددین۔ او کٹنے۔ او رنڈی باز دن یا چورون کے ٹھانگیئے۔ او حرامزادے تو (ان سب صورتون مین اس کہنے والے کو) تعزیر کیجائیگی اور اگر یون کہا کہ او کتے۔ او بوک۔ او گدھے۔ او سور۔ او سانڈ۔ او سانپ او حجام (دکھینے) اور رنڈیون کے اُستاد۔ او زنا کی خرچی لینے والے۔ او ولد الحرام۔ او عیاش۔ او کبڑے۔ او کنجڑ او مسخرے۔ او ٹھٹھے باز۔ او بےعزت۔ او بیوقوف۔ او ورغلانے والے۔ او منحوس تو اس کہنے والیکو تعزیر نہ کیجائیگی اور تعزیر کے زیادہ سے زیادہ اُنتالیس ۳۹ کوڑے ہین (کیونکہ چالیس کوڑے غلام کی حد ہے اس سے تعزیر

کم رہنی چاہیئے) اور کم سے کم تین کوڑے ہین اور (تعزیر مین کوڑے) مارنے کے بعد مجرم کو قید کرنا جائز ہی اور کوڑے
سب سے زیادہ زور سے تعزیر مین مارے جائین اور اس سے کم زور سے زنا کی حد مین اور اس سے کم شراب پینے
کی حد مین اور اس سے کم تہمت لگانے کی حد مین۔ اگر کوئی حد کے یا تعزیر کے صدمہ سے مر جائے تو اسکا خون معاف
ہے بخلاف شوہر کے کہ جب وہ اپنی بیوی کو سنگار نہ کرنے پر یا اسپر کہ اُسے اپنے بستر پر بلایا اور وہ نہ آئی یا
نماز نہ پڑھنے پر یا (حیض و جنابت سے) غسل نہ کرنے پر یا گھر سے نکلجانے پر تعزیر کرے (اور وہ مرجائے) تو اُسے خونبہا دینا پڑیگا

کتاب السرقہ
چوری کا بیان

ت (شرع مین) چوری اُسکو کہتے ہین کہ کوئی عاقل بالغ آدمی دس درم چہرہ شاہی کی مقدار (خواہ درم ہی
ہون یا اتنی یا اس سے زیادہ قیمت کا مال ہو) کسی محفوظ جگہ سے یا پہرے مین سے پوشیدہ لے لے پس اگر اس طرح
لینے کا وہ خود ایکدفعہ اقرار کرلے یا دو آدمی گواہی دیدین تو اُسکا ہاتھ کاٹ دیا جائے اور اگر چور (پکڑے) بہت سے گئے
ہین اور ان مین مال لینے والے چند ہین تو اُن سب کے ہاتھ کاٹے جائین بشرطیکہ وہ مال اتنا ہو کہ ہر ایک کے حصہ
مین اس نصاب (یعنی دس درم) کی مقدار آتا ہو (اور اگر اتنا نہ آتا ہو تو اُن کے ہاتھ نہین کٹین گے) اور لکڑی گھاس
نرسل مچھلی پرند شکار ہرتال گیرو چونہ ترمیوہ یا جو درخت پر لگا ہوا ہو اور دودھ گوشت خربزہ (جیسا
پھل) اور وہ کھیتی جو ابھی کٹی نہ ہو اور نشہ آور پینے کی چیزین اور تنبورہ اور قرآن مجید اگرچہ اُسپر سونے کا کام ہو اور
مسجد کا دروازہ اور سونے کی سوئی شطرنج چوسر۔ آزاد لڑکا اگرچہ زیور پہنے ہوئے ہو اور بالغ غلام اور دفترون
کے چرانے پر ہاتھ نہ کاٹا جائیگا بخلاف اسکے کہ کوئی نابالغ غلام یا حساب کا دفتر چرالے (تو اُسکا ہاتھ کٹے گا) اور کتے
چیتے۔ دائرے۔ ڈھول۔ سارنگی اور بانسلی وغیرہ چرانے پر اور خیانت کرنے لوٹ مار کرنے۔ اُچک لیجانے اور
کفن چرانے اور بیت المال کا مال یا اپنا ساجھے کا مال یا بقدر اپنے قرض کے قرضدار کا مال چرانے یا ایسی چیز چرانے
جسمین اُسکا ایکدفعہ ہاتھ کٹ چکا ہو اور وہ چیز ابھی بدلی نہ ہو ویسی ہی ہو چور کا ہاتھ نہ کٹیگا اور سال کی لکڑی اور
کی چھڑ یا آبنوس صندل سبز نگینے۔ یاقوت زمرد موتی۔ برتن اور لکڑی کے بنے ہوئے دروازے چرانے پر چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا

فصل فی الحرز
حرز کا بیان

ف حرز لغت مین محفوظ جگہ کو کہتے ہین یعنی جہان کسی چیز کی حفاظت کیجائے اور شرع مین اسکو کہ جہان عادۃً
مال کی حفاظت کیجائے جیسے **ت** اگر کوئی اپنے ذی رحم محرم کا مال چرالے مگر اس کا یہ رشتہ رضاعت کے سبب سے
نہ ہو (یعنی رضاعی مان بہن نہ ہون) یا شوہر اپنی بیوی کا یا بیوی اپنے شوہر کا یا غلام اپنے آقا کا یا آقا کی بیوی کا

یا آقا بیوی کا یا آقا اپنے مکاتب کا یا سسر اپنے داماد کا یا داماد اپنے سسر کا یا غنیمت کا مال یا حمام کا مال چرالے یا ایسے مکان مین سے چرالے جسمین جانے کی اس کو اجازت ہو تو ہاتھ نہین کٹیگا اور اگر کوئی مسجد مین سے کچھ اسباب چرالے اور اسباب والا وہین ہو تو اسکا ہاتھ کٹے گا ۔ اگر کسی مہمان نے اپنے میزبان کی چوری کرلی یا کوئی چیز چرالی اور ابھی گھر سے باہر نہین لے گیا (تھا کہ پکڑا گیا) تو اس کا ہاتھ نہین کٹیگا اور اگر چوری کی چیز کو حجرے سے نکال کر گھر کے صحن مین لے آیا تھا یا (ایک جگہ چند حجرے بنے ہوئے تھے ان) حجرے والون مین سے ایک نے دوسرے حجرے کو لوٹ لیا یا کوئی نقب لگا کر اندر گیا اور گھر کا کچھ اسباب نکال کر رستہ مین ڈالدیا تھا پھر باہر آکے اُٹھا لیا یا سواری پر لاد کر اُسے ہانک دیا اور اس صورت سے نکال کر لیگیا تو (ان سب صورتون مین) اسکا ہاتھ کٹے گا اور اگر باہر سے دوسرے کو دیدیا یا گھر مین سے صرف ہاتھ ڈالکر مال نکال لیا یا نیولی آستین (یا کپڑے) سے باہر تھی وہ کتر لی یا قطار مین سے ایک اونٹ چرالیا یا اونٹ وغیرہ کا بوجھ چرالیا تو (ان سب صورتون مین) ہاتھ نہین کٹے گا اور اگر اونٹ کی گون چیر کر اس مین سے مال لے لیا یا اسباب کا تھیلا چرالیا اور اس کا مالک اسکی حفاظت کر رہا تھا یا اُسکے اوپر پڑا سو رہا تھا یا کسی صندوق مین یا دوسرے کی جیب مین یا کسی کی آستین مین ہاتھ ڈال کر مال نکال لیا تو اسکا ہاتھ کاٹا جاے گا۔

فصل فی کیفیۃ القطع واثباتہ

ہاتھ کاٹنے کی کیفیت اور اسکے ثبوت کی تفصیل

تـ چور کا دہنا ہاتھ پہنچے تک کاٹ کر اُسکو داغدیا جائے (تاکہ خون بند ہوجائے) اور اگر دوبارہ کرے تو بایان پیر کاٹ دیا جائے پھر اگر تیسری دفعہ چوری کرے تو اُسکو قید کر دیا جائے تاکہ چوری کرنیسے توبہ کرلے اور اس کا بایان ہاتھ نہ کاٹا جائے جیسا کہ اس آدمی کا ہاتھ نہین کٹتا جو چوری کرے اور اسکے بائین ہاتھ کا انگوٹھا کٹا ہوا ہو یا شل ہو یا انگوٹھے کے سوا بائین ہاتھ کی دو اُنگلیان کٹی ہوئی ہون یا دہنا پیر کٹا ہوا ہو اگر کسی کا دہنا ہاتھ کٹنے کا حکم ہو اور جلاد بایان کاٹ دے تو اُسپر تاوان نہین آئیگا اور ہاتھ کٹنے مین یہ شرط ہے کہ جسکا مال چوری گیا ہو وہ اس سزا کی درخواست کرے اگرچہ یہ مال اسکے پاس امانت رکھا ہو یا کسی سے چھین لیا ہو یا سود خوار ہو اور ان ہی لوگون کے پاس سے مال چوری جائے اور اصل مالک سزا کی درخواست کرے تب بھی ہاتھ کاٹ دیا جائیگا ہان اگر اس چور کا ہاتھ کٹنے کے بعد اسکے پاس سے دوسرے نے چرالیا اور اب اصل مالک یا پہلا چور سزا کی درخواست کرے تو دوسرے چور کا ہاتھ نہ کٹیگا اگر کسی نے کوئی چیز چرالی اور رپٹ ہونیسے پہلے اُسنے مالک کے حوالہ کردی

یا ہاتھ کٹنے کا حکم ہونیکے بعد وہ اس چیز کا مالک ہو گیا یا اُسنے دعوی کیا کہ یہ چیز میری ہی ہے یا ہاتھ کٹنے کے
نصاب دوس درم) سے اب اسکی قیمت کم ہو گئی تو ان سب صورتون مین) ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اگر دو آدمیون نے
چوری کا اقرار کر لیا تھا پھر ان مین سے ایک نے دعوی کیا کہ یہ مال میرا ہی ہے تو اب ان دونون کے ہاتھ نہین کٹین گے
اور اگر دو نے چوری کی تھی اور اُن مین سے ایک روپوش ہو گیا اور دو آدمیون نے ان دونونکے چوری کرنے پر
گواہی دی تو اس موجود چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائیگا۔ اگر غلام (عاقل بالغ) چوری کا اقرار کر لے تو امام ابو حنیفہؒ
کے نزدیک اسکا ہاتھ کاٹ دیا جائے اور چوری کا مال (اگر موجود ہو) اسکو دیدیا جاے جسکے ہان سے چرایا گیا ہو (اور
اگر نہ ہو تو اسکا تاوان نہین ہے) اور ہاتھ کٹنا اور مال کا تاوان لینا دونون جمع نہین ہو سکتے (یعنی یہ نہین ہو سکتا
کہ چور کا ہاتھ بھی کاٹا جاے اور مال کا تاوان بھی دلایا جائے) اگر چوری کا مال بعینہ موجود ہو تو وہ مالک کو دلایا
جائے اگر کسی نے بہت سی چوریان کی تھین بعد مین ایک چوری پر اسکا ہاتھ کٹ گیا تو اب اُسکو اُن چوریون مین سے
کسی کا تاوان دینا نہین پڑیگا (غرض یہ ہے کہ یہ ایک ہی سزا سب چوریون کا بدلہ ہو جائیگی) اگر کسی نے کپڑا (وغیرہ)
چرا کر وہین گھر مین پھاڑ ڈالا پھر باہر نکالا تو اسکا ہاتھ کٹے گا (بشرطیکہ پھاڑنیسے وہ بالکل بیکار نہو گیا ہو اور
اب بھی دس درم سے کم قیمت کا نہ ہو۔ اور اگر کسی نے بکری چرا کر وہین ذبح کر لی اور پھر باہر نکالی تو اب اسکا
ہاتھ نہ کٹے گا (اسکی وجہ یہ ہے کہ چوری گوشت پر پوری ہوئی ہے کیونکہ ذبح ہوئی بکری گوشت کے حکم مین ہے
اور گوشت چرانے پر ہاتھ نہین کٹتا بلکہ اسمین قیمت کا تاوان دینا پڑتا ہے لہذا یہان بکری کی قیمت دینی ہو گی
ع ت اگر چور نے چاندی سونا چرا کر روپے اشرفیان بنالین تو اس کا ہاتھ کٹے گا اور وہ روپے اشرفیان
مالک کو پھیر دیجائینگی۔ اگر کسی نے سپید کپڑا چرا کر سُرخ رنگ لیا اور چرانے پر اسکا ہاتھ کاٹا گیا تو اب وہ نہ کپڑا
واپس ملنے نہ اسکی قیمت کا ضامن ہو اور اگر سیاہ رنگ لیا ہے تو کپڑا پھیر دے۔

باب قطع الطریق
(یعنی رہزنی کے بیان مین)

ت اگر کوئی رہزنی کا ارادہ رکھنے والا رہزنی کرنیسے پہلے گرفتار ہو جائے تو اسکو قید خانہ مین ڈالدینا
چاہیئے یہان تک کہ وہ اس ارادے سے توبہ کرے اور اگر رہزن نے معصوم مال (یعنی جو مسلمانون یا ذمی کا ہو)
چھین لیا ہے تو اس کا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پیر کاٹ دیا جائے (مثلاً دہنا ہاتھ اور بایان پیر) اور
اگر اُسنے خون کر دیا ہے تو حد مین (یعنی اسکی سزا مین) اُسے قتل کر دیا جائے اگرچہ اس مقتول کے ورثا اسکو معاف بھی
دین اور اگر اُسنے خون کر کے مال چھین لیا ہے تو اس کا دہنا ہاتھ اور بایان پیر کاٹ کر قتل کر دیا جاے اور پھر سولی پر

چڑھا دیا جائے یا (ہاتھ پیر نہ کاٹے جائیں) صرف قتل کرکے سولی پر چڑھا دیا جائے (اور اگر حاکم کی رائے ہو تو)
زندہ کو سولی پر چڑھا کر بھالے سے اسکا پیٹ پھاڑ دیا جائے تاکہ مرجائے اور پھر تین روز تک سولی پر لٹکا رہنے
دین اور اس صورت مین جو مال اسنے لیا ہوگا (اگر وہ تلف ہوگیا ہو تو) اسکا تاوان نہ دیگا اور (اگر ڈاکے مین
بہت سے آدمی ہون) تو ڈاکہ نہ ڈالنے والا مثل ڈالنے والے کے ہے (یعنی سزا ملنے مین سب برابر ہین) اور لاٹھی
یا پتھر سے مار ڈالنا مثل تلوار سے مار ڈالنے کے ہے **ف** یعنی اگر ڈاکو نے کسی کو لاٹھی یا پتھر سے مار دیا تو
یہ ایسا ہے گویا اسنے تلوار ہی سے قتل کیا ہے اُسپر حد جاری ہوگی بخلاف قصاص کے مسکین **ت** اگر
ڈاکو نے کسی کو زخمی کرکے مال چھین لیا ہے تو اسکا داہنا ہاتھ اور بایان پیر کاٹ دیا جائے اور زخم کی سزا معاف
ہے اور اگر ڈاکو نے کسی کو فقط زخمی ہی کیا ہے یا خون کرکے ڈاکہ زنی سے توبہ کرلی ہے یا ڈاکوؤن مین بعض غیر مکلف
تھے (یعنی عاقل بالغ نہ تھے یا گونگے بہرے تھے) یا جسکو لوٹا ہے وہ ڈاکوؤن کا قریبی رشتہ دار تھا یا کسی نے رات کو
رستہ لوٹا یا دن کو کسی شہر پر ڈاکہ ڈالا یا دو شہرون کے بیچ مین ڈاکہ ڈالا تو ان سب صورتون مین حد جاری
نہ ہوگی ہان (ان سب صورتون مین مقتول کے) وارث کو اختیار ہے چاہے قصاص لے لے چاہے معاف
کردے اور اگر کوئی شہر مین کئی دفعہ گلا گھونٹ (کر آدمیون کو مار) چکا ہو تو اُس کو اسکے عوض قتل کردیا جائے

کتاب السیر والجہاد

ف سیر س کے زیر اور ی کے زبر سے سیرت کی جمع ہے جسکے لغوی معنی جلدی کی حالت کے ہین اور شرع
مین اس کا اکثر اطلاق اُمور جہاد پر ہوتا ہے اور فقہاء و محدثین کی اصطلاح مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
اس عادت شریفہ اور طریقہ کا نام ہے جو آپنے جہادون مین برتا ہے اور محض اللہ کے دین کی مدد کرنے اور اسکو ترقی دینے
کے لیے اللہ کے راستہ مین اپنی طاقت خرچ کردینے اور تکلیفین برداشت کرنے کو شرع مین جہاد کہتے ہین (یعنی
ت اپنی طرف سے جہاد شروع کرنا فرض کفایہ ہے (جسکے یہ معنی ہین) کہ اگر تھوڑے سے مسلمان اس کام کیلئے کھڑے
ہوجائیں تو سب کے ذمہ سے اُتر جائیگا اور اگر کوئی بھی نہ کھڑا ہو تو سب گنہگار ہون گے اور نابالغ بچے۔ عورت
غلام۔ اندھے۔ اپاہج اور لولے پر جہاد واجب نہین ہے اور اگر دشمن چڑھ آئے تو اُسوقت جہاد فرض عین ہے
(جسکے یہ معنی ہین کہ ہر ایک پر فرض ہے ایک کے کرنے پر دوسرے کے ذمہ سے ساقط نہین ہوسکتا) اسوقت
عورت بدون اجازت اپنے شوہر کے اور غلام بدون اجازت اپنے آقا کے نکل کھڑا ہو اور اگر فے (کا مال بیت المال مین)
ہو تو غازیون کو دینے کیلئے لوگون سے روپیہ وصول کرنا مکروہ ہے اگر بیت المال مین نہو تو مکروہ نہین **ف** فے اس مال کو

کہتے ہین جو بلا جنگ کیے وصول ہوا ہو مثلاً خراج اور جزیہ کا روپیہ اور جو جنگ کرنے سے وصول ہو اس کو مال غنیمت کہتے ہین ۔ فتح ت پس اگر ہم (یعنی مسلمان) کفار کا محاصرہ کرلین تو پہلے اُن سے یہ کہین کہ تم مُسلمان ہوجاؤ اگر وہ مسلمان ہوجائین تو فبہا ورنہ اُن سے جزیہ کی درخواست کرین اگر وہ اُسکو منظور کرلین تو پھر مسلمانو کی طرح اُنکے بھی جان و مال کی حفاظت کیجائے اور معاملات مین اُنپر بھی وہی احکام جاری کئے جائین جو مسلمانون پر ہوتے ہین اور جسکو اسلام کی دعوت نہ پہونچی ہو (یعنی اس سے اسلام لانے کیلئے نہ کہا گیا ہو) اس سے ہمین لڑنا نہ چاہیئے اور جسے پہنچ چکی ہو اُسوقت دوبارہ دعوت دینا مستحب ہے (واجب نہین ہے) اور اگر وہ جزیہ دینے سے بھی انکار کرین تو ہم اللہ سے نصرت و مدد کی دعا کرکے اُنسے اسطرح لڑینگے کہ اُنپر گوپھیے قائم کردین گے اُن کی آبادی مین آگ لگا دینگے اُنھین غرق کردینگے انکے باغات کاٹ ڈالینگے اُن کی کھیتیان بسمار کردینگے اُنپر تیرون کی بھرمار کرینگے اگرچہ وہ اپنے بچاؤ کیلیے بعض مسلمانون کو اپنے آگے کرلین اور ہم تیر وغیرہ مارنے مین کفار ہی کو مارنیکا قصد کرین گے (اگرچہ وہان کا کوئی مسلمان زخمی ہو یا مارا بھی جائے) اور جس سریہ پر شکست ہونیکا اندیشہ ہو (سریہ چار سو جوانون کے دستے کو کہتے ہین) اسمین قرآن مجید اور عورتون کو لیجانیسے ہم کو منع کردیا گیا ہے اور اس سے بھی عذر کرین یا غنیمت کے مال مین خیانت کرین یا کسیکی ناک کان کاٹین اور عورتون یا بے عقل اور نابالغ بچون یا بڈھے پھونس یا اندھے اپاہج کو قتل کرین ہان اگر ان مین کوئی ایسا جو جنگی تدبیرین بتلاتا ہو یا خود بادشاہ ہی ہو تو اسکو مار دینا چاہیئے اور اگر کسی مسلمان کا مشرک باپ جنگ مین ہو تو یہ بیٹا اپنے مشرک باپ کو قتل نہ کرے بلکہ اُسکو انکار کردینا چاہیئے تاکہ اُسے کوئی اور آکر قتل کردے اور اگر کوئی مصلحت ہو تو ہمین کفار سے صلح کرلینی جائز ہے خواہ روپیہ دیکر خواہ لیکر اور اگر صلح توڑنے مین مصلحت ہو تو ہم صلح توڑ دینگے اور اگر ان کا بادشاہ خیانت کرے (یعنی ہمین دھوکا دے) تو ہمین بدون صلح توڑے اُن سے لڑنا جائز ہے اور مرتدون سے بدون مال لیے صلح کی جائے اور اگر لے لیا گیا ہو تو وہ انھین واپس نہ دیا جائے اور مسلمانون کو کافرون کے ہاتھ ہتھیار بیچنا جائز نہین ہے اور مسلمانون مین سے) اگر کوئی آزاد مرد یا آزاد عورت کسی کافر کو پناہ دے تو اسکو قتل کرنا درست نہین ہے ہان اگر اسکو پناہ دینا بُرا (باعث فساد) ہو تو اس کو توڑ دین گے اگر کوئی ذمی یا قیدی یا سوداگر یا ایسا غلام جسے لڑنے کا حکم نہو کسی کافر کو پناہ دیدے تو اس کا اعتبار نہ ہوگا۔

باب الغنائم و قسمتہا

ت سلطان جس ملک کو زبردستی فتح کرے وہ مسلمانون کو بانٹ دے یا وہین کے باشندون کے پاس رہنے دے

اور انکے سر جزیہ اور انکی سرزمینون پر خراج مقرر کر دے اور قیدیون کی بابت اختیار ہے چاہے ان کو قتل کر دے چاہے لونڈی غلام بنالے چاہے جیسے وہ ہین ویسے ہی آزاد رہنے دین کہ وہ مسلمانون کی رعیت رہین مگر یہ حکم ان لوگون کے لیے ہی جو نہ مرتد ہون نہ عرب کے مشرک ہون کیونکہ ان کو رعیت بنانے کی اجازت نہین ہے) اور جو کافر جہاد مین پکڑے آئین ان کو دارالحرب جانے دینا یا اُنسے کچھ روپیہ لیکر یا کسی مسلمان قیدی کے بدلے مین اُنکو رہا کرنا یا انپر محض احسان رکھ کر چھوڑنا یا جن مویشی کو دارالاسلام مین لانا مشکل ہو اُنکے ہاتھ پیر کاٹ دینا حرام ہی بلکہ اُن جانورون کو ذبح کر کے وہین پھونکدیا جائے (تاکہ اُنسے کفار فائدہ نہ اُٹھا سکین) اور غنیمت (کی مال) کو دارالحرب مین تقسیم کرنا اور تقسیم ہونیسے پہلے اسکو فروخت کرنا بھی حرام ہی ہان امانت کے طور پر غازیون کے حوالہ کر دینا حرام نہین ہی اور جو لوگ غازیون کی کمک اور مدد کو پہنچین وہ بھی غنیمت مین برابر کے شریک ہونگی (اگرچہ اس کمک کو لڑنیکا اتفاق نہ ہوا ہو) ہان دکاندار لوگ شریک نہین ہو سکتے اور نہ وہ کہ جو دارالحرب مین مرگیا ہو اور جو غنیمت کو دارالاسلام مین لانے کے بعد مرا ہو اسکا حصّہ اسکے وارثون کو ملیگا اور غنیمت مین سے دارالحرب مین اسکے تقسیم ہونیسے پہلے چارہ غلّے سوختہ ہتھیار اور تیل کو کام مین لانا جائز ہے مگر ان چیزون کو غازی فروخت نہ کرین اور دارالحرب سے چلے آنیکے بعد اُن کو کام مین لانا جائز نہین ہی اور (ان مین سے) جو کچھ بچے اسکو غنیمت مین ملا دین۔ اگر دارالحرب والون مین سے کوئی (کافر وہین) مسلمان ہو جائے وہ اپنے آپکو اپنی نابالغ اولاد کو۔ اپنے مال کو جو اسکا مال کسی مسلمان یا ذمّی کے پاس امانت رکھا ہو سب کو بچا لیگا ہان اپنی بالغ اولاد۔ اپنی بیوی اور اسکے حمل اور اپنی زمین اور اپنے جنگ مین شریک ہوئے غلام کو نہین بچا سکتا

فصل

(غنیمت مین سے) پیادے کو ایک حصّہ اور سوار کو دو حصّے ملینگے اگرچہ کسی سوار کے پاس دو گھوڑے ہون اور حصّہ ملنی مین عجمی اور عربی گھوڑا دونون برابر ہین ہان اونٹ اور خچّر (اور گدھے) کا حصّہ نہین ہوتا (ان تینون کے سوار مثل پیادہ کے ہونگے) اور سوار (یا پیادہ) شمار ہونے مین اسوقت کا اعتبار ہی کہ جب دارالاسلام کی سرحد سے آگے بڑھین (اسوقت جو پیادہ ہوگا اُسے ایک حصّہ ملیگا اور جو سوار ہوگا اسے دو حصّے) اور غلام عورت۔ نابالغ لڑکے اور ذمّی کا غنیمت مین پورا حصّہ نہین ہی (اگر یہ جنگ مین شریک رہے ہون تو ان کو مناسب سمجھ کر دیدیا جائے) اور غنیمت مین پانچوان پورا حصّہ یتیمون مسکینون اور (محتاج) مسافرون کو دینا چاہیئے اور (خاندان بنی ہاشم کی) وہ فقیر جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت ہو ان (مذکورہ) تینون قسمون سے مقدم سمجھے جائین یعنی اُنکو سب سے پہلے دیا جائے) اور جو غنی ہون انکا اس پانچوین حصّہ مین کوئی حق نہین ہی اور آیۃ واعلموا انما غنمتم من شیئ فان للہ خمسہ الی آخرہ

مین) اللہ کا ذکر تبرک کے لیئے مذکور ہے اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا حصہ آپ کی وفات کے بعد سے ساقط ہو گیا ہے جیسا کہ صفی ساقط ہو گیا ہے **ف** صفی ص کے زبر ف کے زیر سے اسکو کہتے ہین) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غنیمت مین سے کچھ اپنے لیے پسند فرما لیتے تھے خواہ وہ زرہ ہو یا تلوار ہو یا لونڈی ہو جیسا کہ خیبر کی غنیمت مین سے آپنے صفیہ بنت حیی بن اخطب کو پسند فرمایا تھا اور بدر کی غنیمت مین سے تلوار ذوالفقار کو پسند فرمایا تھا مگر حضور کی وفات سے یہ صفی کا ہونا بھی موقوف ہو گیا اب بادشاہون یا افسرون کو صفی لینا جائز نہین ہے اسی پر سب کا اجماع ہے ۲ یعنی **ت** اگر اسلامی فوج کا کوئی زور آور دستہ افسر کی بلا اجازت دار الحرب مین چلا جائے اور وہان سے کچھ مال لائے تو اسمین سے پانچوان حصہ لیا جائے (کیونکہ وہ غنیمت کے حکم مین ہے) اور اگر زور آور دستہ نہین ہے تو انکے لائے ہوئے مین سے (نہ) لیا جائے اگر سالار فوج نے فوج مین یہ اعلان کر دیا کہ جو سوار جس کافر کو مارے اُس مقتول کا کل سامان اسی کو دیدیا جائیگا تو اُسکو جائز ہے کہ اپنے اس کہنے کیوجہ سے اور غازیون کے حصہ سے انکو زیادہ دیدے علی ہذا القیاس اگر کسی دستہ سے یہ کہدیا ہو کہ غنیمت مین پانچوان حصہ نکالنے کے بعد ایک چوتھائی تمھین الگ دونگا (تم ہمت کر کے لڑو) تو اسکی وجہ سے بھی زیادہ دینا جائز ہے مگر غنیمت کو دار الاسلام مین لا کر یہ زیادہ مال خمس ہی مین سے دینا چاہیئے (کیونکہ باقی کے چار حصے تو اور غازیون کا حصہ ہے انہین سے دینے پر اورن کی حق تلفی ہوگی) اگر افسر فوج نے ایسا زیادہ دینے کا اعلان نہ کیا ہو تو مقتولین کا سلب سب غازیون کو تقسیم ہوگا اور سامان سے مراد مقتول کا گھوڑا اسکے کپڑے اسکی تلوار اور اسکی سواری وغیرہ جو اسکے پاس ہو یہ سب ہے۔

باب استیلاء الکفار

کفار کے غالب آنے کا بیان

اگر ترکی کفار روم کے نصاریٰ کو (فتح پا کر) پکڑ کر لیجائین اور رومیون کا مال بھی تو ترکی مالک ہو جائینگے (کیونکہ اب ان رومیون کا مال مباح ہو گیا ہے اور مباح چیز پر غالب آنا ملکیت کا سبب ہے) اور اسکے بعد اگر ہم ان ترکون پر غالب آجائین (یعنی ہم مسلمانون کی فتح ہو جائے) تو جو کچھ ہمین وہان ملے گا اس سب کے ہم مالک ہو جائینگے **ف** یعنی خواہ ترکون کا ذاتی ہو اور خواہ اسمین کا بقیہ ہو جو انھون نے رومیون پر فتح پانے مین حاصل کیا تھا اب وہ ہماری ملکیت مین آجائیگا۔ یعنی **ت** اگر وہ ہمارے مال پر غالب آجائین اور اسے سمیٹ سماٹ کر اپنے دار الحرب مین لیجائین تو وہ بھی اس مال کے مالک ہو جائینگے اسکے بعد اگر ہم ان پر پھر غالب آجائین تو ہم مین سے جو شخص اپنی چیز بدستور وہان دیکھے وہ تقسیم ہونیسے پہلے پہلے اُسے مفت لے سکتا ہے اور تقسیم ہونیکے بعد اگر لینی چاہے تو (جسکے حصہ مین وہ گئی ہے اسے) قیمت دیکر لے اور اگر ان دار الحرب والون سے کوئی تاجر خرید لایا ہے اور اب اصل مالک

اپنی چیز لینی چاہتا ہی تو جو قیمت یہ تاجر کہے وہ دیکر لے سکتا ہی اگرچہ (ایسی صورت کسی غلام وغیرہ مین ہو اور) اسکی کسی نے آنکھ پھوڑ دی ہو اور اس تاجر نے اس آنکھ کا معاوضہ بھی لے لیا ہو اور اگر قید ہو اور خریدنا دو دفعہ ہو جائے تو پہلا خریدنے والا دوسرے سے وہ قیمت دیکر لے سکتا ہے کہ جو وہ مانگے اور اُس کے بعد اصل مالک دونون قیمتین دے کر لے سکتا ہی (کیونکہ اس پہلے خریدنے والے کو دو دفعہ قیمت دینی پڑی ہی) اور کفار (ہمپر غالب آنیسے) ہمارے آزادون اور مدبرون اور ام ولدون اور مکاتبون کے مالک نہین ہوتے اور ہم انپر ان سب کے مالک ہو جاتے ہین (کیونکہ جب ہم انپر غالب آجاتے ہین تو اسوقت انکا کوئی مال معصوم نہین رہتا سب مباح ہو جاتا ہی اور مباح پر غالب آنیسے ملکیت ثابت ہو جاتی ہی) اگر ہمارا کوئی گھوڑا یا اونٹ وغیرہ بھاگ کے اُن کے ہان چلا جاوے اور وہ اُسے پکڑ لین تو وہ انکی ملکیت ہو جائیگا اور اگر ہمارا کوئی غلام بھاگ کر ان کے ہان چلا جاوے اور وہ اسے پکڑ لین (تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک) وہ اُسکے مالک نہین ہو نگے پس اگر کوئی غلام ایک گھوڑا اور کچھ اسباب لیکر بھاگ گیا تھا (اور وہان کفار نے اُسے پکڑ لیا) اور اُن سے یہ سب کا سب ایک تاجر خرید کے دار الاسلام مین لے آیا تو اب اصل مالک اپنے غلام کو مفت لے لیگا اور باقی گھوڑا اور اسباب قیمت دے کر لے گا ف کیونکہ گھوڑے اور اسباب کے جب کفار مالک ہو گئے تو انھین اس کا حق نہین رہا اب اگر لے تو قیمت دیکر لے بخلاف غلام کے کہ اسکے کفار مالک ہی نہین ہوئے تھے گویا اسکی چیز اسکی بے اجازت بیچ دی تھی لہذا اب یہ اپنی چیز لے سکتا ہی ت اگر کسی مستامن نے دار الاسلام مین سے ایک مسلمان غلام خرید لیا تھا اور پھر وہ اُسے اپنے دار الحرب مین لے گیا یا کوئی غلام وہین (دار الحرب مین) مسلمان ہو گیا تھا پھر وہ ہمارے پاس (دار الاسلام مین) آگیا یا ہم اُن دار الحرب والون پر غالب آگئے تو سب صورتون مین ایسا غلام آزاد ہو جائیگا (اور اسکی ولا بھی کسی کو نہین پہنچیگی)

باب المستامن

ف استیمان کے معنی امن طلب کرنے کے ہین اور مستامن وہ ہی جو بادشاہ سے امن لیکر امن مین آجاوے (یعنی ت اگر کوئی مسلمان تاجر دار الحرب مین (وہان کے بادشاہ سے امن لے کر) جائے تو اسکو ان کی کسی چیز سے بھی تعرض کرنا حرام ہی اور اگر یہ (ان کی بلا اجازت) اُنکی کوئی چیز لے آیا تو نہایت بد تر ملک سے یہ اُس کا مالک ہو جائیگا اس کو وہ چیز صدقہ کر دینی چاہیئے پس اگر کسی حربی نے اس تاجر کے ہاتھ اپنی کوئی چیز ادھار بیچدی تھی یا اُسنے حربی کے ہاتھ ادھار بیچدی تھی یا ان مین سے ایک نے دوسرے کی کوئی چیز غصب کر لی تھی اور وہ دونون ہمارے ہان (دار الاسلام مین) آگئے اور ہماری عدالتمین فیصلہ چاہا) تو یہان انکا کچھ فیصلہ نہ کیا جائیگا اور یہی

ت یعنی وہ باعث گناہ اور ممنوع ہی اس سے علیحدہ ہونا چاہیئے۔

طرح اگر ایسا مقدمہ لانیوالے دو حربی ہون انھون نے ایسا معاملہ کر کے پھر دار الاسلام مین امن آلیا ہو (تو ان کا بھی دار الاسلام مین کچھ فیصلہ نہ کیا جائیگا اور اگر یہ دونون مسلمان ہو کر دار الاسلام مین آگئے (اور پھر انھون نے اسلامی حاکم کے ہان مقدمہ دائر کر کے فیصلہ چاہا تو اب انکے ادھار کا مقدمہ یہان فیصلہ کر دیا جائیگا اور غصب کا فیصلہ نہین کیا جائیگا اگر دو مسلمان امن لیکر دار الحرب مین گئے تھے وہان ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا تو قاتل کے حمائیتون سے اس مقتول کی خونبہا ضرور لے لیجائیگی برابر کہ اسنے جان بوجھ کر قتل کیا ہو یا غلطی سے (غلطی سے کہنے مین کفارہ بھی واجب ہوگا اور اگر دو مسلمان دار الحرب مین قید ہون انمین سے ایک دوسرے کو قتل کر دے تو انمین کچھ نہین ہے (نہ قصاص نہ خونبہا) سوائے اسکے کہ خطا سے مارنے مین کفارہ لازم ہوگا جیسا کہ اس صورت مین کہ جب (دار الحرب مین) ایک مسلمان دوسرے ایسے مسلمان کو قتل کر دے جو وہین مسلمان ہوا ہو تو اسپر بھی خطا سے مارنیکی حالت مین کفارہ لازم ہوتا ہے

فصل مستامن کو دار الاسلام مین پورے سال بھر رہنے نہین دینا چاہیئے (بادشاہ کی طرف سے) اسکو کہدیا جائے کہ اگر تو پورے سال بھر رہیگا تو تجھپر جزیہ لگا دیا جائیگا پس اگر اس کہنے کے بعد وہ سال بھر رہا تو اب وہ ذمی ہے اب اسے دار الحرب جانے ہی نہ دیا جائے اور اس سے جزیہ وصول کیا جائے) جیسا کہ اگر (یہ یہان زمین خرید لے اور) اسپر خراج مقرر کر دیا جائے یا کوئی مستامنہ عورت ذمی مرد سے نکاح کرنے (تو ان دونون صورتون مین بھی پھر ان کو دار الحرب نہین جانے دیتے) بخلاف اسکے کہ کوئی مستامن مرد ذمیہ عورت سے نکاح کر لے تو وہ مرد ذمی نہین ہوتا (اگر وہ دار الحرب جانا چاہے تو اسکو نہین روکین گے) اگر مستامن دار الاسلام مین رہکر پھر دار الحرب مین) چلا گیا اور کسی مسلمان یا ذمی کے پاس امانت رکھی تھی یا ان دونون کی ذمہ اسکا قرض تھا تو اب اسکا مار ڈالنا درست ہوگیا پس اگر وہ وہان سے قید ہو کر آیا یا مسلمانون نے وہ ملک فتح کر لیا اور وہ حربی قتل ہوگیا تو اسکا قرض جاتا رہا اور اسکی امانت اب غنیمت شمار ہوگی اور اگر مسلمانون نے وہ ملک فتح نہین کیا اور وہ حربی مارا گیا یا اپنی موت مر گیا تو اسکا قرض اور اسکی امانت اسکے وارثون کو دیدینی چاہیئے اگر کوئی حربی امن لیکر ہمارے ہان آیا اور اسکی بیوی بچے وہین رہے اور اسکا (تھوڑا تھوڑا) مال کسی مسلمان ذمی اور حربی کے پاس تھا پھر یہان وہ مسلمان ہوگیا اسکے بعد مسلمان اسکے ملک پر غالب آگئے تو اب (اسکی بیوی بچے اور مال) سب غنیمت ہے اور اگر وہ وہین مسلمان ہو کر یہان آیا تھا اور بعد مین مسلمان اسکے ملک پر غالب آگئے تو اب اسکی نابالغ اولاد آزاد مسلمان شمار ہوگی اور جو مال اسنے کسی مسلمان یا ذمی کے پاس امانت رکھا تھا وہ اسکو ملجائیگا اور اسکے سوا (یعنی اسکی بیوی اور بالغ اولاد وغیرہ) غنیمت شمار ہوگی اگر کسینے غلطی سے ایسے مسلمان کو مار ڈالا جسکا کوئی

وارث نہین ہی یا ایسے حربی کو مار ڈالا جو امن لیکر دار الاسلام مین آیا اور رہین مسلمان ہوگیا تھا تو (دونون صورتون مین) اس مقتول کا خونبہا قاتل کے حمائیتون سے امام وصول کرلے اور اگر قصداً مارا ہی تو قصاص مین قتل کرے یا خونبہا لے معاف نہ کرے (یعنی دونون مسئلون مین مفت معاف کردینا جائز نہین ہے

باب العشر والخراج والجزیہ

ف عشر عین کے پیش ہی اسکو کہتے ہین جو زمین کی پیداوار مین سے بحساب دہ یک لیا جائے یعنی کل پیداوار کے دس حصّے کرکے اسمین سے ایک حصہ لے لیا جائے اور خراج اس روپیہ کو کہتے ہین جو زمین کے محصول مین بادشاہ لیتا ہو اور جزیہ اس روپیہ کو کہتے ہین جو ذمی سے لیا جائے **فتح ت** عرب کی ساری زمین اور جہان کے باشندے اپنی خوشی سے مسلمان ہوگئے ہون یا جو ملک جنگ کے ذریعہ سے فتح کرکے وہان کی زمین غازیون کو تقسیم کردیگئی ہو تو تینون قسم کی زمینین عشری ہین **ف** عرب کی زمین طول مین ریف عراق سے لیکر انتہا یمین تک ہے اور عرض مین جدہ سے لیکر سرحد شام تک ہے اسمین حجاز۔ تہامہ۔ یمن۔ مکہ۔ طائف۔ بادیہ۔ جزیرۂ عرب کی زمینین داخل ہین **فتح ت** اور سواد (یعنی عراق کی زمین) یا ایسے ملک کی زمین جو زبردستی فتح ہوا ہو اور پھر وہین کے باشندونکو اُسپر قابض رہنے دیا ہو یا امام نے اُن سے صلح کرلی ہو تو ایسی زمینین خراجی ہین ۔ اگر کوئی بنجر زمین کو چلتی کرے تو اسکے (عشری وغیرہ ہونے مین) پاس کی زمین کا اعتبار کیا جائیگا ۔ اگر اسکے پاس کی زمین عشری ہی تو یہ بھی عشری ہی اور اگر وہ خراجی ہی تو یہ بھی خراجی ہی) اور بصرہ کی زمین باجماع صحابہ عشری ہے اور جس زمین مین کھیتی ہوتی ہو اسپر خراج ہر بیگھہ پیچھے ایک صاع (غلہ) اور ایک درم ہے اور ترکاری کی زمین مین ہر بیگھہ پر پانچ درم ہین اور جس زمین مین انگور اور چھوہارون کے درخت گھنے ہون تو اسمین ہر بیگھہ پیچھے دس درم ہین اور اگر (پیداوار مین) اسقدر خراج کی گنجائش نہین ہو تو کم کردیا جائے بخلاف زیادہ (پیداوار) ہونیکی صورت کی کہ اسمین بالاجماع بڑھانا جائز نہین ہی ۔ اگر زمین پر پانی چڑھ آیا (جس سے کھیتی خراب ہوگئی) یا بالکل ہی پانی نہ آیا یا کوئی (آسمانی) آفت آگئی تو (ان تینون صورتون مین) خراج دینا نہ آئیگا اور اگر زمیندار نے (خراجی) زمین کو خود ہی ڈالے رکھا یا وہ مسلمان ہوگیا یا کسی مسلمان نے خراجی زمین خرید لی تو ان تینون صورتون مین خراج دینا واجب ہوگا اور خراجی زمین کی پیداوار مین عشر نہین ہوتا بس خراج ہی کافی ہی **فصل** اگر جزیہ آپس کی رضامندی سے ٹھیرا ہو تو اسمین کمی و بیشی نہ کیجائے اور نہ ایسے فقیر پر کہ جو خود کما سکتا ہو بارہ درم سالانہ مقرر کردئے جائیں اور جسکی حالت اوسط درجہ کی ہو اُسپر اُسکا دگنا (یعنی چوبیس ۲۴ درم) اور زیادہ مالدار پر اُسکا دگنا (یعنی اڑتالیس درم) اور

اس سے ہر مہینے چار درم لیے جائین اور اوروں سے جزیہ ماہواری وصول کیا جاے اور جزیہ عرب کے یہود و نصاریٰ
پر اور عجم کے بُت پرستون اور آتش پرستون پر مقرر کیا جائے نہ کہ عرب کے بُت پرستون اور مرتد نابالغ لڑکے عورت
غلام مکاتب اپاہج اندھے اور ایسے فقیر پر جو کما نہ سکتا ہو اور نہ ایسے گوشہ نشین پر جو لوگون سے میل جول رکھتا
ہو اور جس کافر پر جزیہ مقرر ہوا اور وہ مسلمان ہو جائے یا ابھی ایک سال کا وصول نہین ہوا تھا کہ دوسرا سال بھی
گذر گیا یا وہ مر گیا تو (ان تینون صورتون مین) جزیہ ساقط ہو جائیگا (یعنی دوسرا سال گذرنیکی صورت مین اسی ایک
ہی سال کا دینا ہوگا) اور دار الاسلام مین یا گرجا یا یہود کا عبادتخانہ نہ بننے پائیگا ہان اگر پرانا ڈھے گیا ہو تو
اُسکو وہ پھر بنا لینگے اور ذمیون کو لباس مین سواری مین اور زین کے استعمال کرنے مین مسلمانون سے فرق
رکھنا چاہیے پس کوئی ذمی کبھی گھوڑے پر سوار نہو نہ ہتھیارون سے کمربستہ رہے اور اپنا) کستیج کپڑون کے اوپر رکھے
اور ایسی زین پر سوار ہو جو پالان کی شکل کی ہو ف کستیج ایک دنی دھاگے کو کہتے ہین جو بہت موٹا اور انگلی کی
برابر ہوتا ہے اُسکو ذمی کفر کی علامت ہونیکے لیے اپنے کپڑون کے اوپر باندھ لے کستیج اُس زنار کو نہین کہتے جو سوتی
دھاگون کا بنا ہوا ہوتا ہے جیسا کہ بعض مترجمون نے لکھ دیا ہے مسکین و مترجم ت اور ذمی کے جزیہ دینے سے
انکار کرنے یا مسلمان عورت سے زنا کر لینے یا کسی مسلمان کو قتل کر دینے یا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیان دینے سے
اُسکے ذمی ہونیکا عہد نہین ٹوٹتا (ہان اگر حضور انور کو علی الاعلان گالیان دے اور اسکی یہ عادت ہی ہو جائے تو اسکو
قتل کر دینا ضروری ہے) ہان اگر دار الحرب (والون) مین جا ملا یا ایسے چند آدمی ملکر کسیجگہ جنگ کرنے پر آمادہ
ہو گئے تو (ان دونون صورتون مین) اسکا عہد ٹوٹ جائیگا اور یہ مرتد کے حکم مین ہو جائیگا (یعنی اسوقت اسکا خون
کرنا اور اسکا مال اسکے وارثون کو دیدینا درست ہو جائیگا) اور تغلبی سے خواہ مرد ہو خواہ عورت بشرطیکہ دونون
بالغ ہون دونی زکوٰۃ لیجائیگی ف دونی زکوٰۃ لینے کا یہ مطلب ہے کہ مسلمانون سے مثلاً کل مال کا چالیسوان حصّہ
لیا جاتا ہے تو اُنسے اُنکے کل مال کا بیسوان حصّہ لیا جائیگا اور تغلبی عرب مین ایک فرقہ کا نام ہے ان سے حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے جزیہ طلب کیا تھا اُنھون نے جزیہ سے انکار کیا اور یہ کہا کہ مسلمان جو زکوٰۃ دیتے ہین ہم اس سے
دو چند دینگے چنانچہ اسی پر اُنسے صلح ہو گئی اور حضرت عمرؓ نے یہ فرمایا کہ حقیقت مین تو یہ تمھاری طرف سے جزیہ ہی ہے
اب تم اسکا نام جو چاہو رکھ لو شرح وقایہ ت اور اس فرقہ کا آزاد کیا ہوا غلام قریشی آدمی کے آزاد کیے ہوے کے
حکم مین ہے ف یعنی جیسا کہ جب کوئی قریشی اپنے کافر غلام کو آزاد کر دے تو اس سے فقط جزیہ یا اگر اسکے پاس
زمین ہو تو اسکا خراج لیا جاتا ہے اسیطرح تغلبی کا غلام بھی اگر کافر ہو اور آزاد کر دیا جائے تو اس سے جزیہ اور خراج ہی

لیا جائے (جیسے زکوٰۃ نہ لیجائے فتح (غیرہ ت) اور (زمین کا) خراج اور جزیہ اور تغلبی کا مال اور دار الحرب کے کفار جو تحفے مین روپیہ بھیجین یا جو اُنسے بدون جنگ کئے مسلمانون کے ہاتھ لگجائے تو یہ سب مال مسلمانونکی بہتری کے کامون مین صرف کرنا چاہیئے مثلاً سرحد کی مضبوطی اور دریاؤن کے پُل باندھنے اور انکی مرمتین کرنی اور قاضیون عالمون مولویون فوجیون (اور انکی اولاد کی وظیفے اور تنخواہین) مقرر ہون اور جو انمین سے سال کے بیچ مین مرجائیگا وہ سالانہ بخشش سے محروم رہیگا

باب المرتدین

بیان احکام مرتدین

ف مرتد کے لغوی معنی مطلق پھرنے والیکے ہین اور شرع مین مرتد دین اسلام سے پھر نیوالے کو کہتے ہین اور مرتد ہونے کا رکن یہ ہے کہ وہ شخص ایمان لانیکے بعد اپنی زبان سے کفر کا کلمہ کہے بغیر اسکے کوئی مرتد نہین ہوسکتا فتح **ت** مرتد پر اسلام پیش کیا جائے یعنی اس سے کہا جائے کہ تو اب پھر مسلمان ہوجا) اور اُسکا شبہ (جو امر دین مین اسکو ہوگیا ہے) حل کر دیا جائے اور تین روز اُسے قیدخانہ مین رکھا جائے اگر (ان تین روز مین) وہ مسلمان ہوگیا (تو بہتر) ورنہ اُسکو قتل کر دینا چاہیئے اور مرتد کا مسلمان ہونا یہ ہے کہ سوائے دین اسلام کے اور سب دینون سے وہ ناراضی اور بیزاری ظاہر کرے یا جو دین اُس نے اختیار کیا تھا اس سے بیزاری ظاہر کرے اور اسپر اسلام پیش کرنیسے پہلے اسکو قتل کر دینا مکروہ ہے لیکن تاہم اگر کوئی قتل کر دے تو قاتل اسکے خون کے تاوان کا ضامن نہوگا (کیونکہ مرتد کا خون کرنا مباح ہوجاتا ہے اور مباح کے کرنے پر تاوان لازم نہین ہوا کرتا) اور اگر کوئی عورت مرتد ہوجائے تو اُسکو قتل نہ کیا جائے بلکہ جبتک (وہ مسلمان نہو اُسے قید مین رکھا جائے اور مرتد کی مال سے اُسکی ملکیت ملتوی طور پر زائل ہوجاتی ہے (یعنی مرتد ہونیکے بعد وہ اپنی مملوکہ چیزون کا مالک نہین رہتا) پھر اگر وہ مسلمان ہوگیا تو اسکی ملکیت پھر قائم ہوجاتی ہے اور اگر مرتد ہونیکی حالت مین مرگیا یا قتل کر دیا گیا تو جو اُس کی اسلامی حالت کی ہے وہ اسلامی حالت کا قرضہ اسکی طرف سے ادا کرنیکے بعد اسکے مسلمان وارث کو بطور ورثہ کے ملجائیگی اور جو اسکی کمائی مرتدی حالت کی ہوگی وہ اسکی طرف سے مرتدی حالت کا قرضہ ادا کرنیکے بعد مال غنیمت قرار دیجاکر (بیت المال مین رکھ) دیجائے گی اور اگر کسی مرتد کے حق مین اسکے دار الحرب مین چلے جانیکا حاکم کی طرف سے حکم لگ گیا تو اب اسکا مدبر (غلام) اور ام ولد (لونڈی) آزاد ہوجائینگے اور جو قرضہ اسکے ذمہ ہوگا وہ اُسیوقت ادا کرنا ہوگا **ف** اسکی وجہ یہ ہے کہ مرتد کے دار الحرب مین چلے جانے پر حاکم کیطرف سے حکم ہوجانا اسکے مرجانیکے حکم مین ہے اسی سبب سے اسوقت اسکا مال بھی وارثون کو دیدیا جاتا ہے **ت** اور اسکے (مرتدی حالت کے معاملات یعنی) خرید و فروخت کرنا یا غلام کو آزاد کرنا یا ہبہ کرنا (وغیرہ سب) ملتوی رہین گے اگر یہ پھر مسلمان ہوگیا تو

وہ معاملات جاری ہوجائیں گے اور اگر مرگیا (یا قتل ہوگیا) تو (امام صاحب کے نزدیک) وہ سب کالعدم ہوجائینگی اور اگر کسی مرتد کے دار الحرب مین چلے جانے پر حاکم کیطرف سے حکم لگ چکا تھا اور وہ پھر مسلمان ہوکر آگیا تو وہ اپنے مال مین سے جو چیز اپنے وارثون کے پاس پائے لیلے اور اگر انکے پاس کچھ نہین ہے تو اب اُنسے تاوان نہین لےسکتا اور اگر کسی مرتد کی لونڈی عیسائی تھی اور اُسکے مرتد ہونیکے وقت سے چھ مہینے مین (یا اس سے زیادہ مین) اسکے بچہ پیدا ہوا اور اس مرتد نے اُسپر دعوی کیا کہ یہ بچہ (میرے نطفہ سے اور) میرا ہے تو وہ لونڈی اسکی ام ولد ہوجائے گی اور یہ بچہ اُسکا بیٹا آزاد قرار دیا جائیگا اور یہ بچہ اُس مرتد کا وارث نہ ہوگا ف یعنی اگر یہ مرتد مرگیا تو اسکا ترکہ اس بچہ کو نہین ملیگا اسکا سبب یہ ہے یہ قاعدہ ہے کہ اگر کسی بچہ کے ماں باپ مین دینی اختلاف ہو تو وہ بچہ ان دونون مین سے بہتر دین والیکے تابع کیا جاتا ہے اسی قاعدہ پر یہ بچہ اپنے مرتد باپ کے تابع کرکے مرتد شمار کیا جائے گا اور مرتد چونکہ وارث نہین ہوا کرتا اس سبب سے یہ بھی وارث نہ ہوگا عینی ملخصات اور اگر لونڈی مسلمان تھی اور مرتد اپنی مرتدی حالت مین مرگیا یا دار الحرب (والون) مین جاملا تو اب یہ بچہ اُسکا وارث ہوجائیگا (کیونکہ اب یہ بچہ اپنی مسلمان ماں کے تابع ہوکر مسلمان قرار دیا جائیگا اور مسلمان مرتد کا وارث ہوتا ہے اور اگر کوئی مرتد اپنا مال (واسباب) لیکر دار الحرب مین چلا گیا تھا پھر مسلمانون نے اس ملک کو فتح کرلیا تو اس مرتد کا مال (بھی) غنیمت مین شمار ہوگا اور اگر کوئی مرتد خالی ہاتھ دار الحرب مین چلا گیا تھا اور پھر دار الاسلام مین آیا اور اپنا مال لیکر پھر دار الحرب مین چلا گیا اور اسکے بعد مسلمانون پر وہ ملک فتح ہوا تو اب اسکا وہ مال اسکے وارثون کو ملیگا اور اگر کوئی مرتد دار الحرب مین چلا گیا (اور اپنا غلام دار الاسلام مین چھوڑ گیا) اور اسکا غلام حاکم کے حکم سے اُسکے بیٹے کو مل گیا اور اُسکے بیٹے نے اس غلام کو مکاتب کردیا اس قصہ کے بعد وہ مرتد مسلمان ہوکر دار الاسلام مین آگیا تو اب یکتابت کا روپیہ یا غلام مرجائے تو اسکا ترکہ اس مورث (مرتد) کو ملیگا (جو اب مسلمان ہوا ہے اسکے بیٹے کو نہین ملیگا) اور اگر مرتد نے غلطی سے کوئی خون کردیا اور دار الحرب مین چلا گیا یا مرتدی حالت مین قتل کردیا گیا تو اب اس مقتول کی خونبہا اس مرتد کے اُس مال مین سے دینی ہوگی جو اُسنے اسلامی حالت مین کمایا ہوگا اور اگر ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان نے قصداً ہاتھ کاٹ ڈالا تھا ہاتھ کٹنے کے بعد یہ مرتد ہوگیا یا اس ہاتھ کٹنے کے صدمہ مین یہ مرتد ہوگیا یا دار الحرب مین چلا گیا اور پھر وہان سے مسلمان ہوکر آیا اور اگر اسی زخم مین مرگیا تو (ان سب صورتون مین) اس کاٹنے والے کے مال مین سے نصف خونبہا اس مرتد کے وارثون کو دلائی جائے گی اور اگر ایسا مرتد دار الحرب مین نہین گیا اور یہین پھر مسلمان ہوکر اسی زخم سے مرگیا تو اب وہ کاٹنے والا پوری خونبہا کا دیندار ہوگا اور اگر کوئی مکاتب (غلام)

مرتد ہوکر دار الحرب مین چلا گیا (اور وہان اُسنے کچھ روپیہ کمایا) پھر مع اپنے مال کے پکڑا گیا اور مرتدی حالت مین (قتل کردیا گیا تو اُسکے مکاتب ہونیکا روپیہ اُسکے آقا کو ملیگا اور جو روپیہ بچیگا وہ مکاتب کے وارثون کو دیا جائیگا اور اگر میان بیوی مرتد ہوکر دار الحرب مین چلے گئے تھے وہان اُنکے ایک لڑکا ہوا اور پھر اس لڑکے کے لڑکا ہوا اس عرصہ کے بعد مسلمانون پر یہ مُلک فتح ہوگیا (اور کافرون کے شامل یہ چارون بھی پکڑے ہوئے آئے) تو یہ بیٹا اور پوتا مال غنیمت مین شمار کیئے جائینگے اور بیٹے پر مسلمان کرنیکے لیے زبردستی کیجائے گی اور پوتے پر نہین کیجائیگی اور عاقل لڑکے کا مرتد ہونا صحیح ہے جیسا کہ اسکا اسلام لانا صحیح ہے ف اس مسئلہ مین عاقل سے مراد یہ ہے کہ وہ اسلام کے حق ہونے اور کفر کے باطل ہونے کو سمجھتا اور جانتا ہو اور بعض فقہا کا یہ قول ہے کہ اُسے اتنی سمجھ ہو کہ اسلام نجات کا سبب ہے اور اچھی بُری چیز مین تمیز کرتا ہو اور صحیح ہونیسے مقصود یہ ہے کہ اُسکا مرتد ہونا معتبر ہے اسپر مرتد کے احکام جاری کیے جائینگے عینی ت اور ایسے لڑکے پر مسلمان ہونیکے لیے زبردستی کیجائے گی اور یہ قتل نہین کیا جائیگا

باب البغاة

ف بغاۃ باغی کی جمع ہے جیسے قاضی کی جمع قضاۃ آتی ہے باغی اُن لوگون کو کہتے ہین جو امام حق یعنی شاہ اسلام کی فرمانبرداری سے ناحق نکلجائے ع ت جو مسلمان اسلامی بادشاہ کی فرمانبرداری سے نکل کر کسی اسلامی شہر کو دبا بیٹھین تو اُن کو یہ بادشاہ اپنی فرمانبرداری کرنے کے لیے کہے اور جس شبہ سے وہ اس فساد پر آمادہ ہوئے ہون اسکو رفع کرے اور (اگر وہ نہ مانین تو) اُنسے جنگ شروع کردے اگرچہ اُنکی طرف سے جنگ کا آغاز نہ ہو اور اگر (ان باغیون کے) کچھ اور لوگ بھی اُنکے معین ہین تو پھر جنگ کے موقع پر جو ان باغیون مین زخمی ہو اُسے جان سے مروا دے اور جو باغی بھاگے اُسکا پیچھا کرے اور اگر باغیون کا کوئی معین نہ ہو تو پھر نہ زخمی کو مروائے اور نہ بھاگنے کا پیچھا کرے اور نہ اُنکی اولاد کو قید کرے ہان اُنکے مال و اسباب کو حراست مین رکھے یہانتک کہ وہ اس بغاوت سے توبہ کرلین اور اگر بادشاہ کو ضرورت ہو تو وہ اُنکے ہتھیارون اور گھوڑون کو برابر کام مین لائے اور اگر کسی باغی نے اپنے جیسے باغی کو قتل کردیا تھا اسکے بعد مسلمانون نے اُنپر فتح پالی تو اس قاتل کے ذمہ کچھ نہین ہے (یعنی نہ قصاص نہ خونبہا کیونکہ باغی کا خون کرنا جائز ہوجاتا ہے) اور اگر باغیون نے کوئی اسلامی شہر دبا لیا تھا اس شہر کے آدمی نے اپنے جیسے شہری کو مار ڈالا پھر مسلمانون نے وہ شہر لے لیا تو اب یہ قاتل (قصاص مین) قتل کیا جائیگا اور اگر (دو آدمی آپسمین ورثہ پانے کی قرابت رکھتے تھے اُنمین سے ایک بادشاہ کا فرمانبردار یعنی عادل تھا اور دوسرا باغی اور) عادل نے باغی کو یا باغی نے عادل کو قتل کرڈالا اور یہ کہا کہ مین (اس قتل کرنے مین) حق پر

ہون تو وہ اپنے اس مقتول کا وارث ہوگا (یعنی اُسے ترکہ پہنچے گا اور اس قتل کے باعث وہ ترکہ سے محروم نہ ہوگا۔ ہان اگر باغی یہ کہے کہ مین نے ناحق ہی قتل کیا ہے تو اب اُسے ترکہ نہین ملیگا اور مفسدون کے ہاتھ خواہ وہ باغی ہون یا ڈاکو وغیرہ ہون) ہتھیارون کا بیچنا مکروہ ہے اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ یہ خریدار مفسدون مین سے ہے تو اس وقت اُسکے ہاتھ بیچنا مکروہ[۱] نہین

کتاب اللقیط

یہ بیان لقیط کا ہے

ف لقیط فعیل کے وزن پر مفعول کے معنی مین ہے یہ لغت مین اس چیز کا نام ہے جو زمین سے اُٹھائی جاے اور شرع مین لقیط اس زندہ بچہ کا نام ہے جسکو اسکے وارثون نے خرچ کی تنگی کے فکر سے یا زنا کی تہمت سے بچنے کی غرض سے پھینکدیا ہو اور وارث معلوم نہ ہو ط و ع ت لقیط (یعنی لاوارثی بچہ کو) اُٹھالینا مستحب ہے اور اگر وہ ایسی جگہ پڑا ہے جہان) اُسکے تلف ہونیکا اندیشہ ہے تو اسکو اُٹھالینا واجب ہے اور یہ بچہ آزاد رہیگا (یعنی اُٹھانیوالا اُسکو اپنا غلام لونڈی نہین بنا سکتا) اور اسکا خرچ بیت المال سے ملیگا جیسا کہ اُسکا ترکہ بیت المال مین داخل ہوتا اور اسکے قصورون کا تاوان بھی بیت المال ہی سے ملتا ہے ف یہ حکم اُسوقت ہے کہ اُٹھانیوالا اسبات کا پورا ثبوت دیدے کہ یہ بچہ میرا نہین ہے بلکہ مین نے پایا ہے اور دوسری شرط یہ ہے کہ اس بچہ کے پاس مال نہ ہو ورنہ اسی کے مال مین سے خرچ کرنا ہوگا ط ت اور اس بچہ کو اس اُٹھانیوالے سے اور کوئی نہین لے سکتا اور اسکا نسب ایک آدمی سے اور دو آدمیون سے ثابت ہو جاتا ہے (یعنی اگر ایک آدمی نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے تو اسکا بیٹا قرار دیا جائےگا اور اگر اسطرح دو نے دعوی کیا تو دو کا) اور اگر ان دونون مین سے ایک نے اُس لڑکے کی کوئی نشانی بتلادی تو یہ دوسرے کی نسبت اسکا زیادہ مستحق ہوگا اور اگر کسی ذمی نے دعوی کیا کہ یہ میرا لڑکا ہے تو اسی کا لڑکا قرار دیا جائیگا مگر یہ مسلمان شمار ہوگا اگر ذمیون کے مکان یا اُن کے عبادتخانہ وغیرہ مین سے نہ ملا ہوگا اور کسی غلام نے دعوی کیا کہ یہ میرا لڑکا ہے تو اُسیکا لڑکا قرار دیا جائیگا اور یہ آزاد رہیگا اور یہ لڑکا کسیکا غلام نہین ہو سکتا (یعنی اگر کوئی دعوی کرے کہ یہ میرا غلام ہے تو یہ غلام نہین ہو سکتا) ہان اگر گواہون سے یہ بات ثابت ہو جائے تو ہو جائیگا اور اگر ایسے بچہ کیساتھ کچھ مال بھی ملا ہے تو وہ مال اس بچہ ہی کا ہوگا اور اُٹھانے والے کو اُسکا نکاح کرنا اور اسکے مال کو بیچنا اور اس سے مزدوری کرانا درست نہین ہے ہان اسکو کوئی ہنر سکھانے کے لیے) کسی پیشہ مین لگا دینا درست ہے اور اگر کوئی شخص

[۱] کیونکہ دار الاسلام مین اکثر آدمی اچھے ہی ہوتے ہین شاذ و نادر کوئی مفسد ہو جاتا ہے اور حکم مین اکثر اعتبار ہوتا ہے نادر الوجود کا نہین ۱۲ عینی

اس بچہ کے لیے کوئی چیز ہبہ کرے تو یہ اسکی طرف سے ہو کر خود لیلے

کتاب اللقطہ
(پڑی ہوئی چیز کا بیان)

ف لقطہ اشتقاق اور معنی لغوی مین مثل لقیط کے ہر یعنی یہ دونون التقاط سے مشتق ہین جسکے معنی اُٹھانے کے ہین پس لقطہ لام کے پیش اور قاف کے زبر اور جزم سے اُس چیز کا نام ہر جو کہین سے کوئی پڑی ہوئی اُٹھانے ت ع ت حرم اور خارج حرم کی پائی ہوئی چیز امانت (کے حکم مین ہوتی) ہر بشرطیکہ اُٹھانے والے نے اس قصد سے اُٹھائی ہو کہ وہ اسکے مالک کو واپس دیدیگا اور (اس بات پر لوگون کو) گواہ بھی کر لیا ہو (کہ یہ چیز مین نے اسلیئے اُٹھائی ہر کہ یہ اسکے مالک کو واپس دیدونگا پس یہ دونون شرطین ہونے کے بعد اگر یہ چیز اسکے پاس تلف ہوگئی تو تاوان نہین آئیگا کیونکہ امانت تھی اور امانت مین تاوان نہین آیا کرتا) اور اب یہ اُٹھانیوالا اتنے دنون لوگون سے ضرور اسکو بیان کرے کہ اسکو یہ یقین ہوجائے کہ اب اسکا مالک اسے تلاش نہین کرتا ہوگا (اگر کوئی لینے والا نہ آئے تو) پھر اسکو خیرات کردے اگر خیرات کرنے کے بعد مالک آجائے تو اب مالک کو اختیار ہر (اگر وہ ثواب لینا) چاہے تو اسکے خیرات کردینے کو بدستور رکھے (اُسے بھی اُسکا ضرور ثواب ہوگا) اور چاہے اس اُٹھانیوالے سے اسکی قیمت لیلے اور چوپایہ (اگر کہین لاوارثی پھرتا ہو تو اس) کو پکڑ لینا درست ہے اور پائی ہوئی چیز کے حکم مین ہر اور ایسے جانور یا بچہ پر اگر اُٹھانیوالا (حاکم کی اجازت بغیر) کچھ خرچ کردے تو وہ احسان اور سلوک کے درجہ مین ہر (یعنی یہ اسکا معاوضہ نہین لے سکتا) ہان اگر حاکم کی اجازت سے خرچ اُٹھایا تھا تو یہ (مالک کے ذمہ) قرض ہوگا (جب وہ لینے آئے اُس سے وصول کرے) اور اگر وہ جانور ایسا ہر کہ اس سے کچھ نفع حاصل ہوسکتا ہر (مثلاً کوئی گھوڑا ہر یا گدھا ہر یا اونٹ ہر) تو حاکم اسے کرایہ پر دلائے اور اسی کی آمدنی مین سے اسکا خرچ اُٹھوائے اور اگر وہ کسی کار کا نہین ہر تو اُسے فروخت کراکے (اسکی قیمت حفاظت سے رکھوا دے) اور اُٹھانیوالے کو اتنا اختیار ہر کہ (اگر اُسنے حاکم کی اجازت سے اسپر خرچ کیا تھا تو) جبتک اپنا خرچہ وصول نہ کرلے وہ چیز مالک کو نہ دے اور ایسی چیز کو اگر کوئی اپنی بتلائے تو جبتک وہ اپنی ہونا کسی ذریعہ سے ثابت نہ کردے اسکو ہرگز نہ دے ہان اگر مدعی نے (بلا دیکھے) اُسکی کوئی علامت بیان کردی تو اب اسکو دیدینی جائز ہے مگر اب بھی وہ اس سے زبردستی نہین لے سکتا اگر ایسی چیز کا اُٹھانیوالا خود ہی غریب اور محتاج ہو تو اسکو فائدہ اُٹھانا جائز ہے ورنہ کسی اجنبی محتاج کو صدقہ کے طور پر دیدے اور اگر اُسکے ماں باپ یا بیوی یا (بڑی) اولاد محتاج (اور غریب) ہین تو ان پر صدقہ کردینا جائز ہے۔

کتاب الآبق

بھاگے ہوئے غلام کا بیان

ت بھاگے ہوئے غلام کو پکڑ لینا مستحب ہے بشرطیکہ پکڑنے کی قدرت رکھتا ہو اور جو ایسے غلام کو سفر کی مدت (یعنی تین منزل چھتیس میل) سے پکڑ کر لائے تو اُسکو چالیس درم مزدوری کے ملین گے اگرچہ غلام اس سے کم ہی قیمت کا ہو اور جو مدت سفر سے کم فاصلہ سے لائیگا اُسکو مزدوری اسی حساب سے ملیگی (مثلاً ایک منزل کے فاصلہ سے لائیگا تو چالیس درم کی تہائی کا مستحق ہوگا اور علیٰ ہذا القیاس) مدبر اور ام ولد (اس حکم مین) مثل غلام کے ہین (یعنی ان کو پکڑ کے لانے سے بھی اُسی مزدوری کا مستحق ہوگا) اور اگر اس پکڑ کر لانیوالے سے غلام چھوٹ کر بھاگ جائے تو اُسپر قیمت دینی نہین آئیگی اور یہ پکڑنیوالا گواہ (ضرور) کرلے یعنی اسپر کہ مین نے یہ غلام اسکے مالک کے پاس پہنچانے کیلئے پکڑا ہے اور اگر کوئی غلام رہن تھا اور وہ بھاگ گیا تو اُسکو پکڑ کر لانیوالے کی مزدوری مرتہن کے ذمہ ہوگی (یعنی جسکے پاس یہ رہن تھا) اور اسکے کھانے وغیرہ مین جو کچھ صرف کیا اُسکے وصول ہونیکا حکم مثل پائی ہوئی چیز کے ہے (اگر حاکم کی اجازت سے صرف کیا ہے تو ملجائے گا ورنہ خیر صلاح)

کتاب المفقود

گمشدہ آدمی کا بیان

ف لغت مین مفقود کے معنی معدوم یعنی گم شدہ کے ہین اور شرعی معنی یہ ہین جو آگے مصنف رحمہ اللہ بیان فرماتے ہین ۱۲ ت مفقود ایسے غائب کو کہتے ہین جسکا نہ ٹھکانا معلوم ہو نہ اُسکے مرنے جینے کی خبر ہو حاکم کو چاہیئے کہ ایسے کے لیے ایک آدمی مقرر کردے جو اُسکا روپیہ پیسہ (لوگون کے ذمہ اگر ہو) وصول کرے اُسکے مال کی حفاظت کرے اُسکا خبر گیران رہے اور اُسکے مال مین سے اُسکے ماں باپ اور بیوی بچون کو خرچ دیتا رہے اور حاکم اس لاپتہ کی بیوی کو اس سے علیحدہ نہ کردے ہان (اسکی پیدائش سے لیکر) نوّے برس پورے ہونیکے بعد یہ حکم لگادے کہ اب وہ مرگیا ہے (اور اس مسئلہ مین اسی پر فتویٰ ہے) اب اسکی بیوی (اپنے شوہر کے مرجانیکی) عدت مین بیٹھے اور اُسوقت اُسکا ترکہ بھی تقسیم ہو اُس سے پہلے نہ ہو اور ایسا آدمی کسی کا وارث نہین ہوسکتا (یعنی اگر اسکے گم ہونے کی حالت مین موت کا حکم ہونیسے پہلے کوئی اُسکے رشتہ دارون مین سے مرگیا تو اُسے اُسکے ترکہ مین سے کچھ نہین ملیگا پس اگر اس لاپتہ کے ساتھ کوئی ایسا ہو کہ اسکے ہوتے ہوے وہ وارث ترکہ سے محروم ہو جاتا ہے تو ابھی اسکو کچھ نہین دیا جائیگا کیونکہ یہ لاپتہ حکماً موجود کے حکم مین ہے جب تک کہ اسکے مرنے پر سرکاری حکم نہ لگ لے) اور اگر ایسا وارث ہے کہ اس لاپتہ کے ہوتے ہوے اُسکا حصّہ کم ہوجاتا ہے تو اسکو دونون حصّون مین سے کم ہی حصّہ دیا جائیگا اور باقی ابھی

ملتوی رہیگا جیسے حمل کا حصہ ملتوی رہتا ہے (مثلاً اگر کوئی شخص مرگیا اور اُس کی بیوی حاملہ ہے تو اُس آدمی کا ترکہ تقسیم کرتے وقت حمل کا حصہ علٰحدہ رکھدیا جاتا ہے ۔

کتاب الشرکۃ

ت شرکت دو قسم کی ہوتی ہی ایک شرکت ملک ۔ دوسری شرکت عقد) شرکت ملک یہ ہی کہ دو آدمی (یا کئی آدمی) وراثت کے ذریعہ سے یا خریدنے کے سبب ایک چیز کے مالک ہوجائین (ان شریکون یعنی ساجھیون کا حکم یہ ہی کہ) ان مین سے ہر ایک اپنے شریک کے حصہ مین بالکل اجنبی ہوتا ہی (لہذا ہر ایک کو دوسرے کے حصہ مین دست اندازی کرنا قطعی ناجائز ہے) اور شرکت عقد (جسکو شرکت معاملہ کہنا چاہیئے) یہ ہے کہ دو آدمیون مین سے ایک دوسرے سے کہے کہ مین نے اتنے (روپون کی تجارت) مین تجھے شریک کرلیا اسپر دوسرا کہے کہ مین نے اُسے منظور کرلیا اور یہ عقد شرکت (چار قسم پر ہی) اگر اس طرح ہے کہ دونون شریکون مین سے ہر ایک دوسرے کی طرف سے وکیل و کفیل ہی اور (مال مین تصرف مین اور مذہب مین دونون برابر ہین تو اسکا نام شرکت مفاوضہ ہے (مفاوضہ کے معنی برابری کے ہین گویا یہ دونون شریک ہر طرح سے برابر ہوتے ہین) پس اگر ایک شریک آزاد ہو اور دوسرا غلام ہو یا ایک نابالغ ہو دوسرا بالغ ہو یا ایک مسلمان ہو دوسرا کافر ہو تو ان مین یہ شرکت مفاوضہ نہین ہوسکتی ف دونون شریکون مین سے ہر ایک کے وکیل او رکفیل ہونے کا یہی مطلب ہے جو ابھی آتا ہی اور آزاد و غلام مین یہ شرکت نہ جائز ہونے کی یہ وجہ ہی کہ اول صورت مین تو مال مین برابری نہین کیونکہ غلام کی ملکیت کچھ نہین ہوتی اور بعد کی دونون صورتون مین تصرف اور مذہب مین برابری نہین ہے کیونکہ ایک نابالغ ہے تو دوسرا کافر ہے ۔ مترجم ت اور چونکہ ان مین سے ہر ایک دوسرے کا وکیل ہوتا ہی لہذا) جونسا ان مین سے کوئی چیز خریدیگا وہ دونون مین مشترک ہوگی سوائے اپنے بال بچون کی خوراک اور پوشاک کے اور جو قرض کسی تجارت یا غصب یا ضامنی کی وجہ سے ایک کے ذمہ ہوگا وہ دوسرے کے ذمہ بھی لازم ہوجائے گا اور (دھیہ شرکت ہونیکے بعد) اگر ایک شریک کو ہبہ یا ورثہ کے ذریعہ سے ایسا مال مل گیا جسمین یہ شرکت ہوسکتی (مثلاً روپیئے ہون یا اشرفیان ہون) تو اسوقت یہ شرکت ٹوٹ جائیگی ہان اسباب (یعنی کپڑا وغیرہ) اس طرح کہین سے ملجائے تو شرکت نہین ٹوٹے گی اور یہ شرکت اور شرکت عنان (جسکا بیان آگے آتا ہی) بغیر نقدین (یعنی روپیہ یا اشرفیان) یا چاندی سونے کے ٹکڑون یا پیسون کے جو اسوقت رائج ہون درست

یہ دونون کے آپس مین [illegible]

نہین ہو سکتی ف یعنی ان دونون شرکتون مین یہ شرط ہے کہ دونون شریک برابر روپیہ ملائین یا اشرفیان
یا پیسے وغیرہ جو اسوقت اس ملک مین مروج ہون بلا اس طرح ہوئے یہ شرکت درست نہ ہوگی مترجم ت
اور اگر دو شریکون مین سے ہر ایک اپنا نصف اسباب دوسرے کے نصف اسباب سے بیچڈالے اور عقد شرکت
کرے تو درست ہو جائیگی اور عقد شرکت کی دو قسم شرکت عنان ہے اور وہ یہ ہے کہ) اگر دونون شریکون
مین سے ہر ایک دوسرے کا وکیل فقط ہو کفیل نہ ہو پس اگر روپیہ دونون شریکون کا برابر ہو اور نفع برابر
نہ ٹھیرائین یا نفع برابر ٹھیرالین اور روپیہ برابر نہ ہو یا تھوڑے مال مین شرکت ہو دسارے مین نہ ہو) یا ایک
نے روپیہ دیا ہو دوسرے نے اشرفیان یا دونون نے روپیہ نہ ملایا ہو (بلکہ زبانی شرکت ٹھیر گئی ہو
اور دونون علیحدہ علیحدہ تجارت کرتے ہون ان سب صورتون مین یہ شرکت عنان درست ہو جاتی ہے
اور (اسمین) جسنے جو چیز خریدی ہو اُسکی قیمت کا مطالبہ اسی سے کیا جائے (کیونکہ اسمین ایک دوسرے
کا کفیل نہین ہوتا ہان یہ خریدنیوالا قیمت اپنے پاس سے دیکر پھر اپنے شریک سے اُسکے حصہ کے دام
وصول کرلے اور اگر کوئی تجارتی مال خریدنے سے پہلے دونون کا روپیہ یا ایک کا روپیہ جاتا رہا تو یہ
شرکت نہین رہیگی (کیونکہ شرکت کا دار مدار اس روپیہ ہی پر ہے جب یہ نہین تو پھر شرکت کیسی) اور
اگر ایک شریک اپنے روپے سے کوئی چیز خرید چکا تھا اسکے بعد دوسرے شریک کا روپیہ جاتا رہا تو یہ
خریدی ہوئی چیز دونون کی مشترک رہیگی اور یہ خریدنیوالا اپنے شریک کے حصّہ کے دام اس سے وصول
کرلے اور اگر دونون مین سے ایک کے لیے نفع کے چند روپیہ معیّن کر دئے گئے ہون تو اسوقت یہ شرکت باطل
ہو جائیگی اور شرکت عنان اور مفاوضہ کے دونون شریکون مین سے ہر ایک کو اتنا اختیار ہے کہ روپیہ کسیکو
بضاعت پر دیدے (یعنی کسیکو تجارت کے لیے دیدے اور کل نفع اپنا ٹھیرا لے) یا کسیکو نوکر رکھ لے
(جو مال کی حفاظت کرے اور اُسکا ہاتھ بٹائے) یا کہین امانت کے طور پر رکھدے یا مضاربت پر دیدے
یا کسی کو وکیل کر دے اور اس مشترک مال مین ہر شریک کا تصرف حکم مین امانت کے ہے (یعنی اگر تصرف سے جاتا رہے
تو تاوان نہین دینا پڑیگا) اور شرکت عقد کی تیسری قسم شرکت تقبل ہے جسکی صورت یہ ہے کہ دو درزی یا ایک
درزی اور ایک رنگریز (یا اور اسیطرح) اس شرط پر شریک ہو جائین کہ (دونون کا) کام دونون لیا کرین
اور مزدوری جو کچھ ہے اُسے دونون بانٹ لیا کرین پس اس شرکت مین اگر ایک کسی کام کو لیلیگا تو وہ دونون
کے ذمہ ہوگا اور جو ایک کمائیگا اُسمین دونون برابر شریک ہونگے اور اس شرکت کی چوتھی قسم شرکت وجوہ ہے جسکی صورت

یہ ہے کہ دو آدمی بدون روپیہ پیسے کے اس طرح شریک ہوں کہ دونوں اپنے اپنے اعتبار پر مال خرید کر کے بیچا کریں اس شرکت میں ایک دوسرے کا وکیل ہوتا ہے پس اگر دونوں نے نصفا نصفی کے یا ایک تہائی اور دو تہائی کے اقرار پر مال خریدا تو نفع بھی اسیطرح ہوگا اور زیادہ ٹھیرانے کی شرط باطل ہوگی **فصل** اور ڈ جنگل سے ایندھن لانے یا شکار لانے یا پانی کھینچنے میں شرکت درست نہیں ہوتی اور داگر کسینے کر لی تو وہ کمائی کام کرنیوالے کی ہوگی اور یہ اپنے دوسرے شریک کو اتنی واجبی مزدوری دیدے کہ جتنا اُسکا کام ہو **ف** اس مسئلہ میں کمائی سے مراد وہی ایندھن یا شکار وغیرہ ہے جسمیں یہ دونوں شریک ہوئے تھے بس یہ اصل چیز خاص کام کرنیوالے کی ہوگی اور اسپر لازم ہوگا کہ اپنے شریک کو اسکا کام دیکھ کر واجبی یعنی مروجہ مزدوری دیدے **ت** اور جو شرکت خلاف شرع ہو اسمیں منافع مال کی مقدار کے موافق ہوگا اگرچہ انمیں سے کسی نے زیادہ لینا کرلیا ہو (یعنی اسکے اس کرنے اور ٹھیرا لینے کا اعتبار نہیں ہوگا بلکہ ہر ایک کو اُسکے روپیہ کے حساب سے ملیگا) اور دو شریکوں میں سے ایک کے مرجانے پر وہ شرکت ٹوٹ جاتی ہے اگرچہ مرنا حکماً ہی ہو **ف** جو مسلمان مرتد ہو کر دار الحرب چلا جاے اور سرکار سے اسکے چلے جانے کا حکم ہو جائے تو یہ اسکا جانا حکماً مرجانا شمار کیا جاتا ہے باب المرتدین میں اس کی تفصیل گذر چکی ہے **ف** ایک شریک دوسرے شریک کے مال کی زکوٰۃ بدون اسکی اجازت کے نہ دے اور اگر ہر ایک نے دوسرے کو اجازت دیدی تھی اور دونوں نے (بے خبری میں) ایک ساتھ زکوٰۃ دیدی تو دونوں کو آپس میں وہ روپیہ بھرنا ہوگا (یہاں دونوں آپسمیں مجرا دے لیں) اور اگر ایک ساتھ نہیں دی بلکہ آگے پیچھے دی تھی تو پیچھے دینے والے پر تاوان دینا آئیگا اگر شرکت مفاوضہ کے دو شریک ہوں ان میں سے ایک دوسرے کو صحبت کرنیکے لیے ایک لونڈی خریدنے کی اجازت دیدے اور وہ شرکت کے روپیہ سے لونڈی خرید لے تو یہ لونڈی اسی خریدنے والے کی ہوگی اور اُسکو پھر اپنے پاس سے کچھ دینا نہیں پڑے گا۔

کتاب الوقف

ت (شرع میں) وقف اُسے کہتے ہیں کہ اصل چیز کو وقف کرنیوالا اپنی ملک رکھے اور اسکا فائدہ خیرات کر دے (اسکے بعد اُس چیز کو موقوف اور وقف کہتے ہیں اور اس کرنیوالے کو واقف) اور قاضی کے حکم کر دینے سے یہ موقوف چیز واقف کی ملکیت سے نکلجاتی ہے اور (اسکے بعد) کسی کی ملکیت نہیں ہوجاتی اور (جو چیزیں تقسیم ہوسکتی ہوں انمیں) وقف جب پورا ہوتا ہے کہ واقف (اپنی ملک سے) علیحدہ کر کے متولی کا اسپر قبضہ کرا دے اور اسکی ایسی صورت کر دے کہ وہ ہمیشہ کو جاری رہے (یہ دونوں ایسی چیزوں کو وقف کرنے کی شرطیں ہیں)

اور زمین کو مع بیلون اور ہالی کمیرون کے وقف کر دینا درست ہی اور ایسے مشاع (یعنی تہائی یا چوتھائی حصہ) کا بھی جسکے جواز پر سرکاری حکم ہو جائے علیٰ ہذا القیاس ایسی منقولی چیزونکا کہ جسکا وقف عادۃً مروج ہو (جیسے کتابین اور برتن وغیرہ) اور وقف چیز کا کسی کو مالک بنا دینا یا بانٹنا جائز نہین ہی اگرچہ کسی نے اپنی اولاد کے لیے وقف کی ہو اور وقف کی پیداوار مین سے سب سے پہلے اسکی مرمت اور درستی کیجائے اگر وقف کرنیوالے نے یہ شرط نہ کی ہو اور اگر وقف گھر ہے تو اسکی مرمت (وغیرہ) اسی کے ذمہ ہی جو اسمین رہتا ہو اور اگر وہ انکار کرے یا (اپنی تنگدستی کے باعث) کرا نہ سکے تو حاکم اسکے کرایہ مین سے مرمت کرا دے اور وقف کے ملبہ کو اگر ضرورت ہو تو اسی مین لگا دے اگر ضرورت نہ ہو تو حفاظت سے رکھے تا کہ ضرورت کیوقت کام آجائے اور حاکم اس ملبہ کو وقف کے مستحقین پر تقسیم نہ کر دے اور اگر واقف یہ ٹھیرا لے کہ اس وقف کی آمدنی (تاحیات) مین لونگا یا اسکا متولی مین رہونگا تو یہ درست ہی ہان اگر وہ (بعد مین) خیانت کرے تو اس سے لیا جائے اگرچہ اُسنے (وقف نامہ مین) یہ شرط کر دی ہو کہ یہ وقف میرے قبضہ سے نہ نکلے (اس شرط کا لحاظ نہ ہوگا) جیسا کہ وصی دکا حکم ہی کہ اگر اسکی خیانت معلوم ہو تو اسکو موقوف کر کے دوسرا اسکی جگہ کر دیا جاتا ہی)

فصل اگر کوئی مسجد بنائے (تو صرف مسجد کا نام ہونیسے) وہ اسکی ملک سے نہین نکلجاتی جب تک کہ وہ خود مع اسکے راستہ کے اپنی ملک سے نہ نکالدے اور لوگون کو اسمین نماز پڑھنے کی اجازت نہ دیدے ہان ان دونون باتون کے بعد اگر ایک آدمی نے بھی اسمین نماز پڑھ لی تو اب وہ اسکی ملک سے نکل گئی اور اگر کسی نے ایسی مسجد بنائی کہ اُسکے نیچے تہ خانہ ہے) یا اوپر کوئی کمرہ ہی اور اُسنے اسکا دروازہ راستہ کی طرف کر دیا اور اپنی ملک سے بھی نکالدی یا کسی نے اپنے گھر مین مسجد بنالی اور لوگونکو اسمین آنے جانیکی اجازت بھی دیدی تو ان دونون کو ایسی مسجدونکا بیچنا درست ہی اور اسکے مرنے کے بعد اُسکے ترکہ مین یہ اسکے وارثون کی ہو جائیگی (غرض یہ ہی کہ ایسی مسجد وقف کے حکم مین نہین ہوتی) اور اگر کسی نے تالاب (یا مسافرون کے لیے) چوکی یا مسافر خانہ یا قبرستان بنوایا ہی تو ابھی یہ چیزین اسی کی ملک ہین یہانتک کہ حاکم (اسکی ملک نہ رہنے کی) حکم کر دے اور اگر راستہ مین سے کچھ جگہ مسجد مین لے لی گئی یا مسجد کی زمین (کسی ضرورت سے) راستہ مین شامل کر دی گئی تو یہ جائز ہے۔ خداوند عالم کا لاکھ لاکھ شکر ہی کہ آج بتاریخ ۱۸ جمادی الاول روز پنجشنبہ ۱۳۲۹ھ ہجری مطابق ۱۸ مئی ۱۹۱۱ء کو ترجمہ کنز الدقائق کی جلد اول بخیر و خوبی تمام ہو گئی اور اب دوسری جلد شروع ہوتی ہی و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ علیہ سید المرسلین و آلہ و اصحابہ اجمعین مترجم

کتاب البیوع

خرید و فروخت کی قسمون کا بیان

ف بیع کے لغوی معنی مطلق مبادلہ یعنی ایک چیز کو دوسری سے بدل لینے کے ہین اور بیع کے شرعی معنی یہ ہین جو آگے مُصنّف بیان فرماتے ہین اور یاد رکھنا چاہیئے کہ عربی مین بیچنے والے کو بائع کہتے ہین اور خریدنیوالے کو مشتری ت بیچنے اور خریدنیوالے دونون کی رضامندی سے ایک مال کو دوسرے مال سے بدل لینا (شرعًا) بیع ہی اور جب ایجاب وقبول دونون بصیغۂ ماضی ہون تو بیع پوری ہوجاتی ہی اور اسیطرح تعاطی بھی ف بائع مشتری مین سے پہلے کے قول کو ایجاب کہتے ہین اور دوسرے کے قول کو قبول اور بصیغۂ ماضی ہونے کا یہ مطلب ہی کہ ایک یون کہے مین نے بیچدی دوسرا کہے مین نے خریدلی تو اسپر بیع پوری ہوگئی اور بیع تعاطی اُسے کہتے ہین کہ بائع مشتری کو وہ چیز دیدے اور مشتری اسیوقت قیمت دیدے اگرچہ زبان سے دونون کچھ بھی نہ کہین اس تعاطی سے بیع پوری ہوجاتی ہی چاہے چیز کسی قیمت کی ہو اور اسی پر فتویٰ ہی ع ت اور اگر ان دونون مین سے کوئی قبول کرنے سے پہلے اس مجلس معاملہ سے اُٹھ گیا (یا بیٹھے ہی بیٹھے کوئی ایسا کام کرنے لگا جس سے بظاہر اس معاملہ سے اعراض معلوم ہوا) تو اس سے ایجاب جاتا رہا (اب اگر یہ اس بیع کو چاہین تو نئے سرے سے کرنی ہوگی) اگر دام (مشتری کے) پاس نہ ہون تو انکی گنتی اور سکّہ کی تعیین ضرور کردے اور اگر پاس ہین (یعنی ابھی دے رہا ہی) تو اسوقت ان دونون باتون کی ضرورت نہین (بائع خود دیکھ لیگا) اور بیع نقد اور ادھار دونون طرح جائز ہے بشرطیکہ دام ادا کرنے کی مدّت ٹھیر جاے اور اگر مشتری نے دامون کو گول مول رکھا یعنی زبان سے یہ نہین کہا کہ روپیہ وغیرہ فلان سکّہ کی دونگا) تو اس سے وہی دینے آئینگے جنکا اس شہر مین زیادہ چلن ہو اور اگر کسی شہر مین کئی سکّے برابر چلتے ہین اور مشتری نے کسی سکّہ کی تعیین نہین کی تو یہ بیع نہین ہونے کی اور (ہر قسم کا) غلہ ناپ کر اور اٹکل کر کے اور کسی برتن یا معیّن باٹ سے ناپ تول کو بیچنا جائز ہی اگرچہ برتن کا پیمانہ باٹ کا وزن معلوم نہو اگر کسینے غلہ کا ڈھیر اسطرح بیچا کہ فی صاع ایکدرم ہی تو بیع فقط ایک صاع کی ہوگی (صاع ایک پیمانہ کا نام ہی جسمین دہلی کے سیر یعنی اسی کی تول سے پونے چار سیر کے قریب اناج آتا ہی) اور اگر کسی نے بکریون کا ریوڑ یا کپڑے کا تھان اسطرح بیچا کہ فی بکری ایکدرم کی یا ایک گز ایک درم کا تو بیع بالکل نہ ہوگی (یعنی ایک بکری یا ایک گز تک کی بیع بھی درست نہ ہوگی ہان اگر (ان تینون مسئلون مین) کل کی تعداد بیان کردے گا تو سب مین بیع درست ہو جائیگی ف کل کی تعداد بیان کرنیسے یہ مراد ہی کہ سب صاعون یا سب بکریون یا

سب گزون کی تعداد بیان کرکے یون کہے کہ فی اتنے کا ہی تو اس صورت مین سب کی بیع ہو جائیگی **ت**
پس اگر (تعداد بیان کرکے بیچا تھا اور لینے والے نے ناپا تو) ایک پیمانہ کم نکلا تو اُسے اختیار ہے چاہے حصّہ
رسد داموں سے لیلے چاہی واپس کردے اور اگر اس مقدار سے زیادہ نکلے تو وہ بائع کا ہے اور اگر کپڑا اس
مقدار سے (جو بائع نے بتلائی تھی) ایک گز کم نکلا تو اب مشتری چاہے پورے دامون لیلے اور چاہی واپس
کردے اور اگر کچھ زیادہ نکل آئے تو وہ مشتری کا ہی اسوقت بائع کو (یہ) اختیار نہین رہتا کہ چاہی بیچے
اور چاہے نہ بیچے) ہان اگر اس صورت مین بائع نے یہ کہدیا تھا کہ یہ تھان فی گز اتنے کا ہی اور پھر وہ تھان
کم ہوگیا تو اب مشتری کو اختیار ہے چاہے حصّہ رسد قیمت سے لیلے اور چاہے واپس کردے اور اگر
زیادہ نکل آیا تو اب بھی اگر چاہے سارا تھان فی گز اسی حساب سے لیلے (جو بائع نے کہا تھا) اور چاہے
واپس کردے اگر کسی نے ایک مکان مین سے دس گز زمین بیچدی (اور وہ جگہ معیّن نہین کی) تو یہ بیع
درست نہین ہوئی ہان اگر ایک مکان کے سو حصّے ہین اور اُن مین سے دس حصّے بیچدے تو یہ بیع
ہو جائے گی - اگر کسی نے ایک گٹھری اس شرط پر خریدی تھی کہ اسمین دس کپڑے ہین اور پھر کوئی کپڑا کم
یا زیادہ نکل آیا تو اُس گٹھری کی بیع نہین ہوئی ہان اگر ہر کپڑے کی قیمت بیان کردی گئی تھی اور پھر کوئی
کم ہوگیا تو اب بیع حصّہ رسد دامون سے ہو جائیگی اور مشتری کو اختیار ہوگا (کہ چاہے اتنی ہی قیمت دے کر
لیلے اور چاہے نہ لے) اور اگر اس تعداد سے کوئی کپڑا زیادہ نکل آیا تو یہ بیع ٹوٹ جائے گی - اگر کسی نے ایک
تھان اس شرط پر خریدا کہ یہ دس گز ہے اور فی گز ایکدرم کا اور وہ تھان ساڑھے دس گز نکلا تو اب یہ مشتری
دس ہی گز کی قیمت سے لیلے اور اُسے واپس کرنے کا اختیار نہین اور اگر ساڑھے نو گز نکلے تو نو درم کو
لیلے اور اس اخیر کی صورت مین اُسے اختیار ہوگا کہ چاہے رکھے چاہے واپس کردے **فصل** مکان کے
بیع کرنے مین دیوارین اور (ہضمی تالون کی) کنجیان بلا ذکر کیے آجائین گی اسیطرح زمین کا بیعنامہ کرنے مین
جو درخت اس زمین مین ہون وہ بھی آجائین گے ہان زمین کی بیع مین اس زمین کی کھیتی بلا نام لیے نہین
آسکتی اور نہ درختون کے بیع کرنے مین بلا شرط ٹھیرے اُن درختون کے پھل آسکتے ہین **ف** کیونکہ
درختون پر پھل مکان مین اسباب ہونے کی مثل ہی بخلاف زمین مین درخت ہونے کے کہ ان کا تعلق زمین
سے ایسا ہی جیسا کسی چیز کے ٹکڑے کا اپنے کل سے ہوتا ہی **ت** اور (اگر زمین کی بیع بلا ذکر کھیتی کے درختون
کی بیع بلا شرط پھلون کے ہوگئی ہے تو) اب بائع سے کہا جائیگا کہ تو اپنی کھیتی کاٹ لے یا اپنے پھل توڑ لے

اور مبیع مشتری کے (یعنی خریدنے والے کے) حوالہ کردے۔ اگر کوئی ایسا پھل بیچدے جو ابھی پکنے لگا تھا یا ابھی پکنے بھی نہین لگا تھا تو یہ بیع درست ہو اور خریدنے والے کو چاہیے کہ وہ اپنے اس پھل کو ابھی توڑے اور اگر اُسنے (لیتے وقت) درختون پر رہنے دینے کی شرط کرلی ہو تو یہ بیع (بالاتفاق) بیکار ہوجائے گی (کیونکہ یہ شرط معاملۂ بیع سے بالکل خارج ہو اسکے بیچ مین آنے سے بیع مین فساد آجائے گا) اور اگر کسی نے باغ بیچا اور اسمین پھلون کے چند سیر معین کر کے مستثنے کرلیا (مثلاً یون کہدیا کہ بیس سیر پھل مین لونگا وہ اس بیع مین نہین ہین) تو یہ بیع درست ہو جائیگی جیساکہ گیہو ون کو بالون مین اور لوبیے کو پھلیون مین بیچنا جائز ہے اور مبیع کے ناپنے (وغیرہ) کی مزدوری بائع کے ذمہ ہوگی اور قیمت پرکھنے یا تولنے کی مزدوری مشتری کے ذمہ اگر کسی نے کچھ اسباب روپون (وغیرہ) سے بیچا تو اول مشتری کو دام دیدینے چاہئین اور اگر ایسا نہین ہو (بلکہ ایک چیز کو دوسری ہی چیز سے بیچا ہے یا نقدی کو نقدی سے بیچا ہے تو دونون طرف سے لینا دینا ہاتھ بہ ہاتھ ہونا چاہیے۔

باب خیار الشرط

ت بائع مشتری دونون یا دونون مین سے ایک اگر تین دن یا اس سے کم کا اختیار (بیع مین) ٹھیرالین تو یہ جائز ہو (مثلاً دونون یا ایک یون کہدے کہ مجھے تین دن تک اس بیع مین اختیار ہو چاہو مین رکھون چاہو پھیر دون تو یہ جائز ہے) اور اگر تین دن سے زیادہ کیا ہوگا تو یہ اختیار درست نہ ہوگا ہان اگر باوجود زیادہ اختیار لینے کے پھر تین ہی دن کے اندر (اپنا اختیار چھوڑ دیا اور) بیع ہوجانے کو کہدیا تو یہ بیع درست ہوجائیگی اور اگر کسی نے کوئی چیز اس شرط پر بیچی کہ اگر مشتری نے تین دن کے اندر قیمت ادا نہ کی تو یہ بیع نہین رہنے کی تو یہ شرط جائز ہے اور اگر چار دن کی لگائی تو جائز نہین ہونے کی ہان اگر باوجود چار دن کی شرط کرلینے کے مشتری نے تین ہی دن کے اندر قیمت دیدی تو بیع درست ہوجاے گی اور بیچنے والے کا اختیار لینا اس چیز کو اسکی ملکیت سے نہین نکلنے دیتا (یعنی جبتک اختیار کے دن ختم نہ ہوجائین وہ بکی ہوئی چیز اُسی کی رہتی ہو) اگر ایسی صورت مین وہ چیز مشتری نے اپنے قبضہ مین کرلی تھی اور اُسکے پاس سے وہ جاتی رہی تو اب مشتری کو قیمت دینی پڑے گی اور مشتری کے اختیار لینے سے وہ چیز بائع کی ملکیت نہین رہتی اور نہ مشتری کی ملکیت ہوتی ہے (بلکہ مبیع بیچ رہتی ہو) اگر اس صورت مین مشتری نے اُسپر قبضہ کرلیا تھا اور وہ جاتی رہی تو اب اسے اسکا مثل دینا پڑے گا جیسے عیب دار ہونے کی صورت

مین **ف** ثمن اُس عوض کو کہتے ہین جو بائع مشتری آپس مین ٹھیرالین اور قیمت اُسکو کہتے ہین جو بازارو
مین کسی چیز کے دام اُٹھتے ہون یہ دونون ایک دوسرے سے کم وبیش ہوسکتی ہین اور عیب دار ہونیکی
صورت یہ ہو کہ مبیع مین مشتری نے اختیار لے کر اسپر اپنا قبضہ کرلیا تھا پھر اُسمین کچھ عیب ہوگیا تو اس صورت
مین بھی مشتری کو قیمت بازار نہین دینی پڑتی بلکہ ثمن دینا پڑتا ہے **ت** پس (اسی بنا پر) اگر کوئی
منکوحہ لونڈی تھی اُسنے اُسکے آقا سے اختیار پر اسکو خرید لیا تو ابھی نکاح باقی ہے (کیونکہ اس معاملہ مین
اختیار ہونے کے سبب سے وہ لونڈی ابھی ملک مین نہین آئی جس سے نکاح ٹوٹجائے پس اگر اُسنے
(اس اختیار کے دنون مین) اُس سے صحبت کرلی ہو تو اسوقت بھی اُسکو واپس کردینے کا اختیار رہیگا (کیونکہ
یہ صحبت تو پہلے نکاح ہونے کے سبب سے ہو اس معاملہ کے باعث نہین ہے) اور جس نے اختیار لیا ہو اگر
وہ دوسرے کی عدم موجودگی مین اس بیع کو جائز رکھے تو یہ بیع ہوجائے گی ہان اس کا فسخ کرنا دوسرے
کے موجود ہونے بغیر جائز نہین ہے اور اگر جسکو اختیار تھا وہ مرگیا یا اختیار کے دن گذر گئے یا اختیار رہنے
کی شرط پر کسی نے غلام خریدا تھا اُسے آزاد کردیا یا مدبر کردیا یا مکاتب کردیا یا کوئی مکان یا زمین اختیار کی شرط
پر خریدی تھی پھر اسکے ذریعہ سے اسکے قریب کے مکان یا زمین پر حق شفعہ کا دعوی کردیا تو ان سب صورتون مین)
اسکا اختیار ختم (اور) بیع پوری ہوگئی اور اگر مشتری نے دوسرے کا اختیار شرط کرلیا (مثلاً یون کہا کہ اگر محمدؒ
اسکو پسند کریگا تو یہ بیع ہے ورنہ نہین رہیگی) تو یہ بھی درست ہے اور اسکے بعد ان دونون مین سے جونسا اس
بیع کو رکھے یا توڑے وہی ہوجائیگا اور اگر ایک نے رکھی اور دوسرا توڑنی چاہتا ہو تو ان دونو مین سے پہلا
(اعتبار کرنیکا) زیادہ مستحق ہوگا اور اگر دونون کی بات ایکساتھ ہوئی ہو تو یہ بیع ٹوٹجائیگی اور اگر کسی نے دو
غلامون کو اکٹھا اس شرط پر بیچا کہ ان مین سے ایک مین مجھے اختیار ہو (کہ چاہون اسکی بیع رکھون چاہون نہ رکھون)
تو اگر اس بیع مین اُن دونون غلامون کی قیمت علیحدہ علیحدہ بیان کردی تھی اور وہ ایک غلام بھی معین کردیا
تھا (کہ جسمین اختیار رہے) تو یہ بیع درست ہوجائیگی ورنہ نہین ہوگی (کیونکہ قیمت کی تفصیل اور غلام کی تعیین
ہونیکے باعث نہ مبیع معین ہوگی نہ قیمت کی تعیین ہوگی) اور معین کرنے کا اختیار (شرط کرلینا) چار سے
کم مین درست ہے **ف** یعنی اگر کسی نے تین چیز خریدین اور یہ کہا کہ ان مین سے جونسی چاہون گا لے
لونگا تو یہ درست ہے اور اگر ایسا معاملہ چار چیزون مین کیا تو درست نہین جیسا کہ اختیار شرط کرلینے کا حکم ہے
کہ تین ہی دن کا درست ہے اس سے زیادہ کا درست نہین ہے مترجم **ت** اگر دو آدمیون نے ملکر اس شرط پر

کوئی چیز خریدی کہ اس دکے واپس کردینے) کا دونون کو اختیار ہے پھر اُن مین سے ایک تو وہ پسند آگئی (اور دوسری نکے ناپسند رہی) تو اب یہ دوسرا اُسے واپس نہین کرسکتا اگر کسی نے ایک غلام اس شرط پر خریدا کہ وہ باورچی ہی یا کاتب ہی اور غلام اسکے خلاف نکلا تو اب مشتری کو اختیار ہی چاہے پوری قیمت مین لیلے اور چاہے پھیر دے (اسکی وجہ یہ ہی کہ یہ باورچی وغیرہ ہونا اوصاف ہین اور اوصاف کے عوض مین قیمت نہین گھٹا بڑھا کرتی

باب خیار الرویہ

ت ایسی چیز خرید لینا جو دیکھی نہ ہو جائز ہے اور ایسے خریدنیوالے کو اختیار ہے کہ دیکھنے کے بعد اگر واپس کرنی چاہے تو واپس کردے گو پہلے پسندیدگی بھی ظاہر کرچکا ہو ہان جس نے بن دیکھے اپنی چیز بیچدی ہو اُسے (واپس کرلینے کا) اختیار نہین رہتا اور یہ دیکھنے کا اختیار بھی اُن ہی اُمور سے جاتا رہتا ہے جن سے شرط والا اختیار جاتا رہتا ہی (مثلاً دونون مین سے ایک کے مرجانے وغیرہ سے) اور غلہ کے ڈھیر کو اور غلام اور چوپایہ کے مُنھ کو یا اسکے پٹھے کو اور لپٹے ہوے کپڑے کی اوپر کی تہ کو اور فقط اندر سے گھر کو دیکھ لینا کافی ہی **ف** کافی ہونے سے یہ مُراد ہی کہ ان چیزون کو فقط اس قدر دیکھ لینے کے بعد جو اختیار دیکھنے کا تھا وہ جاتا رہیگا اور یہ مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہی اور امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کپڑے کو کھول کر سارا دیکھ لینا ضروری ہی اور اب اسی پر فتویٰ ہے عینی **ت** اگر مشتری نے (مبیع پر) قبضہ (کرکے) لانے کیلئے اپنی طرف سے کسیکو وکیل کردیا تھا تو اس وکیل کا دیکھ لینا مثل اُس مشتری کے دیکھ لینے کے ہی (یعنی دیکھنے کا اختیار ساقط ہونے مین یہ کافی ہی) ہان اُسکے قاصد کا دیکھ لینا کافی نہین ہوسکتا (یعنی اسکے دیکھنے سے مشتری کا اختیار نہین جاتا) اور اندھے کا خرید و فروخت کرنا درست ہے اور جب اُسنے کوئی چیز ٹٹول کر خریدی یا سونگھ یا چکھ کر (دیکھنے کی تھی اور اُس نے) سونگھ کر یا چکھ کر خریدی یا زمین خریدی تھی اور اس کا حال اس سے بیان کردیا گیا تو ان سب صورتون مین اُسکا دیکھنے کا اختیار جاتا رہے گا۔ اگر کسی نے دو تھانون مین سے ایک دیکھ کر دونون خریدلیے پھر دوسرے کو دیکھا تو اب اُسے اتنا اختیار ہے کہ اگر چاہے تو دونون کو واپس کردے اور یہ دیکھنے کا اختیار مثل شرط کے اختیار کی ورثہ مین نہین آسکتا (یعنی اگر اختیار والا مرجائے تو اسکے وارثون کو یہ اختیار نہین رہتا اگر کسی نے ایسی چیز خریدی جو پہلے دیکھی تھی تو اگر وہ اب کچھ بدل گئی ہے تو اُسے اختیار ہوگا (چاہے رکھے چاہے پھیر دے) اور اگر جون کی تون ہے تو پھر اُسے اختیار واپس کردینے کا نہین اور اگر اس بدلنے کے اندر بائع مشتری مین اختلاف ہوجائے (مثلاً بائع کہے کہ یہ جون کی تون ہے اور مشتری کہے کہ

یہ بدل گئی ہی) تو بائع کا قول دمع قسم کے) معتبر ہوگا (یعنی اس تبدیلی کو اگر دعی گواہوں سے ثابت نہ کر سکا تو بائع سے قسم لے کر اُس کا اعتبار کر لیا جائیگا) ہان اگر دیکھنے مین دونون کا اختلاف ہو تو مشتری کا قول (مع قسم کے) معتبر ہوگا **ف** دیکھنے مین اختلاف ہونیکی یہ صورت ہے کہ مشتری کہتا ہی مین نے بن دیکھے خریدی تھی لہذا مجھے اب دیکھنے کے بعد اختیار ہے اور بائع کہتا ہی تو نے دیکھ کر خریدی تجھے اب اختیار نہین اس صورت مین مشتری کے کہنے کا اعتبار ہوگا **ت** اگر کپڑے کی ایک گانٹھ خریدی تھی اور اسمین سے ایک تھان نکال کر بیچ ڈالا یا کسی کو ہبہ کر کے اُسکے حوالہ کر دیا تو یہ عیب کے سبب سے (یعنی اگر گانٹھ مین کوئی عیب نکل آئے) واپس کر سکتا ہے اور دیکھنے کے اور شرط کے اختیار کے سبب سے اب واپس نہین کر سکتا کیونکہ ایک تھان مین مالکانہ تصرف کر نیسے اسکا اختیار جاتا

باب خیار العیب

ت جس کسی کو خریدی ہوئی چیز مین (گھر آ کر) کوئی عیب معلوم ہو تو اُسے اختیار ہے کہ اس کو پورے دامون لے لے اور چاہے پھیر دے اور عیب اس نقصان کو کہتے ہین کہ جسکے مبیع مین ہونیسے سوداگرون کے نزدیک اسکی قیمت گھٹ جائے مثلاً غلام لونڈی مین بھاگنا اور (سوتے ہوئے) بچھونے پر پیشاب کر دینا چوری کی عادت رکھنا یا باؤلا ہونا اور خاص لونڈی مین گندہ دہنی ہونی یا بغلون مین سے بدبو آنی یا زنا کار ہونی یا حرام کی اولاد ہونی (بھی عیب ہے) **ف** یہ چارون باتین غلام مین عیب شمار نہین ہوتین لونڈی ہی مین ہوتی ہین اور اسکی وجہ یہ ہے کہ لونڈی کو صحبت کرنے پاس سُلانے اور اولاد ہونے کے لیے لیا کرتے ہین اور یہ چارون باتین اس مقصود مین خلل ڈالنے سے خالی نہین ہین **ت** اور کافر ہونا دونون مین عیب ہے اور لونڈی کا ایّام سے نہ ہونا یا استحاضہ کا خون (جو ایک قسم کا مرض ہی) جاری رہنا یا پُرانی کھانسی (یعنی دمہ کی بیماری) ہونا یا قرضدار ہونا یا پشت پر زخم ہونا یا آنکھ مین پربال ہونا عیب ہی پس اگر مشتری کے ہان آکر مبیع مین دوسرا عیب پیدا ہو جائے تو چاہے یہ بائع سے پہلے عیب کے دام پھیر لے ورنہ اگر بائع اس مبیع کے واپس کر لینے پر راضی ہی تو واپس کر دے اور اگر کسی نے کپڑا خرید کر قطع کر لیا تھا پھر اسمین عیب معلوم ہوا تو اس عیب سے جس قدر اسکی قیمت مین کمی آئے وہ بائع سے لیلے اور اگر بائع اس قطع شدہ کپڑے کو لینا منظور کرے تو اُسے اختیار ہے لے لے اور اگر یہ قطع شدہ کپڑا اُس مشتری نے بیچ ڈالا تھا اور وہان اسمین نقص نکل کر وہ واپس ہوا تو اس نقص کا عوض بائع سے نہین لے سکتا اور اگر کپڑا خرید کر اسے قطع کر کے سی لیا یا اسے رنگ لیا یا ستو خرید کر اسمین گھی ملا لیا اسکے بعد اس کپڑے یا ستو مین نقص معلوم ہوا تو اس نقص کے دام بائع سے پھیر لے

لہ کیونکہ بائع اپنا نقصان ہونے پر راضی ہوگیا ہو اب اسکی طرف سے کوئی تکرار نہین اور اگر وہ راضی نہ ہو تو واپس نہین ہو سکتی ۱۲ عینی

جیسا کہ اگر نقص دیکھنے کے بعد یہ سیا ہو اکپڑا سپید یا ہو یا مبیع غلام ہو اور وہ مرگیا ہو یا اُسے مفت آزاد کر دیا
ہو دتو ان سب صورتون مین نقص کے دام بائع سے واپس لے لیے جاتے ہین ہان اگر مشتری نے ایسے
عیب دار غلام کو کچھ روپیہ لینا کر کے آزاد کر دیا ہو یا خود ہی جان سے ماردیا یا کھانا تھا وہ کھالیا یا کچھ
کھایا کچھ رہنے دیا تو دان سب صورتون مین) نقص کا بدلہ کچھ نہین لے سکتا اور اگر انڈے یا ککڑی یا
یا اخروٹ خریدے تھے اور وہ ایسے خراب نکلے کہ کسی معمولی کام مین آسکتے ہین تو اب مشتری اس خراب نکلنے
کی کمی کے دام بائع سے پھیر لے اور اگر بالکل ہی نکمے ہون تو کل دام واپس لے لے (اور یہ حکم ان ہی تین
قسم کی چیزون کے ساتھ مخصوص نہین بلکہ بادام اور تربوز وغیرہ سب کا یہی حکم ہی) اور اگر مشتری نے
مول لی ہوئی چیز بیچدی تھی پھر اسمین کوئی نقص ظاہر ہونیکے سبب سے اس مشتری پر حاکم کے حکم سے واپس ہو کر
آئی تو اب اُسے جس سے وہ مول لی تھی اُس کو پھیر دے اور اگر اس نے اپنی خوشی سے پھیر لی تھی تو اب
یہ اپنے بائع کو نہین پھیر سکتا اگر مشتری نے ایک چیز خرید کر اسپر قبضہ کر لیا پھر اسمین عیب ہونیکا دعوی کیا
تو بھی اس سے زبردستی قیمت نہین دلا سکتے ہان مشتری کو چاہیئے کہ وہ گواہ پیش کرے یا اگر گواہ پیش نہ
کر سکے تو اپنے بائع سے (اسمین عیب نہ ہونے کی) قسم لے لے اور اگر مشتری کہے کہ میرے گواہ شام کے ملک
مین ہین تو (گویا یہ گواہون کے پیش کرنیسے عاجز ہے لہذا) اب بائع (کو قسم دین گے اس) نے اگر قسم کھالی تو
مشتری کو دام دینے پڑین گے۔ اگر کسی نے ایک غلام خریدا تھا پھر اُسکے بھگوڑے ہونے کا دعوی کر دیا تو ابھی بائع
کو قسم نہین دینگے یہانتک کہ مشتری اس بات کے گواہ پیش کرے کہ یہ غلام اسکے پاس سے بھاگا ہے
اگر اس نے گواہ پیش کر دیے تو اب حاکم بائع سے اس طرح قسم لے (یعنی وہ بائع اس طرح کہے) کہ خدا کی
قسم میرے پاس سے یہ غلام کبھی نہین بھاگا (اگر بائع نے اسطرح قسم کھالی تو اب مشتری واپس نہین کر سکتا) اور جسکے
قبضہ مین جو چیز ہو اسکی مقدار مین اسی کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا ف اس مسئلہ کی صورت یہ ہی کہ ایک شخص
نے ایک تھان خریدا تھا اسکے بعد اسمین کچھ نقص معلوم ہوا اور اُسنے واپس کرنا چاہا تو اُسکی مقدار مین
جھگڑا ہو گیا بائع کہتا ہی یہ تیس گز کا تھا اب بیس گز ہے اور مشتری کہتا ہی بیس ہی گز تھا تو اس صورت
مین اس مشتری کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا اور یہ حکم ہے خواہ جھگڑا ضمانت مین ہو یا امانت مین ہو مثلاً
کسی نے ضمانت کی صورت یہ ہی کہ کسی نے کوئی چیز غصب کر لی تھی جب واپس دینے لگا تو اسکے مالک نے اسکی
مقدار زیادہ بتلائی یا کسی کے پاس امانت رکھی تھی جب یہ واپس دینے لگا تو اسکی مقدار مین اختلاف

لینے کے اندر کوئی وجہ نہین ہی ایسے موقع پر کنز مین ہوتے ہین ۱۲ مترجم عفی عنہ

ہوگیا ان سب صورتون مین جسکے پاس وہ چیز ہے اُسی کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا اگر کسی نے ایک عقد سے دو غلام خرید کر ایک پر قبضہ کیا تھا اور دوسرے مین کوئی عیب معلوم ہوا تو اب چاہے یہ مشتری دونون کو رکھ لے چاہے دونون کو واپس کردے **ف** یعنی اس صورت مین یہ نہین ہوسکتا کہ جس مین عیب ہو اسے واپس کردے جسمین عیب نہین اُسے رکھ لے کیونکہ جب یہ ایک عقد سے خریدے ہین تو دونون ایک حکم مین ہین لہذا دونون کا حکم بدل نہین سکتا ت اور اگر دونون پر قبضہ کرلیا تھا پھر ایک مین عیب معلوم ہوا تو اب فقط اس عیب دار کو پھیر دے اور اگر کوئی چیز ایسی خریدی تھی جو ناپ کر یا تُل کر بکتی ہے پھر اسمین کوئی نقص معلوم ہوا تو اب چاہیئے ساری کو پھیر دے چاہے ساری رکھ لے اور اگر اُسمین کوئی حصہ دار پیدا ہوگیا تو باقی کو پھیر دینے کا اُسے اختیار نہ ہوگا ہان اگر کپڑا خریدا تھا اور اسمین کوئی حصہ دار کھڑا ہوگیا تو اب مشتری کو باقی کے پھیر دینے کا اختیار رہیگا (کیونکہ کپڑا اکثر بیونت سے لیا جاتا ہے لہذا اسمین شرکت نقص ہے) اگر کسی نے کوئی کپڑا خریدا تھا اور اس کا نقص دیکھنے کے بعد بھی اُسے پہن لیا یا گھوڑا وغیرہ خریدا تھا اور اسمین عیب معلوم کرنے کے بعد اپنے کسی کام کے لیے اُسپر سوار ہوگیا یا اسکی دوا دارو کی تو اس سے اس عیب یا نقص پر راضی ہونا قرار دیا جائے گا ہان اگر اُسے دریا پر پانی پلانے کو لیجانے کیلئے یا واپس کرنے کیلئے یا اس کا چارہ خرید کرلانے کے لیے سوار ہوا تھا تو اس سوار ہونیسے عیب پر راضی ہونیکا حکم نہین ہوسکتا اور کسی نے ایک غلام خرید کر اُسپر اپنا قبضہ کرلیا تھا اور اسکے قبضہ مین آکر اس غلام کا کسی ایسے جرم مین ہاتھ کٹ گیا جو اُسنے بائع کے ہان کیا تھا تو ایسے غلام کو یہ مشتری واپس کردے اور اپنے دام دے ہوئے پھیر لے[1] اور اگر بائع (بیع کیوقت) یہ کہدے کہ مین اس مبیع کے عیبون کا ذمہ دار نہین ہون تمھاری خوشی مین آئے تو لو ورنہ نہ لو مین اُسے پھر واپس نہین کرونگا) تو یہ کہنا معتبر ہوگا اگرچہ اُسنے سب عیبون کا نام نہ لیا ہو اور اب مشتری کو کسی عیب کیوجہ سے واپس کرنے کا اختیار نہوگا (کیونکہ یہ اپنا اختیار بیع کیوقت خود دیکھ چکا ہے

باب البیع الفاسد

ف اس باب مین مصنف نے بیع فاسد اور بیع باطل دونون کو بیان کیا ہے اور چونکہ فاسد کا لفظ باطل کو بھی شامل ہے اسلیے اس باب کو اس عام لفظ سے ملقب فرمایا پھر جاننا چاہیئے کہ بیع فاسد اور بیع باطل کے درمیان تمیز کرنے مین یہ قاعدہ ہے کہ عوضین مین سے اگر ایک بھی ایسا ہو جسے کسی آسمانی دین نے مال قرار دیا ہو تو ایسی بیع باطل ہے خواہ وہ چیز مبیع ہو یا قیمت ہو مثلاً مُردار کو بیچنا یا خریدنا اسیطرح آزاد آدمی کو بیچنا یا خریدنا

[1] لہ چونکہ اسکے ہاتھ کٹنے کا عیب بائع کے ہان ہوچکا تھا لہذا اسکے نقصان کا خمیازہ وہی بھگتیگا [illegible]

اور اگر عوضین مین کوئی ایسی چیز ہے جسے ایک دین نے تو مال قرار دیا ہی اور دوسرے نے نہین تو پھر یہ دیکھنا چاہیے
اور اگر اس چیز کو قیمت قرار لینا ممکن ہی تو اس صورت مین بیع فاسد ہی جیسے غلام کو شراب سے بیچنا یا شراب کو
غلام کے بدلے بیچنا اور اگر اس چیز کو قیمت نہین ٹھیرا سکتے بلکہ اس کا مبیع ہونا ضروری ہی تو اس صورت مین
بھی بیع باطل ہی جیسے کوئی مسلمان شراب کو روپیہ سے بیچے یا روپیہ کو شراب کے بدلے بیچے (یعنی ت
مُردار خون سور شراب۔ آزاد آدمی۔ اُمّ ولد۔ مدبر۔ مکاتب کو بیچنا جائز نہین ہی۔ پس اگر کسی نے ان کو
بیچدیا یا خرید لیا تھا اور پھر) یہ چیزین مُشتری کے پاس ہی جاتی رہین (جسنے ابھی قیمت نہین دی تھی) تو اب مشتری
کو قیمت نہین دینی پڑے گی اور مثل ان چیزون کے مچھلی کو شکار کرنیسے پہلے بیچنا یا اُڑتے جانور کو بیچنا یا پیٹ
مین بچہ کو یا اُس بچہ کی بچہ کو بیچنا یا تھنون مین دودھ بیچنا یا سیپ مین بغیر کھول کر دیکھے اور دکھائے
بیچنا یا مینڈھے وغیرہ کی اُون مونڈنے سے پہلے بیچنا یا چھت مین لگی ہوئی کڑی کو بیچنا یا تھان مین سے
بلا تعیین ایک گز کپڑا بیچدینا اور شکاری کا اپنے جال کی ایک پھینک کو بیچدینا اور بیع مزابنت کرنا (جسکی
صورت یہ ہی کہ کوئی ٹوٹے ہوئے میوے کو درخت پر لگے ہوے میوے کے عوض مین اٹکل سے بیچدے) اور بیع
ملامست (مثلاً بائع یا مشتری کہے کہ اگر مین تجھ کو یا تیرے کپڑے کو ہاتھ لگا دون تو ہم تم مین بیع ہو گئی) اور بیع
القاء حجر (جسکی صورت یہ ہے کہ بائع یا مشتری کہے کہ اگر مین مبیع پر پتھر کنکر ڈالدون تو ہم تم مین بیع ہو جائیگی
یہ تینون قسم کی بیع کافرون کے ہان مروج تھین جو بلا رضا مندی دوسری جانب کے ہو جاتی تھین) اور
دو کپڑون مین سے (بلا تعیین لیئے) ایک کپڑا بیچنا اور (زمین پر کھڑی) گھاس بیچنا یا گھاس کی زمین کو
کرایہ پر دینا یا شہد کی مکھیون کو بیچنا جائز نہین ہی ہان ریشم کے کیڑے اور اسکے انڈون کو بیچنا جائز ہے
اور بھاگے ہوئے غلام کو بیچنا جائز نہین لیکن اگر ایسے شخص کے ہاتھ بیچدے جسپر یہ گمان ہو کہ وہ غلام اسی
کے پاس ہے تو جائز ہے عورت کا دودھ اور سور کے بالون کو بیچنا جائز نہین ہی ہان سور کے بالون کو جوتے
وغیرہ کے سینے مین استعمال کرنا درست ہی آدمی کے بالون کو بیچنا اور اُن کو کسی کام مین لگا کر) اُن سے
فائدہ اُٹھانا" اور مُردار جانور کا چمڑہ دباغت سے پہلے بیچنا جائز نہین ہے دباغت کے بعد اسکو بیچنا اور کام مین لانا
جائز ہے جیسا کہ مُردار کی ہڈیون اور اسکے پٹھون اور اون اور سینگون اور (مرے ہوئے) اونٹ کی اُون
کو (کام مین لانا) اور بیچنا درست ہے اور بالاخانہ گرنے کے بعد اس حق کو بیچنا اور پانی بہنے کی جگہ کو بیچنا اور اسکو
ہبہ کرنا جائز نہین اور اگر لونڈی کہکے بیچی تھی بعد مین معلوم ہوا کہ وہ لونڈی نہین تھی غلام تھا یا کسینے ایک غلام سمجھ کے

خریدا تھا بعد مین وہ لونڈی نکلی تو ان دونون صورتون مین بیع درست نہین ہوئی۔ بیچی ہوئی چیز کو قیمت لینے سے پہلے کم قیمت پر خریدنا ناجائز نہین ہے ہان اگر اس مین کوئی چیز ملادی ہو تو اس صورت سے بیچنا جائز ہے **ف** اس مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے دو تھان دس روپے کے بیچے تھے اور انکی قیمت ابھی نہین لی تھی کہ پھر وہی تھان خود ہی پانچ روپے مین خرید لیے تو اس صورت مین یہ دوسری بیع ناجائز ہے کیونکہ اب یہ پانچ روپیہ مشتری سے مفت لیگا ہان اگر ان تھانون مین مشتری نے تیسرا تھان اور ملادیا تھا اور اس کے بعد بیچے تو اب یہ بیع جس طرح بھی ہو درست ہے **ط ت** اور تیل کو اس صورت سے بیچنا کہ اسکو مع برتن کے تول لین اور بعد مین ہر برتن کی جگہ پچاس رطل دیا اور کوئی وزن معین کرلیا مجرا دیدیگے تو یہ بیع جائز نہین ہے ہان اگر یون ہو کہ (خالی) برتن کو تول کر اس کا وزن مجرا کرلیا جائیگا تو بیع درست ہوگی اور اگر کوئی (تیل وغیرہ مشک سے ناپ کر بیچے پھر) مشک کے وزن مین بائع مشتری مین جھگڑا ہوجائے (مثلاً بائع کہے کہ مشک دو سیر کی ہے اور مشتری کہے تین سیر کی ہے) تو اسمین مشتری سے قسم کھلا کر اسکے قول کا اعتبار کیا جائیگا اور اگر کوئی مسلمان کسی ہندو سے شراب خرید والے یا بکوا دے تو یہ جائز ہے۔ لونڈی کو اس شرط سے بیچنا کہ خریدنے والا اُسے آزاد کردے یا مدبرہ یا مکاتب یا ام ولد کرلے درست نہین ہے **ف** مدبرہ اس لونڈی کو کہتے ہین جس سے آقا یہ کہدے کہ میرے مرنیکے بعد تو آزاد ہے اور مکاتبہ وہ جسکی آزادی کچھ روپیہ ادا کرنے پر موقوف ہو اور ام ولد وہ ہے جسکے آقا سے اولاد ہو اور آقا نے اسکو اپنی اولاد تسلیم کرلیا ہو۔ مترجم **ت** یا کسی نے حاملہ لونڈی بیچی اور حمل اپنا رکھا یا غلام کو اس شرط سے بیچا کہ ایک مہینہ اس سے بائع خدمت لے گا یا مکان اس شرط سے بیچا کہ (ایک مہینہ) اسمین بائع رہیگا یا یہ کہ مشتری (بائع کو کچھ روپیہ) قرض (بھی) دیگا یا بائع کو کچھ تحفہ بھیجے گا یا بائع اتنی مدت کے بعد مبیع مشتری کے حوالہ کرے گا یا تھان اس شرط پر بیچا کہ بائع ہی اسکو قطع کردیگا اور اُسکا کرتہ (وغیرہ) سی دیگا تو ان سب صورتون مین بیع ناجائز ہوگی۔ اگر (جوڑا جوتے کا) اس شرط سے بیچا کہ بائع اُسکو قطع کرکے ٹھیک کردیگا یا اسمین تسمہ لگادیگا تو یہ بیع درست ہے اگر کوئی چیز اُودھار بکی اور قیمت کی ادائیگی کا وقت نوروز یا مہرگان یا عیسائیون کے روزون کے دن یا یہود کی عید کا دن ٹھیرا اور بائع مشتری دونون یہ نہین جانتے کہ نوروز یا مہرگان وغیرہ کب ہے (کتنے دن باقی ہین) یا مشتری نے یہ کہا کہ حاجیون کے آنیکے وقت قیمت ادا کردونگا یا کھیتی کٹنے کے وقت یا اناج گہے جانیکے وقت یا میوہ ٹوٹنے کے وقت دونگا تو ان سب صورتون مین بیع ناجائز ہوگی **ف** گرمی آنیسے پہلے جب رات دن برابر ہوتے ہین

تو اُس دن کو اُردو مین نوروز اور عربی مین اسی کا معرب نیروز کہتے ہین اور جب جاڑے آنے سے پہلے رات دن برابر ہوتے ہین تو اُس دن کا نام مہرگان اُردو مین اور اسی کا معرب مہرجان عربی مین ہوت اور اگر کوئی ان مذکورہ اوقات تک کسی کا ضامن ہو جائے تو ضمانت جائز ہی اور اگر پہلی مذکورہ صورتون مین (باوجود یہ اوقات معین کرنے کے وہ وقت آنے سے پہلے مشتری نے مدت کو ساقط کر دیا (یعنی قیمت اس وقت سے پہلے ہی ادا کر دی) تو اس صورت مین بیع درست ہو جائیگی۔ اگر کسی نے ایک آزاد اور ایک غلام ایک عقد سے بیچ دیا یا ایک ذبح کی ہوئی اور دوسری مری ہوئی بکری کو ایک ساتھ بیچ دیا تو (دونون صورتون مین) دونون کی بیع باطل ہی اور اگر ایک غلام اور ایک مدبر کو یا ایک اپنے غلام اور ایک اور کے غلام کو یا اپنی مملوکہ اور ایک وقفی چیز کو ایک ساتھ بیچ دیا تو پہلی صورت مین غلام کی بیع دوسری مین اُسکے غلام کی بیع اور تیسری مین اسکی مملوکہ چیز کی بیع ہو جائے گی (مدبر اور دوسرے کے غلام اور وقف کی بیع نہ ہوگی) **فصل** اگر بیع فاسد مین (جو ابھی مذکور ہوئی ہی) بائع کی اجازت سے مشتری مبیع پر قبضہ کر لے اور مبیع اور ثمن دونون مال ہون (یعنی شراب ور سور وغیرہ نہ ہون جنکو شریعت نے مسلمانون کیلئے مال ہونے سے خارج کر دیا ہی) تو مشتری قیمت دیکر مبیع کا مالک ہو جاتا ہے ہان بائع مشتری مین سے ہر ایک کو اس بیع کا فسخ کر دینا واجب ہی لیکن اگر مشتری نے (اپنا قبضہ کر کے پھر) مبیع کو بیچ دیا ہو یا ہبہ کر دیا ہو یا (وہ مبیع غلام ہو) اُسے آزاد کر دیا ہو یا (وہ مبیع زمین ہو اُسپر) مکان بنا لیا ہو تو ایسی صورت مین فسخ کا اختیار نہین رہتا) اور اُس مشتری کو یہ اختیار ہی کہ جب تک بائع سے قیمت وصول نہ کر لے مبیع اسکو نہ دے اور اگر ایسی مبیع کی قیمت سے (تجارت وغیرہ کر کے) کچھ نفع کما لیا ہو تو وہ بائع کے لیے (مباح اور) حلال ہی ہان اگر مشتری کو اس مبیع سے کچھ فائدہ ہوا ہو تو وہ اُسکے لیے حلال نہین۔ اگر ایک شخص نے دوسرے پر چند روپون کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے (حاکم کے حکم سے) وہ روپے اسکو دیدیے (اور مدعی نے یہ روپے لیکر اُن سے کچھ نفع حاصل کر لیا) اسکے بعد دونون اسپر متفق ہو گئے کہ مدعا علیہ کے ذمہ کچھ نہین تھا (فقط جھوٹا دعوی ہو گیا تھا) تو اس صورت مین وہ نفع مدعی کے لیے حلال ہی **فصل** اگر کسیکو ایک چیز خریدنی منظور نہ ہو اور وہ دوسرونکو اسکی خریداری مین پھنسانیکے لیے اسکی قیمت سے بڑھ کر قیمت کہے تو یہ مکروہ (تحریمی) ہی (اسی کو عربی مین نجش کہتے ہین) اگر کوئی شخص ایک چیز خرید رہا ہو تو دوسرے کو اسکے مقابلے مین قیمت زیادہ دیکر خرید لینا مکروہ تحریمی ہی (ہان اگر وہ نہ خریدے تو پھر مضائقہ نہین) سوداگرون کے قافلہ سے دستی چیز خرید کر مہنگی بیچنے کے قصد سے (رستہ ہی مین جا ملنا مکروہ (تحریمی) ہی اگر کوئی باہر کا آدمی تجارتی ما

فقط مکروہ ہی کا لفظ ہو مگر عینی نے ان سب پر تحریمی کا لفظ بڑھایا ہو اسلئے یہ لفظ بریکٹ مین لیکر ترجمہ مین شامل کر دیا گیا ۱۲

شہر مین لائے اور اُسکو شہری اُسکی طرف سے بیچے (اس غرض سے کہ اطمینان کیساتھ گران بیچے گا) تو یہ بھی مکروہ
تحریمی ہے اسیطرح جمعہ کی اذان کے بعد (نماز تک) خرید و فروخت مکروہ (تحریمی) ہے ہان (نیلام کے طور پر جو کوئی
قیمت زیادہ دے اُسکے ہاتھ بیچنا مکروہ نہین (درست ہے) اگر دو غلام ہون یا ایک غلام اور ایک لونڈی مین قرابت ذی
قریب کی ہو اور انمین ایک کم سن ہو تو اُن کو بیچنے مین جدا نہ کرنا چاہیئے ف قرب کی قرابتداری سے مراد یہ ہے
مثلاً دونون بہن بھائی ہون۔ یا ماں بیٹے ہون یا بھائی بھائی ہون تو ان دونونکو اکہٹے کی ہاتھ بیچے یہ نکرے کہ ایک
ایک کے ہاتھ بیچدیا اور دوسرا دوسرے کے ہاتھ ف بخلاف بڑی عمر والون اور میان بیوی کے کہ (انکو جدا کردینے مین کچھ مضایقہ نہین

باب الاقالۃ (اقالہ کا بیان)

ف اقالہ کے لغوی معنی اُکھاڑنے اور اُٹھانے کے ہین اور شرعی معنی بیع کو واپس کرنے کے ہین ت
اقالہ کرنا بائع مشتری کے حق مین پہلی بیع کا توڑنا ہوتا ہے اور تیسرے شخص (مثلاً شفیع) کے حق مین بیع
(جدید) ہوتی ہے اور یہ اُتنی ہی قیمت پر درست ہے جو پہلے دیجا چکی ہے اُس قیمت سے کمی بیشی کی شرط کرنا باوجودیکہ
مبیع مین کوئی زیادتی یا عیب وغیرہ نہین ہوا لغو ہے لہذا بائع کو پہلی ہی قیمت دینی لازم ہوگی اور قیمت کیجاتے رہنے
سے اقالہ ہونے مین کچھ فرق نہین آسکتا ہان مبیع ہلاک ہونے کے بعد اقالہ نہین ہوسکتا اور اگر مبیع کا
کچھ حصہ تلف ہوگیا ہو تو تلف شدہ مین اقالہ نہین اور باقی کا اقالہ دُرست ہے۔

باب التولیۃ والمرابحۃ (تولیہ اور مرابحہ کا بیان)

ت خرید کے خرید داموں پر بیچنے کو (شرع مین) تولیہ کہتے ہین اور پہلی سے نفع پر بیچنے کا نام مرابحت ہے اور
شرط ان دونون کے جواز کی یہ ہے کہ جو قیمت پہلے مشتری نے دی ہے مثلی ہو ف شرع مین اشیاء دو قسم کی
شمار ہوتی ہین ایک ذوات الامثال دوسری ذوات القیم ذوات الامثال اُن چیزون کو کہتے ہین کہ جنکے
تلف کرنیسے ویسی ہی دینی آئے مثلاً روپے اور اناج وغیرہ اور ذوات القیم وہ ہین جن کے تلف کرنے پر قیمت
دینی آتی ہے حیوانات وغیرہ اسی قسم مین داخل ہین کیونکہ ایک حیوان جیسا بعینہ دوسرا ملجانا مشکل ہے مترجم
عفی اللہ عنہ ت جو شخص تولیہ کرنا چاہے وہ دھوبی کی مزدوری۔ رنگائی۔ ترنج کی بنوائی۔ پھندنے
ٹنوائی غلہ کی باربرداری اور بکریون (وغیرہ جانور اگر ہون تو اُنکی ہنکائی وغیرہ) اصل مال مین بڑھادے
اور یون کہے کہ یہ چیز مجھے اتنے مین پڑی ہے (سارے دام ملاکر یہ نہ کہے کہ مین نے اتنے مین خریدی ہے
کیونکہ یہ کہنا جھوٹ ہوگا) اور چرانے والے کی مزدوری اور پڑھائی کی تنخواہ اور جس مکان مین اُسے رکھا ہو اُسکا

له مثلاً ایک چیز دس روپیہ کو کسی کے ہاتھ بیچی اور اب اقالہ مین بائع نے دس کی جگہ بارہ [illegible] ۱۲ از اصل

کر ایہ اصل مال مین نہ زیادہ کرے۔ اگر مرابحت پر بیچنے والا خیانت کرے (یعنی اصل قیمت سے زیادہ بتلا کر اُس پر
نفع لینا چاہے تو اس صورت مین) اس خریدنے والے کو اختیار ہے چاہے اسی قیمت سے لیلے جو وہ خائن کہتا
ہے چاہے مبیع واپس کردے ہان اگر تولیہ مین ایسا موقع ہو تو مشتری اس خیانت کی مقدار قیمت سے مجرا
کردے اگر ایک شخص نے ایک کپڑا خرید کر نفع سے بیچ ڈالا تھا اُسکے بعد پھر (اسی قیمت سے) خرید لیا اب اگر
یہ دوبارہ اسکو نفع سے (یعنی بطور مرابحت کے) بیچنا چاہے تو پہلا کل نفع ثمن سے کم کردے ف اسکی صورت
یہ ہے کہ ایک شخص نے چار روپے کو ایک کتاب خریدی تھی پھر چھ روپے کو بیچدی پھر وہی چار روپے کو خرید لی
اب اگر یہ اس کتاب کو بطور مرابحت کے بیچنی چاہے تو یہ نفع کے دو روپیہ اسکی قیمت مین سے کم کردے اور
یون کہے کہ یہ کتاب مجکو دو روپے مین پڑی ہے ت اور اگر پہلی دفعہ اتنا نفع ہوا تھا کہ اصلی قیمت کے برابر
یا اس سے بھی زیادہ تھا تو مرابحت کہہ کے نہ بیچے (بلکہ ازسرنو جس قیمت کو چاہے بیچدے اگر ماذون
قرضدار غلام نے ایک تھان دس روپیہ مین خریدا تھا پھر اپنے آقا کے ہاتھ پندرہ روپیہ کو بیچدیا تو اب اگر آقا
مرابحت کہہ کے بیچے تو اصل قیمت دس ہی روپے کہے (اگرچہ اُس نے پندرہ دیے ہین کیونکہ وہ دینا معتبر
نہین اپنے غلام کا مال اپنا ہی ہوتا ہی) اسیطرح اگر آقا نے ایک تھان دس روپے کو خریدا تھا پھر اپنے غلام کے
ہاتھ پندرہ کو بیچ ڈالا اب اگر یہ غلام مرابحت کہہ کے بیچنا چاہے تو اصل قیمت دس ہی بتلائے (اگرچہ اُسنے
آقا کو پندرہ دیے ہین کیونکہ بدلیل سابق یہ دینا معتبر نہین) اور اگر (نصف نفع کے) مضارب نے دس
روپے کو خریدا تھا پھر اپنے رب المال کے ہاتھ (یعنی جس کا یہ روپیہ برتتا ہے) پندرہ روپے کو بیچ دیا اب
اگر وہ رب المال بطور مرابحت کے بیچنا چاہے تو اصل قیمت ساڑھے بارہ روپے کہے (اپنے دو روپے
آٹھ آنے مجرا کرے) اگر مبیع مین خود بخود ہی کچھ نقصان ہوگیا یا مبیع لونڈی شوہر دیدہ تھی اس سے آقا
نے صحبت کرلی تو ان دونون صورتون مین بلا ان دونون باتون کے ظاہر کیے مرابحت کے طور پر بیچنا
جائز ہے (یعنی ان صورتون مین یہ ظاہر کرنا ضروری نہین کہ اس مبیع مین یہ عیب میرے ہان ہوگیا یا
اس لونڈی سے مین نے صحبت داری کرلی ہی) ہان اگر مشتری نے قصداً اسکو عیب دار کیا یا لونڈی
باکرہ تھی اس سے صحبت کرلی تو ان دونون باتون کو ضرور ظاہر کردے (خواہ وہ خریدے یا نہ خریدے) اور اگر
ایکہزار روپیہ مین کوئی چیز اُدھار خریدی تھی اور سو روپے کے نفع سے (نقد) بیچدی اور یہ ظاہر نہ کیا
کہ مین نے اُدھار خریدی تھی تو اس صورت مین اُس خریدنے والے کو اختیار دیا جائے (کہ چاہے وہ

گیارہ سومین خرید لے اورچاہے چھوڑدے اور اگر اس مشتری نے مبیع کو تلف کردیا بعد مین اُسے معلوم ہوا کہ بائع نے ایک ہزار مین اُدھار خریدی تھی اور گیارہ سو مین نقد دی ہو) تو اب اُسے گیارہ ہی سو دینے پڑینگے اور یہی حکم تولیہ کا ہو (کہ اگر مبیع کے ہوتے ہوئے تولیہ کے طور پر بیچنے والے کی خیانت معلوم ہو جائے تو اب اس خریدنے والے کو اختیار ہے چاہے خریدے چاہے واپس کردے اور اگر مبیع تلف ہوگئی ہے تو جو دام ٹھیر گئے ہین وہی دینے پڑین گے اب تخفیف نہین ہوسکتی) اگر کسی نے کوئی چیز یون کہکر بیچدی کہ جتنے مین مجھ پڑی ہے اُتنے ہی مین تیرے ہاتھ بیچتا ہون اور خریدنے والے کو یہ خبر نہین ہے کہ اسے کتنے مین پڑی ہے تو یہ بیع فاسد ہے اور اگر یہ اُسے وہین بیٹھے معلوم ہو جائے تو اب اُسے اتنا اختیار ہوگا کہ چاہے خریدے چاہے نہ خریدے **فصل ف** اشیاء دو قسم کی ہین ایک منقولی دوسری غیر منقولی منقولی اُن کو کہتے ہین جو ایک جگہ سے دوسری جگہ جاسکین مثلاً حیوانات ۔ چاندی ۔ سونا ۔ اناج اور کپڑے وغیرہ اور غیر منقولی وہ ہین جو ایک ہی جگہ رہین مثلاً زمین ۔ مکانات اور باغات وغیرہ زمین (بلکہ ہر غیر منقولی چیز) پر اپنا قبضہ کرنیسے پہلے اُسکو بیچدینا درست ہی منقولی کو (قبضہ کرنیسے پہلے بیچنا) درست نہین ۔ اگر کسی نے کوئی چیز ناپ کر خریدی تو جب تک وہ اُسے خود نہ ناپ لے اُسے اسکا بیچنا اور کھانا حرام ہو اور یہی حکم اُن چیزونکا ہی جو وزن سے یا گنتی سے بکتی ہین اور جو چیز گز دن سے ناپ کر بکتی ہی اُسکو قبضہ کرنے کے بعد ناپنے سے پہلے بیچنا جائز ہے اور قیمت مین قبضہ کرنے سے پہلے تصرف کرنا جائز ہے (مثلاً قیمت ابھی بائع نے اپنے ہاتھ مین نہین لی تھی پہلے ہی کسی کو دلوادی تو یہ جائز ہے) اور قیمت معین ہونے کے بعد اگر مشتری اسمین کچھ بڑھادے یا بائع کچھ کم کردے تو یہ جائز ہے اسیطرح مبیع مین بھی کچھ بڑھادینا جائز ہے اور ان صورتون مین بائع اور مشتری کل کے مستحق ہو جاتے ہین (یعنی مبیع یا قیمت مین اگر کچھ بڑھا دیا گیا ہے تو اب بائع یا مشتری اس سب کا ایسا مستحق ہے کہ گویا اصل عقد اتنی ہی چیز پر یا اتنے ہی دامون پر ہوا تھا) اور سوائے قرض کے ہر قسم کے دین مین ادا کرنے کی (مدت مقرر کرنی جائز ہے **ف** اور قسم کے دین سے مُراد یہ ہے مثلاً کسی چیز کی قیمت دینی ہی تو اُسکے ادائگی کا کوئی وقت معین کردینا جائز ہے اور یہان جائز سے مُراد یہ ہے کہ اب اس وقت سے پہلے اسکو مانگنے کا اختیار نہ ہوگا لیکن قرض (یعنی اگر کسی کو کچھ روپیہ دیا ہو تو اس) کا حکم نہین اسمین اگر ادا کرنے کا کوئی وقت بھی معین کردے تب بھی اس وقت سے پہلے جس کا روپیہ ہے اُسکو اختیار ہی یعنی وہ جب چاہے تقاضا کرسکتا ہے

باب الربوا

سود کا بیان

ف ربوا کے لغوی معنی زیادتی کے ہین اور یہ شرعی معنی ہین جو خود مصنف بیان کرتے ہین مسکین
ت ربوا مال کی اُس زیادتی کو کہتے ہین جو مال کو مال سے بدلنے مین بلا عوض ہو (مثلاً دو سیر گیہون
وغیرہ کے بدلے تین سیر لے لیے یا دیدیے یا دس روپے لے کر گیارہ دیدیے یا لے لیے) اور دو چیزون مین
ربوا (پیمانے) کی علت قدر اور جنس (مین دونون کا ایک ہونا) ہے (قدر سے مراد یہ ہے کہ جو چیز پیمانہ سے
نپ کر بکتی ہے اُسمین پیمانہ اور تُل کر بکتی ہو اُس مین تول ایک ہو یعنی دونون تل کر بکتی ہون اور جنس کے
ایک ہونیکا یہ مطلب ہو کہ دونون چیزین ایک ہی قسم کی ہون مثلاً دونون گیہون ہون یا دونون جو چنے وغیرہ
ہون) پس جن چیزون مین یہ قدر و جنس ایک ہو ان مین (ایک طرف سے زیادتی اور اُدھار دونون
حرام ہین اور اگر فقط جنس مین یا قدر ہین ایک ہین تو اُدھار حرام ہو (اور زیادہ دینا یا لینا حرام نہین ف
جنس و قدر مین ایک ہونے کی مثال بریکٹ مین گذر چکی ہو یعنی دونون طرف گیہون یا مثلاً دونون طرف
چاندی یا سونا ہو تو ایسی صورت مین اگر کمی بیشی ہوگی تب بھی حرام ہے اور اگر ایک نے اناج دیدیا اور دوسرے
نے کچھ دنون کا وعدہ کر لیا تب بھی یہین ربوا ہو کر یہ بیع حرام ہوگی اور اگر فقط جنس یا قدر ہی مین اتحاد ہے
مثلاً ایک طرف گیہون ہون اور دوسری طرف جو کہ دونون قدر مین یعنی تُل کر بکتے ہین اگرچہ برابر ہین مگر
جنس مین مختلف ہین تو ایسی صورت مین کمی بیشی ہونی جائز ہے اور اُدھار اب بھی حرام ہے ت
اور اگر قدر و جنس دونون مین مختلف ہین تو پھر اُدھار اور کمی بیشی دونون حلال ہین (مثلاً اناج روپے سے یا کپڑا
اشرفی سے بیچا تو ایک طرف کی بیشی ہونا بھی جائز ہے اور قیمت مین اُدھار بھی جائز ہے اور جو چیزین نیت کی
ہین یعنی نپ کر بکتی ہین (مثلاً گیہون۔ جو اور چھوہارے اور سب اناج اور نمک اور وہ چیزین جو تل کر بکتی
ہین مثلاً چاندی۔ سونا اور لوہا وغیرہ) اور وہ چیزین جو رطلی کہلاتی ہین (مثلاً گھی وغیرہ) اگر ان کو انکی جنس سے
بیچا جائے تو برابر (سرابر) بیچنا جائز ہے اور کمی بیشی سے ہرگز جائز نہین ہے اور بڑھیا گھٹیا اور کھری کھوٹی
حکم مین) دونون برابر ہین (یعنی یہ بھی ناجائز ہے کہ کوئی بڑھیا گیہون سیر بھر دیدے اور گھٹیا دو سیر لے لے
یا کھری چاندی ایک تولہ لے لے اور کھوٹی دو تولہ دیدے) اور سوا چاندی سونے کی بیع کے اور سب
چیزون مین بیع کیوقت مبیع اور قیمت کا معین ہو جانا شرط ہے ان پر بائع مشتری کا قبضہ ہو جانا شرط
نہین ہو ف چاندی کو سونے سے یا سونے کو چاندی سے اگر بیچا یا خریدا جائے تو اسکو عربی مین بیع صرف کہتے ہین

اس بیع صرف مین یہ بات ضروری ہی کہ بیع ہو جانیکے بعد مبیع اور قیمت پر بائع اور مشتری کا قبضہ بھی ہو جائے ورنہ یہ بیع پوری نہین ہوتی۔ مترجم **ت** اور ایک مٹھی غلہ کو دو مٹھی سے بیچنا جائز ہی اسیطرح ایک سیب کو دو سیبون سے ۔ ایک انڈے کو دو انڈون سے ۔ ایک اخروٹ کو دو اخروٹون سے ایک کھجور کو دو کھجورون سے اور ایک پیسے کو دو پیسون سے بیچنا جائز ہے بشرطیکہ دونون چیزین معین ہون (پہلے گذر چکا ہے کہ ربوا کی علت قدر و جنس (یعنی ناپ تول وغیرہ ہی اور چونکہ ان مین کچھ ناپ تول نہین ہی لہذا ربوا بھی نہین ہی) اور گوشت کو کسی حیوان کے بدلے بیچنا یا کپڑے کو روئی سے یا پختہ کھجور کو پختہ یا خشک کھجور کے بدلے برابر (سرابر) بیچنا جائز ہے اور کمی بیشی سے جائز نہین ہے اسیطرح انگور کو انگور یا منقی سے اور مختلف[1] گوشت کو ایک دوسرے کے عوض کمی بیشی سے بیچنا جائز ہے اور گائے کے دودھ کو بکری کے دودھ سے اور ردہی کھجور کے سرکہ کو انگور کے سرکہ سے اور میڈ کی چربی کو چکتی کی چربی سے یا گوشت سے اور روٹی کو گیہون سے یا آٹے سے کمی بیشی کیساتھ بیچنا جائز ہے ہان گیہون کو آٹے سے یا ستو سے کمی بیشی کیساتھ بیچنا جائز نہین اور زیتون کو روغن زیتون سے یا تلون کو میٹھے تیل سے بیچنا جائز ہی جب تک یہ روغن زیتون اور میٹھا تیل اس سے زیادہ نہو جو اس زیتون اور تلون مین ہی اور روٹی کو تول کر قرض لینا جائز ہی گنتی پر لینا جائز نہین ہی (کیونکہ انمین تفاوت ہونیکے باعث کمی بیشی کا احتمال ہی) اور آقا اور غلام کے درمیان اور دار الحرب مین مسلمان اور حربی کے درمیان ربوا نہین ہی (یعنی اگر یہ چارون آپسمین کمی بیشی کیساتھ لین دین کرلین تو انمین ربوا کا حکم نہوگا

باب الحقوق

حقوق کے بیان مین

ف یعنی اس کا بیان کہ وہ کون سے حقوق ہین جو بیع ہونیسے مبیع مین آجاتے ہین اور وہ کون سے ہین جو بیع سے مبیع مین نہین آتے **ت** اگر کسی نے کوئی کوٹھری مع اسکے کل حقوق کہکر خریدی تو اس خریدنے مین بالاخانہ نہین آئیگا اور نہ مکان کے خریدنے مین آئیگا ہان اگر مکان خریدنے کیوقت یہ کہا ہو کہ مین اس مکان کو مع اسکے کل حقوق کے خریدتا ہون یا اسکے کل منافع سمیت خریدتا ہون یا اسمین جو تھوڑی بہت چیز ہے سب خریدتا ہون یا جو چیز اسکے متعلق ہے سب خریدتا ہون (تو ان چارون صورتون مین بالاخانہ مکان کی بیع مین آجائیگا اور اگر کسی نے دار (یعنی گھر) کہکر خریدا ہے تو اس خریدنے مین بالاخانہ بلا نام لیے آجاتا ہی جیساکہ پاخانہ آجاتا ہے لیکن چھجہ نہین آتا ہان اگر یہ کہا ہو کہ اس گھر کو مع اسکے کل حقوق کے خریدتا ہون (یا بائع اسطرح کہی) **ف** عربی مین تین لفظ ہین بظاہر تینون کے معنی گھر کے معلوم ہوتے ہین لیکن (درصل اصل

---

[1] مختلف گوشت سے مراد انکی جنس کا مختلف ہوتا ہی مثلاً کوئی بکری کو گوشت کو گائے کے گوشت سے بیچے تو کمی زیادتی جائز ہے اور اگر ایسا نہو مثلاً بکری کا گوشت بیڑکے گوشت سے بیچے تو

ان مین فرق ہو وہ لفظ یہ ہین بیت منزل۔ دار پس بیت اس حجرہ یا کوٹھری کو کہتے ہین جس مین دروازہ لگا ہوا ہو اور منزل اس کو کہتے ہین جس مین چند کوٹھریان اور دالان اور صحن ہو اور دار بڑے گھر کو کہتے ہین جس مین علاوہ کوٹھریون اور صحن کے اصطبل اور بالاخانہ وغیرہ ضروری اشیا سب ہون انکے علاوہ ایک لفظ ظلہ ہو کہ تین دیوارین بنا کر چھت ڈال دیجاتی ہے اور دروازہ نہین ہوتا اور گھر کہہ کر خریدنے مین (خاص) راستہ اور پانی نکلنے کی جگہ اور زمین کی خرید مین پانی کا حصہ داخل نہین ہوتا ہان اگر یہ کہہ کر خریدا ہو کہ مع اسکے کل حقوق کے خریدتا ہون بخلاف کرایہ پر دینے (یا لینے) کے کہ (اسمین یہ سب حقوق بلاذکر داخل ہو جاتے ہین)

باب الاستحقاق

(یہ باب غیر کا حق نکلنے کے بیان مین ہے)

ت حجت متعدیہ گواہ ہین اقرار نہین ہو (یعنی اقرار حجت متعدیہ نہین ہے) ف حجت متعدیہ سے مراد یہ ہی کہ انکے ذریعہ سے ہر کسی پر ہر طرح کا دعویٰ ثابت ہوجاتا ہے بشرطیکہ جو گواہون کی شرطین ہین وہ موجود ہون بخلاف اقرار کے کہ جو شخص جس چیز کا اقرار کرتا ہے وہ اسی کے ذمہ ثابت ہوجاتی ہو اس سے دوسرے کی ذمہ کچھ ثابت نہین ہوسکتا لہذا اقرار حجت غیر متعدیہ ہوئی کہ مقر سے تجاوز نہین کرتی ت اور (ملک کے دعوی مین) تناقض ہونا ملک کے دعوی کو غلط کر دیتا ہے ہان حریت طلاق و نسب کے دعوی مین تناقض ہونا اسکو غلط نہین کرتا ف تناقض کلام مین ہونیکے یہ معنی ہین کہ ایک کلام دوسرے کلام کے معارض اور خلاف ہو مثلاً ایک شخص نے ایک لونڈی خریدی اور پھر یہ دعوی کیا کہ یہ لونڈی تو زید کی ہے تو اس کا یہ دعویٰ غلط اور غیر مقبول ہو کیونکہ اسکے خود خریدنے سے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ اسکے نزدیک وہ لونڈی اسی بائع کی تھی جس سے اُسنے خریدی تھی اب جو یہ زید کی تبلاتا ہے تو ملک کے دعوی مین تناقض ڈالتا ہے لہذا اس کا یہ دعوی کہ زید کی ہے غلط ہے اور اگر لونڈی خرید کر قبضہ مین کرنیکے بعد یہ دعوی کیا کہ یہ تو زید کی آزاد کی ہوئی ہو اس صورت مین یہ کہنا اگرچہ اسکے خریدنے مین تناقض ہے لیکن چونکہ حریّت کا دعوی ہے لہذا باوجود تناقض کے بھی مقبول ہوگا اسیطرح اگر کوئی عورت خلع کرلے یعنی اپنے شوہر کو کچھ روپیہ دیکر اس سے طلاق لے لے اور پھر یہ دعوی کرے کہ مجھے تو اسنے خلع سے پہلے ہی تین طلاقین دیدی تھین تو یہ دعوی باوجود تناقض کے مقبول ہوگا علی ہذا القیاس اگر کسی نے اپنا غلام بیچ ڈالا تھا پھر یہ دعوی کیا کہ یہ تو میرا بیٹا ہے تو باوجودیکہ اسکے اس دعوی اور نہ بیچنے مین تناقض ہو مگر چونکہ نسب کا دعوی ہو لہذا باوجود تناقض کے بھی قابل سماعت ہوگا (عینی و فتح) ت اگر بکی ہوئی لونڈی کے (مشتری کے ہان کر)

بچہ ہو جائے اور پھر گواہون سے یہ ثابت ہو جائے کہ یہ لونڈی اور کی ہے (جس نے بیچی تھی اسکی نہین ہی) تو یہ
لونڈی مع بچہ کے اُسکو دلا دیجائیگی اور اگر خریدنے کے بعد خود ہی اقرار کر لیا کہ یہ لونڈی فلانے کی ہے (بائع
نے غلطی سے یا دھوکہ سے میرے ہاتھ بیچدی ہے تو چونکہ یہ اقرار ہے اور اقرار حجت غیر متعدیہ ہے لہذا بائع کو اس سے
کچھ بھی نقصان نہ ہوگا) تو (اس صورت مین) وہ بچہ مان کے ساتھ نہ ہوگا (کیونکہ اُسنے فقط لونڈی کا
اقرار کیا ہے لہذا اس سے لونڈی اُسکو دلا دیجائیگی) اگر ایک غلام نے ایک شخص سے کہا کہ تو مجھے خرید لے
کیونکہ مین غلام ہون اُسنے خرید لیا تو معلوم ہوا کہ وہ (غلام کسی کا نہین بلکہ) آزاد ہے (اور اُسنے دھوکہ سے دوسرے
کو روپیہ دلا دیے ہین) تو ایسی صورت مین اگر بیچنے والا موجود ہو یا جہان وہ ہے وہ جگہ معلوم ہے تو وہ
خریدنے والا اس غلام پر کسی قسم کا دعوی نہین کر سکتا (بلکہ بائع کو پکڑے اور اسی سے اپنا روپیہ وصول
کرے) اور اگر بائع یہان نہین ہے اور نہ اُس کا اتہ پتہ معلوم ہے تو اس صورت مین یہ مشتری اس
غلام سے قیمت وصول کر لے اور یہ غلام بائع سے وصول کرتا پھرے بخلاف رہن کے ف رہن کی صورت
یہ ہے کہ ایک غلام نے دوسرے سے کہا کہ تو مجھے اپنے ہان رہن کر لے مین غلام ہون اس غریب نے رہن کر لیا
بعد مین معلوم ہوا کہ یہ غلام نہین آزاد ہے تو اب یہ مرتہن غلام کسی حال مین بھی رہن کا روپیہ وصول نہین
کر سکتا برابر ہے کہ راہن موجود ہو یا جہان وہ ہے وہ جگہ معلوم ہو یا نہ معلوم ہو علینی ت ایک شخص نے
ایک مکان کی بابتہ اس طرح دعوی کیا کہ اسمین کچھ میرا بھی حق ہے اور مدعا علیہ (یعنی صاحب مکان) نے
سو روپیہ دیکر اس سے صلح کر لی پھر اس مکان کا جزوی حصہ دار کوئی اور کھڑا ہو گیا تو ابھی یہ مدعا علیہ
اس مدعی سے کچھ واپس نہ لے اور اگر اُسنے دعوی سارے مکان کا کیا تھا (کہ سارا مکان میرا ہی ہے اور
اس صاحب مکان نے اُسے سو روپے دیکر صلح کر لی تھی) تو اب یہ حصہ رسد اس سے روپیہ پھیر لے (یعنی
اگر مثلاً اس صورت مین نصف مکان اُس سے کسی نے دعوی کر کے لے لیا ہے تو یہ صاحب مکان اس مدعی
سے نصف روپیہ واپس لیلے **فصل** اگر کوئی شخص دوسرے کی چیز فروخت کر دے تو بعد مین مالک
کو اختیار ہے چاہے اس بیع کو توڑ دے چاہے قائم رکھے بشرطیکہ بائع مشتری اور مبیع اور یہ اصل مالک (چارون
موجود ہون اور اگر قیمت مین کوئی چیز دی گئی تھی تو (پانچوین) وہ بھی موجود ہو) اور اگر یہ سب نہ ہون
تو پھر بیع توڑنی ہی پڑے گی) اگر کسی نے دوسرے کا غلام چھین کر بیچ دیا تھا اور جس نے خریدا تھا اُسکو
خریدار نے آزاد کر دیا اور اس غلام کے اصل مالک نے اس غلام کے بکنے کی اجازت دیدی تو اس صورت مین اس

مشتری کا آزاد کرنا درست ہو جائیگا اور اگر اسکو آزاد نہین کیا بلکہ اس مشتری نے بھی بیچدیا تھا اور اب
اس غلام کے اصل مالک نے اس چھیننے والے کی بیع کی اجازت دی تو اس صورت مین اس مشتری کا بیچنا
درست نہ ہوگا اور اگر اس غلام کا ہاتھ اس مشتری کے ہان کسی نے کاٹ دیا تھا جس کا اس نے تاوان
لے لیا تھا اور اب اصل مالک نے بیچنے کی اجازت دی تو یہ تاوان کا روپیہ اس مشتری ہی کا رہیگا اب اگر یہ
تاوان غلام کی نصف قیمت سے کچھ زیادہ ہو تو یہ مشتری اس زیادتی کو خیرات کر دے (کیونکہ جب ایک ہاتھ
کٹنے کے تاوان مین نصف قیمت لیچکا اور نصف مین اسکے پاس غلام رہا تو اس زیادتی مین اسکا کوئی حق نہین
ہے) اگر کسی نے دوسرے کا غلام اسکی اجازت بغیر بیچدیا تھا پھر خریدنے والے نے اُسپر گواہ پیش کرنے چاہے کہ اس
بیچنے والے نے میرے سامنے یہ اقرار کیا تھا کہ اصل مالک نے مجھے بیچنے کی اجازت نہین دی ہو یا گواہ اسپر گذرانے
کہ اصل مالک نے میرے روبرو یہ اقرار کیا ہو کہ مین نے اس غلام کے بیچنے کی اجازت نہین دی تھی اور ان گواہون
کے پیش کرنیسے اسکا مقصود غلام کو ہٹانا ہے تو یہ نہین سُنے جائینگے اور اگر اس بیچنے والے نے حاکم کے روبرو خود ہی
اسکا اقرار کر لیا کہ بیشک اصل مالک نے مجھے بیچنے کی اجازت نہین دی تھی، تو اب اگر وہ مشتری بیع توڑنی چاہے تو
بیع یقینا ٹوٹ جائیگی اگر کسی نے دوسرے کا گھر بغیر اسکی اجازت کے بیچدیا تھا اور خریدنیوالےنے کر اُسے اپنی دوسری
حویلی مین ملا لیا تو اب اس گھر کی قیمت کا یہ بیچنے والا ضامن نہ ہوگا ف یہ حکم اس صورت مین ہو کہ بیچنے والا اپنے
غصب کرنیکا اقرار کرتا ہو اور خریدنے والا اُسے جھوٹا بتاتا ہو کیونکہ اس صورت مین اس بائع کا اقرار مشتری پر
نہین چل سکتا بلکہ گواہ ہونے چاہئین اور چونکہ مالک مکان نے گواہ پیش نہین کیے لہذا اسکا یہ نقصان اسی کیطرف
منسوب کیا جائیگا کہ اُسنے گواہ پیش نہ کرنے کی وجہ سے اپنا نقصان آپ کیا ہو اس بیچنے والیکے عقد کیطرف منسوب
نہوگا کیونکہ وہ غصب کا مقر ہو اور غاصب کی بیع جائز نہین ہوتی اسیوجہ سے وہ اس گھر کی قیمت کا ضامن نہین ہوتا

باب السلم

ف سلم کے لغوی معنی جلدی کرنیکے ہین اور شرعی معنی یہ ہین کہ ایک شے کی قیمت اب دیجائے اور وہ
شے یعنی مبیع اُن دنون کے بعد جو مقرر ہو گئے ہین لیجائے اسی کو اُردو مین بدھنی کہتے ہین ست
جن چیزون کی مفصل کیفیت بیان کر دینی اور اُن کی مقدار کا معلوم ہو جانا ممکن ہو ان مین بدھنی درست
ہے اور جن چیزون مین یہ دونون باتین نہ ہو سکین ان مین درست نہین اس سے معلوم ہوا کہ وہ چیزین
جو ناپ کر بکتی ہین اور وہ چیزین جو تول کر قیمت کے عوض بکتی ہین ان مین بدھنی درست ہے ف

قیمت کے عوض بکنے کی قید سے روپے اشرفی کو اس حکم سے نکالنا مقصود ہی کیونکہ ان مین بدھنی درست
نہین اگرچہ چاندی سونا تل کر بکتا ہی اور اس قید سے وہ اسواسطے نکل گئے کہ وہ دونون خود قیمت مین
دئے جاتے اور ثمن کہلاتے ہین ت اور اسیطرح اُن چیزون مین جو گنتی سے بکتی ہون اور قریب قریب
ایک سی ہون جیسے اخروٹ ۔ انڈے ۔ پیسے ۔ کچی اینٹین بشرطیکہ ان کا سانچہ معین ہوگیا ہو اور اُنمین
جو گز سے نپ کر بکتی ہون مثلاً کپڑا وغیرہ) بشرطیکہ یہ چار دن باتین بیان کردی گئی ہون اول گز (کیونکہ
گز دو قسم کے ہوتے ہین ایک جس سے زمین ہپتی ہے دوسرا جس سے کپڑا نپتا ہی) دوسرے صفت (یعنی یہ کہ
سوتی ہوگا یا اونی ہوگا یا ریشمی ہوگا) تیسرے بناوٹ چوتھے صنعت (یعنی یہ کہ کانپوری بنا ہوا ہوگا یا
خاص دہلی کا بنا ہوگا) اور حیوانون مین اور اُنکے اعضا مین اور کھالون مین گنتی سے اور سوختہ مین گٹھون کے
حساب سے اور ترکاریون مین گڈیون کے حساب سے اور جواہرات مین اور پوتھون مین اور اُن چیزون مین جو بدھنی
کے وقت یا ادا کرنے کیوقت) دستیاب نہون اور تازی مچھلی مین بدھنی درست نہین ہی ہان اگر سوکھی مچھلی
نمک لگی ہوئی مین ہو تو اسمین وزن سے بدھنی درست ہی اسیطرح گوشت مین بدھنی درست نہین ہے
اور نہ ایسے پیمانہ اور گز سے کہ جسکی مقدار معلوم نہو اور نہ کسی خاص گاؤن کے گیہون (وغیرہ غلہ) مین (کیونکہ
ہوسکتا ہی کہ اس گاؤن مین اس سال کچھ پیدا ہی نہو) اور نہ کسی معین درخت کے میوے مین اور بدھنی
(کے درست اور صحیح ہونے) کی یہ شرطین ہین اول جنس کا بیان ہونا (یعنی جس چیز مین بدھنی کرنی ہی اسکی
جنس بیان کردینا مثلاً یہ کہ گیہون ہونگے یا چنے ہونگے ۔ دوسرے قسم (یعنی اُن گیہوؤن کی قسم بیان
کرنی (کہ بارانی یعنی ماردن ہونگے یا چاہی ہونگے یا دیسی ہونگے یا چند وسی ہون گے) تیسرے صفت
بیان کردینی (کہ موٹے ہونگے یا پتلے ہونگے) چوتھے مقدار بیان کردینی (کہ اتنے من ہونگے) پانچوین مدت
(کہ ایک مہینے مین دو مہینے مین ادا کرینگے) اور مدت کم از کم ایک مہینہ ہونی چاہیئے چھٹے اصل مال (یعنی
جو اسوقت دیا جا رہا ہی باعتبار ناپ یا تول یا شمار کے اسکی مقدار بیان ہونی چاہیئے ساتوین وہ جگہ جہان
بدھنی کی چیز ادا ہوگی (یعنی بدھنی کی چیز کہان پہونچانی ہوگی وہ جگہ بھی اسیوقت بیان ہوجائےگی مگر یہ ان
چیزون مین سے جنکی باربرداری کی ضرورت ہو اور جن مین باربرداری کی ضرورت نہو انکو بدھنی والا جہان
چاہے دیدے (مثلاً دو سیر گھی مین بدھنی کی تھی تو اسکے لیے کسی دوسرے اُٹھانیوالے کی چندان ضرورت

ت یہان پیسون سے وہ پیسے مراد ہین جنکا چلن نہو جیسے آجکل عالمگیری پیسے وغیرہ ورنہ یہ ڈبل یا منصوری پیسے تو مثل روپیہ کے ثمن مین داخل ہین ان مین بدھنی

نہین ہی لہذا اسمین اس ساتوین شرط کے بیان کرنے کی حاجت نہین ہان اگر گھی وغیرہ زیادہ ہو تو
ضروری ہی) آٹھوین ایک دوسرے کے جدا ہونے سے پہلے اس روپے پر (یعنی جسکے بدلے مین بدھنی ہوئی
ہی) قبضہ ہو جانا شرط ہی پس اگر کسی نے دو سَو روپون سے ایک کھیتی گیہوؤن مین بدھنی کی جسمین سے سَو روپے
اُدھار کر لیے اور سَو روپے نقد دیدئے تو سَو روپے اُدھار مین بدھنی باطل ہی **ف** باطل ہونیکی وجہ
یہی ہی کہ بدھنی کی جو آٹھ شرطین ہین اُن مین سے ایک یعنی آٹھوین شرط نہ پائی گئی ۔ اصل کتاب مین اس
موقع پر کُر کا لفظ ہی یہ ایک پیمانہ کا نام ہی جو ساٹھ قفیز کا ہوتا ہی اور ایک قفیز بارہ صاع کا اور صاع
تقریباً ساڑھے تین سیر کا ہوتا ہی آگے کے لیے یہ بات ضرور یاد رکھنی چاہیے کہ بدھنی کرنیوالے سے مراد
وہ ہی جو بدھنی کا روپیہ دے اور بدھنی والے سے مراد وہ ہوگی جو بدھنی کی چیز دے ۔ مترجم **ت** اصل روپیہ
اور بدھنی کی چیز مین قبضہ کرنے سے پہلے ایسا تصرف کرنا جائز نہین کہ اس بدھنی مین کسی کو ساجھی کرلے یا اسکو
تولیہ (وغیرہ) سے بیع کردے (بلکہ اپنے قبضہ مین کرنے کے بعد ایسا تصرف کرنا چاہیئے) پس اگر بدھنی
(کرنے کے بعد اس) کا دونون نے اقالہ کر لیا (یعنی یہ بدھنی کا معاملہ توڑ دیا) تو اب اصل روپے والا اس روپے
کی بدھنی والے سے کوئی چیز نہ خریدے (بلکہ جو کچھ دیا ہو وہی پھیر لے پھر اپنا جو چاہے کرے) اور اگر (بدھنی
ٹھیرنے کے بعد) اس بدھنی والے نے (کہین) ایک پیمانہ گیہوؤن کا خرید کر بدھنی کرنیوالے سے کہا کہ تم
کو مجھ سے جو بدھنی کے گیہون لینے ہین اُن کے عوض مین وہان سے جاکر گیہون لیلو (جو میرے خریدے ہوئے
ہین) تو اسکو یہ گیہون لینا درست نہین ہان اگر کسی کے ذمہ گیہون (وغیرہ) بطور قرض کے تھے اور وہ اس صورت
سے ادا کردے تو ادا ہو جائینگے یا یہ کہ بدھنی والے نے بدھنی کرنیوالے سے یون کہا کہ اول ان گیہوؤن پر
میری طرف سے (یعنی میرے وکیل ہوکر) قبضہ کرو اور پھر اپنی طرف سے قبضہ کرلینا اور اُسنے ایساہی کیا[1]
تو اب یہ بدھنی ادا ہو جائے گی ۔ اگر بدھنی کرنیوالے نے بدھنی والے سے کہا کہ بدھنی کا غلہ میرے برتن
سے ناپ دو اور اُسنے اسکی عدم موجودگی مین ناپ دیا تو یہ اسکے قبضہ مین آیا ہوا شمار نہین ہوگا **ف** یعنی بیع
مین اگر مشتری نے بائع سے کہدیا ہو کہ یہ غلہ میرے برتن سے ناپ دو اور بائع نے اس مشتری کی عدم موجودگی
مین ناپ دیا ہو تو مشتری کا قبضہ ہو جانا درست ہوگا **ت** اگر کسی نے (روپیہ کی جگہ) ایک لونڈی دیکر ایک
پیمانہ (گیہون وغیرہ) مین بدھنی کی اور لونڈی اس بدھنی والے کو دیدی پھر دونون نے بدھنی کا اقالہ

---

[1] یعنی اسکی طرف سے بطور وکیل کے ہوکر اسکی ناپ تول کی اور پھر اپنی طرف سے یعنی اپنی چیز سمجھ کر انکو تول لیا یا ناپ لیا تو یہ صورت درست ہوجائیگی ۱۲ مترجم

کرلیا (یعنی بدھنی توڑ دی) مگر وہ لونڈی اُسی کے پاس مرگئی یا اقالہ ہونے سے پہلے مرگئی تو دونوں
صورتوں مین اقالہ رہے گا اور درست ہوگا اور اس لونڈی کی اس بدھنی والے کو جس کے پاس
لونڈی مری ہے) قیمت دینی پڑے گی اور اس حکم کا برعکس (یعنی بالکل الٹا ہے) اگر اس لونڈی کو ہزار مین
خریدا ہو **ف** یعنی خریدنے کی صورت مین اگر مشتری کے پاس آکر مرگئی ہو اور اب یا مرنیسے پہلے بائع
مشتری دونوں اسمین اقالہ کرنے لگین تو یہ اقالہ باطل ہوگا **ت** اگر بدھنی مین ایک شخص ردی چیز مین
بدھنی ہونے یا مدت معین ہونے کا دعوی کرے اور دوسرا اس ردی ہونے اور مدت کی تعیین کا انکار کرے
تو اس مدعی کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا (کیونکہ اُسکا کہنا بدھنی کی شرطوں کے موافق ہے اور دوسرا اختلاف
کہتا ہے) اس منکر کا کہنا معتبر ہوگا اور موزے طشت اور آفتابے جیسی چیزوں مین بدھنی کرنا اور رسائی کے
بنوانا درست ہے اور بنوانے والے یا بدھنی کرنیوالے کو دیکھنے پر اختیار ہوگا (کہ پسند آئے لیلے نہ پسند آئے
نہ لے) اور اسکے دیکھنے سے پہلے بنانیوالے کو بھی اختیار ہے کہ چاہے اُسکو اور کسی کے ہاتھ فروخت کر دے اور اگر ان چیزوں
کو بنا کر دینے کا کوئی وقت ٹھہر گیا ہو تو وہ (امام صاحب کے نزدیک) بدھنی ہے (اس بدھنی کی سب شرطین ہونی چاہیین)

باب المتفرقات (بیچ کے متفرق مسئلے)

ت کتے۔ چیتے۔ درندوں اور پرندوں کو بیچنا درست ہے بشراب اور سور کے سوا اور چیزوں کے بیچنے
مین مسلمان اور ذمی دونوں برابر ہین (یعنی جو چیزین ذمی کو بیچنی جائز ہین وہی مسلمانوں کو بھی جائز ہین سوائے
ان دو اور دیگر محرمات کے کہ یہ ذمی کو بیچنی جائز ہین مسلمان کو بیچنی جائز نہین ہین) اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ تو
اپنا غلام زید کے ہاتھ ایکہزار روپے مین اس شرط پر بیچدے کہ ان ہزار کے سوا سو روپے کا تیرے لیے مین ضامن ہون
اُسنے اُسکے کہنے سے غلام بیچ دیا تو اُسکا ہزار مین بیچنا درست ہوگا) اور اسکا ضامن ہونا باطل ہوگا ہان اگر یون
کہا ہو کہ اسکی قیمت مین سے ایکہزار کے سوا) سو روپے کا ضامن ہون تو اب ایک ہزار اس زید کے ذمہ ہونگے
اور سو اس (کہنے والے) ضامن کے ذمہ۔ اگر کسی نے ایک لونڈی سے نکاح کرنیکے بعد اُسکو خرید لیا اور
پھر اُس سے صحبت کرلی تو یہ صحبت کرنا قبضہ کرلینا ہے (یعنی اس سے اُسکا قبضہ ہوجانا ثابت ہوگیا) اور
فقط نکاح کر دینے سے قبضہ ہونا ثابت نہین ہوسکتا۔ اگر کوئی ایک غلام خرید کر اسکی قیمت ادا کرنے اور اسکو اپنے
قبضہ مین کرنے سے پہلے کہین چلا گیا اور بائع نے اپنے بیع کرنے پر گواہ پیش کیے اور اُس شخص کا پتہ معلوم

ف اکثر اہل تصنیف کا یہ طریقہ ہے کہ جب بعض بابوں کچھ مسئلے اُن بابون مین کے کچھ مسئلے رہجاتے ہین تو اُن کو اُن بابون کی کتاب کے آخر مین ذکر کر دیتے

ہے تو اب اس بائع کے اس قرض (یعنی قیمت کے روپے) کی وجہ سے یہ غلام بیع نہ کیا جائے (یعنی حاکم کو اسکے بیع کرنیکا مجاز نہین ہے اور اگر وہ لاپتہ ہے تو اب اس بائع کو قیمت دینے کی وجہ سے اس غلام کو بیع کردیا جائے اگر دو آدمیون نے ملکر کوئی چیز خریدی اور (اسکی قیمت دینے سے پہلے) اُن مین سے ایک کہین چلا گیا تو اس موجودہ مشتری کو اتنا اختیار ہے کہ کل قیمت اپنے پاس سے دیکر وہ شی اپنے قبضہ مین کرلے اور جبتک اپنے شریک سے نصف قیمت وصول نہ کرے مبیع اپنے ہی پاس رکھے اگر کسینے ایک لونڈی سونے چاندی کے ایک مثقال مین بیچی تو اس صورت مین پانسو مثقال سونے کے لیے جائین اور پانسو مثقال چاندی کی۔ اگر کسی کے ذمہ کھرے روپے تھے اور اُسنے انکے عوض کھوٹے دیدیے اور لینے والے کو یہ پرکھ نہین کہ یہ کھوٹے ہین یا کھرے اور پھر اُسکے پاس سے وہ کھوٹے تلف ہو گئے تو بس یہ اب دینے والیکے ذمہ سے ادا ہو گئے اگر کسی کے باغ مین کسی پرندنے بچے نکال لیے یا انڈے دیدیے یا کسی کی زمین مین ہرن رہنے لگے تو انکو جو کوئی لیلے یا پکڑلے اُسی کے ہین (زمین یا باغ والے کو یہ کہنے کا مجاز نہین کہ یہ میری زمین یا باغ مین تھے لہذا میرے ہین) وہ معاملات جو شرط فاسد سے باطل ہوجاتے ہین اور شرط فاسد پر معلق (دمشروط) نہین ہوسکتے وہ (سب) یہ (چودہ) ہین۔ بیع تقسیم۔ اجارہ۔ اجازت (یعنی بیع فضولی کی (اجازت دینا) رجعت (یعنی بیوی کو طلاق دیکر پھر اس سے رجعت کرنا) مال سے صلح کرنا۔ قرض سے بری کرنا۔ وکیل کو معزول کرنا۔ اپنے ذمہ اعتکاف لازم کرنا۔ شراکت مین کھیتی کرنا۔ دو ملکر ایک کا دوسرے کے درختون کو پانی دینا کسیکے حق کا اپنے ذمہ ہونے پر اقرار کرنا کسی چیز کو وقف کرنا اور کسی کو پنچ مقرر کرنا۔ اور وہ معاملات جو شرط فاسد سے باطل نہین ہوتے وہ (ستائیس ہین جو) یہ ہین قرض دینا۔ ہبہ کرنا۔ خیرات کرنا۔ نکاح کرنا۔ طلاق دینا۔ خلع کرنا۔ آزاد کرنا۔ رہن رکھنا۔ وصی بنانا وصیت کرنا۔ ساجھا کرنا۔ مضاربت کرنا۔ قاضی بنانا۔ افسر بنانا۔ ضامن ہونا۔ حوالہ کرنا۔ وکالت کرنا۔ بیع کا اقالہ کرنا۔ غلام یا لونڈی کو مکاتب کرنا۔ غلام کو تجارت کی اجازت دینا۔ بچہ کے نسب کا دعوی کرنا۔ دانستہ خون کردینے کے بعد اس سے صلح کرنا۔ زخمی سے صلح کرنا۔ ذمی بننے کا معاملہ کرنا۔ مبیع کی واپسی کو عیب کے سبب پر یا خیار شرط پر معلق کردینا اور قاضی کو معزول کرنا (بس ان سب معاملات کو اگر شرط فاسد پر معلق کیا جائیگا تو معاملہ درست ہوگا اور معلق کرنا فضول جائیگا)

باب الصرف

نقد کو نقد کے عوض بیچنے کا بیان

ف صرف کے لغوی معنی پھیرنیکے ہین اور بعض موقع پر فضل و زیادتی کے بھی معنی آجاتے ہین اور شرعی معنی

سلہ کیونکہ یہ مباح چیزین ہین اور مباح کا یہ حکم ہے کہ جن کے ہاتھ لگ جاے اسی کی رہتی ہین ۱۲

یہ ہین جو آگے خود مصنف بیان فرماتے ہین بیع صرف ایک ثمن کو دوسرے ثمن سے بیچنے کو کہتے ہین (مثلاً سونا چاندی کے عوض یا اشرفی روپون سے فروخت کرے یا روپیہ کو روپیہ سے بیچے) پس اگر دونون نقدین ہمجنس ہون (مثلاً دونون طرف سونا یا دونون طرف چاندی ہو) تو ایسی صورت مین دونون کا برابر ہونا اور بائع مشتری دونون کا (مجلس عقد ہی مین) قبضہ ہوجانا شرط ہے اگرچہ ان دونون چیزون کے کھرے پن مین یا گھڑائی مین کچھ فرق ہو (مثلاً چوٹی دار روپیہ کو کوئی تاجدار روپیہ سے بیچے تو یہ تب درست ہوگا کہ دونون وزن مین برابر ہون اور دونون پر فی الحال قبضہ ہوجائے) اور اگر دونون ہمجنس نہین (مثلاً سونے کو کوئی چاندی سے بیچتا ہی یا اسکا عکس) تو اب (دونون کا برابر ہونا ضروری نہین بلکہ) دونون طرف سے قبضہ ہوجانا شرط ہی پس اگر کسی نے سونا چاندی سے اٹکل کرکے بیچا (سونے کو وزن نہین کیا) تو اگر اسی مجلس مین بائع مشتری دونون قبضہ کرلین تو یہ بیع درست ہی کیونکہ اس صورت مین دوجنس ہونے کیوجہ سے فقط قبضہ ہی ہونا ضروری ہی دونون چیزون کا وزن مین برابر ہونا ضروری نہین، صرف کی قیمت پر اپنا قبضہ کرنے سے پہلے اسمین تصرف کرنا درست نہین ہو مثلاً کسی نے ایک اشرفی پندرہ روپے مین بیچی اور (ابھی روپے نہین لیئے تھے کہ) ان روپون کا کپڑا خرید لیا تو یہ کپڑے کی بیع فاسد ہو (کیونکہ یہان صرف کی قیمت مین قبضہ کرنیسے پہلے تصرف ہوگیا) اگر کسی نے ایک لونڈی ہنسلی پہنے ہوئے دو ہزار مین بیچی کہ دونون ایک ایکہزار کی ہین اور مشتری نے ایکہزار روپیہ اسیوقت دیدیا تو یہ دام ہنسلی کے شمار کیے جائینگے (تاکہ بیع درست رہی کیونکہ ہنسلی کی بیع صرف مین ہو اگر یہ دام لونڈی کے شمار کیے جائین تو ہنسلی کی قیمت مین اُدھار ہونیکے باعث بیع ناجایز ہوگی) اور اگر لونڈی ہنسلی سمیت دو ہزار مین خریدی جسمین ایکہزار نقد ایکہزار اُدھار تو یہ نقد (بیع درست کرنے کے لیے) ہنسلی کی قیمت شمار کیجائیگی اگر کسی نے ایک تلوار سو کو بیچی جسپر پچاس روپے کا زیور لگا ہوا ہی اور مشتری نے قیمت مین سے کل پچاس روپیہ نقد دیے ہین تو یہ نقد روپیہ اس زیور کی قیمت شمار کیے جائین گے اگرچہ مشتری نے یہ بیان نکیا ہو کہ روپیہ زیور کی قیمت کے ہین یا چاہے یہ بھی کہدیا ہو کہ یہ روپے دونون کی قیمت مین ہین (دونون صورتون مین یہ روپیہ زیور ہی کی قیمت ٹھہریگی) اور اگر اس صورت مین بائع مشتری قبضہ کرنیسے پہلے الگ الگ ہوگئے تو اگر وہ زیور تلوار سے بلانقصان علٰحدہ ہوسکتا ہی تو تلوار کی بیع درست ہوگئی زیور کی نہین ہوئی اور اگر وہ بلا نقصان علٰحدہ نہین ہوسکتا تو دونونکی بیع باطل ہی یعنی نہ زیور کی بیع ہوئی نہ تلوار کی) اگر کسی نے چاندی (یا سونے) کا برتن بیچا اور قیمت مین سے کچھ لے لیا

اور دونون الگ ہوگئے تو جتنی قیمت اُسنے لے لی ہو اسمین بیع درست ہوگئی اور یہ برتن بائع مشتری دونون
کا مشترک رہیگا اب اگر اس برتن مین تھوڑا سا کسی اور کا نکل آئے تو اب مشتری کو اختیار ہو چاہے باقی
برتن کو حصہ رسد دام دیکر لے لے اور چاہے واپس کردے اگر کسی نے چاندی کی ڈلی بیچی تھی اسمین کسی قدر حصہ
دوسرے کا نکل آیا تو اس مشتری کو باقی کا ٹکڑا حصہ رسد دام دے کر لینا پڑے گا اُسے پھیر دینے کا
اختیار نہین ہو **ف** ان دونون مسئلون مین وجہ فرق ہونے کی یہ ہے کہ برتن مین شرکت ہونے سے
نقصان[1] اور تکلیف ہوتی ہو اسوجہ سے وہان مشتری کو اختیار دیا گیا کہ چاہے سلبجے مین رکھے چاہے
پھیر دے اور چاندی کی ڈلی مین شرکت سے کچھ نقصان یا تکلیف نہین اس لیے پھیرنے کا بھی
اختیار نہین ہو جیسے **ت** دو روپے اور ایک اشرفی کو ایک روپیہ اور دو اشرفیون سے بیچنا درست ہو
اسی طرح ایک بوری گیہون اور ایک بوری جو کو دو بوری گیہون اور دو بوری جو سے بیچنا اور گیارہ روپون
کو دس روپے اور ایک اشرفی سے بیچنا اور ایک کھرے روپے اور دو کھوٹے روپون کو دو کھرے
روپے اور ایک کھوٹے روپیہ سے بیچنا یا ایک اشرفی کو ایسے دس روپے مین بیچنا جو بائع کے مشتری پر
قرض ہین یا مطلق دس روپے مین بیچنا جائز ہے اور ان دونون صورتون مین یہ بائع مشتری کو اشرفی
دیدے اور اسکے بدلے کے دس روپے اپنے ذمہ کے قرض مین مجرا دے لے اور جن چیزون مین چاندی
یا سونا غالب ہو (یعنی ملونی سے زیادہ ہو) تو خالص چاندی اور سونے ہی کے حکم مین ہین **ف** یعنی خواہ
نقرئی یا طلائی زیورات ہون یا روپے اشرفیان ہون اگر ان مین چاندی یا سونا ملونی سے زیادہ ہو
مثلاً سونا چاندی آٹھ ماشہ ہون اور ملونی تین ماشہ ہو تو ان کا حکم بیع وغیرہ مین مثل خالص سونے
یا خالص چاندی کے ہے **ت** یہانتک کہ بے ملونی کے چاندی یا سونے کو ملونی دار چاندی یا سونے
سے فروخت کرنا یا ملونی دار کو ملونی دار سے فروخت کرنا درست نہین ہو جب تک کہ یہ دونون وزن
مین برابر نہ ہون اور ایسے روپے یا اشرفیون کو قرض لینا بھی وزن ہی سے درست ہے اور جن چیزون
مین ملونی زیادہ ہو (یعنے چاندی یا سونے سے کھوٹ غالب ہو) تو روپے اور اشرفیون
کے حکم مین نہین ہین (یعنی ان کا حکم خالص چاندی یا خالص سونے کا نہین ہے) اسی
وجہ سے ایسی چیزون کو ان ہی جیسی چیزون کے بدلے مین کمی بیشی سے بیچنا جائز ہے اور

---

[1] یعنی برتن مین شرکت نقص شمار کی جاتی ہے۔

ایسے روپے یا اشرفیون سے خرید وفروخت کرنا یا قرض لینا موافق رواج کے درست ہے اگر تول کر لین دین کا رواج ہو تو تول سے اگر گنتی سے رواج ہو تو گنتی سے اور اگر دونون طرح رواج ہو تو دونون طرح جائز ہے اور ایسے روپے یا اشرفیون کا جبتک کہین چلن رہے تو وہ بوجہ اثمان مین سے ہونے کے معین کرنے سے معین نہین ہوتے اور اگر رواج نہ رہے تو پھر معین کرنیسے معین ہو جائینگے **ف** ایسے مسائل مین تعیین سے یہ مراد ہوتی ہے کہ اگر کسی نے کوئی چیز ان دس روپے مین بیچی جو مشتری لیے کھڑا ہے تو یہ تعیین فضول ہے یعنی مشتری کو یہی روپے دینے ضروری نہین ہین بلکہ اُسے اختیار ہے کہ چاہے یہ دیدے چاہے اُن کو رکھ لے اور ایسے ہی ویدے اگرچہ بائع نے یہ شرط بھی کر لی ہو کہ مین ان ہی روپے سے بیچتا ہون ہان اگر روپیہ مین چاندی کم اور ملونی زیادہ ہو تو وہ معین کرنے سے معین ہو جائے گا کیونکہ ایسا روپیہ یا جو کچھ بھی ہو ثمن کے حکم مین نہین رہتا بلکہ مثل اسباب کے ہو جاتا ہے اور اسباب مین یہ قاعدہ ہے کہ معین کرنے سے معین ہو جاتا ہے مثلاً اگر بائع نے کوئی چیز کسی خاص چیز کے عوض بیچی تو اب مشتری کو وہی چیز دینی پڑے گی اسکے بدلے مین اور نہین دے سکتا **ت** اور جن چیزون مین چاندی اور ملونی برابر ہو یا سونا اور ملونی برابر ہو تو خرید وفروخت اور قرض لینے مین اُن روپے یا اشرفیون جیسی ہین جن مین چاندی سونا غالب ہو اور بیع صرف مین اُن جیسی ہین کہ جن مین ملونی غالب ہو (یعنی اُن کو اُن کی جنس کیساتھ کمی بیشی سے بیع کرنا درست ہوگا لیکن بیع کے ہوتے ہی قبضہ ہونا شرط ہے) اگر کسی نے ملونی کے روپیہ یا اشرفی یا رائج پیسون سے کوئی چیز خریدی اور ابھی بائع کو دام نہین دیے تھے کہ ان سکون (یعنی پیسون وغیرہ) کا رواج جاتا رہا تو یہ بیع باطل ہو جائے گی اور رائج پیسون سے بیع کرنا جائز ہے اگرچہ معین نہ کیے ہون (کیونکہ رائج پیسے مثل روپون کے ہین) اور بے چلن پیسون سے بیع درست نہین ہے جب تک کہ ان کو معین نہ کر دین اگر کسی نے پیسے قرض لیئے تھے پھر اُن پیسون کا چلن جاتا رہا تو ویسے ہی پیسے دینے واجب ہین

---

[1] یہ حکم امام صاحبؒ کے نزدیک ہے اور ان کی دلیل یہ ہے کہ ایسی چیزون کو قرض لینا در اصل عاریتہً لینا ہے اور عاریت مین قیمت وغیرہ نہین آیا کرتی ۱۲ از حاشیہ اصل

(یعنے ویسے ہی پیسے دیدے اُن کی قیمت دینی ضروری نہین ہے) اگر کسی نے ایک روپے کے نصف پیسون سے کوئی چیز خریدی تو یہ بیع درست ہے (اس صورت مین مشتری کو نصف روپے کے پیسے دینے ہون گے اگر کسی نے صراف کو ایک روپیہ دیا اور یہ کہا کہ مجھے آٹھ آنے کے پیسے اور ایک اٹھنی رتی کم کی دیدے تو یہ درست ہے (کیونکہ اس صورت مین رتی کم نصف روپیہ تو رتی کم اٹھنی کے مقابلہ ہو جائے گا اور رتی زیادہ نصف روپیہ ان پیسون کا عوض شمار ہوگا۔

باب الکفالة[1]

ضامن ہونے کا بیان

ت (حق) مطالبہ مین ایک کے ذمہ کے ساتھ دوسرے کے ذمہ ملا دینے کا نام (شریعت مین) کفالت ہے ف مثلاً ایک شخص کے ذمہ دس روپیہ تھے پھر دوسرے شخص نے کہا کہ یہ روپیہ مین دون گا تو اُسنے اسکے ذمہ کے ساتھ اپنا ذمہ ملا دیا کہ پہلے قرضخواہ پہلے ہی سے لے سکتا تھا اور اب اس سے بھی لے سکتا ہے اسی کا نام کفالت اور ضامنی ہے جو کفالت کرتا ہے اسکو کفیل کہتے ہین اور جس کی طرف سے کرتا ہے اُسکو مکفول عنہ اور جس کے واسطے کرتا ہے اُس کو مکفول لہ یہ تینون نام یاد رکھنے ضروری ہین کیونکہ آیندہ مسئلے انھی پر متفرع ہونگے اور اس کفالت یا ضامنی کی دو قسمین ہین ایک حاضر ضامنی دوسری مال ضامنی ت اور حاضر ضامنی جائز ہے اگرچہ ایک آدمی کے کئی ضامن ہو جائین اور یہ ضامنی اس طرح کہنے سے ہو جاتی ہے کوئی کہے کہ مین اسکی جان کا کفیل ہو گیا یا جان کی جگہ بدن کے ایسے جزء کا اپنے کو ضامن کہے جس سے سارا بدن مراد ہوتا ہے (مثلاً یون کہے کہ مین اس کی رُوح کا یا گردن کا یا سر وغیرہ کا ضامن ہون) یا جزءِ غیر معین (یعنی آدھے تہائی یا چوتھائی) کا اپنے کو ضامن ٹھیرائے یا کہے کہ مین اس کا ضامن ہون

[1] کفالت کے لغوی معنی ملانے کے ہین چنانچہ قرآن شریف مین جو الکفا رہا مذکور ہے وہان بھی یہی معنی ہین جو مصنف رح بیان فرماتے ہین ۱۲ منہ

یا یہ کہے کہ یہ شخص میرے ذمہ ہے یا میری طرف ہے یا مین اسکا ذمہ دار ہون یا اسکا طرفدار ہون (تو ان سب الفاظ سے
ضامنی ثابت ہو جائیگی) اور اگر یون کہا کہ مین اسکی پہچان کا ضامن ہون تو یہ ضمانت نہین ہونیکی۔ اگر ضامن نے
یہ شرط ٹھیرالی تھی کہ مین مکفول عنہ کو فلان وقت ضرور حاضر کردونگا تو اگر مکفول لہ اسوقت حاضر کرانا چاہے تو یہ فوراً
حاضر کردے اگر اسنے حاضر کردیا تو فبہا ورنہ حاکم اس ضامن کو قید کردے اور اگر مکفول عنہ کہین چلا گیا ہو تو اس
ضامن کو حاکم اُس تک جانے اور آنے کی مہلت دیدے اور جب مہلت کی مدت گذر جائے اور ضامن اسکو حاضر
نہ کرے تو اب ضامن کو حاکم قید کردے اور اگر مکفول عنہ ایسا غائب ہے کہ اُسکی جگہ اور پتہ ہی معلوم نہین ہے تو اب اس ضامن سے
کچھ مطالبہ نکیا جائے اگر ضامن نے مکفول عنہ کو ایسی جگہ حاضر کردیا کہ وہان مکفول لہ اس سے جوابدہی کر سکتا تھا مثلاً
شہر مین حاضر کردیا تو یہ ضامن ضمانت سے بری ہوگیا اور اگر یہ ٹھیر گیا تھا کہ ضامن قاضی کی کچہری مین مکفول عنہ
کو مکفول لہ کے سپرد کردے تو اب اسکو کچہری ہی مین سپرد کرنا چاہیئے اور مکفول عنہ یا خود ضامن کے مرنے سے
یہ حاضر ضامنی باطل ہو جاتی ہے اور مکفول لہ کے مرنیسے باطل نہین ہوتی (بلکہ اسکے وارث یا وصی اسکے قائم مقام
ہو جائینگے) اور مکفول عنہ کو مکفول لہ کے سپرد کردینے سے ضامن بری ہو جاتا ہے اگرچہ اسنے ضامن ہوتے وقت
یون نہ کہا ہو کہ جب مین تیرے سپرد کردون تو مین بری ہو جاؤنگا اور اگر مکفول عنہ خود ہی حاضر ہو جائے تب
بھی ضامن ضمانت سے بری ہو جائیگا اور اگر ضامن کے وکیل نے یا اسکے قاصد نے اسکی طرف سے مکفول عنہ کو
حاضر کردیا تو تب بھی ضامن بری ہو جائیگا اور اگر ضامن نے یہ کہدیا تھا کہ اگر مین اس مکفول عنہ کو حاضر نہ کرون
تو جو کچھ اسکے ذمہ ہے اُسکا مین ضامن ہون اور پھر اگلے روز اسکو حاضر نہ کیا یا وہ مکفول عنہ مر گیا تو جو کچھ اسکے ذمہ
تھا وہ اس ضامن کو دینا پڑے گا۔ اگر ایک شخص نے دوسرے پر (مثلاً) سو اشرفیون کا دعوی کیا اور اس
مدعی نے کسی سے کہا (کہ اب تو تم مدعا علیہ کو جانے دو کل کو مین اُسے حاضر کردونگا) اگر کل کو مین اُسے حاضر نہ کردون
تو یہ سو اشرفیان میرے ذمہ رہین پھر اگلے روز اُسے حاضر نہ کیا تو یہ سو اشرفیان اُسکے ذمہ ہونگی اور اگر کوئی کسی
حد یا قصاص مین گرفتار ہو تو اُسکو (حاضر ضامنی دینے پر مجبور نہ کیا جائے (وہ خود ضامن دیدے تو فبہا ورنہ خیر)
اور نہ ان دونون کے مقدمون مین مدعا علیہ قید کیا جائے یہانتک کہ دو گواہ (مستور الحال) یا ایک گواہ عادل اسکے
جرم پر گواہی نہ دیدے اور دوسری قسم (ضامنی کی) مال ضامنی ہے اور وہ جائز ہے اگر ضامن کو معلوم نہ ہو کہ
مال کتنا ہے بشرطیکہ وہ مال (جسکا یہ ضامن ہوتا ہے) دین صحیح ہو **ف** دین صحیح اس دین کو کہتے ہین کہ جو بغیر ادا
کئے یا بلا قرضخواہ کے معاف کیے ذمہ سے ساقط ہی نہو اس قید کے بڑھانے مین یہ فائدہ ہے کہ اس سے بدل کتابت نکل گیا

اسکی کفالت درست نہین ہی کیونکہ وہ دین صحیح نہین اسلیے کہ اگر مکاتب یون کہدے کہ میان مجھسے بدل
کتابت نہین دیا جاتا تو اُس کے ذمہ سے اتنا کہتے ہی یہ روپیہ ساقط ہوجاتا ہی تو اُسپر دین صحیح کی تعریف صادق
نہین آتی عینی وفتح **ت** اور یہ مال ضامنی یون کہنے سے ہوجاتی ہی کہ مین اسکی طرف سے (مثلاً) ایکہزار روپے کا
ضامن ہون یا جو تیرا اسپر ہے اسکا ضامن ہون یا جو اس بیع مین مبیع کا کوئی مستحق نکل آنیکی وجہ سے تیرا نقصان
ہو یا جو کچھ تو فلانے کے ہاتھ بیچے یا کچھ تیرا اُسکے ذمہ ثابت ہو وہ میرے ذمہ ہی یا جو کچھ تیرا فلانے نے دبالیا ہو وہ
میرے ذمہ ہی اب اس مکفول لہ کو اختیار ہی کہ چاہی اُس ضامن سے مانگے چاہے قرضدار سے ہان اگر ضامنی
وقت یہ ٹھیر گیا ہو کہ بس مکفول عنہ بری ہی اب اُسپر تقاضا نہ کیا جائے (یہ درست ہی اور) اس صورت مین یہ ضامنی
حوالت ہوجائیگی جیساکہ حوالت مین اگر یہ ٹھیر گیا ہو کہ اصل قرضخواہ پر بھی تقاضا رہی تو حوالت کفالت یعنی ضامنی
ہوجاتی ہی اگر مکفول لہ (یعنی روپے والے) نے ضامن یا قرضدار دونون مین سے کسی ایک پر تقاضا کردیا تو اب اُسکے
دوسرے پر بھی تقاضا کرنا جایز ہی اور ضامنی کو کسی مناسب شرط پر معلق کرنا جائز ہی (اور مناسب شرط تین طرح
پر ہوتی ہی اول یہ کہ جو حق مکفول عنہ کے ذمہ لازم ہو اسکو لازم ہونے کی شرط پڑے مثلاً ضامن یون کہی کہ اگر
مبیع کسی اور کی نکلی تو مین ضامن ہون **ف** اُس صورت مین ہی کہ مکفول عنہ نے کوئی چیز بیچی ہی اور مکفول لہ
نے خریدی ہی اب اگر یہ چیز کسی اور کی نکل آئے تو مکفول لہ کے دام اس ضامن کو واپس کرنے ہونگے مترجم **ت**
دوسرے یہ کہ وہ شرط مکفول عنہ سے حق وصول ہوسکنے کا ذریعہ پڑے مثلاً ضامن نے یون کہا کہ اگر زید جو مکفول
عنہ ہی آجائے تو مین اسکا ضامن ہون تیسرے یہ کہ وہ شرط مکفول عنہ سے حق وصول نہ ہوسکنے کا ذریعہ پڑے
مثلاً ضامن یون کہے کہ اگر زید جو مکفول عنہ ہی شہر سے چلا جائے تو مین ضامن ہون (تو ضامنی مین یہ تینون طرح کی
شرطین درست ہین اُنسے ضامنی ثابت ہوجائیگی) اور ضامنی کو نامناسب شرطون پر معلق کرنا درست نہین ہے
مثلاً یون کہا کہ اگر ہوا چلی تو مین ضامن ہون (ہوا کا چلنا ضامنی کے مناسب نہین ہی کیونکہ اُسے ضامنی سے
کوئی تعلق نہین ہی اور اگر ایسی نامناسب شرط (ضامنی مین) مقرر کرلی گئی تو وہ ضامنی درست ہی مگر ضامن کو
یہ ضامنی کا روپیہ اسیوقت دینا ہوگا (کیونکہ یہ شرط لغو ہی) پس اگر ضامن نے یون کہا تھا کہ جو کچھ مدعی کا مدعا علیہ کے
ذمہ ہو مین اسکا ضامن ہون پھر مدعی نے گواہون سے یہ ثابت کردیا کہ مدعا علیہ کے ذمہ میرا ایک ہزار روپیہ ہی تو
یہ ہزار روپیہ ضامن کو دینا پڑیگا اور اگر وہ گواہون سے ثابت نہ کرسکا تو جسقدر ضامن قسم کھا کے کہدے اسکا اعتبار
کرلیا جائیگا (یعنی اتنا ہی روپیہ اسکو دینا آئیگا) اور مکفول عنہ کا کہنا کفیل (یعنی ضامن) پر نہین چلسکتا (یعنی نہین ہوسکتا کہ

مکفول عنہ جسقدر اپنے ذمہ بتاے وہی کفیل کو دینا پڑے) اور ضمانت مکفول عنہ کی اجازت اور بدون
اجازت دونون طرح درست ہے پس اگر کوئی مکفول عنہ کے کہنے سے ضامن ہوا تھا تو جو کچھ یہ مکفول عنہ کیطرف سے
ادا کرے پھر اس سے لیلے اور اگر اسکی بدون اجازت کے ضامن ہوا تھا تو اب یہ اُس سے کچھ نہین لے سکتا اور ضامن
ضمانت کا روپیہ ادا کرنے سے پہلے اپنے مکفول عنہ پر تقاضا نہ کرے اور اگر مکفول لہ ضامن کے سر ہوجاے (کہ کچھ
سے ضمانت کا روپیہ لیے بغیر نہین چھوڑونگا) تو یہ ضامن مکفول عنہ کے سر ہوجاے (یعنی جیسا اسپر تقاضا ہو ایسا
ہی یہ مکفول عنہ پر تقاضا کرے)، اگر مکفول لہ نے مکفول عنہ کو روپیہ معاف کردیا تو ضامن بھی بری ہوجائیگا اور
اگر اسکو کچھ مہلت دیدی تو ضامن کو بھی مہلت ہوجائے گی اور اگر الٹا ہوا یعنی مکفول لہ نے ضامن کو بری کردیا تو
تو مکفول عنہ بری نہوگا یا ضامن کو مہلت دیدی تو یہ مکفول عنہ کیلئے مہلت نہ ہوگی اگر ضامن نے یا مکفول عنہ نے
روپیہ والے سے جسکے ہزار چاہتے تھے پانسو پر صلح کرلی تو اُن پانسو سے ضامن اور مکفول عنہ دونون بری ہوجائینگے اگر
روپیہ والا ضامن سے کہے کہ جس روپے کا تو ضامن ہوا تھا وہ مین تجھسے لیچکا تو اب یہ ضامن مکفول عنہ سے وہ روپیہ لیلے اگرچہ اسنے
دیا نہین اور اسکی وجہ یہ ہے کہ روپیہ والا خود اقرار کررہا ہے کہ مین تجھ سے لیچکا بس اسکا اقرار کافی ہے اور اگر اُسنے فقط اتنا کہا ہے
کہ تو بری ہوگیا یا مین نے تجھے بری کردیا تو اب یہ مکفول عنہ سے کچھ نہین لیسکتا **ف** اسکی وجہ یہ ہے کہ پہلی صورت مین جو مدعی کیطرف سے
اقرار محض تھا یہان وہ اقرار بھی نہین ہے غرضکہ ان دونون صورتون مین اقرار کے ہونے نہونے سے اتنا فرق ہوگیا مترجم
عفی عنہ **ت** اور ضمانت سے بری ہونیکو کسی شرط پر معلق کرنا باطل ہے **ف** مثلا مدعی یعنی مکفول لہ نے ضامن سے یون کہا
کہ اگر فلان شخص آجائے تو تو ضمانت سے بری ہے تو یہ تعلیق درست نہ ہوگی یعنی یہ ضامن بری نہوگا علیحدہ **ت** حد اور قصاص
کی حاضر ضامنی باطل ہے اور اسیطرح مبیع مرہون اور امانت کی بھی ضامنی باطل ہے اور قیمت کی اور مغصوب چیز کی
یا ایسی چیز جو مشتری نے خریدنے کے قصد سے لے لی ہو اور بیع فاسد کی مبیع کی ضامنی درست ہے اور کرایہ کے خاص
چوپائے پر لادنے کی ضمانت کرنی یا جو غلام خدمت کرنیکے لیے نوکر رکھا گیا ہو اسکے خدمت کرنیکی ضمانت کرنی
باطل ہے اور مدعی (یعنی مکفول لہ) کے مجلس عقد مین ضمانت قبول کیے بغیر کوئی ضامنی درست نہین ہوسکتی (یعنی حاضر ضامنی
ہو یا مال ضامنی ہو ضمانت ہوتے وقت مدعی کے ہان کیے بغیر نہین ہوسکتی) ہان اگر کوئی بیمار ہو اور اسکی طرف سے اسکا
وارث ضمانت دیدے تو یہ درست ہے اور اگر کوئی مفلس کنگال مرگیا ہے اور اسکی طرف سے اسکا وارث ضامن ہوتا ہے
تو اس صورت مین یہ ضمانت درست نہوگی اگر وکیل اپنے موکل کیلیے اُس چیز کی قیمت کا ضامن ہونے لگے جسکے بیچنے کا یہ وکیل
ہے یا مضارب رب المال کیلیے مضاربت کے اسباب کی قیمت کا ضامن ہونے لگے یا دو شریکون نے ساجھے کا غلام جو

ایک عقد مین بیچا ہوا نمین سے ایک شریک دوسرے کے لیے مشتری کی طرف سے قیمت کا ضامن ہونے لگا تو یہ تینون ضمانتین
باطل ہین اور عہدہ کے لفظ کیساتھ ضمانت دینی باطل ہی **ف** اسکی وجہ یہ ہی کہ عہدہ کا لفظ مشترک ہی وثیقہ عقد خیار
شرط حقوق وغیرہ بہت سی معنی مین مستعمل ہوتا ہی پس چونکہ اس لفظ سے ضامن کی مراد معلوم اور معین نہین ہی لہذا یہ
ضمانت درست نہ ہوگی **بات** اس طرح مبیع کے چھڑا دینے کا ضامن ہونا بھی باطل ہی رکیونکہ چھڑا دینے کی یہ
معنی ہین کہ مبیع کو اسکے مستحق سی چھڑا کر مشتری کے حوالہ کر دے اور یہ ضامن کے قابو کی بات نہین ہی) اور مکاتب
کیطرف سے مال کتابت کی ضامنی بھی باطل ہی **فصل** اگر ضامن نے ابھی مدعی کو ضمانت کا روپیہ نہین دیا تھا
کہ مدعا علیہ (یعنی مکفول عنہ) نی اس ضامن کو وہ روپیہ دیدیا تو اب وہ مدعا علیہ اس سی واپس نہ لی رکیونکہ ضامن نے
اگرچہ ابھی دیا نہین مگر اب دیدیگا) اور اگر یہ ضامن اس روپیہ سی تجارت کر کے کچھ پیدا کرے تو وہ اسی کا ہی ہان
اگر وہ نقد نہو بلکہ ایسی چیز ہو جو معین ہوسکتی ہی رمثلاً گیہون یا جو وغیرہ ہون تو اس صورت مین اسکا) مدعا علیہ کو دیدینا
مستحب ہی اگر مدعا علیہ نے اپنے ضامن سے یہ کہا کہ تو مجھ پر ایک اطلس کے تھان کی بیع عینہ کر لے اسنی کر لی تو یہ
خرید اس ضامن کی ہی اور بائع نے جو اسپر نفع لیا ہی وہ بھی اسی کے ذمہ ہی **ف** بیع عینہ اسے کہتی ہین کہ ایک کپڑا
کسی سے بیس روپے مین ادھار خرید کر کسی کے ہاتھ پندرہ مین نقد بیچ دے تو اس صورت مین یہ خرید اور جو اسمین
نقصان ہو ضامن کے ذمہ ہی کیونکہ یہ ضامن مکفول عنہ کی اتنا کہنے سے اسکا وکیل نہین ہو جاتا تاکہ نفع نقصان مکفول عنہ
کے ذمہ ہی یعنی **ملخصات** اگر کوئی کسی کا اس طرح ضامن ہوا کہ جو کچھ مدعی کا اسکے ذمہ نکلے (اسکا مین ضامن ہون)
یا جو کچھ اس سے حاکم دلاوے (اسکا مین ضامن ہون) پھر مدعا علیہ کہین چلا گیا اور مدعی نے ضامن پر اس مضمون کے
گواہ پیش کیے کہ مدعا علیہ کی ذمہ میرا ایک ہزار روپیہ آتا ہی تو یہ گواہ نہ سُنے جائینگے (یعنی ضامن سی یہ روپیہ نہین
دلوایا جائیگا جبتک مدعا علیہ حاضر نہو جائے) اور اگر مدعی نے اسپر گواہ پیش کیے کہ زید پر (یعنی مدعا علیہ پر جو یہان موجود
نہین) میرا اتنا روپیہ ہی اور یہ شخص اسکی اجازت سی اسکا ضامن ہی تو اب اس روپیہ کے دلانیکا اس ضامن اور مدعا علیہ
دونون پر حکم کر دیا جائیگا اور اگر گواہون سی اس مدعا علیہ کی بغیر اجازت کی ضامن ہونا ثابت ہو تو اب فقط اس ضامن
ہی سی روپیہ دلایا جائیگا اگر کوئی اس طور پر ضامن ہوا کہ اگر مبیع کا کوئی دعویدار نکل آئے تو اسکی قیمت کا مین ضامن
ہون تو یہ ضامنی اس بیع کو تسلیم کر لینا اور اسکا اقبال کر لینا ہی (یعنی پھر یہ ضامن اس مبیع کی بابت یہ دعوی نہین
کر سکتا کہ میری ملکیت ہی یا مین نے خریدی ہی اگر اسنے ایسا کیا تو اسکا دعوی رد ہوگا) ہان ایسی صورت مین فقط بعنایہ پر
گواہی یا مہر کر دینا تسلیم کرنا نہین ہی (یعنی گواہی یا مہر کر دینے کی بعد اگر اسنے مبیع اپنی ملک ہونیکا دعوی کر دیا تو وہ دعوی قابل سماعت ہوگا)

اگر کوئی شخص دوسرے کی طرف سے اُسکی زمین کے خراج کا ضامن ہوگیا یا خراج کے بدلے کوئی چیز رہن رکھدی یا دوسرے کی نوائب کا (یعنی اسکے ہالی لکمیرون کی مزدوری اور مشترک نہر کے کرایہ کا) یا ایک مشترک چیز کو اُسکے حصہ دارون مین تقسیم کر دینے کا ضامن ہوگیا تو یہ ضمانت اور رہن سب جائز ہین اگر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مین تیرے لیے فلانے کی طرف سے سو روپے کا ضامن ہون جو اُسے ایک مہینے بعد دینے تھے وہ بولا کہ مہینے بعد نہین ابھی دینے ہین تو اس صورت مین ضامن کا کہنا معتبر ہوگا ایک شخص نے ایک لونڈی خریدی اور دوسرا آدمی اسکو لیے اس بات کا ضامن ہوگیا کہ اگر یہ لونڈی کسی اور کی نکلی تو قیمت کا مین ضامن ہون پھر لونڈی کسی اور کی نکلی تو ابھی یہ مشتری ضامن سے قیمت نہ لے جبتک کہ بائع کو لونڈی کی قیمت واپس کر دینے کا حکم نہ ہوجائے۔

باب کفالۃ الرجلین والعبد وعنہ

دو آدمیون کے ضامن ہونے یا غلام کے ضامن ہونے یا غلام کیطرف سے ضامن ہونیکا بیان

ت دو شخصون کے ذمہ کسی کا قرض ہے ان مین سے ہر ایک دوسرے کا قرضخواہ کیلئے ضامن ہوگیا تو اب اگر اُنمین سے ایک کچھ ادا کردے تو اتنا اپنے شریک سے نہ لے ہان اگر آدھے قرض سے زیادہ ادا کردیا ہے تو اس زیادتی کو اس سے لے سکتا ہے اور اگر دو آدمی کسی تیسرے کے ضامن ہوئے تھے پھر یہ دونون آپسمین بھی ایکدوسرے کے ضامن ہوگئے تو انمین سے جو کچھ کوئی ادا کرے اسکا نصف دوسرے سے لیلے یا جو کچھ ادا کیا ہے سب اس اصل مکفول عنہ سے لیلے (اگر اسکے کہنے سے ضمانت ہوئی ہو) اور اگر مدعی انمین سے ایک کو بری کردے تو اب مدعی سارا روپیہ دوسرے سے لے سکتا ہے اگر دو شخصون مین شرکت مفاوضہ ہے اور دونون مقروض ہین پھر انھون نے یہ شرکت توڑ ڈالی تو اب قرضخواہ انمین سے جس سے چاہے سارا قرض وصول کر سکتا ہے اور انمین سے ہر ایک جبتک آدھے سے زیادہ قرض ادا نہ کرے دوسرے سے کچھ نہین لے سکتا **ف** شرکت مفاوضہ کی تفصیل باب الشرکت مین گذر چکی ہے یعنی اسے کہتے ہین کہ دو شخص برابر روپیہ لگا کر تجارت کرین اور انمین سے ایک اپنے شریک کی طرف سے کفیل اور وکیل ہو مترجم عفی عنہ

ت اگر کسی نے اپنے دو غلامون کو ایک ہی دفعہ مکاتب کردیا مثلاً یون کہا کہ مین نے تمھین ایکہزار روپے پر سال بھر کی مہلت سے مکاتب کردیا اور پھر یہ دونون غلام آپسمین ایکدوسرے کے کفیل ہوگئے تو اب انمین سے جو کچھ کوئی ادا کرے اُسکا نصف دوسرے سے لیلے اور اگر (مکاتب کرنیکے بعد) ان دونون مین سے ایک کو اُسنے آزاد کردیا تو اس غلام کے حصہ کے دام جسکو اُسنے آزاد نہین کیا جس غلام سے چاہے لیلے اب اگر اس عتاق (آزاد شدہ) سے لیلے تو وہ مکاتب سے لیلے اور اگر اُسنے مکاتب ہی سے لیے ہون تو وہ آزاد سے کچھ نہین لے سکتا (کیونکہ آزاد کے ذمہ کچھ ہے ہی نہین اگر

کوئی غلام کی طرف سے ایسے روپے کا ضامن ہوگیا جو اُسے اپنے آزاد ہونیکے بعد دینا تھا تو اُس ضامن کو یہ روپیہ ابھی دینا ہوگا اگرچہ ضامن نے یہ کہا نہ ہو کہ اب دونگا اگر کسی نے دوسرے کے غلام پر دعوی کیا کہ یہ میرا ہی اور ایک شخص اس غلام کا حاضر ضامن ہوگیا پھر وہ غلام مرگیا اور اس مدعی نے گواہوں سے یہ ثابت کر دیا کہ یہ غلام میرا تھا تو اُس ضامن کو غلام کی قیمت دینی پڑیگی اگر کسی نے ایک غلام پر کسی قدر روپے کا دعوی کیا تھا اور ایک شخص اس غلام کا حاضر ضامن ہوگیا بعد مین یہ غلام مرگیا تو یہ ضامن (ضمانت سے) بری ہوگیا (کیونکہ غلام مرنے سے بری ہوجاتا ہی اور اس کا بری ہونا ضامن کے بری ہونیکا سبب ہی اگر کوئی غلام اپنے آقا کا اسکے کہنے سے ضامن ہوگیا تھا پھر وہ غلام آزاد ہوگیا اور آزادی کے بعد ضمانت کا روپیہ ادا کیا یا غلام کیطرف سے اسکا آقا ضامن ہوگیا تھا اور غلام کی آزاد ہونیکے بعد آقا نے ضمانت کا روپیہ ادا کیا تو ان دونون صورتون مین غلام یا آقا آپسمین ایک دوسرے سے کچھ نہین لے سکتے

کتاب الحوالۃ

حوالہ کا بیان

ت (شریعت مین) ایک کے ذمہ سے دوسرے کے ذمہ قرض کے منتقل ہوجانے کو حوالہ کہتے ہین ف لغت مین حوالہ کے معنی پھیرنے اور نقل کرنیکے ہین اور شریعت مین خاص قرض کو منتقل کرنیکے ہین اسکے بعد یہ یاد رکھنا ضروری ہی کہ محیل اس شخص کو کہتے ہین جو اپنے ذمہ سے قرضہ منتقل کرے اور محتال علیہ وہ شخص ہی جسپر قرض منتقل ہو اور محتال وہ کہ جسکا قرض ہو۔ مع ت قرض مین حوالہ درست ہی بشرطیکہ محتال اور محتال علیہ دونون راضی ہون اور معین (چیزون) مین درست نہین ہی اور جب محتال اور محتال علیہ حوالہ کو قبول کرلین تو محیل (یعنی قرضدار) قرض سے بری ہوجائیگا اور حوالہ (طے) ہونیکے بعد محتال (یعنی مدعی) محیل کے (یعنی اپنے قرضدار کے) سر نہ ہولے مگر اسکا یہ روپیہ مارا جائے (تو پھر قرضدار سے وصول کرلے) اور مارے جانیکی یہ دو صورتین ہین کہ یا تو محتال علیہ حوالہ کا انکار کردے اور قسم کھائے (کہ مجھے حوالہ کی خبر بھی نہین) اور اس محتال کے پاس حوالہ کا ثبوت پیش کرنیکے گواہ نہون یا محتال علیہ مفلس کنگال ہوکے مرجائے پھر اگر محتال علیہ نے محیل سے وہ روپیہ مانگا جو اُسنے اسکے ذمہ منتقل کیا تھا اور محیل نے یہ جواب دیا کہ مین نے تو تجھسے وہ روپیہ دلوایا ہی جو میرا تیرے ذمہ قرض تھا تو (یہ جواب لغو ہوگا اور محیل کو بقدر قرض دینا پڑیگا اور اگر محیل محتال سے کہے کہ مین نے تو حوالہ اسواسطے کیا تھا کہ تو میرا کر کے اُس سے روپیہ وصول کرلے اور محتال علیہ کہے کہ نہین تو نے تو میرا روپیہ دلوایا ہی جو تیرے ذمہ قرض تھا تو اس صورت مین محیل کا کہنا معتبر ہوگا (یعنی فقط حوالہ کرنیسے محیل پر قرض ہونا ثابت نہ ہوگا) اگر کسی نے اپنے اس روپے کا حوالہ کر دیا (یعنی دوسرے کو دلوا دیا) جو اسکا (مثلاً) زید کے پاس بطور امانت کے رکھا تھا تو یہ حوالہ درست ہی اور اگر زید کے پاس سے وہ روپیہ جاتا رہا تو محتال علیہ (یعنی زید) بری ہوگیا

(کیونکہ روپیہ امانتاً تھا اور امانت کا تاوان نہین ہوتا لہذا زید کو اپنے پاس سے نہین دینا پڑیگا) اور ہنڈوی (کرنا
اور کرانا) مکروہ ہے **ف** سفاتج سفتجہ کی جمع ہے جو سفتہ کا معرب ہے اور سفتہ کھوکھلی لکڑی کو کہتے ہین عرب مین
رواج تھا کہ لاٹھی وغیرہ کھوکھلی کر کے اسمین روپیہ پیسہ رکھ کر سفر مین لیجاتے تھے تاکہ کسی کو یہ خبر نہ ہو کہ اسکے پاس روپیہ
ہے اور راستہ مین کچھ اندیشہ نہ رہے اور چونکہ ہنڈوی اسی کو کہتے ہین کہ ایک شخص راستہ کے خطرہ کی وجہ سے کسی کو اسلیے
روپیہ دیدے کہ وہ اسے اسکی جگہ واپس دیدے تو ہنڈوی اور سفتہ کے اصل معنی مین ایک مناسبت پائی گئی اسوجہ سے
اب اسکے معنی ہنڈوی کے لیے جاتے ہین اور چونکہ اسمین ایک طرف کا فائدہ ہے۔ لہذا جائز نہین ہے عینی ملخصاً

کتاب القضاۃ

قضا کے بیان مین

ت قاضی وہ ہو سکتا ہے جسکی گواہی معتبر ہوتی ہو اور فاسق قاضی ہو سکتا ہے کہ وہ گواہی بھی دے سکتا ہے مگر فاسق
کو قاضی کرنا مناسب نہین ہے اگر کوئی قاضی عادل تھا (یعنی فسق وفجور کی اسمین کوئی بات نہ تھی) پھر وہ بسبب
رشوت لینے کے فاسق ہوگیا تو ابھی عہدۂ قضا سے معزول نہین ہوجائے گا ہان معزول کر دینے کے
لائق بیشک ہوگا اگر کسی نے (بڑے افسر کو) رشوت دیکر عہدۂ قضا لیا تو وہ قاضی نہ ہوگا اور فاسق مفتی
ہوسکتا ہے اور بعض فقہا کا قول یہ ہے کہ مفتی نہین ہوسکتا اور (مناسب نہین ہے کہ قاضی بدمزاج سنگدل
متکبر (حق اور اہل حق سے) عناد رکھنے والا ہو بلکہ قاضی ایسا شخص ہونا چاہیے کہ اسکے محرمات سے بچنے عقل کامل ہو
اور صلاح نیکبختی سمجھ حدیث دانی اور اسکے آثار صحابہ اور مسائل فقہ سے واقف ہونے مین لوگون کو اعتماد ہو اور
قاضی کا مجتہد ہونا بہت بہتر ہے (یعنی یہ شرط نہین ہے کہ اگر کوئی مجتہد نہ ہو تو وہ قاضی ہی نہ ہوسکے بلکہ مجتہد ہونے
سے قاضی مین اور زیادہ بہتری آجائیگی) اور مفتی بھی ایسا ہی ہونا مناسب ہے اور جسکو یہ اندیشہ ہو کہ (اگر مجھکو
کچھ حکومت ملجائے تو) مجھ سے ظلم ہوگا تو اُسے قاضی ہونا (یعنی قضاۃ کا عہدہ قبول کرنا) مکروہ ہے اور جسکو یہ اندیشہ
ہو اُسے قاضی بننا مکروہ نہین ہے ہان قاضی ہوجانیکی خود خواہش نہ کرنی چاہیے بادشاہ کی طرف سے عہدۂ قضا
لینا خواہ وہ عادل ہو یا ظالم ہو اور باغیون کی طرف سے قاضی ہونا جائز ہے۔ پس جو شخص قاضی کیا جائے اسکو
چاہیے کہ اپنے سے پہلے قاضی کا دفتر طلب کرے اور دفتر سے مراد وہ بستے ہین جنمین اس قاضی کی دستخطی
حکمنامے اور (معذرات کی) مثلین وغیرہ ہون اور قیدیون کو دیکھے جو قیدی کسی کے حق کا اقرار کرے یا اسکے
ذمہ کسیکا حق ہونا گواہون سے ثابت ہوتا ہو اسکو بدستور قید مین رہنے دے اور اگر نہ قیدی اقرار کرے اور نہ گواہ ہون تو
قاضی ایسے قیدی کے بارے مین ڈونڈی پٹوادے (کہ جس کسیکا اس قیدی کے ذمہ کچھ ہو یا تو وہ حاضر ہوکر اسکا ثبوت پہنچائے ورنہ ہم

قیدی کو چھوڑ دینگے) اور امانتون مین اور اوقاف کی آمدنی مین گواہون پر یا خود واقف اور امین کے) اقرار پر عمل کری معزول قاضی کے کہنے پر نہین ہان اگر کوئی قاضی اس بات کا اقرار کرتا ہو کہ معزول قاضی نے یہ امانتین میرے پاس رکھوائی تھین تو خاص ان امانتون وغیرہ مین اس معزول قاضی کے کہنے کا اعتبار کری اور مسجد مین یا اپنے گھر پر کچہری کیا کرے اگر کوئی کچھ تحفہ دی اُسے واپس کردے ہان جو اسکا رشتہ دار ہو یا ایسا شخص ہو کہ وہ اسکے قاضی ہونیسے پہلے بھی اسکو بھیجا کرتا تھا اور نہ صرف اپنی ہی دعوت کرنیوالے کی دعوت قبول کرے جنازے کیساتھ اور بیمار کی عیادت کو جایا کرے مدعی اور مدعا علیہ دونون کو برابر بٹھائے اور دونون کی طرف برابر توجہ کرے اور انمین کسی سے کان مین کوئی بات نہ کرے نہ کچھ اشارے سے کہے نہ جرح قدح کا جواب سکھلائے نہ انمین سے کسی کی دعوت کری نہ اُنسے ہنسی مذاق کرے نہ گواہون کو یہ پڑھائے کہ تم یون یون کہو **فصل** اور جب مدعا علیہ پر مدعی کا حق ثابت ہو جائے تو حاکم مدعا علیہ کو حکم کرے کہ اسکا حق جو تیرے ذمہ ہی فوراً ادا کر اگر وہ انکار کرے تو اُسے قید کردے اور یہ حکم اس صورت مین ہی کہ حق کسی چیز کی قیمت ہو (جو مدعی نے مدعا علیہ کے ہاتھ بیچی تھی) یا قرض کا روپیہ ہو یا مہر معجل ہو یا ضامنی کا روپیہ ہو اُنکے سوا اور حقوق مین اگر مدعا علیہ اپنے مفلس ہونیکا دعوی کرے تو اُسکو قید نہ کیا جائے ہان اگر اُسکا قرضخواہ (یعنی مدعی کسی شرعی دلیل سے) اسکے مالدار ہونیکو ثابت کردے تو قاضی جتنے دنون مصلحت سمجھے اسکو قید کرلے پھر لوگون سے اسکے حال کی تحقیق کرے اگر اسکے پاس مال ہونا ظاہر نہ ہو تو چھوڑ دے مگر اُسکے قرضخواہون کو اس پر تقاضا کرنیسے نہ روکے) بلکہ ان کو اختیار ہی کہ باوجود مال نہ نکلنے کے بھی وہ جب چاہین اُس پر تقاضا کرتے رہین اور مدعا علیہ اگر قید ہونے سے پہلے اپنے مفلس ہونے کے ثبوت مین گواہ پیش کرے تو ان کو قاضی نہ سنے اور اگر مدعا علیہ اپنی مفلسی کے گواہ لائے اور مدعی اسکے مالدار ہونیکے تو) مالدار ہونیکے گواہ سنے جانیکے زیادہ لائق ہین اگر کوئی باوجود مالدار ہونیکے بھی دوسرے کا روپیہ نہ دے (بلکہ انکار کردے) تو اسکو قاضی ہمیشہ قید مین رکھے جبتک وہ روپیہ ادا نہ کری اگر کوئی اپنی بیوی کو کھانا کپڑا نہ دے تو قاضی ایسے آدمی کو قید کردے ہان بیٹے کے قرضے مین باپ کو قید نہ کیا جائے لیکن اگر کوئی اپنی اولاد کو روٹی کپڑا دینے سے انکار کرے تو اسکو قید مین ڈالدیا جائے۔

باب کتاب القاضی الی القاضی وغیرہ

ایک قاضی کا دوسرے قاضی کو یا اور کسی کو خط لکھنے کا بیان

مت حدود اور خون کے مقدمون کے سوا (اور مقدمات) مین ایک جگہ کا قاضی دوسری جگہ کے قاضی کو خط لکھ سکتا ہی پس اگر ایک قاضی کی روبرو مدعا علیہ کی موجودگی مین گواہون نے گواہی دیدی ہو تو یہ اس گواہی کو لکھ کر اُسپر اپنا حکم

فیصلہ کا لکھدے ایسے حکمنامے کو سجل کہتے ہین اور اگر مدعا علیہ کے سامنے گواہی نہ ہوئی ہو تو اب یہ قاضی فقط گواہی
لکھدے (کہ گواہ یون بیان کرتے ہین) تاکہ دوسرا قاضی یعنی) مکتوب الیہ اسپر فیصلہ کا حکم لگادے اور ایسے مکتوب کو
حکمنامہ کہتے ہین اور درحقیقت حکمنامہ ایک جگہ سے دوسری جگہ گواہی کا نتقل کرنا ہی اور یہ قاضی حکمنامہ کو لکھ کر
گواہون کے روبرو پڑھے اور انکے سامنے ہی اسپر اپنی مہر کرکے انکو دیدے پھر جب یہ حکمنامہ دوسرے قاضی یعنی (مکتوب
الیہ) کے پاس پہونچے تو وہ اول اسکی مہر دیکھے اور بغیر مدعا علیہ اور گواہون کے حاضر ہوئے اس حکمنامہ کو قبول نہ
کرے پس اگر گواہ اس بات کی گواہی دین کہ یہ تحریر فلان قاضی کی ہو اُسنے اپنی کچہری مین (بر سر اجلاس) ہمارے
حوالے کی تھی اور جو کچھ اسمین لکھا ہو وہ ہمین سناکر اسپر اُس قاضی نے اپنی مہر بھی کردی تھی تو اب یہ قاضی اسکو
(لیکر) کھول لے اور مدعا علیہ کے روبرو پڑھے (تاکہ وہ سُن لے) اور جو اسمین لکھا ہو وہ اسکے ذمہ کردے (کہ یہ تو فورا
ادا کر) اور لکھنے والا قاضی اگر مرگیا یا موقوف ہوگیا یا جسکو لکھا تھا وہ مرگیا تو ان تینون صورتونین یہ تحریر باطل ہو جاتی
ہی (قابل اعتبار نہین رہتی) ہان اگر مکتوب الیہ کا نام لکھنے کے بعد اُسنے یہ لکھدیا ہو کہ مسلمانون کے قاضیون مین سے
جس قاضی کے پاس یہ تحریر پہنچے وہی اسکی تعمیل کرے (تو اب مکتوب الیہ کے مرنیسے یہ تحریر باطل نہ ہوگی) اور
مدعا علیہ کے مرنیسے یہ تحریر باطل نہین ہوتی۔ سوائے حدود اور خون کے اور مقدمات مین عورت کا فیصلہ کرنا
جائز ہے اور کوئی قاضی کسی کو اپنا نائب نہ کرے ہان اگر بادشاہ نے نائب رکھنے کا اسے اختیار دیدیا ہو تو رکھ سکتا
ہی بخلاف اس شخص کے جو جمعہ کی نماز پڑھانے پر مقرر کیا گیا ہو (کہ اسکو بادشاہ کیطرف سے اختیار ملے بغیر بھی اپنا نائب
کردینا جائز ہو) اگر کسی قاضی کے ہان اس سے پہلے قاضی کے حکم کی اپیل کیجائے تو یہ اسکو بحال رکھے اگر وہ قرآن مجید اور
حدیث مشہور اور اجماع امت کے خلاف نہو اور عقود و فسوخ مین اگر قاضی نے جھوٹی گواہی پر حکم لگادیا تو وہ ظاہر
اور باطن دونون مین جاری ہوجائیگا۔ نہ املاک مرسلہ مین ف عقود سے مراد یہ معاملات ہین جیسے خرید و فروخت
اور نکاح وغیرہ اور فسوخ سے مراد ان عقود کا حکم باطل کرنا ہی جس طرح بھی ہو پس یہ طلاق۔ اقالہ اور رد بالعیب کو شامل
ہو پس اگر دو گواہون نے جھوٹی گواہی دی کہ اس عورت کا نکاح اس مرد سے ہوگیا ہی اور واقع مین نہین ہوا تھا اور
قاضی نے نکاح ہوجانیکا حکم لگادیا یا اسی طرح بیع یا ہبہ یا طلاق وغیرہ مین جھوٹی گواہی پر حکم لگادیا تو یہ حکم ظاہر
اور باطن یعنی عند اللہ و عند الناس دونون مین جاری ہوجائیگا اگر نکاح کی صورت تھی تو اس عورت سے صحبت
کرنا اور اگر کسی چیز کے بیع ہونیکی گواہی تھی تو اس سے اس جھوٹے مشتری کو فائدہ اُٹھانا جائز ہوگا لیکن املاک مرسلہ
مین یعنی ان ملکون کے دعوی مین کہ مدعی سبب ملک کا دعوی نہ کرے فقط ظاہر مین حکم ہوگا باطن مین نہوگا مثلاً ایک شخص نے

ایک عورت سی اپنا نکاح ہونیکا دعوی کیا جو دوسرے کے نکاح مین ہی اور بیان نہ کیا کہ اسکے شوہر نے اسکو چھوڑ دیا ہی اور قاضی نے جھوٹی گواہی پر یہ عورت اسی مدعی کو دلادی تو اس مدعی کو اس عورت سے صحبت کرنی درست نہین کیونکہ اسنے ملک مرسل یعنی نکاح مطلق کا دعوی کیا اور پہلے شوہر کی طلاق کو بیان نہین کیا جو سبب ملک ہی اسلیے کہ بغیر اسکے طلاق دیئے عورت اسکی نہین ہو سکتی یعنی **ت** اور جو شخص موجود نہو اسپر قاضی حکم نہ کرے ہان اگر اسکا قائم مقام حاضر ہو مثلاً اسکا وکیل یا وصی حاضر ہو یا وہ چیز جسکا غائب پر دعوی ہی وہ حاضر پر دعوی کرنیکا لازمی سبب ہو مثلاً ایک شخص نے ایک معین چیز کا دعوی کیا جو دوسرے کے قبضہ مین ہی کہ یہ چیز مین نے فلان غائب شخص سے خریدی تھی تو اس صورت مین فلان غائب سی خریدنا اس حاضر پر دعوی ہونیکا سبب ہے) اب یہ حاضر شخص حکماً قائمقام اس غائب کے ہو جائیگا) اور قاضی یتیم کا مال بطور قرض کے دیدے اور اسکا تمسک لکھ لے باقی وصی اور باپ کو اتنا اختیار نہین ہی **ف** یعنی وصی کو یہ اختیار نہین ہی کہ یتیم کا روپیہ وہ بطور قرض کے دیدے اور نہ اختیار باپ کو ہی کہ وہ اپنی نابالغ اولاد کا روپیہ قرض دے۔

باب التحکیم

پنچ بدنے کے بیان

ت دو آدمیون نے کسی کو پنچ بدا تھا تاکہ وہ ان دونون کا فیصلہ کر دے اور اسنے مدعی سی گواہ لیکر یا مدعا علیہ کے اقرار پر یا اسکے قسم کھانے سے انکار کر جانے پر فیصلہ کر دیا اور یہ فیصلہ حدود یا خون کے مقدمہ کا یا ایسی خونبہا کا جو قاتل کے کنبہ پر پڑتی ہی نہین ہی تو اسکا فیصلہ درست ہی بشرطیکہ جسکو پنچ بدا ہی وہ قاضی ہونیکی لیاقت رکھتا ہو اسکے فیصلہ کرنیسے پہلے اگر دونون پنچ بدنے والون مین سی کوئی پھر جائے (تو کوئی حرج نہین) اسکا پھر جانا درست ہی اور اگر وہ فیصلہ کر چکا تو یہ فیصلہ دونون پر لازم ہو گیا اور اس پنچ کا فیصلہ اگر قاضی کے مذہب کے موافق ہو تو وہ اسکے فیصلہ کو بحال رکھی اور اگر موافق نہ ہو تو رد کرے۔ اگر کوئی پنچ اپنے مان باپ یا بیوی بچون کے موافق فیصلہ کر دے (کہ جسمین انکا فائدہ ہو) تو یہ فیصلہ غلط ہوگا جیسا کہ انکے لیے قاضی کا فیصلہ غلط ہوتا ہی بخلاف اسکے کہ قاضی یا پنچ اپنے مان باپ یا بیوی بچون کے برخلاف فیصلہ کری تو وہ صحیح ہوگا

مسائل شتی

متفرق مسئلے

ت داگر نیچے کا مکان ایک کا ہو اور اوپر کا دوسرے کا، نیچے والا بغیر رضامندی اوپر والے کے نہ مکان مین کھونٹی گاڑے اور نہ طاق کھودے۔ اگر ایک لمبی گلی ہی کہ اسمین سی دوسری گلی اور نکلی ہی مگر یہ گلی دوسری طرف نہین نکلتی تو جسکا دروازہ پہلی گلی مین کو ہو وہ اس دوسری گلی مین کو دروازہ نہین کھول سکتا (اسکی صورت یہ ہی لمبی گلی مین سے دوسری لمبی گلی

بخلاف اسکے کہ دوسری گلی گول (مثل چوک کے) ہو انہین کو دروازہ کھول سکتا ہی (اسکی صورت یہ ہی لمبی گلی گول گلی) ایک شخص کے قبضہ مین ہی اسپر دوسرے شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ مکان فلان وقت ...... (مثلاً رمضان شریف مین) اُسنے مجھے ہبہ کر دیا تھا اور جب اس دعوے پر گواہ طلب ہوئے تو کہا کہ اس (مدعا علیہ) نے ہبہ کرنیسے جب انکار کر دیا تو مین نے اس سے مول لے لیا تھا اور اس مول ہی لینے پر گواہ پیش کیے جنھون نے اسوقت سے پہلے مول لینے کی گواہی دی جسوقت کی ہبہ کرنیکا اُسنے دعویٰ کیا تھا (مثلاً ان گواہون نے رجب یا شعبان مین مول لینا بیان کیا ہی) تو اس صورت مین یہ گواہی نہ سُنی جائے گی اور اگر گواہون نے اسوقت کے بعد مول لینے کی گواہی دی ہی تو گواہی سُنی جائیگی ایک آدمی (کے پاس ایک لونڈی ہی اس) نے دوسرے سے کہا کہ یہ لونڈی مجھسے تونے خرید لی ہی اور وہ خریدنے سے انکاری ہی تو باوجود انکاری ہونیکے اگر یہ اس سے آیندہ جھگڑا کرنیکا قصد نہ رکھے تو اسکو اس لونڈی سے صحبت کرنی جایز ہے ایک شخص نے کسی سے دس روپے لینے کا اقرار کر کے پھر یہ کہا کہ وہ دس روپیہ کھوٹے تھے تو اس کے قسم کھانے کے بعد اسکا اعتبار کیا جائیگا اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ میرے ذمہ تیرا ایکہزار روپیہ ہی اسنے اسکے کہنے کو رد کر دیا کہ تو غلط کہتا ہی تیرے ذمہ میرا کچھ نہین ہی پھر کہا کہ ہان تو سچ کہتا ہی تو اب اس کے ذمہ کچھ نہین ہوگا **ف** اسکی وجہ یہ ہی کہ اقرار تو پہلا ہی تھا اسکو یہ غلط اور رد کر چکا اب دوبارہ کہنا اس کا دعویٰ ہی وہ اسکو گواہون سے ثابت کرنا چاہیئے یا مقر کیطرف سے تصدیق ہونی چاہیئے بلا اسکے ثبوت نہین ہو سکتا عینی **ت** ایک شخص نے دوسرے پر مال کا دعویٰ کیا تھا مدعا علیہ نے جواب دیا کہ میرے ذمہ تیرا کبھی کچھ نہین ہوا اسپر مدعی نے ایکہزار روپیہ اسکے ذمہ ہونے پر گواہ پیش کیے اور مدعا علیہ نے وہ ہزار روپیہ ادا کر دینے یا اسکو معاف کر دینے پر گواہ پیش کیے تو یہ مدعا علیہ کے گواہ منظور کیے جائین گے اور اگر مدعا علیہ نے یہ بھی کہدیا تھا کہ مین تجھے پہچانتا بھی نہین ہون تو اس صورت مین گواہون کا بھی اعتبار نہ رہیگا ایک شخص نے دوسرے پر یہ دعویٰ کیا کہ اسنے اپنی لونڈی میرے ہاتھ بیچدی ہی اسنے کہا مین نے تیرے ہاتھ لونڈی کبھی نہین بیچی اسپر مدعی نے (لونڈی کے) خریدنے پر گواہ پیش کیے (تو قاضی نے وہ لونڈی اُسے دلا دی) پھر اس لونڈی مین اسنے کوئی عیب دیکھا اور واپس کرنیکا ارادہ کیا تو اسوقت اس (مدعا علیہ) بائع نے گواہون سے یہ ثابت کیا کہ یہ شخص اس لونڈی کی عیب سے مجھے بری الذمہ کر چکا ہی تو اسکے یہ گواہ نہین سنے جائین گے اور جب تمسک وغیرہ کے اخیر مین لفظ انشاء اللہ ہوگا وہ بیکار اور نکما ہی اگر کوئی یہودی مرگیا بعد مین اسکی جورو نے یہ کہا کہ مین اسکے مرنیکے بعد مسلمان ہوگئی ہون اور وارث کہتے ہین کہ تو اُسکے سامنے ہی مسلمان ہوگئی تھی تو اس صورت مین وارثون کا کہنا معتبر ہوگا **ف** علم فرائض کا یہ مسئلہ ہی اگر دو وارثون مین

مذہب کا اختلاف ہو مثلاً باپ یہودی اور بیٹا مسلمان ہو تو انمین ایک دوسریکا وارث نہین ہوا کرتا اسلیے اس عورت کا گویا مقصود یہ ہی کہ مین اپنے شوہر کے مرنیکے وقت چونکہ یہودن ہی تھی ہم دونو نمین اسوقت مذہبی اختلاف تھا اور بعد مین مسلمان ہوئی ہون لہذا مجھے شوہر کا ترکہ ملنا چاہیے لیکن اس صورت مین وارثون کا کہنا معتبر ہوگا اور اسی اسکے شوہر کا ترکہ نہین ملیگا ت اگر امین (کسی شخص کی بابت) یہ کہے کہ میرے پاس امانت رکھنے والے کا بیٹا ہی اسکے سوا اور اسکا وارث کوئی نہین ہی تو یہ امین اُس شخص کو یہ امانت ضرور دیدے اور اگر (کچھ دنون کے بعد) دوسرے شخص کی بابت یہ پھر کہے کہ یہ بھی اسکا بیٹا ہی اور پہلا بیٹا اسکی تکذیب کرے (یعنی اس بات مین اس امین کو جھوٹا بتلاے) تو وہ امانت کا روپیہ پہلے ہی کو دلایا جائیگا ٭ اگر کسی کا ترکہ (اسکے وارثون یا قرضخواہون مین تقسیم کردیا گیا تو اب اُن سے اُسکا ضامن نہین لیا جائیگا (ہان اگر کوئی وارث یا قرضخواہ نکل آیا تو اس کا حصہ دینا ہوگا) ایک شخص نے ایک مکان پر یون دعوی کیا کہ یہ میری اور میرے بھائی کی جو اسوقت یہان نہین ہی میراث ہی اور اپنے اس دعوی پر گواہ پیش کردیے تو یہ اس مکان مین سے فقط آدھا لیلے (یعنی اس صورت مین اُسے اُسکے بھائی کا حصہ نہین ملسکتا) اگر کسی نے یون کہا کہ میرا مال یا جس چیز کا مین مالک ہون وہ مسکینون کے لیے صدقہ ہی تو یہ کہنا اس مال پر واقع ہوگا جسمین زکوٰۃ واجب ہوتی ہو ف یعنی اسکا جو مال بکے کام مین رہتا ہو تو خواہ تھوڑا ہو یا بہت ہو مثلاً سواری کا گھوڑا یا برتنے کے برتن وغیرہ تو یہ صدقہ مین نہین آئینگے بلکہ جو اُسکی حاجت سے زائد اور تجارتی مال ہو اسپر صدقہ کا حکم کیا جائیگا ت اگر کسی نے اپنے تہائی مال کی وصیت کی تو یہ وصیت (بلا خلاف) ہر چیز مین جاری ہوگی ایک شخص کو کوئی وصیت کرکے مرگیا اور اُسے وصیت کی خبر نہین ہوئی تو بھی اسکا وصی ہو دیہانتک کہ اگر وصیت کی خبر ہونیسے پہلے ہی اُسنے اس میت کے ترکہ مین سے کوئی چیز بیع کردی تو بیع ہو جائیگی) بخلاف وکیل کے (کہ اگر وکیل نے وکالت کی خبر ہونیسے پہلے موکل کے مال مین کچھ تصرف کردیا تو وہ تصرف ناجائز ہوگا) اور اگر اسکو کسی نے وکالت کی خبر کردی تو پھر اسکا تصرف جائز ہوگا اور وکیل کا موقوف ہونا ثابت نہین ہوتا جبتک کہ ایک آدمی عادل یا دو مستور الحال (یعنی جنکی حالت کی خبر ہو کہ یہ عادل ہین یا فاسق ہین) خبر نہ دین جیسا کہ آقا کو غلام کے قصور کرنیکی خبر دینی یا شفیع کو یہ خبر دینی کہ تیرے شفعہ کی زمین فلانیکے ہاتھ بیع ہوگئی ہے یا کنواری لڑکی کو یہ خبر کردی کہ تیرا نکاح ہوگیا ہی یا ایسے مسلمان کو جو دارالحرب چھوڑکے دارالاسلام مین آیا ہو احکام شریعت کی خبر دینی (کہ ان سب صورتون مین دو آدمی مستور الحال ہونے یا ایک عادل ہونا شرط ہی) ف یعنی یہ شرط پوری ہونے پر ان سب صورتونمین خبر کا ماننا لازم ہوگا (مثلاً آقا کو غلام کے قصور کے بدلے تاوان دینا پڑیگا

اور شفیع اگر اسوقت خاموش ہو رہا تو حق شفعہ جاتا رہیگا اور کنواری اگر خاموش رہی تو نکاح صحیح ہوجائیگا اور
اس مسلمان پر احکام شریعت نماز روزہ وغیرہ سب فرض ہوجائینگے ف اگر قاضی یا قاضی کے امین نے کسیکے غلام
کو اسکے قرضخواہون کا روپیہ ادا کرنیکی غرض سے بیچکر اسکی قیمت لیلی اور ان کے پاس سے وہ قیمت جاتی رہی اور وہ
غلام کسی اور کا نکل آیا کہ اسنے اس مشتری سے غلام چھین لیا تو اب یہ قاضی یا امین قیمت کو ضامن نہین مشتری
ان قرضخواہون سے قیمت وصول کرلے (جنکی وجہ سے یہ غلام بکا تھا) اگر قاضی نے کسی کے وصی کو یہ حکم دیا کہ تو
اپنے وصیت کرنیوالے کا غلام بیچکر اسکے قرضخواہون کا بھگتان کردے چنانچہ اُسنے غلام بیچدیا پھر اس غلام کا
کوئی دعویدار کھڑا ہوگیا یا مشتری کے قبضہ سے پہلے غلام مرگیا اور اس وصی کے پاس سے وہ قیمت بھی جاتی رہی تو یہ
مشتری وصی سے قیمت وصول کرے اور وصی قرضخواہون سے لے (جنکے سبب سے غلام بکا تھا) اگر کوئی عادل عالم
قاضی تم[۱] سے یون کہے کہ مین نے اس شخص پر سنگسار ہونیکا یا اُسنے چوری کی تھی اسپر ہاتھ کاٹنے کا یا مار (بید)
مارنیکا حکم لگادیا ہے تو میرے حکم کو پورا کردے تو تمھین اسکا حکم پورا کردینا جائز ہے اگر کوئی موقوف شدہ قاضی کسی سے
کہے کہ مین نے جو تجھ سے ہزار روپے لیے تھے وہ مین نے زید کو دیدیے ہین کیونکہ (فلان مقدمہ مین) تجھپر مین نے انکی ڈگری
کی تھی اور وہ (جواب مین) کہتا ہے کہ (نہین) تونے تو مجھ سے ظلم سے لیے تھے تو اس صورت مین قاضی کے کہنے کا اعتبار
ہوگا اور (اسی طرح اگر کسی ٹنڈے سے) قاضی نے کہا کہ مین نے تیرا ہاتھ حق کیموافق کٹوایا ہے (اور وہ کہے نہین
تونے ظلماً کٹوایا ہے تو اب بھی قاضی ہی کا کہنا معتبر ہوگا) بشرطیکہ جسکا ہاتھ کٹا ہے یا جس سے روپیہ لیا گیا ہے دونون اس
بات کو مقر ہون کہ اُسنے قاضی ہونیکی حالت مین ہاتھ کٹوایا یا روپیہ لیا تھا (ورنہ پھر قاضی کا کہنا معتبر نہ ہوگا)۔

کتاب الشہادۃ[۲] (گواہی دینے کا بیان)

ف ایک واقعہ کو جیسا آنکھون سے دیکھا ہو اسکو بیان کردینے کا نام (شرع مین) شہادت ہے باقی محض گمان
یا اٹکل سے کہنا شہادت نہین ہوسکتا اگر مدعی کسی کو شہادت کے لیے طلب کرے تو اسوقت اسکو شہادت دینی لازم
ہے چونکہ شہادت مدعی کا حق ہے اسلیے اسکی طلبی پر موقوف ہے اور حدود (کے مقدمات مین) شہادت کا چھپانا مستحب ہے
چوری کی شہادت (یعنی گواہی) مین گواہ یون کہے کہ اُسنے مال لیا یون نہ کہے کہ اسنے چرایا (تاکہ مال کا ثبوت
ہوجائے اور اسکا ہاتھ کٹنے سے بچ جائے اور زنا کی گواہی (زنا کے ثبوت کیواسطے) چار مردون کی گواہی شرط
ہے اور اسکے سوا اور (حدود) اور قصاص (کے ثبوت) کے لیے دو مردون کی گواہی کافی ہے اور بچہ پیدا ہونے اور

[۱] یہ خطاب ہر شخص کو ہے جو قاضی کا حکم بجالانے کے قابل ہو ۱۲ منہ [۲] شہادت کے لغوی معنی حاضر ہونیکے ہین اور شرعی معنی یہ ہین جو خود مصنف

عورت کے کنواری ہونے مین اور عورتون کے اُن عیبون کے مقدمات مین جنپر مرد مطلع نہین ہوسکتے ایک عورت
کی گواہی کافی ہے ان مذکورہ سب صورتون کے سوا اور کل مقدمات مین دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتونکی گواہی
کافی ہے ان سب گواہیون مین گواہی کا لفظ ہونا اور اس گواہ کا عادل (راست گو) ہونا بیشک ضروری اور
شرط ہے (یعنی عادل آدمی یون کہے مین گواہی دیتا ہون اگر ایسے لفظ نہ کہیگا تو اس گواہی کا اعتبار نہین
کیا جائیگا خواہ مرد ہو یا عورت ہو) اور کل حقوق (کے مقدمات) مین خفیہ اور علانیہ قاضی گواہون کے حال کی
تحقیق کرے باقی مدعا علیہ اگر مدعی کے گواہون کو عادل بتانے لگے تو اسکا کہنا کافی نہین ہوسکتا ہان گواہون
کے عادل ہونے کی تحقیق کرنے اور قاصد ہونے اور دوسرے شخص کی زبان سمجھانے کیلئے ایک آدمی کافی ہے یعنی
اگر قاضی کے تحقیق کرنے پر ایک آدمی نے کہدیا کہ یہ آدمی عادل ہے یا قاضی نے کسی سے یہ حال معلوم کرنے کیلئے
ایک آدمی کو قاصد کرکے بھیجدیا یا ایک آدمی نے دوسرے کی زبان کا ترجمہ اپنی زبان مین کردیا تو ان تینون صورتون مین
بھی ایک آدمی کافی ہے دو کا ہونا ضروری نہین (چند معاملون مثلاً بیع۔ اقرار۔ حکم حاکم۔ غصب۔ خون کے مقدمات
مین ہر آدمی کو اختیار ہے کہ جو کچھ اُسنے دیکھا یا سنا ہو عدالت مین جاکر کہدے اگرچہ اسپر اُسے گواہ نہ کیا گیا ہو ہان دوسرے کی
گواہی پر گواہی نہ دے جبتک کہ اسکو گواہ نہ بنایا جائے گواہ قاضی اور راوی کو اگر واقعہ پورے طور پر یاد نہ ہو تو فقط
لکھے ہوئے پر کاربند نہو جائین اور بلا آنکھون سے دیکھے کسی بات کی گواہی نہ دے سوائے نسب۔ موت نکاح عورت سے
صحبت کرنا۔ قاضی کی قضاۃ اور اصل چیز کا وقف کرنا کہ (ان چھ یون) کو اگر کسی ایسے شخص نے اس سے بیان کیا ہو کہ
جسکے نیک ہونے پر اُسے پورا بھروسہ ہے تو یہ انکی گواہی دیسکتا ہے ف نسب کی گواہی سے مراد یہ ہے مثلاً کوئی یون
گواہی دے کہ مین نے لوگون سے یون سُنا ہے کہ فلان آدمی فلانے کا بیٹا یا اسکا بھائی ہے اور موت کی بابت یون گواہی دے
کہ مین نے لوگون سے سنا ہے کہ فلان آدمی مرگیا ہے اور نکاح مین یون کہے مین نے لوگون سے سُنا ہے کہ فلانی عورت
فلانے کی بیوی ہے اور صحبت ہونیکی بابت یون گواہی دے مین نے سُنا ہے کہ فلان شخص نے فلانی عورت سے نکاح
کرکے اُس سے ہمبستری کرلی ہے اور قضاۃ قاضی کی گواہی کی صورت یہ ہے یون کہے کہ مین نے سنا ہے کہ فلان فلان بادشاہ کیطرف سے
قاضی ہوگیا ہے اور اصل چیز کے وقف کرنیکی بابت یون گواہی دے کہ مین نے سُنا ہے کہ فلان شخص نے یہ زمین وقف
کردی ہے تو اس صورت سے یہ سب گواہیان دینی درست اور جائز ہین یعنی مت جس کسی کے پاس (یعنی اسکے
قبضہ مین) کوئی چیز ہو سوائے غلام اور لونڈی کے تو اُسے دیکھنے والے تیرے لیے یہ جائز ہے کہ تو یون گواہی دیدے کہ یہ چیز
اسی کی ہے (کیونکہ ملک کی دلیل ہے) اگر گواہ نے کھولکر قاضی کے سامنے یہ بیان کردیا کہ مین سُنی سُنائی گواہی

دیتا ہون یا اس چیز پر قبضہ دیکھ کر یہ اُسی کی بتاتا ہون تو قاضی ایسی گواہی سُنے۔ اگر کسی نے یون گواہی دی کہ مین فلان آدمی کو دفن ہوتے وقت شریک تھا یا اسکے جنازے کی نماز مین نے پڑھی ہے تو یہ آنکھون سے دیکھنے کی برابر ہے یہانتک کہ اگر ایسا گواہ قاضی کے روبرو کھولکر بھی یہ بیان کردے (کہ مین نے لوگون سے سنا تھا کہ یہ جنازہ فلان کا ہے) تب بھی قاضی اسکی گواہی قبول کرلے

باب من تقبل شہادتہ ومن لا تقبل

ان لوگون کا بیان جن کی گواہی مقبول ہوتی ہے اور جن کی مقبول نہین ہوتی

ت اندھے و غلام اور نابالغ کی گواہی قبول کرنے کے قابل نہین ہوتی ہان اگر غلام غلامی کی حالت مین اور نابالغ نابالغی کی حالت مین گواہ بنے گا آزاد ہونے اور بالغ ہونے کے بعد گواہی دی تو وہ مقبول ہوگی اور جو تہمت لگانے مین سزا یافتہ ہو اسکی گواہی بھی قبول نہین ہوسکتی اگرچہ وہ توبہ بھی کرلے ہان اگر کسی کافر کو تہمت لگانے مین سزا ہوئی تھی پھر وہ مسلمان ہوگیا (تو اب وہ داغی نہین رہیگا) اسکی گواہی مقبول ہوگی اولاد کی گواہی ماں باپ اور دادا دادی کے حق مین اور ماں باپ کی اولاد کے اور دادا دادی کی پوتا پوتی کے حق مین معتبر نہین ہوسکتی (اور اسی حکم مین نانا نانی نواسہ نواسی بھی ہین) اور نہ میان کی بیوی کے حق مین اور نہ بیوی کی میان کے حق مین اور نہ آقا کی اُسکے غلام اور اسکے مکاتب کے حق مین اور نہ ایک ساجھی کی دوسرے ساجھی کے حق مین اس مال کی مقدمہ مین جو انکے ساجھی کا ہو اور نہ مخنث کی اور نہ نوحہ کرنیوالی اور نہ گانے بجانے والے کی اور نہ دشمن کی اگر دشمنی دنیادی سبب سے ہو اور نہ ایسے شرابی کی جو لہو و لعب کے لیے ہمیشہ شراب پیتا ہو (اگر کسی دوائی کی غرض سے پی ہو تو اُسکی گواہی مین کوئی ہرج نہین) اور نہ ایسے شخص کی جو پرند باز ہو (پرند باز مین غبار تیتر باز بٹیر باز کبوتر باز وغیرہ وغیرہ سب آگئے) اور نہ ایسے کی جو لوگون کو گانا سناتا ہو اور نہ اسکی جو سزا ہونے کے کام کرتا ہو یا حمام مین نہانے کو ننگا یا بے تہ بند جاتا ہو یا سود خوار ہو یا جُوے کے طور پر چوسر بازی یا شطرنج بازی کرتا ہو یا چوسر و شطرنج کے سبب اسکی نماز قضا ہوجاتی ہو یا جو رستہ مین پیشاب کرتا یا کھاتا پھرتا ہو یا علانیہ بزرگون کو بُرا کہتا اور گالیان دیتا ہو اور ہر شخص کی گواہی اُسکے بھائی کے مقدمہ مین یا اُسکے چچا یا دودھ کے ماں باپ یا سوتیلی بیٹی یا داماد یا بہو یا سوتیلی ماں یا بدعتیون کے مقدمہ مین گواہی صحیح ہوگی (یعنی یہ رشتہ وغیرہ گواہی کے بارے مین کچھ مضر نہین ہوتا) سوائے خطابیہ کے **ف** یعنی خطابیہ گواہی دینے کے قابل نہین ہوتے خطابیہ رافضیون کی ایک فرقہ کا نام ہے جو ابو الخطاب محمد بن ابی وہب الاجدع کی طرف نسبت کیے جاتے ہین اور شمس الائمہ سرخسی نے یہ ذکر کیا ہے کہ یہ ایک قسم کے رافضی ہین جو اسوقت جھوٹی گواہی دینی جائز کہتے ہین کہ جب مدعی انکے سامنے قسم کھاکر یہ کہے

کہ مین اپنے دعوے مین حق پر ہون یعنی ت ذمی کی گواہی ذمی پر اور حربی کی گواہی حربی پر جائز ہے اور حربی کی گواہی ذمی پر جائز نہین ہی اگر کوئی کبیرہ گناہ سے بچے اور صغیرہ کا مرتکب ہو اسکی گواہی جائز ہی اسیطرح اسکی گواہی جسکی ختنہ نہ ہوئی ہون یا خصی ہو یا خنثی ہو (یعنی جسکے ذکر اور فرج دونون ہون) اور اسیطرح اہلکارون کی گواہی اور آزاد شدہ غلام کی اُسکے آزاد کرنے والے کے مقدمہ مین جائز ہی اگر دو آدمی یہ گواہی دین کہ فلان شخص کو ہمارے والد نے اپنا وصی مقرر کیا تھا اور وہ شخص بھی مدعی ہی کہ ہان مجھ کو اُسنے وصی کیا تھا تو ان دونون کی گواہی منظور ہوگی اور اگر اُسنے انکار کیا تو منظور نہین ہوگی جیسا کہ اگر دو آدمی یہ گواہی دین کہ اس شخص کو ہمارے والد نے اپنے قرض کا روپیہ وصول کرنے کے لیے وکیل کیا تھا تو اب خواہ یہ وکیل وکالت کا اقرار کرے یا انکار کرے ان کی گواہی مقبول نہین اور اگر گواہون کے فاسق وغیرہ ہونے کی کوئی فضول جرح کرنے لگے تو قاضی گواہی پر جرح ہونے کو نہ سُنے اگر کسی نے گواہی دی تھی اسکے بعد ابھی کچہری برخاست نہین ہوئی تھی کہ اُسنے یہ بات کہی کہ گواہی مین مجھ سے کچھ غلطی ہوگئی ہی تو اسکا یہ کہنا تسلیم کیا جائیگا اگر وہ عادل ہی

باب الاختلاف فی الشہادۃ

گواہی مین اختلاف ہونیکا بیان

ت گواہی اگر دعوے کے موافق ہوئی تو مانی جائیگی اگر مخالف ہوئی تو نہین مانی جائیگی ایک آدمی نے ایک گھر پر دعوی کیا کہ یہ مجھے ورثہ مین پہنچا ہی یا مین نے خریدا ہی اور اسکے گواہون نے یہ گواہی دی کہ ہان یہ گھر کا مالک ہی اور یہ نہ بیان کیا کہ کس طرح مالک ہوا ہی) تو یہ گواہی لغو ہی اور اگر اسکا الٹا ہو (یعنی ایک شخص نے دعوی تو فقط مالک ہونیکا کیا تھا اور گواہون نے مالک ہونیکا سبب بھی بیان کردیا) تو اب گواہی لغو نہ ہوگی دونون گواہون کا اتفاق لفظ اور معنی دونون مین ہونا معتبر ہی پس اگر ان مین سے ایک نے ایک ہزار کی گواہی دی اور دوسرے نے دو ہزار کی تو یہ گواہی نہین سنی جائیگی اور اگر ایک نے ایک ہزار کی دی تھی اور دوسرے نے ڈیڑھ ہزار کی اور مدعی بھی ڈیڑھ ہی ہزار کا دعوی کرتا ہی تو ایک ہزار کی بابت گواہی قبول ہوگی اور اگر دو آدمیون نے ایک ہزار کی گواہی دی تھی پھر اُن مین سے ایک نے یہ بیان کیا کہ مدعا علیہ نے پانسو ادا بھی کردیے ہین تو دونون کی گواہی ہزار مین مقبول ہوگی (کیونکہ اسپر دونون کا اتفاق ہی) اور ایک گواہ کا یہ بیان کرنا نہین سُنا جائیگا کہ پانسو ادا کردیے گئے ہین ہان اگر اسکے ساتھ دوسرا گواہ ملجائے (تو اسوقت چونکہ گواہی کا نصاب پورا ہوگا لہذا وہ گواہی معتبر ہوگی) اور جبتک مدعی پانسو وصول کرلینے کا اقرار نہ کرلے تب تک گواہ کو گواہی دینی مناسب

عین ہو اگر دو آدمیون نے ایکہزار روپیہ قرض دینے کی گواہی دی اور اُن مین سے ایک نے بھی کہا
کہ اس قرض لینے والے نے وہ ایک ہزار ادا بھی کر دیے ہین تو یہ گواہی ہزار روپیہ قرض دینے ہی پر صحیح
ہوگی کیونکہ قرض کی بابت تو حجت پوری ہو اور ادائیگی کی بابت نہین ہے) اگر دو آدمیون نے یہ گواہی دی
کہ فلان شخص نے زید کو بقرعید کے روز مکہ مین قتل کیا ہو اور ان کے سوا اور دو نے یہ گواہی دی کہ اسی زید کو
بقرعید کے دن مصر مین قتل کیا ہو تو ان چارون گواہون کو دھکے دیدیے جائینگے اور یہ دونون گواہیان رد
کر دی جائینگی ہان اگر پہلے دو گواہون کی گواہی سنکر قاضی حکم لگا چکا ہو تو اب دوسری گواہی اٹھان جائیگی اگر
دو آدمیون نے ایک آدمی کے گاے چرانے پر گواہی دی اور اُسکے رنگ مین دونون کا اختلاف ہو گیا (کہ
ایک گوری بتلاتا ہو دوسری کھیری کہتا ہو) تو اس گواہی پر چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائیگا ہان اگر دونون کا اختلاف
زیادہ ہونے مین ہو (کہ ایک کہے کہ اس نے بیل چرایا ہو دوسرا کہے گاے چرائی ہو) یا غصب کے بارہ مین اختلاف
ہو (کہ ایک کہتا ہو اُسنے چھین لی ہے دوسرا کہتا ہے کہ اسنے چرائی ہو اگرچہ رنگ بیان کرنے مین متفق ہون) تو
ان دونون صورتون مین گواہی قابل اعتبار نہوگی اگر کسی نے ایک شخص کی بابت یون گواہی دی کہ اس نے
فلانے کا غلام ایکہزار مین خریدا ہے اور دوسرے گواہ نے ڈیڑھ ہزار مین خریدنا بیان کیا تو یہ ان کی گواہی
بیکار ہو جائیگی اور اسی طرح کتابت اور خلع کی روپیون کی تعداد مین اگر گواہون کا اختلاف ہو جائے
تو وہ گواہی بھی بیکار ہو جائیگی لیکن (اگر نکاح ہونیکے بعد تعداد مہر مین اختلاف ہو گیا ہو تو) تو نکاح ایکہزار
پر صحیح ہو جائیگا مرنے والے کی چیز اسکے وارث کو نہ دلائی جائے جبتک کہ گواہون سے یہ ثابت نہو جائے
کہ اس شخص کا فلان وارث مر گیا ہے اور اُسنے یہ چیز اُسکے لیے میراث چھوڑی ہے یا دونون گواہ یون کہین
کہ یہ چیز اسکے مورث کے مرنیکے وقت اسکی ملک تھی یا اس کے قبضہ مین تھی یا اُسنے کسی کے پاس امانت
رکھوا رکھی تھی یا اس نے کسی کو مانگے دے رکھی تھی ان سب صورتون مین قاضی وہ چیز وارث کو
دلادے اور اگر کوئی مکان وغیرہ کسی کے قبضہ مین ہے اور) گواہون نے (ایک اور شخص کی بابت)
یون گواہی دی کہ یہ مکان ایک مہینہ (یا سال بھر) سے اس شخص زندہ کے قبضہ مین ہے تو یہ گواہی
رد ہوگی ہان اگر مدعا علیہ نے بھی اس کا اقرار کر لیا (کہ بیشک اسپر ایک مہینہ سے اس زندہ کا قبضہ ہے)
یا دونون گواہون نے یون گواہی دی کہ مدعا علیہ نے بھی اسکا اقرار کیا ہے کہ بیشک یہ مکان مدعی
کے قبضہ مین ہے تو اب وہ مکان مدعی کو دیا جائے گا۔

باب الشہادۃ علی الشہادۃ

گواہی پر گواہی دینے کا بیان

ت ان حقوق مین جو شبہہ سے ساقط نہین ہوتے (یعنی سوائے حدود اور خونی مقدمات کے) اگر دو گواہون کی گواہیون پر اور دو آدمی گواہی دین تو یہ گواہی برابر مانی جائیگی (اور پہلے گواہون کو اصلی گواہ کہاجاتا ہی اور پچھلون کو فرعی) اور ایک گواہ کی گواہی پر ایک آدمی کی گواہی قبول نہین ہوگی (بلکہ ہر ایک پر دو ہی گواہ ہونے چاہئین اور فرعی گواہ بنانے کا طریقہ یہ ہی کہ اصلی گواہ فرعی سے یون کہے کہ تو میری اس گواہی پر گواہ رہ اس بات کی گواہی دیتا ہون کہ فلانے نے میرے سامنے اتنے روپے کا اقرار کیا ہے اور اس فرعی گواہی کے ادا کرنیکا طریقہ یہ ہے کہ ہر فرعی گواہ یون کہے کہ مین اس بات کی گواہی دیتا ہون کہ فلان شخص نے اپنے گواہی پر مجھے گواہ کیا تھا اور اسکی وہ گواہی یہی کہ فلان شخص نے اسکے سامنے اتنے روپے کا اقرار کیا ہی اور اُس نے مجھ سے کہا تھا کہ تو میری اس گواہی پر گواہ رہنا (کہ میرے سامنے فلان شخص نے اتنے روپے کا اقرار کیا ہی) اور فرعی گواہی مقبول نہین ہو سکتی ہان اگر اصلی گواہ مرجائین یا بیمار ہوجائین یا کہین سفر مین چلے جائین اگر فرعی گواہ اصلی گواہون کا عادل ہونا بیان کرین تو انکی عدالت ثابت ہوجائیگی ورنہ انکا عادل (وغیرہ) ہونا اورون سے دریافت کیا جائے اگر اصلی گواہ گواہی سے انکار کردین تو فرعی گواہی بالکل بیکار ہوجائیگی اگر دو فرعی گواہون نے اصلی گواہون کی شہادت کے ذریعہ سے ایک عورت پر جو فلان شخص کی بیٹی فلان جگہ کی رہنے والی ہی ایکہزار روپیہ ہونیکی گواہی دی اور دونون نے یہ بھی کہا کہ ہم سے اصلی گواہون نے یہ بیان کیا تھا کہ وہ اس عورت کو پہچانتے بھی ہین اسپر مدعی فوراً ایک عورت کو لایا (کہ دیکھو یہ وہی ہی جسکے ذمے ہونے پر تم گواہی دینے آئے ہو) فرعی گواہون نے کہا ہم یہ نہین جانتے کہ یہ عورت ہی یا نہین ہی (یہ پہچان تو اصلی گواہون کو ہی) تو اب مدعی سے کہا جائیگا کہ تو دو گواہ اور اس بات کے لا جو یہ گواہی دین کہ یہ عورت وہی ہی (جسپر یہ مقدمہ ہی) اور یہی حکم قاضی کے اُس نوشتہ کا ہی جو دوسرے قاضی کے پاس جائے اور اگر اصلی گواہون نے ان دونون صورتون مین (اس عورت کا پتہ تبلانیکی بابت) اتنا کہا کہ فلان عورت جو قبیلہ بنی تمیم سے ہی تو اتنا کہنا کافی نہین ہوگا جبتک کہ اوپر کے قبیلہ مین سے کسی خاص خاندان مین سے اس عورت کے ہونیکو بیان نہ کردین اور اگر کسی گواہ نے (گواہی دینے کے بعد) یہ اقرار کیا کہ مین نے تو جھوٹی گواہی دی تھی تو اسکی اس بیوقوفی کو سارے شہر اور بازارون مین تشہیر کیا جائے (اور مارنے یا قید کرنیکے ساتھ) تعزیر نہ کیا جائے

باب الرجوع عن الشہادۃ

گواہی سے پھر جانے کا بیان

ت گواہی دیکر اس سے پھر جانا جائز نہین ہی ہان اگر حاکم کے سامنے کوئی پھر گیا تو اسکا پھرنا معتبر ہوگا حاکم کے حکم دینے سے پہلے دونون گواہ پھر جائین تو اب حاکم انکی گواہی پر حکم نہ لگائے اور اگر حکم لگ چکا تھا تو (پھر گواہ کے پھر جانے سے) وہ حکم ٹوٹ نہین سکتا اگر گواہی کے ذریعہ سے مدعی نے کچھ ہیہ ہتھیا لیا ہو اور پھر گواہ پھر گئے ہون تو جو روپیہ اُنھون نے تلف کیا ہی اسکے یہ دونون ضامن ہوکر مدعا علیہ کو دین گے خواہ وہ کوئی قرض ہو یا کوئی معین چیز ہو اور ایک گواہ پھر لے تو وہ نصف روپیہ کا ضامن ہوگا اور گواہی کے نصاب کے ان گواہون کی شمار کا اعتبار ہی جو گواہی سے نہ پھرے ہون پھرنے والون کی شمار کا اعتبار نہین مثلاً کسی مقدمہ مین تین آدمیون نے گواہی دی تھی اور ایک انمین سے پھر گیا تو اسکو کچھ دینا نہین پڑیگا (کیونکہ ابھی گواہ کا نصاب پورا ہی) اور اگر دوسرا اور پھر گیا تو اب ان دونون (پھرنے والون کو نصف روپیہ مدعا علیہ کو) دینا پڑیگا اور اگر ایک مرد اور دو عورتون نے گواہی دی پھر ایک عورت پھر گئی تو یہ چوتھائی مال کی ضامن ہوگی اور اگر دونون پھر گئین تو دونون آدھے کے ضامن ہونگی اور اگر ایک مرد اور دس عورتون نے گواہی دی تھی پھر آٹھ عورتین پھر گئین تو ان آٹھون پر کچھ نہین آئیگا پھر اگر (نوین) اور پھر گئی تو اسوقت یہ نو کی چوتھائی مال کی ضامن ہونگی اور اگر عورتین اور مرد سبھی پھر گئے تو اسوقت اس تاوان کے روپے وغیرہ کے جو انکی گواہی سے مدعی کو دلایا گیا ہو چھ حصے کیے جائین گے انمین سے ایک حصہ اس مرد پر اور پانچ حصے ان دسون عورتون پر (کیونکہ گواہی مین دو دو عورتین ایک ایک مرد کے برابر ہین) اگر دو مردون نے ایک مرد پر یا ایک عورت پر یون گواہی دی کہ اسنے اپنے مہر مثل پر اپنا نکاح کرایا یا کیا ہے اور پھر دونون پھر گئے تو ان پر مہر کا تاوان نہ آئیگا اور اگر مہر مثل سے زیادہ پر نکاح ہونا بیان کیا تھا تو دونون اس زیادتی کے ضامن ہون گے اور بیع مین گواہ ضامن نہین ہوتے سوائے اس نقصان کے کہ جو مبیع کی قیمت مین آجائے **ف** یعنی مثلاً دو گواہون نے ایک شخص پر یہ گواہی دی کہ اُسنے اپنی فلانی چیز بیع کر دی ہی اور پھر دونون پھر گئے تو یہ اسکی قیمت ضامن نہین اور اگر وہ چیز دس روپے مین بیع ہونیکی تھی اور گواہون نے پانچ روپیہ مین بیع ہونیکی گواہی دیدی پھر گواہی سے پھر گئے تو بات کمی کی قیمت یعنی پانچ روپیہ کے ضامن ہون گے **ت** اور صحبت ہونے سے پہلے طلاق ہونے پر گواہی دیکے بعد اگر پھر جائین تو وہ نصف مہر کے ضامن ہون گے اور اگر صحبت کرنیکے بعد طلاق دی تھی بعد مین پھر گئے تو

یہ کہین گے ضامن نہین ہونگے اور اگر غلام کے آزاد کرنے کی گواہی دیکر پھر گئے تو دونون اسکی قیمت کے ضامن ہونگے یعنی ان دونون کو اس غلام کی قیمت اُسکے آقا کو دینی پڑیگی اور اگر کسیکی بابت خون کی گواہی دیکر پھر گئے تو دونون پر خونبہا کا تاوان پڑے گا اور قصاص مین یہ مارے نہین جائین گے اور اگر فرعی گواہ پھر جائین تو یہ ضرور ضامن ہونگے (کیونکہ مال کا تلف ہونا انہی کی گواہی سے تعلق رکھتاہی) اور اصلی گواہ اگر یون کہدین کہ ہم نے فرعی گواہون کو اپنی گواہی پر گواہ نہین کیا تھا یا کہین کہ ہمنے انھین گواہ توکیا تھا مگر غلطی سے کیا تھا تو ان دونون صورتون مین ان اصلی گواہون پر کچھ تاوان نہ آئیگا اور اگر اصلی اور فرعی سب ہی گواہ پھر گئے تو ایسی صورت مین فقط فرعی گواہون پر تاوان آئیگا اور فرعی گواہون کے اس کہنے کی طرف التفات نہ کیا جائیگا کہ اصلی گواہون نے جھوٹ بولاہی یا اُنھون نے ہمسے غلط کہاہی اور جو شخص گواہون کے عادل ہونیکی گواہی دینے کے بعد اس سے پھر جائے تو وہ نقصان کا ضامن ہوگا قسم اور زنا کے ثبوت کے گواہ ضامن ہوتے ہین احصان اور شرط ثابت کرنیکے گواہ ضامن نہین ہوا کرتے ف یعنی اگر دو گواہون نے یہ گواہی دی ہو کہ فلان شخص نے یہ قسم کھائی ہو کہ مین اگر مسجد جاؤن تو میرا غلام آزاد ہی اور انکے علاوہ اور دو گواہون نے یہ گواہی دی کہ یہ شخص مسجد مین گیا تھا پھر یہ چارون گواہ پھر گئے تو جنھون نے قسم کھانیکی گواہی دی تھی ان پر تاوان آئیگا اور جنھون نے یہ شرط پوری ہونیکی گواہی دی تھی ان پر کچھ نہین آئیگا اسی طرح اگر چار گواہون نے کسی کے زنا کرنیکی گواہی دی اور دو نے اس شخص کے محصن ہونے کی اور اس غریب کے سنگسار ہونیکے بعد یہ سب گواہ پھر گئے تو اس صورت مین زنا کی گواہی دینے والون پر تاوان آئیگا اور محصن ہونیکی گواہی دینے والون پر نہ آئیگا

كتاب الوكالة

وکیل کرنے کا بیان

ت وکیل کرنا درست ہی اور وہ (اہل شریعت کی اصطلاح مین) اُسے کہتے ہین کہ جس تصرف کا آدمی خود مالک ہو اسمین اپنی طرف سے تصرف کرنیکے لیے ایک غیر آدمی کو اپنا قائم مقام کردینا بشرطیکہ جسکو وکیل کرتاہی وہ ان معاملات کو اچھی طرح سمجھتا ہو اگرچہ لڑکا ہی ہو یا ایسا غلام ہو جسے تجارت وغیرہ کی آقا نے اجازت نہ دی ہو اور وکیل انہین ہوسکتاہی جو آدمی خود طے کرسکے اور طرف ثانی کی رضامندی سے حقوق کی جوابدہی مین بھی وکیل کرنا جائز ہے مگر یہ کہ موکل بیمار ہو یا تین دن کے راستے کی مسافت سے زیادہ دور ہو یا سفر کرنے کیلئے طیار بیٹھا ہو یا موکلہ پردہ نشین عورت ہو (تو ان چارون صورتون مین طرف ثانی کی رضامندی در

ہاں اگر مؤکل (قاضی کی عدالت میں) موجود نہ ہو اُسکی طرف سے حدود اور خون کے مقدمہ میں وکیل کرنا جائز نہیں ہے (اگر مؤکل وہاں ہو تو اُسوقت جائز ہے کیونکہ اس صورت میں کل کاروبار مؤکل ہی کی طرف سے سمجھے جائیں گے اور وکیل کا اعتبار نہیں رہیگا) اور جن معاملات کو وکیل اپنی طرف نسبت کرتا ہے (یعنی جن معاملات کو جو (بطور مالک کے ہو کر رہتا ہے) جیسے بیع کرنا ٹھیکہ دینا اور اقرار سے صلح کرنا تو ان کے حقوق بھی وکیل ہی سے متعلق ہوتے ہیں بشرطیکہ وکیل ایسا غلام یا لڑکا نہ ہو جسے معاملات طے کرنے کی اجازت نہ ملی ہو اور وہ حقوق یہ ہیں مثلاً مبیع کو مشتری کے حوالہ کرنا (اگر وکیل[1] بائع کی طرف سے ہو) اور مبیع پر اپنا قبضہ کرنا (اگر مشتری کی طرف سے ہو) اور مبیع کا کوئی دعویدار نکل آئے تو بائع سے اُسکی قیمت واپس لینا اور مبیع عیب دار ہو تو اسکی بابت بائع سے جھگڑنا اور مبیع کا مالک اول ہی مؤکل ہوتا ہے اسیوجہ سے یہ مسئلہ ہے اگر وکیل مؤکل کیواسطے اپنے باپ یا بیٹے وغیرہ رشتہ دار کو جو غلام ہیں) خریدلے تو وہ آزاد نہونگے اور جن معاملات کو وکیل مؤکل کی طرف نسبت کرتا ہے جیسے نکاح۔ خلع۔ جان بوجھ کر خون کرنے یا انکار کرنیسے صلح کرنا تو ان کے حقوق بھی مؤکل ہی سے متعلق ہوتے ہیں پس (اگر وکیل نے اپنے مؤکل کا کسی عورت سے نکاح کردیا تو اب) مہر کا مطالبہ وکیل سے نہیں ہوسکتا اور اگر وکیل عورت کی طرف سے تھا تو اس عورت کو شوہر کے سپرد کرنا اس وکیل کے ذمہ نہیں ہے اور مشتری کو اتنا اختیار ہے کہ (اگر اس نے کوئی چیز وکیل سے خریدی ہو تو) مؤکل کو قیمت طلب کرنیسے روکدے اور اگر مؤکل ہی کو دیدی تو بھی جائز ہے بلکہ وکیل کو اس سے دوبارہ مانگنا جائز نہیں ہے

باب الوکالۃ بالبیع والشراء

خرید و فروخت کے واسطے وکیل کرنے کا بیان

ت۔ اگر کسی نے (مثلاً) ہروی[2] کپڑا خریدنے یا گھوڑا یا خچر خریدنے کیلیے وکیل کیا تو یہ توکیل صحیح ہے مؤکل نے (ان چیزوں کی قیمت بتلادی یا نہ بتلادی ہو اور اگر ایک مکان یا ایک غلام کیلیے وکیل کیا ہے تو اگر اندازاً قیمت بتلادی ہے تو وہ وکیل ہوجائیگا ورنہ وکیل نہیں ہوگا اور اگر کپڑا یا چوپایہ خریدنے کیلیے وکیل کیا ہے (یعنی وکیل کرتے وقت اتنا کہا ہے کہ تم مجھے ایک کپڑا یا چوپایہ خریددو اور نہ کپڑے کی کچھ تفصیل کی کہ ہروی ہو یا بنارسی ہو نہ چوپائے کو کہا کہ گائے ہو یا گدھا ہو) تو یہ توکیل درست نہیں ہونے کی اگرچہ مؤکل قیمت بھی کہدے اور اگر کسی نے فقط طعام کہہ کر اسکے خریدوانے کیلیے وکیل کیا تو اس سے گیہوں یا گیہوں کا آٹا مراد ہوگا (یہانتک کہ ان دونوں کے سوا وکیل کو اور کوئی چیز خریدنے کا اختیار نہوگا اور جبتک مبیع وکیل کے قبضہ میں رہے

[1] یہاں اگر اول وکیل مالک ہوا کرتا اور بعد میں مؤکل تو ایسی صورتوں میں وکیل کے رشتہ دار اس کی طرف سے آزاد ہوجایا کرتے کیونکہ بحکم شریعت کوئی شخص اپنے باپ بیٹے وغیرہ رشتہ دار کا مالک نہیں ہوسکتا ۱۲ منہ

[2] ہروی جو منسوب ہرات کی طرف ہے ہرات خراسان میں ایک شہر ہے جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فتح ہوا تھا ۱۲ منہ

اسے عیب دار ہونیکے سبب سے پھیر دینے کا اختیار ہی اور اگر مؤکل کے حوالہ کر چکا تھا تو اب اس کی اجازت
بغیر نہین پھیر سکتا اور اگر وکیل نے لپنے پاس سے مبیع کی قیمت دیدی ہو تو وکیل اس مبیع کو قیمت وصول کرنیکے
لیے روک سکتا ہی (یعنی روک لینا جائز ہی اگر ایسی صورت مین روکنے سے پہلے مبیع اسکے پاس تلف ہوگئی تو یہ
نقصان مؤکل کا ہوگا (اسکو قیمت دینا پڑے گی) اس مبیع کی قیمت مؤکل کے ذمہ سے ساقط ہوئیگی) اور اگر وہ
اسکے روکنے کے بعد تلف ہوئی ہی تو وہ مثل مبیع کے ہی - بیع صرف اور بدہنی جن مین عاقدین کے جدا ہونیسے پہلے
قبضہ ہونا ضروری ہی ان مین وکیل ہی کے جدا ہونیکا اعتبار ہوگا مؤکل کا اعتبار نہین ہونیکا (یعنی اگر یہ دو عقدین
وکیل نے اپنے مؤکل کی موجودگی مین کین اور قبضہ کرنے سے پہلے آپ وہان سے چلا آیا تو وہ عقد ٹوٹ جائیگی باقی
مؤکل بیٹھا رہے یا چلا آئے اسکا کچھ اعتبار نہین) اگر کسی نے آٹھ سیر گوشت ایک روپیہ مین خریدنے کیلیے کسی
کو وکیل کیا تھا اس وکیل نے وہی گوشت جو اور جگہ ایک روپیہ مین آٹھ سیر بکتا ہو ایک روپیہ کا سولہ سیر خرید لیا
تو اس گوشت مین سے آٹھ آنہ کا آٹھ سیر لے لینا اس مؤکل کے ذمہ ہی اور اگر کسی کو کوئی معین چیز خریدنے کیواسطے
وکیل کیا ہی تو اب وہ وکیل یہ چیز اپنے لیے نہ خریدے اور اگر وکیل نے خرید لی اور قیمت مین روپیہ پیسہ نہین دیا
بلکہ کوئی چیز اسباب کی قسم مین سے دی ہی یا جو قیمت مؤکل نے وکیل کو بتلائی تھی (کہ اتنے کو خریدنا) اس سے کمی
یا بیشی کے ساتھ خریدا ہی (تو دونون صورتون مین) یہ چیز وکیل ہی کی ہوگی اور اگر وکیل کسی معین چیز خریدنیکے
لیے نہین کیا گیا تھا اور اب اس نے کوئی چیز خریدی تو یہ چیز بھی وکیل ہی کی ہوگی ہان اگر اسنے (خریدتے وقت
مؤکل کی نیت کر لی ہو یا مؤکل ہی کے دامون سے خریدی ہو (تو ان دونون صورتون مین) بیشک مؤکل کی ہوگی
اور اگر وکیل کوئی چیز خرید کر (کہے کہ مین نے اپنے مؤکل کیلیئے خریدی ہی اور مؤکل کہے (نہین) تو یہ اپنے ہی
لیے خریدی ہی تو ایسی صورت مین مؤکل کے کہنے کا اعتبار ہوگا اور اگر مؤکل نے وکیل کو قیمت دیدی تھی
تو پھر وکیل کے کہنے کا اعتبار ہوگا - اگر کسی نے دوسرے شخص سے کہا (مثلاً) یہ غلام فلانے کیلیے تو میرے
ہاتھ بیچدے اس نے بیچ دیا پھر اس خریدنے والے نے انکار کر دیا کہ مجھے اس نے خریدنے کے لیے نہین
کہا تھا تو اب اس سے وہی فلانا لیلے (یعنی جس کے لیے یہ کہکر اسنے خریدا ہی) ہان اگر وہ فلانا بھی یون کہے کہ مین نے
اسے خریدنے کیلیے کبھی نہین کہا تو اب وہ نہ لے مگر یہ کہ ایسی صورتین مین یہ مشتری سے خود ہی دیدے اگر کسی نے دو معین
غلامون کو خریدنے کیلیے وکیل کیا اور مؤکل نے قیمت کا کچھ ذکر نہین کیا اسنے اسکے واسطے ان غلامون مین سے ایک
خرید لیا تو اس مؤکل کیلیئے اکیلا یہ خریدنا صحیح ہے اور اگر دونون کو ہزار مین خریدنے کیلیے وکیل کیا تھا اور قیمت مین

ف یعنی اب وکیل مؤکل پر قیمت کا دعوی نہین کر سکتا جیسا کہ مبیع اگر بائع کے پاس مشتری کو دینے سے پہلے تلف ہوجاے تو قریب بھی مشتری سے کچھ نہین لے سکتا ۱۲ ف بیع صرف سونا چاندی کے بیچنے کو کہتے ہین ۱۲ منہ

دونون برابر ہی تھے اُسنے ایک غلام پانسو مین یا اس سی کم مین خرید لیا تھا تو یہ خریدنا بھی درست ہی (یہ مؤکل کو لینا پڑیگا) اور اگر ایک غلام پانسو سے زیادہ کو خریدا تو یہ مؤکل کیطرف سے خریدنا نہین ہوا ہان اگر مؤکل کی جھگڑنیسے پہلے دوسرے غلام کو بھی بقیہ دامون مین خریدے تو پھر یہ ٹھیک ہوجائیگا اور اگر کوئی اس روپے سی خریدنے کیلیے کسی کو وکیل کرے جو مؤکل کا وکیل کے ذمہ قرض ہی اور وہ خریدے تو یہ خریدنا صحیح ہوگا اور اگر غیر معین چیز کو اسطرح کہکر وہ خریدنا وکیل ہی کی ہوگی اگر کسی کو ایکہزار مین ایک لونڈی خریدنے کا وکیل کیا اور وہ ہزار روپیہ اُسے دیدیے اسنے خرید لی پھر (جب مؤکل کر دینے لگا تو) مؤکل نے کہا کہ یہ تو تو نے پانسو مین خریدی ہے اور وکیل کہتا ہی مین نے ہزار روپیہ مین خریدی ہی تو وکیل کے کہنے کا اعتبار[1] کیا جائیگا اور اگر ابھی روپے نہین دیے تھے تو اسوقت مؤکل کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا اگر کوئی معین چیز خریدنے کے لیے وکیل کیا تھا اور مؤکل نے قیمت معین نہین کی تھی پھر وکیل نے (خرید کر لاکر) کہا کہ مین نے ایکہزار مین خریدی ہے اور اسکو بائع نے بھی سچا بتلایا اور مؤکل کہتا ہی تو نے پانسو مین خریدی ہی تو اس صورتمین ان دونون سی قسم کھلوائینگے ایک غلام نے کسی کو اسبات کے لیے وکیل کیا کہ تو مجھ کو میرے آقا سے ایک ہزار روپیہ مین خرید لے اور ہزار روپیہ اُسے دیدیے اس نے اسکے آقا سے جا کر کہا کہ مین (تمھارے) اس غلام کو اسی کیلیے خریدتا ہون آقا نے اس شرط پر بیچ دیا تو یہ غلام آزاد ہوگیا اسکی ولا اسکے آقا کو پہونچے گی اور اگر یہ غلام کا وکیل فقط اتنا کہدے کہ مین اپنی لیے خریدتا ہون تو یہ غلام اسی (وکیل) خریدنے والے کا ہوجائیگا اور وہ ہزار روپیہ (جو غلام نے وکیل کو دیے تھے) اسکے آقا کے ہونگے (کیونکہ اسکے غلام کی کمائی ہی) اور اس خریدنے والے (وکیل) کے ذمہ ایکہزار روپیہ اور ہونگے اور اگر کسی نے دوسرے شخص کے غلام سے کہا کہ تو اپنے آپ کو اپنے آقا سے میرے لیے خرید لے غلام نے آقا سے جا کر کہا کہ تم مجکو میرے ہی ہاتھ فلان شخص کے لیے بیچ ڈالو اُس نے بیچ ڈالا تو یہ غلام اس مؤکل کا ہوجائیگا جس نے یہ کہکر خریدوایا ہے) اور اگر اس غلام نے یون نہین کہا کہ فلان شخص کیلیے بیچ ڈالو (بلکہ اتنا ہی کہا کہ مجکو میرے ہاتھ بیچ ڈالو اس نے بیچ ڈالا) تو یہ آزاد ہوجائیگا)

فصل خرید و فروخت کا وکیل ایسے شخص سے بیع وغیرہ کا معاملہ نہ کرے جسکے حق مین اسکی گواہی رد[2] ہوجاتی ہی جو بیچنے کیلیے وکیل کیا گیا ہے ۔اسے کم قیمت پر زیادہ قیمت پر اسباب کے بدلے اور اُدھار سب طرح بیچنا جائز ہے اور خریدنے کا وکیل پوری ہی قیمت سے خرید سکتا ہے یا اتنی زیادہ دیکر جس کا لوگون مین رواج ہو یعنی قیمت لگانے والے لوگ اس چیز کو اتنی قیمت کی جانچتے ہون اگر کسی نے ایک غلام بیچنے کے لیے کسی کو وکیل کیا تھا اُس نے آدھا غلام بیچدیا تو یہ بیچنا درست ہی اور خریدنے مین اگر

[1] یعنی قسم کیساتھ کیونکہ اس صورت مین گویا مؤکل پانسو روپیے کا مدعی ہی اور وکیل منکر ہی اور یہ قاعدہ ہی کہ جب مدعی گواہ نہ لاسکے تو منکر یعنی مدعا علیہ کا کہنا مع قسم

ایسی صورت پیش آئے تو اُسکا خریدنا) موقوف رہیگا جبتک کہ وہ باقی کو بھی نہ خریدلے (یعنی اگر کسی نے ایک غلام
خرید نے کیلیے کسی کو وکیل کیا تھا اُسنے آدھا غلام خریدلیا تو جبتک یہ دوسرا آدھا بھی نہ خریدلے یہ خریدنا موقوف رہیگا
اگر مشتری نے بسبب کسی عیب کے جو اسنے گواہون سے ثابت کردیا ہو یا اس وکیل کے قسم کا انکار کرنیسے ثابت ہوا ہے
مبیع بایع کے وکیل پر پھیردی تو اب وکیل مؤکل پر پھیرے اور یہی حکم اس صورت مین ہو وکیل نے مبیع مین ایسا
عیب ہونیکا اقرار کرلیا ہو جو آجکل مین نہین ہوسکتا بلکہ قدیمی ہو اور اس عیب کے سبب وہ چیز واپس ہو کر وکیل پر آئی
تو یہ وکیل مؤکل کو واپس کردے اور بایع کے وکیل نے کوئی چیز اُدھار بیچ دی اسپر مؤکل نے اس سے کہا کہ مین نے تو تجھے
اُدھار بیچنے کو کہا تھا اور وکیل کہے کہ تو نے اُدھار یا نقد کہین کا بھی نام نہین لیا تھا اس صورت مین مؤکل کے
کہنے کا اعتبار کیا جائیگا (مگر قسم لیکر) اور اگر مضاربت مین ایسی صورت پیش آجائے تو مضارب کے کہنے کا اعتبار
ہوگا اگر بایع کے وکیل نے قیمت لینے کے بدلے مین مشتری کی کوئی چیز رہن رکھ لی تھی وہ تلف ہوگئی یا مشتری
سے کوئی ضامن لیلیا تھا وہ قیمت اسپر ماری گئی (یعنی وہ لاپتہ کہین چلا گیا یا مفلس ہو کے مرگیا) تو دونون
صورتون مین قیمت کا) ضامن وکیل نہین ہوگا. اگر کسی نے دو وکیل کیے ہون تو ان مین سے ایک اکیلا
کسی معاملہ مین تصرف نہ کرے ہان فقط جھگڑنے مین یا بغیر عوض کے طلاق دینے اور آزاد کرنے کے مقدمے
مین یا امانت واپس دینے اور قرض کا روپیہ ادا کرنے کے مقدمہ مین اور وکیل کو یہ اختیار نہین ہے کہ اپنی طرف
سے اور وکیل کھڑا کردے ہان اگر مؤکل کی اجازت ہو یا اس نے وکیل سے یون کہدیا ہو کہ تو اپنی رائے
سے جسطرح مناسب سمجھے کر (تو ان صورتون مین وکیل کو اختیار ہے کہ وہ اور کسی کو وکیل کرلے) پس اگر اُسنے مؤکل
بلا اجازت وکیل کرلیا تھا اور دوسرے وکیل نے پہلے وکیل کے سامنے کچھ بیع وغیرہ کا معاملہ کیا یا وکیل کے سامنے
کسی اجنبی نے اُسکے مؤکل کی چیز بیچڈالی تھی اس وکیل نے اس بیع کو جائز رکھا تو دونون صورتون مین یہ بیع درست
ہوگی اگر کسی غلام یا مکاتب یا کافر نے اپنی نابالغ بیٹی کا جو آزاد اور مسلمان تھی کسی سے نکاح کردیا یا اسکی کوئی چیز بیچدی
یا اسکے لیے (اسکے مال مین سے) کوئی چیز خریدی تو یہ درست نہوگا (یعنی یہ نکاح یا بیع وغیرہ کچھ نہین ہونے کا)

باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض

جھگڑا کرنے اور روپیہ وصول کرانے کے لیے وکیل کرنیکا بیان

ت جھگڑا کرنے یا تقاضا کرنے کے لیے جو وکیل کیا گیا ہو اُسے روپیہ وصول کرنے کا اختیار نہین ہوتا اور
جو روپیہ وصول کرنے کیلیے وکیل کیا گیا اُسے تقاضا کرنیکا اختیار ہوتا ہو اور جو کسی معین چیز کو قبضہ مین کرنیکے

لیے وکیل کیا گیا ہو اُسے جھگڑا کرنے کا بھی اختیار نہیں ہوتا۔ اگر وصول کرنے کے وکیل پر مدعا علیہ نے اسبات کے گواہ گذرانے کہ (دیترے) مؤکل نے یہ چیز میرے ہاتھ بیچ دی ہے تو مؤکل کے آنے تک یہ مقدمہ ملتوی رہے گا اور یہی حال طلاق کا اور آزاد کرنے کا ہے **ف** مثلاً اگر کسی کا وکیل اپنے مؤکل کی جورو کو کہین سفر مین لیجانا چاہے اور وہ عورت اس امر کے گواہ پیش کر دے کہ تیرا مؤکل مجھے طلاق دیچکا ہی تو یہ مقدمہ بھی اُسکے مؤکل کے آنے تک ملتوی رہیگا علے ہذا القیاس ایک وکیل اپنے مؤکل کے غلام کو کہین باہر لیجانا چاہتا تھا اس غلام نے اس امر کے گواہ پیش کیے کہ مجھے تیرا مؤکل آزاد کر چکا ہی تو اسکے مؤکل کے آنے تک یہ مقدمہ بھی ملتوی رہیگا یعنی ملخصات **اگر** جھگڑے کے لیے وکیل کیا گیا تھا اس نے قاضی کے سامنے (طرف ثانی کی حق کا) اقرار کر لیا تو اسکا اقرار صحیح اور معتبر ہے (یعنی یہ اقرار مؤکل کو پورا کرنا پڑیگا) اور اگر قاضی کے سامنے اقرار نہین کیا (کسی جھوٹی عدالت مین کیا ہی) تو اسکا اعتبار نہو گا اگر کوئی کسی کی طرف سے مال کا ضامن ہو تو اس ضامن کو اسی روپیے کے وصول کرنے کے لیے وکیل کرنا باطل[1] ہی اگر کوئی شخص یہ دعوی کرے کہ مین فلان شخص کا جو یہان نہین ہے کفیل ہون اس کا قرضہ وصول کرنے کے لیے اور قرضدار اسکی تصدیق کرے (کہ بیشک تو اسکا وکیل ہی) تو اس قرضدار کو حکم ہو جائے کہ وہ اسکو قرض کا روپیہ دیدے پس اگر وہ گیا ہوا شخص (کہ جس کا یہ اپنے کو وکیل بتاتا تھا) آگیا اور اس نے بھی دعوی وکالت کی تصدیق کی تو فبہا ورنہ وہ قرضدار اب اُسے قرض کا روپیہ دوبارہ دے اور آپ اس وکیل سے وصول کرتا پھرے اگر اسکے پاس ہو اور اگر اس سے تلف ہو گیا ہو تو اب یہ اُسے کچھ نہین ملسکتا ہان اگر روپیہ دیتے وقت اسنے وکیل سے کوئی ضامن لے لیا ہو یا اسکی وکالت پر تصدیق نہ کی ہو (بلکہ خاموش رہا ہو یا اُسے جھوٹا بتایا ہو) اور محض اُسکے دعوی کرنے پر اُسکو روپیہ دیدیا ہو (ان تینون صورتون مین اگر وکیل کے پاس تلف بھی ہو گیا ہو تو یہ جب بھی وصول کر سکتا ہی) اور کسینے یہ دعوی کیا کہ مین امانت لینے کیلئے وکیل کیا گیا ہون اور جسکی پاس امانت تھی اُسنے اسکی تصدیق کی (کہ بیشک یہ امانت لینے کو وکیل کیا گیا ہی) تو اسکو یہ حکم نہ کیا جائے کہ امانت یہ اس مدعی وکالت کو دیدے اور اسیطرح اگر کوئی امانت کو اُسکے مالک سے خریدنے کا دعوی کرکے امین سے اسکو لینا چاہیئے اور امین اسکی تصدیق کرے (تب بھی اُسکو دینے کا حکم نہ کیا جائے) اگر کوئی یہ دعوی کرے کہ اس امانت کا مالک مرگیا ہے اور یہ اسنے میرے لیے میراث چھوڑی ہے اور جسکے پاس وہ امانت تھی اُسنے اسکی تصدیق کی تو وہ امانت اسکو دیدے اگر کسی کو ایک شخص نے اپنا روپیہ وصول کرنے کے لیے وکیل کیا اور (جب وکیل نے اُسکے قرضدار سے مانگا تو

[1] اسکی صورت یہ ہی کہ زید کا عمرو کے ذمہ کچھ مال تھا زید نے جب تقاضا کیا تو بکر ضامن ہو گیا زید نے عمرو سے وہ مال وصول کرنیکے لئے بکر ہی کو وکیل کر دیا تو اسکا

قرضدار نے یہ دعوی کیا کہ مجھ سے تو اصل مالک روپیہ لے چکا ہی تو اب یہ قرضدار اس وکیل کو روپیہ دیدے اور آپ اصل مالک کے سر ہو اور اگر وہ انکار کرے) تو اُسے قسم دلائے اگر خریدی ہوئی لونڈی مین کوئی عیب تھا اسکے مقدمہ کیلئے مشتری نے کسی کو وکیل کیا اسکی درخواست پر بائع نے دعوی کیا کہ مشتری اس عیب پر راضی ہو گیا تھا تو اس صورت مین یہ وکیل لونڈی کو بائع پر واپس کرے یہانتک کہ مشتری قسم نہ کھالے) کہ مین اس عیب پر راضی نہ ہوا تھا اگر کھالی تو پھر جائیگی ورنہ نہین اگر کسی نے ایک شخص کو دس روپے دیئے کہ یہ ہمارے بال بچون پر خرچ کر دینا اُسنے (وہ دس روپے تو اپنے پاس رکھ لیے اور) اپنے پاس سے دس روپے اُنپر خرچ کر دیے تو یہ دس ان دس کے بدلے ہونگے

باب عزل الوکیل

یہ باب وکیل کے معزول ہونے کے بیان میں ہے

ت اگر وکیل کو یہ معلوم ہو گیا کہ میرے موکل نے مجھے وکالت سے برطرف کر دیا ہی تو اسکی وکالت باطل ہو گئی یا دو وکیل یا موکل مین سے کوئی مر گیا یا کوئی بالکل دیوانہ ہو گیا یا مرتد ہو کے (یعنی دین اسلام سے پھر کے) دار الحرب مین چلا گیا یا دو ساجھیون نے وکیل کو رکھا تھا اب وہ ساجھا ٹوٹ گیا یا موکل مکاتب تھا وہ کتابت کا روپیہ ادا کرنیسے عاجز ہو گیا یا موکل غلام تھا جسکو آقا نے تجارت کی اجازت دیدی تھی اب پھر اُسنے تجارت سے منع کر کے اسکو مجبور[1] کر دیا) یا جس کام کے لیے وکیل کیا تھا موکل اسکو خود ہی کرنے لگا تو ان ساتون صورتون مین بھی وکالت باطل ہو جائیگی

کتاب الدعوی

یہ کتاب دعوی کے بیان میں ہے

ت جھگڑے کے وقت کسی چیز کو اپنی بتلانے کا نام دعوی ہے اور مدعی وہ ہی کہ دعوی کر کے جھگڑے) اور جب جھگڑا چھوڑ دے تو اس سے مواخذہ نہ ہو اور مدعا علیہ وہ کہ جو اسکے برخلاف ہو (یعنی جسپر دعوی کیا جاے اور جب وہ نہ جھگڑے تو اس سے زبردستی جواب طلب کیا جائے) اور دعوی اسوقت تک ٹھیک نہین ہوتا کہ جب تک مدعی اس چیز کو (جسپر دعوی ہی) اس طرح نہ بیان کر دے کہ اسکی جنس[2] اور مقدار پوری معلوم ہو جاے پس اگر کسی معین چیز کا دعوی ہے جو اسوقت مدعا علیہ کے پاس ہی تو مدعا علیہ ت زبردستی منگائی جاے تاکہ دعوی مین (مدعی اسکی طرف اشارہ کر دے (کہ ہان یہ چیز میری ہے اور اسی پر میرا دعوی ہی) اور یہی حال گواہون کے گواہی دینے اور مدعا علیہ سے قسم لینے کا ہی ف یعنی ان دونون صورتون مین بھی مدعا علیہ اس چیز کو ضرور حاضر کر دے تاکہ گواہ گواہی دیتے وقت اسکی طرف اشارہ کرین کہ ہم اسکی بابت گواہی دیرہے ہین یا مدعی کے پاس گواہ نہ ہونیکے وقت جب مدعا علیہ کو قسم دلائین تو وہ اسکی طرف اشارہ کر کے قسم کھائے کہ یہ چیز اسکی نہین میری ہی ہان اگر (عدالت مین) اس چیز کا حاضر کرنا مشکل ہو تو اسوقت مدعی اسکی قیمت بیان کر دے (کہ میری چیز اتنی قیمت کی ہی) پس اگر کسی (غیر منقولی چیز

[1] مجبور اس غلام کو کہتے ہین جسکو تجارت سے منع کر دیا ہو ... [2] جنس جیسے گیہون جو وغیرہ اور مقدار جیسے چار من پانچ من دس من وغیرہ

مثلاً) زمین کا دعویٰ کیا تو مدعی اسکی حدود اربعہ کو، تین حدود کا بیان کر دینا بھی کافی ہے اور اُن حدود کے مالکون
کا نام بھی بتلائے اور اگر وہ مشہور نہ ہون تو انکے باپ دادون کا نام بھی ضرور ذکر کرے اور یہ بھی بیان کرے کہ
یہ زمین جسپر میرا دعویٰ ہے بیشک مدعا علیہ کے قبضہ مین ہے اور غیر منقولی چیز مین فقط مدعی کے مدعا علیہ کی تصدیق
کر لینے سے قبضہ ثابت نہین ہو سکتا بلکہ قبضہ مدعی کو گواہون سے ثابت کرنا چاہیئے یا خود قاضی کو معلوم ہو جا
دے تب بھی ثابت ہو جائے گا بخلاف منقولی چیزون کے (کہ ان مین طرفین کے محض اقرار سے ثابت ہو جائیگا) اور
مدعی یہ بھی ذکر کرے کہ مین مدعا علیہ سے اس زمین کو لینا چاہتا ہون اور اگر دعویٰ قرض کا ہے تو اسکا وصف بیان کر
(کہ فلان قسم میں سے) اور اتنی ہے) اور یہ کہ مین اس سے یہ لینا چاہتا ہون پس اگر دعویٰ ٹھیک ہو تو قاضی اُس چیز
کی بابت مدعا علیہ سے جواب طلب کرے اگر وہ اسکے دعویٰ کا اقرار کرے تو دینے کا حکم ہو جائے اور اگر انکار کرے
تو اسوقت مدعی اپنے دعویٰ کے گواہ پیش کرے اور اگر اسکے پاس گواہ نہ ہون اور یہ قسم لینی چاہے تو مدعا علیہ
کو قسم دیجا وے۔ اور مدعی پر قسم نہین آسکتی اور مطلق ملک کے دعوی مین قابض کے گواہ نہین سُنے جائینگے اور اگر
قابض اور غیر قابض دونون اپنے اپنے گواہ پیش کرین تو غیر قابض کے گواہ بہتر ہون گے (یعنی یہی سنے جائینگے
اسوقت قابض کے نہین سُنے جائینگے) اگر مدعا علیہ (سے قسم کھانے کو کہا گیا اور اس) نے ایک دفعہ صاف انکار کر دیا
کہ مین قسم نہین کھاتا یا چپ ہو گیا تو (مدعی کے لیے) قاضی حکم کر دے (یعنی اُسے ڈگری دیدے) اور مدعا علیہ کو تین
دفعہ قسم کے لیے کہنا مستحب ہے اور مدعا علیہ اگر منکر ہو تو اُسے ان امور مین قاضی قسم نہ دے نکاح۔ رجعت۔ ایلاء
کرنیکے بعد رجوع کرنا۔ لونڈی کو ام ولد کرنا۔ غلام ہونا۔ نسب ثابت ہونا۔ حق ولا۔ حد۔ لعان **ف** نکاح
مین قسم نہ دلانے کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت پر یہ دعویٰ کیا کہ اس سے میرا نکاح ہو گیا اور عورت
انکار کرتی ہے تو عورت کو قسم نہین دینگے یا عورت نے دعویٰ کیا ہو اور مرد منکر ہو تو مرد کو قسم نہین دینگے اور رجعت
کی صورت یہ ہے کہ ایک عورت نے مرد پر عدت کے بعد یہ دعویٰ کیا کہ اُسنے عدت مین مجھسے رجعت کر لی تھی اور وہ انکار
کرتا ہے تو اسوقت مرد کو قسم نہین دینگے اور ایلاء کی صورت یہ کہ ایلاء کی مدت گزرنیکے بعد ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ
مین نے اس عورت سے ایلاء کی مدت مین رجعت کر لی تھی اور عورت انکار کرتی ہے یا عورت دعویٰ کرتی ہے
اور مرد منکر ہو اور ام ولد کی صورت یہ کہ ایک لونڈی نے یہ دعویٰ کیا کہ میرے آقا سے میرے بچہ ہوا ہے اور آقا انکار
کرتا ہے تو اب آقا پر قسم نہین ہے اور غلام ہونے کی صورت یہ کہ ایک لڑکے پر جسکے باپ کا کچھ پتہ نہین تھا کسی نے
یہ دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہے اور وہ انکار کرتا ہے تو اُسپر قسم نہین ہے اور باقی چار صورتون کو بھی قیاس کر لینا

چاہیئے یعنی ملخصات قاضی امام فخر الدین رحمہ اللہ نے فرمایا ہی کہ فتوی اسپر ہی کہ منکر کو ان چھیون مقدمات
مین بھی قسم دیجائے (یعنی سوائے حد اور لعان کے اور سب مین قسم دی جائے اور چور کو قسم دی جائے اگر وہ قسم سے
انکار کرے تو وہ چوری کے مال کا ضامن ہو (اس سے زبردستی دلایا جائے) اور اسوقت ہاتھ نہ کاٹا جائے اگر
کسی عورت نے یہ دعوی کیا کہ میرے میان نے مجھے صحبت کرنے سے پہلے طلاق دیدی ہی اور وہ میان طلاق دینے کا
منکر ہی) تو اسکے میان کو قسم دیجائے اگر وہ قسم سے انکار کرے تو نصف مہر کا وہ ضامن ہو (اسے دینا پڑیگا) اگر خون
کے مقدمہ مین کوئی خون کرنے سے انکار کرے تو اُسے قسم دیجائے اور (اگر خون کرنے مین قسم سے بھی انکار کرے) اُسے
قید کر دی جائے یہانتک کہ یا تو خون کرنے کا اقرار کرلے یا قسم کھالے اور خون کرنیکے سوا اور چیزون مین (مثلاً
ہاتھ توڑنے مین یا پیر توڑنے مین قسم سے انکار کرنے پر) قصاص ہی لیا جائے (یعنی بدلہ مین اسکا بھی ہاتھ یا
پیر ہی توڑا جائے اگر مدعی یہ کہے کہ میرے گواہ حاضر ہین اور مدعا علیہ سے قسم کھلوائے تو مدعا علیہ کو قسم نہ دیجائے ہان
مدعا علیہ سے یون کہا جائے کہ تین روز کیلئے تو ایک حاضر ضامن دیدے اگر وہ ضامن دینے سے انکار کرے
تو مدعی اسکے سر ہو جائے جہان وہ جائے مدعی اسکے ساتھ جائے اور (اگر مدعا علیہ مسافر ہے تو قاضی کی کچہری کیوقت
تک یہ اسکے پیچھے لگا رہے اور قسمون مین فقط اللہ کی قسم کا اعتبار ہے (یعنی مدعا علیہ اگر قسم کھائے تو اللہ کی قسم
کھائے کہ اللہ کی قسم مجھہ پر مدعی کا کچھ نہین ہی) طلاق اور آزادی کی قسم کھائے ہان اگر مدعی اصرار کرے
(کہ مین طلاق ہی کی یا آزادی ہی کی قسم کھلواؤن گا تو اسوقت ایسی قسم کا بھی اعتبار کر لیا جائیگا اور قسم اگر زیادہ
مضبوط کرنی ہو تو اللہ کے نام کے ساتھ اُسکے اوصاف ذکر کرنے سے مضبوط کیجائے کسی وقت یا کسی جگہ کا نام
لینے سے قسم مضبوط نہین ہوتی (مثلاً اگر کوئی یون کہے کہ مین جمعہ کے دن مسجد مین منبر کے پاس قسم کھاتا ہون تو اس سے
قسم مین پختگی نہین آئے گی اگر پختگی کرنی ہے تو یون کہدے کہ مین اُس اللہ کی قسم کھاتا ہون جو گناہون کا بخشنے
والا اور بندون پر رحم فرمانے والا ہے) اور یہودی سے یون قسم لی جائے کہ قسم ہی اُس اللہ کی جس نے
موسی علیہ السلام پر توریت نازل کی ہی اور نصرانی سے قسم یون لیجائے کہ قسم ہی اُس اللہ کی جسنے عیسی علیہ السلام
پر انجیل نازل کی تھی اور آتش پرست سے اس طرح کہ قسم ہے اُس اللہ کی جسنے آگ پیدا کی ہی اور بت پرست سے
اللہ ہی کی قسم کھلائی جائے اور ان سب کو انکے عبادت خانون مین قسم نہ دی جائے اور حاصل دعوی پر قسم
دینی چاہیئے مثلاً بیع کے دعوی مین قسم کھانے والا یون کہے کہ خدا کی قسم ہم دونون مین اب بیع نہین ہی اور
نکاح کے دعوی مین یون کہے کہ خدا کی قسم ہم دونون مین اسوقت نکاح نہین ہی اور غصب کے دعوی مین کہے

خدا کی قسم اب اس چیز کا پھیرنا مجھ پر واجب نہین ہے اور طلاق کے دعوی مین کہے کہ خدا کی قسم یہ عورت اسوقت مجھ سے بائن نہین ہے اگر کسی نے پڑوس (ہمسایگی) کے سبب سے حق شفعہ کا دعوی کیا یا بائنہ طلاق والی عورت نے عدت کے دنون کے نفقہ کا دعوی کیا اور وہ مشتری یا شوہر یہ اعتقاد نہین رکھتے (مثلاً وہ دونون شافعی المذہب ہین کہ امام شافعی علیہ الرحمۃ کے مذہب مین نہ پڑوسی کو حق شفعہ پہنچتا ہے اور نہ بائنہ طلاق والی کا نان نفقہ شوہر کے ذمہ ہے) تو ایسی صورت مین اس مشتری یا شوہر کو سبب پر قسم دی جائے گی (مثلاً وہ مشتری یون کہے خدا کی قسم یہ مکان مین نے نہین خریدا یا شوہر قسم کھائے کہ مین نے اسے بائنہ طلاق نہین دی) اور اگر کسی کو ایک غلام میراث مین پہونچا تھا دوسرے شخص نے غلام پر دعوی کر دیا کہ یہ میرا ہے تو اس کو علم پر قسم دیجائے (یعنی مدعا علیہ یون کہے کہ خدا کی قسم مین نہین جانتا کہ یہ غلام اسکا ہے) اور اگر کسی نے ایک غلام کسیکو دیا اسنے خرید لیا تو ان دونون صورتون مین اس شخص کو امر واقعی پر قسم دیجائیگی (جاننے نہ جاننے پر نہین دیجائیگی مثلاً قسم کھانے والا یون کہے کہ خدا کی قسم یہ غلام میرا ہے اس مدعی کا نہین ہے) اگر مدعا علیہ یعنی منکر اپنی قسم کا کچھ بدلا دیدے یا مدعی کو کچھ دیکر قسم کی بابت اس سے صلح کرے تو یہ درست ہے پھر اس منکر (مدعا علیہ) کو قسم نہین دیجائیگی

باب التحالف

(دونون کو قسم دینے کا بیان)

ت اگر بائع مشتری مقدار قیمت یا مقدار مبیع مین اختلاف کرین (مثلاً بائع کہے قیمت ایکہزار روپیہ ہے اور مشتری کہے پانسو مین یا مبیع کی بابت بائع کہے مین نے دس من گیہون بیچے ہین اور مشتری کہے تو نے بیس من بیچے مین تو) انمین سے جونسا گواہ لے آئے اُسی کے موافق حکم کر دیا جائیگا اور اگر دونون ہی گواہ لے آئین تو جسکے گواہون سے زیادتی ثابت ہوگا اُسی کے موافق حکم کر دیا جائیگا اور اگر دونون گواہ نہ لا سکین اور نہ دونون ایک دوسرے کے کہنے پر راضی ہون تو اب دونون قسم کھائین اور اول مشتری کو قسم دی جائے اور اگر دونون مین سے ایک بھی بیع فسخ کرانا چاہے تو قاضی فسخ کر دے اور جو قسم کھانے سے انکار کریگا دوسرے کا دعوی اسپر ثابت ہو جائیگا اور اگر قیمت ادا ہونے کی مدت مین دونون کا اختلاف ہوا (مثلاً ایک کہے قیمت دس روز کے بعد دینی ٹھہری تھی دوسرا کہے مدت کچھ نہین ٹھیری تھی) یا شرط خیار مین جھگڑا ہو (ایک کہے بیع مع اختیار کے ہوئی دوسرا کہے بلا اختیار ہوئی) یا تھوڑی سی قیمت کے لینے مین اختلاف ہوا (ایک کہے تو نے چوتھائی لیلی ہے دوسرا کہے مین نے کچھ بھی نہین لی) یا مبیع تلف ہونیکے بعد مقدار قیمت مین نزاع ہو (ایک کہے قیمت دس روپے تھی دوسرا کہے پانچ روپے تھی) یا مبیع مین کچھ حصہ تلف ہونیکے بعد جھگڑا ہو یا آقا اور مکاتب کے درمیان بدل کتابت کی مقدار مین جھگڑا ہوا

یا بدھنی توڑ لینے کے بعد راس المال کی مقدار وغیرہ مین جھگڑا ہو توان سب صورتون مین بائع مشتری کو قسم
نہین دیجائیگی اور سب صورتون مین منکر کے کہنے کا مع قسم کے اعتبار کیاجائیگا دیعنی جب مدعی گواہ پیش
نہ لاسکے) اور اگر بیع ٹوٹنے کے بعد بائع مشتری کے درمیان قیمت کی مقدار مین نزاع ہو تو دونون کو قسم دلائینگے
اور پہلی ہی بیع پھر لوٹ آئیگی دیعنی ان کا بیع توڑ دینا بیکار ہوگا اور بیع بدستور رہیگی اگر میان بیوی کا مہر کی مقدار مین
جھگڑا ہو توان مین سے جو گواہ پیش ہون اسی کو ڈگری دیجائیگی اور اگر دونون گواہ پیش کردین تو عورت کی
ڈگری ہوگی اور اگر دونون گواہ نہ لاسکین تو دونون پر قسم آئیگی دیعنی دونون کو قسم کھانی ہوگی) اور نکاح نہین
ٹوٹیگا بلکہ مہر مثل کو حکم ٹھیرایاجائیگا اگر مہر مثل اتنا ہے جتنا شوہر کہتا ہے یا اس سے کم ہے تو دونون صورتون
مین شوہر کے کہنے کے موافق حکم ہوگا اور اگر مہر مثل اتنا ہے جتنا عورت کہتی ہے یا اس سے زیادہ ہر تو
دونون صورتون مین عورت کے کہنے کے موافق حکم ہوگا اور اگر مہر مثل دونون کے کہنے کے بیچ بیچ مین ہے تو
مہر مثل ہی کا حکم کیا جائے گا اگر ٹھیکہ دینے اور لینے والے کا ٹھیکہ کرکے روپیہ وغیرہ) مین کام پورا کرنیسے
پہلے نزاع ہوجائے تو دونون کو قسم دینگے اور بعد کام پورا کرنے کے نزاع ہونے کی صورت مین سے قسم
نہین دینگے اس وقت ٹھیکہ لینے والے کا کہنا مع قسم کے معتبر ہوگا اور تھوڑا سا کام کرنیکے بعد نزاع ہونا
مثل سارے کام کے بعد نزاع ہونے کے ہو دیعنی دونون کا ایک ہی حکم ہو وہ یہ کہ جتنا کام ہوچکا ہے اسمین دونون
کو قسم دینی) منع ہو اسمین ٹھیکہ لینے ہی والے کا قول مع قسم کے معتبر ہوگا اور جتنا کام رہگیا ہو اسمین دونون پر قسم آئیگی
اور ٹھیکہ ٹوٹ جائیگا) اگر میان بیوی کے درمیان گھر کے اسباب مین جھگڑا ہوا بیوی کہے یہ سب میرا ہو میان کہے یہ
سب میرا ہو تو ایسی صورتین دونون کے کہنے کا اعتبار کیاجائیگا یعنی جو چیز جسکے کار آمد سمجھی جائیگی اسی کو دیجائیگی اور
جو چیزین ایسی ہین کہ دونون کے کار آمد ہین وہ بھی شوہر ہی کو ملین گی اور دونون سے ایک مرجائے داور مرنے والیکا
وارث دعوی کرنے لگے) تو دونون کی کار آمد چیز زندہ کو ملیگی اور اگر دونون سے ایک مملوک دیعنی غلام یا لونڈی
ہے تو اگر دونون زندہ ہین تو اسباب زندہ کو ملیگا اور اگر ایک مرگیا ہو تو جو زندہ ہو اسی کو ملیگا

فصل اگر مدعا علیہ
نے (مدعی کے دعوی کے جواب مین) یون کہا کہ یہ چیز دجسکا تو دعوی کرتا ہو میرے پاس فلان شخص نے جو اسوقت
یہان نہین ہو امانت رکھی ہو یا کرایہ پر دے رکھی ہو یا مانگے دے رکھی ہو یا میرے پاس رہن رکھی ہو یا مین نے اُس سے
زبردستی چھین لی ہو اور اپنے اس کہنے پر گواہ بھی پیش کردے تو ان دپانچون صورتون مین مدعی کا دعوی خارج
کردیا جائیگا اور اگر یون کہے کہ مین نے فلان آدمی سے جو اب یہان نہین ہو مول لی ہو یا مدعی کہے کہ یہ چیز میرے

پاس سے چوری گئی ہے اور قابض کہے کہ یہ میرے پاس امانت رکھی ہے اور اسپر گواہ لے آئے تو ان دونون صورتون مین دعوی خارج نہوگا اگر مدعی کہے کہ مین نے یہ چیز فلان آدمی سے خریدی ہے اور قابض کہے کہ میرے پاس اسی نے یہ امانت رکھی ہے تو اس صورت مین بھی دعوی خارج ہوجائے گا۔

باب ما یدعیه الرجلان

(یعنی جس چیز کے دو شخص مدعی ہون اسکے بیان مین)

ب ت اگر ایک چیز ایک شخص کے پاس ہو اور دو مدعی کھڑے ہو کر اس کو گواہون سے اپنی ہونا ثابت کردین تو یہ دونون کو نصف نصف دلا دیجائیگی اور اگر مدعی ایک عورت سے اپنا اپنا نکاح ہونا گواہون سے ثابت کرین تو دونون کے گواہون کی گواہی رد کردی جائیگی اور وہ عورت اسکو ملیگی جسکو یہ خود ہی سچا کہے یا جسکے گواہ پہلے گذرین اور اگر کوئی چیز ایک ہی شخص سے خریدنے پر دو مدعی ہو کر گواہ پیش کردین تو ہر ایک کو وہ چیز آدھی آدھی نصف نصف قیمت پر دلائی جائیگی چاہے ہر ایک لیلے چاہے نہ لے اور اگر مقدمہ کا فیصلہ ہونیکے بعد ایک مدعی آدھی چیز لینے سے انکار کردے تو دوسرا مدعی ساری نہین لیسکتا اور اگر (دو مدعی تھے) دونون نے خریدنے کی تاریخ بیان کی تو جسکی تاریخ پہلی ہوگی اسکو ڈگری دیجائیگی وہ یہ جسکا قبضہ ہوگا اسکو ملیگی اور خریدنیکا دعوی اسکے گواہ ہبہ کے دعوی اور اسکے گواہون سے بہتر ہین اور خریدنیکا دعوی اور رہن لینے کا دعوی دونون برابر ہین اور رہن ہبہ سے بہتر ہے (یعنی اگر ایک شخص کسی چیز پر رہن کا دعوی کرے کہ یہ میرے پاس رہن ہے، اور دوسرا کہے یہ مجھے فلان شخص نے بخشدی ہے تو رہن کا مدعی مقدم ہوگا) اگر دو شخص غیر قابض کسی چیز پر ملکیت کا دعوی کرکے گواہون سے مع تاریخ ثابت کردین یا دونون ایک ہی سے خریدنے کو گواہون سے ثابت کردین تو دونون صورتون مین جس مدعی کی تاریخ اول ہوگی اسکو ڈگری دیجائیگی اور اگر ایک مدعی نے ایک شخص سے خریدنا گواہون سے ثابت کیا اور دوسرے نے دوسرے شخص سے اور دونون نے تاریخ بھی ایک ہی بیان کی تو دونون مدعی برابر ہین گے (یعنی وہ چیز دونون کو آدھی آدھی دیدیجائیگی) اگر غیر قابض نے اپنی ملکیت مع تاریخ گواہون سے ثابت کی اور قابض کی تاریخ اس سے پہلے سے اسکی ملکیت ثابت کرتی ہے یا قابض اور غیر قابض دونون نے اس دعوی پر گواہ پیش کیے کہ یہ بچہ میرے گھر پیدا ہوا میرے ہی جانور کا ہے یا ملکیت کے سبب پر دونون نے گواہ گذران دیے اور وہ سبب بھی ایسا ہے کہ دو دفعہ نہین ہوسکتا (مثلا گواہون سے یہ بیان کرایا کہ یہ سوتی کپڑا اسی نے بنا اسی کی ملک ہے یا یہ دودھ اسی نے دوہا اسیکا ہے) یا غیر قابض نے گواہون سے فقط اتنا ثابت کرایا کہ یہ چیز میری ہے اور قابض کے گواہون نے یہ بیان کیا کہ ہمارے مدعی نے اس مدعی ثانی سے خرید لی ہے تو ان سب صورتون مین قابض کی ڈگری ہوگی اگر ایک چیز پر دو مدعی ہون

ف یعنی اگر ایک شخص یہ دعوی کرے کہ یہ چیز مین نے فلان سے خریدی ہے اور دوسرے نے دعوی کیا کہ یہ مجھکو فلان شخص نے ہبہ کی ہے اور دونون نے گواہ پیش کیے تو خرید کا دعوی کرنیوالے کے گواہ منظور کیے جائینگے اور اگر مرد نے خریدنے کا دعوی کیا اور ایک عورت نے مہر مین لینے کا تو دونون کا دعوی اور گواہ برابر ہین یعنی دونونکو آدھی آدھی وہ چیز دیدیجائیگی ف۲ یعنی پہلے گواہون سے ثابت کرادین کہ یہ چیز فلان تاریخ سے میری ملک ہے ف۳ مثلا ایک کے گواہ کہین کہ ہمارے مدعی نے دسوین محرم کو خریدی ہے اور دوسرے کے

(یہ کہے میری ہی وہ کہے میری ہی) اور دونون کے گواہ ایکدوسرے سے خریدنا بیان کرین (یعنی ان ہی دونون مین سے اسکے گواہ کہین اس سے خریدی ہی اسکے گواہ کہین اس سے خریدی ہی) تو دونون کے گواہ ساقط الاعتبار ہون گے اور (وہ گھر وغیرہ) قابض ہی کے پاس چھوڑ دیا جائیگا اور ایک کے گواہون کے گنتی زیادہ ہونیسے اس کے دعوی وغیرہ کو ترجیح نہین دیجائیگی اگر مکان ایک شخص کے قبضہ مین ہی اسپر دوسرے نے دعوی کیا کہ اسمین آدھا میرا ہی اور تیسرے نے دعوی کیا کہ سارا ہی میرا ہی اور دونون نے گواہ بھی پیش کر دیے تو ایسی صورت مین آدھے کے مدعی کو چوتھائی مکان ملیگا اور سارے کے مدعی کو باقی کے تین حصے **ف** یہ حکم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہی جسکی دلیل یہ ہی امام موصوفؒ فرماتے ہین کہ جو شخص سارے کا مدعی ہی آدھی مین تو اسکے کوئی مخالف ہی نہین ہے لہذا آدھا مکان تو بلا نزاع اس کا ہوگا اور باقی کے آدھے مین دونون کا نزاع چونکہ ایک درجہ کا ہے لہذا وہ آدھا دونون مین نصفا نصف کر دیا جائیگا اس حساب سے ایک کو ایک چوتھائی پہونچیگا اور دوسرے کو تین چوتھائی اور صاحبین کا مذہب یہ ہی کہ اس مکان کے تین حصے کیے جائینگے جنمین سے ایک حصہ نصف کے مدعی کا اور دو حصے اسکے کہ جو سارے حصہ کا مدعی ہی حاشیہ **ت** اور اگر وہ مکان انہی مدعیون ہی کے قبضہ مین ہی (کہ جنمین سے ایک آدھے کا مدعی ہے اور دوسرا سارے کا) تو مکان سارے کے مدعی کو مل جائیگا اگر دو شخص ایک جانور کے بچہ پر اس بات کے گواہ پیش کرین کہ یہ بچہ ہمارے ہی ہان پیدا ہوا ہمارا ہی ہی (یعنی ہر ایک مدعی یہی ثابت کرے) اور دونون اسکے پیدا ہونیکی تاریخ بھی بیان کرین تو جسکی تاریخ اسکی عمر کے مطابق پڑیگی وہ بچہ اسی کو دلا دیا جائیگا اور اگر عمر معلوم نہ ہو سکے تو یہ بچہ دونونکا رہیگا (کیونکہ گواہ مع تاریخ دونون کے پاس ہین ایک دوسرے سے بڑھا ہوا نہین ہی) اگر ایک چیز ایک شخص کے قبضہ مین ہی اور دو شخص غیر قابض اسپر مدعی ہین انہین سے ایک کے گواہ یہ بیان کرتے ہین کہ یہ چیز اصل مین ہمارے مدعی کی ہی اور اس قابض نے اسکی زبردستی دبا رکھی اور دوسرے مدعی کے گواہ کہتے ہین کہ یہ اصل مین ہمارے مدعی کی ہی اسنے اسکے پاس بطور امانت کے رکھی ہے تو دونون کے گواہ برابر ہین (یعنی وہ چیز انہین سے کسیکو بھی نہین ملیگی) اگر ایک جانور کے دو مدعی ہین ایک اسپر سوار ہی دوسرا لگام پکڑے ہوے ہی یا ایک کپڑے کے دو مدعی ہین ایک پہنے ہوے ہی دوسرا آستین پکڑے ہوے ہی تو ان مین جو جانور پر سوار اور جو کپڑا پہنے ہوے ہی اسکا حق ان دونون سے زیادہ ہے (لہذا جانور سوار کو ملیگا اور کپڑا پہننے والے کا ہوگا) اگر ایک اونٹ کے دو مدعی ہون کہ ان مین سے ایک کا اسپر بوجھ لدا ہوا ہے (دوسرا ویسے ہی پکڑے ہوئے ہی) تو یہ اونٹ بوجھ کے مالک کو ملیگا اور ایک دیوار پر دو آدمیونکا جھگڑا ہو کہ انہین سے ایک کی چھت کی کڑیان اسپر رکھی ہوئی ہین (اور دوسرے کی نہین ہین) تو وہ دیوار اُن

کڑیون والے کی ہوگی یا ایسی دیوار پر جھگڑا ہو کہ ایک کے گھر سے ملی ہوئی ہے (اور دوسرے کے سے کسی قدر علیحدہ ہی) تو وہ دیوار اسی کی ہی جسکے گھر سے ملی ہوئی ہے دوسرے کی نہین ہی۔ ایک کپڑا ایک کے ہاتھ مین ہی اور دوسرے کے ہاتھ مین اسکا ایک پلہ ہے تو دونون کو آدھا آدھا بانٹ دیا جائے ایک لڑکا (ایک آدمی کے پاس ہی جو اپنا حال (سمجھ کر) کہہ سکتا ہے اب وہ لڑکا کہتا ہی کہ مین آزاد ہون (کسی کا غلام نہین ہون اور وہ آدمی کہتا ہی کہ یہ میرا غلام ہے) تو لڑکے کا کہنا معتبر ہوگا اور اگر (سمجھدار لڑکا) یون کہی کہ مین فلان شخص کا غلام ہون یا اپنا حال نہ کہہ سکے تو ان دونون صورتون مین اُسی کا غلام رہے گا جسکے پاس ہے اگر ایک مکان کی دس کوٹھریان ایک کے پاس ہین اور ایک کوٹھری ایک کے پاس ہی تو اس مکان کا صحن (یعنی آنگن) دونون کا آدھا آدھا ہوگا ایک زمین کے اگر دو مدعی ہین اور ہر ایک کا یہ دعویٰ ہی کہ زمین میری ہی اور ان مین سے ایک نے اسمین اینٹین پاتھ رکھی ہین یا مکان بنایا تھا یا اسمین کنوان کھودا تھا تو یہ زمین اسی کی ہی جسکے قبضہ مین ہے (یعنی اسمین یہ تصرف کر رکھے ہین) کہ اگر کوئی ان مین سی اس مضمون کے گواہ پیش کر دے کہ یہ زمین میرے قبضہ مین ہی (تو اسی کو ملتی ہی یہی حکم اس کا بھی ہے)

باب دعوی النسب

(یعنی نسب کے دعویٰ کا بیان)

ت ایک شخص نے لونڈی بیچی تھی اور مشتری کے ہان جا کر بکنے کیوقت سے لیکر چھ مہینہ سے بھی کم مین اسکے بچہ ہو گیا اور بیچنے والے نے دعویٰ کیا کہ یہ بچہ میرے نطفہ سے ہونیکے باعث میرا ہی تو اُسیکا ہوگا اور یہ لونڈی اسکی ام ولد ہوگی اور بیع ٹوٹ جائیگی اور مشتری کے دام واپس دیدئے جائینگے اگرچہ مشتری کا دعویٰ بائع کیساتھ ہی ہو یا بعد مین ہوا ہو اور یہی حکم اس صورت مین ہی کہ بائع اس بچہ پر لونڈی کے مرنیکے بعد دعویٰ کرے بخلاف بچہ کے مرنیکے بعد دعویٰ ہونیکے اور دونون کا آزاد ہونا (اس حکم مین) مثل دونون کے مرنیکے ہی ف یعنی اگر کسی نے لونڈی بیچی اور اسکے چھ مہینے سے کم مین بچہ پیدا ہو گیا پھر لونڈی کو مشتری نے آزاد کر دیا تو نسب ثابت ہونے مین اس کا حکم بھی وہی ہی جو اس لونڈی کی مرنے کیوقت حکم ہی یعنی بائع کا نسب ثابت ہو جائیگا اور اگر بچہ کو آزاد کیا اور پھر بائع نے دعویٰ کیا تو اب یہ بچہ اسکا نہین ٹھیریگا ت اور اگر وہ چھ مہینے سے زیادہ مین بچہ جنی ہی تو اسوقت بائع کا یہ دعویٰ خارج کر دیا جائیگا ہان اگر مشتری ہی اسکی تصدیق کرلے (تو اس صورت مین پھر وہ بائع کا بیٹا قرار دیا جائیگا) اگر دو جوڑوان بچے پیدا ہوے اب اگر انمین سے ایک کو کوئی یون کہی کہ یہ میرا ہی تو دونون اسی کے ٹھیرینگے پس اگر مالک نے انمین سے ایک بیچدیا اور مشتری نے خرید کر اُسے آزاد بھی کر دیا اسکے بعد بائع نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا ہی تو دونونکا نسب اس سی ثابت ہو جائیگا اور مشتری کا آزاد کرنا بیکار ہوگا

ایک آدمی کے پاس ایک لڑکا ہے پہلے اُسنے یہ کہاکہ یہ لڑکا فلان شخص کا بیٹا ہو پھر کہاکہ میرا ہی بیٹا ہو تو اب اُسکا بیٹا نہین ہوسکتا اگرچہ وہ شخص جسکا بیٹا ہونیکا اُسنے اقرار کیا تھا اسکے بیٹا ہونیسے انکار بھی کردے اگر ایک لڑکا ایک مسلمان اور ایک عیسائی کے پاس ہو عیسائی کہتا ہو یہ میرا بیٹا ہے اور مسلمان کہتا ہو میرا غلام ہو تو یہ لڑکا عیسائی کا بیٹا آزاد ہو اگر دو میان بیوی کے پاس ایک لڑکا ہو میان کہتے ہین یہ میرا لڑکا اور بیوی سے ہو اور بیوی کہتی ہو کہ یہ میرا بیٹا دوسرے شوہر سے ہو تو وہ ان دونون کا ہوگا کسی نے ایک لونڈی خریدی تھی اسکے بچہ ہوا اور مشتری نے دعوی کیا کہ یہ میرا لڑکا ہو پھر وہ لونڈی کسی اور کی نکلی تو اب یہ مشتری اس بچے کی قیمت بھرے اور بچہ آزاد ہو اور اگر یہ بچہ مرجائے تو اسوقت بچہ کی قیمت مشتری کو نہین دینی پڑے گی اگرچہ یہ بچہ کچھ مال بھی چھوڑے (جو ورثہ ہو کر اس مشتری کو پہنچ جائے) اور اگر اس بچہ کو کسی نے قتل کردیا اور اب وہ لونڈی کسی اور کی نکلی (تو یہ مشتری یعنی باپ اسکی قیمت کا تاوان بھرے اور بعد مین لونڈی کے دام اور بچہ کی یہ قیمت (جسکا ڈنڈ بھرا ہے) بائع سے پھیرے باقی صحبت کی اجرت اب نہین پھیر یگی (یعنی بائع نے اگر غیر کی لونڈی کا نام کرکے اس مشتری سے صحبت کی اجرت بھی لیلی ہو تو وہ اب واپس نہوگی

کتاب الاقرار
اقرار کا بیان

غیر کا حق اپنے ذمہ ثابت ہونیکی خبر کرنیکو (شرع مین) اقرار کہتے ہین (اور جسکے حق کا اقرار کرے اسے مقرلہ کہتے ہین اور جو اقرار کرے اسے مقر کہتے ہین) اگر کوئی آزاد عاقل بالغ کسی کے حق کا اقرار کرلے تو یہ اقرار صحیح ہے اگرچہ وہ گول مول ہی ہو مثلاً دون کہاکہ میرے ذمہ فلان شخص کی) کوئی چیز ہو یا کچھ حق ہو پھر اس گول مول گو اس سے زبردستی بیان کرایا جاویگا اور بیان مین وہ ایسی چیز کہے جسکی کچھ قیمت بھی ہو پھر اگر مقرلہ اس سے زیادہ کا دعوی کرے تو اسوقت اس مقر کا قول مع قسم کے معتبر ہوگا اگر کسی نے یون اقرار کیا کہ میرے ذمہ فلانے کا مال ہو (یہ نہین کہاکہ کتنا ہو) اب اگر وہ ایک درہم سے کم بتلانے لگے تو اسکا اعتبار نہین کیا جائے گا اور اگر بڑے مال کا اقرار کیا ہو تو نصاب (زکوۃ کی مقدار) کا اقرار ثابت ہوگا اور اگر یون اقرار کیا ہے کہ میرے ذمہ بہت بڑے مال ہین تو اس سے تین نصابون (کی مقدار) کا اقرار ثابت ہوگا اور اگر اقرار مین بہت سے روپے کہے ہین تو یہ دس روپے کا اقرار ہے اور اگر روپے کہتے ہین (کہ میرے ذمہ فلانے کے روپے ہین) تو یہ تین روپون کا اقرار ہو اور اگر کہا کہ میرے ذمہ اتنا روپیہ ہو تو یہ ایک روپیہ کا اقرار ہو (کیونکہ اسنے اتنے کی خود ہی روپیہ سے تشریح کردی ہو) اور اگر یون اقرار کیا کہ میرے ذمے اتنے لتنے ہین تو یہ گیارہ روپے کا اقرار ہے اور اگر کہاکہ اتنے اور اتنے) ہین تو یہ اکیس[۲۱] روپے کا اقرار ہو اور اگر یون کہاکہ اتنے اور اتنے اور اتنے یعنی) تیسری دفعہ مین پھر اور لایا تو اس سے اکیسو اکیس[۱۲۱] کا

اقرار ثابت ہوگا اور اگر چوتھی دفعہ پھر اور ذکر کیا تو اس سے الکہزار اور بڑھ جائینگے اور اگر یون کہا کہ فلانے کا مجھپر یا میری طرف اسقدر ہی تو یہ قرض کا اقرار ہوا اور اگر کہا کہ میرے پاس یا میرے ساتھ یا میرے گھر مین یا میری صندوق مین یا میری تھیلی مین فلانیکے روپے ہین تو یہ امانت کا اقرار ہو اگر ایکنے دوسرے سے کہا کہ میرا تجھپر الکہزار روپیہ ہی وہ بولا اُن کو تول لے یا کہا پرکھ لے یا کہا مجھے ان کی کچھ مہلت دیدے یا کہا مین تو وہ ادا کرچکا ہون یا کہا مین دوسرے کا حوالہ دے چکا ہون تو (سب صورتون مین) یہ کہنا قرض کا اقرار ہو اور اگر ایسا کوئی لفظ نہین کہا جس سے ان روپون کی طرف اشارہ ہو (وہ سمجھ مین آتے ہون) تو اس صورت مین ان سب کلمات سے اقرار ثابت نہوگا اگر کسی نے میعادی قرض کا اقرار کیا اور جسکے لیے اقرار کیا تھا اُسنے دعوی کیا کہ میعادی نہین ابھی دینے کا ہی تو اُسے ابھی دینا پڑیگا اور اسی مقر لہ کو میعاد (نہ ہونے) پر قسم دیجائیگی اور اگر کسی نے یون کہا کہ میرے ذمہ فلان شخص کا ایک سو اور ایک روپیہ ہی تو اس سٹو سے بھی روپے ہی مراد ہونگے اور اگر یون کہا کہ ایک سٹو اور ایک کپڑا ہی تو سٹو کو اس سے بیان کرائینگے (کہ سٹو کہنے سے تیری کیا مراد ہی) اور اسیطرح اگر یون کہا ہو کہ ایک سٹو اور دو کپڑے مین (اس صورت مین بھی سٹو کو اس سے پوچھین گے) بخلاف اسکے کہ یون کہا ہو کہ میرے ذمہ ایکسو اور تین کپڑے ہین (کہ اس اقرار مین سب کپڑے ہی مراد ہونگے) اگر کسی نے یون اقرار کیا کہ فلانیکا میرے پاس ایک ٹوکرہ چھوہارونکا ہی تو ٹوکرہ اور چھوہارے دونون دینے پڑینگے اور اگر یون اقرار کیا کہ اصطبل مین فلانیکا گھوڑا مجھے دینا ہی تو اُسے فقط گھوڑا ہی دینا پڑیگا اور انگوٹھی کے اقرار مین چھلّہ اور نگینہ دونون دینے ہون گے اور تلوار کے اقرار مین پھل میان اور پرتلہ تینون چیزین دینی ہون گی اور چھپر کھٹ کا اقرار کرنیمین اسکی لکڑیان اور پردہ دونون دینے ہونگے اور اگر کہا کہ میرے ذمہ فلانے کے ایک گٹھری کپڑے ہین یا ایک کپڑے مین بندھے کپڑے ہین تو دونون صورتون مین کپڑا اور گٹھری دونون دینے پڑینگے اور اگر یون اقرار کیا کہ دس کپڑون مین ایک کپڑا میرے ذمہ ہو تو ایک ہی کپڑیکا اقرار ہوگا اور اگر کہا پانچ مین پانچ روپے میرے ذمہ ہین اور اس کہنے سے اسنے ضرب مراد لی تو پانچ ہی روپے دینے ہونگے اور اگر اُسنے یہ نیت کی تھی کہ پانچ کے ساتھ پانچ اور میرے ذمہ ہین تو دس دینے ہونگے اگر یون اقرار کیا کہ فلان شخص کے میرے ذمہ ایک سے دس روپے تک ہین یا کہا کہ ایک روپے سے دس روپے تک کے درمیان میرے ذمہ ہین تو دونون صورتون مین نو روپے دینے پڑینگے اور اگر کسی نے یون کہا کہ میرے گھر مین سے اس دیوار سے لیکر اس دیوار تک (زمین) فلان شخص کی ہی تو فقط ان دونون دیوارون کے بیچ کی زمین اسکی ہوگی (دیوارین اسکی نہ ہونگی) اور حمل کا اقرار کرنا درست ہی **ف** مثلا

کسی نے اگر یون کہا کہ میری اس لونڈی کا حمل فلان شخص کی ملک ہے یا اس جانور کے حمل کا فلانا آدمی مالک ہے تو یہ اقرار درست ہے بچہ دینا پڑیگا ت اور حمل کیلیے اقرار کرنا درست ہے اگر مقر (حمل کی ملکیت ثابت کرنی) کوئی لایق سبب بیان کردے ورنہ پھر اقرار درست نہوگا (بلکہ لغو ہو جائیگا) اگر کسی نے یون کہا کہ فلان شخص کے میرے ذمہ (ایکہزار روپے ہین) اس شرط پر کہ تین دنکا مجھے اختیار ہے تو یہ روپے اُسے دینے پڑینگے اور یہ شرط کا نام لینا بیکار ہوگا۔

باب الاستثناء وما فی معناه

ت جس چیز کا اقرار کرلیا ہو اُسمین سے تھوڑی سی چیز کا استثنا کرنا (یعنی اقرار مین سے اسکو الگ کرلینا) درست ہے اگر اقرار کیساتھ ہی ساتھ استثنا کیا ہو مثلاً (کہا میرے ذمہ فلان شخص کے چار روپے ہین مگر ایک روپیہ یا یون کہا کہ میرے ذمہ چار روپے ہین ایک کم تو دونون صورتون مین ایک کو اقرار مین سے نکالنا درست ہے بشرطیکہ ایک ساتھ ہی کہدیا ہو) اس صورت مین استثنا سے جس قدر روپے بچین گے وہ اسکے لازم ہون گے اور جتنے کا اقرار کیا ہو اس سب کا استثنا کرنا درست نہین (مثلاً کوئی یون کہے میرے ذمہ دس روپے ہین مگر دس تو یہ استثنا غلط اور لغو ہے اور جو چیزین تپی یا تلتی ہین انکو روپون مین سے استثنا کرنا درست ہے (مثلاً کوئی یون کہے میرے ذمہ اسکے ہزار روپے ہین مگر دس من گیہون کم تو یہ استثنا درست ہے اور ان کے سوا اور چیزون کو استثنا کرنا درست نہین ہے ف مثلاً کسی نے یون اقرار کیا کہ میرے ذمہ فلان شخص کے ایکہزار روپے ہین مگر دس تھان کم تو یہ استثنا درست نہین ت اگر کسی نے اپنے اقرار کے ساتھ انشاء اللہ بھی ملا دیا تو اس کا اقرار باطل ہوگا اگر کوئی مکان کا اقرار کرکے عمارت کو مستثنے کرنے لگے تو (یہ استثنا درست نہین اور دونون چیزین مقر کی ہونگی (یعنی مکان اور عمارت دونون دینے پڑینگے) اور اگر یون اقرار کیا کہ اس مکان کی دیوارین میری ہین اور صحن تیرا ہے تو اسکے کہنے کے موافق کیا جائیگا اور اگر کسی نے یون کہا کہ ایک غلام کی قیمت کے ایکہزار روپے فلان شخص کے میرے ذمہ ہین مگر وہ غلام ابھی مین نے اس سے لیا نہین ہے پس اگر اسنے غلام معین کردیا تھا اور اس شخص نے (جسکے لیے اسنے اقرار کیا ہے) غلام اسکے حوالہ کردیا تو ہزار روپے اسے دینے پڑینگے اور اگر غلام نہین دیا تو نہ دینے پڑینگے اور اگر اسنے غلام کی کچھ تعیین نہین کی تو ہزار روپے اسے ابھی دینے لازم ہو جائینگے جیسا کہ اگر کوئی یون کہدے کہ شراب کی یا سور کی قیمت کے ایکہزار روپے فلان شخص کے میرے ذمہ ہین (تو مقر کے ذمہ ہزار ہو جاتے ہین اور مقر لہ کے ذمہ شراب یا سور نہین ہوتا) اور اگر یون کہا کہ میرے ذمہ ایکہزار ہین اسباب کی قیمت کے یا کہا اُسنے مجھے قرض دیے ہین اور وہ کھوٹے ہین یا غیر مروج ہین (اور مقر لہ

کہتا ہے میرے کھرے ہیں) تو مقر کو کھرے ہی دینے پڑینگے بخلاف غصب اور ودیعت کے **ف** یعنی اگر کوئی یون کہے کہ مین نے اکہزار کھوٹے روپے اس سے چھین لیے تھے یا اُسنے کھوٹے امانت کے طور پر میرے پاس رکھے تھے تو ان دوصورتون مین اسکا کہنا معتبر ہوگا **ت** اگر کسی نے یون کہا کہ میرے ذمہ فلان شخص کے ہزار روپے ہین اور ساتھ ہی یہ کہا اگر اتنے (مثلاً سَو) یا کم وبیش اُسنکم کردیے تو اسکے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا اور اگر ساتھ نہین کہا تو اس کہنے کا اعتبار نہین ہونے کا اگر کسی نے ایک کپڑا چھین لینے کا اقرار کیا تھا اور پھر عیب دار لاکے دیا (کہ تیرا یہی ہے اور کپڑے والا کہتا ہے میرا اور تھا تو اس لانے والے کا کہنا معتبر ہوگا اگر کسی نے (کسی سے) یون کہا کہ مین نے تجھ سے ایک ہزار روپے امانتاً لیے تھے اور وہ (میرے پاس سے) جاتے رہے ہین اور دوسرا کہتا ہے تونے وہ روپے مجھ سے زبردستی چھینے تھے تو یہ روپے اقرار کرنیوالے کو دینے ہون گے اگر کسی نے (دوسرے سے) یون کہا کہ تونے مجھے اکہزار روپے امانتاً دیے تھے وہ بولا تونے مجھ سے زبردستی چھینے تھے تو یہ اس مقر کو دینے نہین پڑینگے (کیونکہ مقر نے خود لینے کا اقرار نہین کیا) اگر (مثلاً) زید نے عمرو سے کہا کہ میری یہ چیز تیرے پاس امانت تھی اب مین نے لیلی ہے عمرو بولا (تو جھوٹا ہے) یہ تو میری ہی ہے تو یہ عمرو اسکو لے سکتا ہے (اگر اسکے پاس ہو ورنہ اسکی قیمت لیلے) اگر (زید کہے کہ) مین نے اپنا یہ اونٹ یا یہ کپڑا فلان شخص کو کرایہ پر دیا تھا وہ سوار ہوا اور (اپنا کام کرکے) اب مجھے واپس دے گیا ہے یا کہا یہ کپڑا اُسنے پہنا تھا اور اب واپس دیا ہے اور وہ کہتا ہے کہ (تو جھوٹا ہے یہ اونٹ یا یہ کپڑا تو میرا ہی ہے) تو اس صورت مین زید کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا اگر کسی نے یون کہا کہ (میرے پاس) یہ ہزار روپے فلان شخص کی امانت ہین نہین بلکہ فلان شخص کی (یعنی کسی اور کا نام لیدیا) تو اس اقرار کرنیوالے کو اکہزار روپے پہلے کو دینے پڑینگے (یعنی جسکا پہلے نام لیا ہے) اور اتنے ہی دوسرے کو

باب اقرار المریض

یہ باب بیمار کے اقرار کے بیان مین

ت اگر کوئی بیمار اپنے مرض الموت مین کسی کے قرض کا اقرار کرے تو صحت کی حالت کا قرض اور وہ کہ جو اسکی بیماری مین اسکی دوا وغیرہ معمولی سبب سے ہوا ہو اُسپر مقدم ہوگا (یعنی اگر وہ مرگیا تو اسکے ترکہ مین تو اول اسکی صحت کی حالت کا قرض اور دوا وغیرہ کا ادا کیا جائیگا اور اسکے بعد مین یہ ادا کیا جائیگا جسکا بیماری مین اقرار کیا ہے) اور وارثون کو دنیا اس سے بھی مؤخر کیا جائیگا (یعنی وارثون کو ترکہ کل قرض ادا کر کے دیا جائیگا) اگر بیمار نے اپنے ذمہ کسی وارث کے روپیہ ہونیکا اقرار کیا تو یہ اقرار باطل ہے (اس اقرار کا اعتبار نہین کیا جائیگا ہان اگر باقی سب وارث اسکی تصدیق کرلین (تو اسوقت اقرار معتبر ہوگا) اور اگر بیمار کسی غیر آدمی کے لیے اقرار کرے تو یہ اقرار درست ہے گو اس

اقرار مین اسکا سب مال آجائے۔ اگر کسی غیر آدمی کے لیے اقرار کیا تھا (کہ اسکا اتنا قرض میرے ذمہ ہی) پھر کہا
کہ یہ تو میرا بیٹا ہے تو اس مقر سے اس کا نسب ثابت ہو جائیگا (یعنی یہ اسکا بیٹا قرار دیا جائیگا) اور قرض کا اقرار
باطل ہو گا اگر بیمار نے کسی اجنبی عورت کیلیے اقرار کیا پھر اس سے نکاح کر لیا تو اسکا اقرار صحیح ہی بخلاف ہبہ اور وصیت
کے **ف** یعنی اگر اجنبی عورت کو کسی بیمار نے کوئی چیز بخشدی یا وصیت کر دی پھر اس سے نکاح کر لیا تو یہ بخشش
اور وصیت باطل ہو گی اور نکاح مین فرق نہ آئیگا **ت** اگر کوئی اس عورت کے لیے جسکو بیماری مین تین طلاق
دیچکا ہی قرض کا اقرار کرلے تو اس عورت کو وہ ملیگا جو میراث اور اقرار مین سے کم آتا ہی **ف** یعنی اگر میراث مین اسکو
کم پہنچتا ہی اور اقرار بہت روپیہ کا ہی تو میراث دینگے اور اگر اقرار چند روپے کا ہی اور میراث مین اسکو بہت پہونچتا ہی تو
اقرار پورا کر دیا جائیگا **ت** اگر کسی نے ایسے لڑکے کیلیے جسکے باپ کا کچھ پتہ نہین اپنے بیٹے ہونیکا اقرار کیا اور اتنا لڑکا
اس مقر جیسے آدمی کے ہو بھی سکتا ہی اور اس لڑکے نے بھی اس کی تصدیق کر لی (کہ ہان مین اسی کا بیٹا ہون)
تو لڑکے کو اسی کا بیٹا قرار دیا جائے گا اگرچہ مقر بیمار ہو اور یہ لڑکا میراث مین اسکے اور وارثون کے شریک
ہو گا۔ اگر مرد کسی کو اپنا بیٹا یا باپ مان یا جورو یا آقا ہونے کا اقرار کرلے یا عورت کسیکی بابت اپنی مان یا باپ
یا خصم یا آقا ہونے کا اقرار کرلے تو دونون کے اقرار صحیح ہین اور اگر عورت کسی لڑکے کو اپنا بیٹا بتلائے تو یہ
اقرار اسوقت صحیح ہے کہ ایک دائی اسبات کی گواہی دیدے (کہ اُسی کا بیٹا ہے)۔ یا اسکا خصم اس کی تصدیق
کرلے اور ان سب صورتون مین مقر لہ کا تصدیق کرنا بھی ضروری ہی اور مقر کے مرنے کے بعد بھی انکا تصدیق
صحیح اور قابل اعتبار ہو گا۔ مگر شوہر کا اس عورت کے مرنیکے بعد اس کی تصدیق کرنا (کہ ہان مین اسکا
شوہر ہون) معتبر نہین ہی۔ اگر کسی نے اپنا بھائی یا چچا جیسے رشتون مین سے کسی رشتہ کا اقرار کیا تو وہ
اُسکا بھائی یا چچا نہین بننے کا ہان اسکے سوا قریب کا یا دور کا اس کا اور کوئی رشتہ دار نہین ہی تو یہ
مقولہ (یعنی جس کا اُس نے بھائی یا چچا بنایا ہے اُسکا وارث ہو جائے گا ورنہ نہین ہونے کا۔ اگر کسی کا
باپ مر گیا تھا اُسنے ایک لڑکے کی بابت اپنا بھائی ہونے کا اقرار کیا (کہ یہ میرا بھائی ہے تو وہ ورثہ مین اسکا
شریک ہو کر اُس سے آدھا بٹوالے) گا۔ اور اس کے باپ سے اُسکا نسب ثابت نہین ہونے کا
اگر ایک شخص نے دو بیٹے چھوڑے تھے اور ایک غیر شخص کے ذمہ اس کے سو روپے آتے تھے ان
دونون بھائیون مین سے ایک نے یون کہا کہ ان سو روپون مین سے پچاس روپے باوا جی
لے چکے ہین تو اس کہنے والے کو (ان سو مین) سے کچھ نہین ملے گا اور یہ پچاس اس دوسرے کی ہونگی

کتاب الصلح

ت صلح (شرع میں) اُس معاملہ کا نام ہے جس سے (آپس کا نزاع رفع ہو جائے اور یہ جائز ہے
خواہ اقرار کے ذریعہ سے ہو (کہ مدعا علیہ مدعی کے دعوی کا اقرار کرلے) یا سکوت کے ذریعے یا انکار کے ذریعہ سے
(یعنی مدعا علیہ منکر ہو یا نہ منکر ہو نہ مقر ہو) اگر اقراری مال کے بدلے میں مال ہی پر صلح ہوئی تو یہ صلح بیع
کے حکم میں ہوگی۔ اس میں حق شفعہ۔ خیار عیب۔ خیار رویت اور خیار شرط کے سب احکام جاری
ہوں گے ف مثلاً ایک شخص نے ایک مکان کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے ایک ہزار روپیہ دے کر اس سے
صلح کرلی۔ کہ یہ لے لے اور اب تو غیر داعی ہو جا۔ اب اس مکان میں حق شفعہ کا دعوی ہو سکتا ہے اگر اس
میں کوئی عیب نکل آئے تو واپس ہو سکتا ہے اور اگر اسنے اچھی طرح دیکھا نہیں تھا تو تین دن میں دیکھ کر واپس
ہو سکتا ہے۔ یا اگر اُسنے دو ایک دن کا اختیار واپس کرنے کا لے لیا تھا تو یہ بھی ہو سکتا ہے ت اور جس پر
صلح ہو اگر وہ معلوم نہ ہو تو صلح صحیح نہیں ہونے کی اور جس چیز کے دعوی سے صلح ہوئی وہ معلوم
نہ ہو تو صلح صحیح ہو جائے گی (جس چیز کے دعوی سے صلح ہوئی ہے اگر وہ تھوڑی سی یا ساری کسی اور
کی نکلی تو حصۂ رسد یا سارا بدل صلح مدعا علیہ مدعی سے پھیر لے (یعنی پہلی صورت میں حصہ رسد اور دوسری
صورت میں سارا مدعی سے وصول کرلے) اور اگر بدل صلح (یعنی جس پر صلح ہوئی ہے) سارا یا تھوڑا سا کسی
اور کا نکل آئے تو جس چیز کے دعوی سے صلح ہوئی تھی وہ (پہلی صورت میں) ساری اور دوسری صورت میں
حصۂ رسد مدعا علیہ سے لیلے۔ اگر مال کے جھگڑے میں مدعی کو کسی چیز کا فائدہ پہونچانے پر صلح ہو جائے
(مثلاً مدعی نے مال کا دعوی کیا تھا مدعا علیہ نے اسے رہنے کی لیے دے کر صلح کرلی تو یہ صلح کرایہ پر دینے
کے حکم میں ہے لہذا اس مکان میں مدعا علیہ کے رہنے کی مدت معین ہونی چاہیئے۔ اور دونوں میں سے
ایک اگر مر جائے تو یہ صلح باطل ہو جائیگی (جیسا کہ کرایہ کا حکم ہے) اگر مدعا علیہ کے ساکت ہونے یا انکار
کرنے پر صلح ہوئی تو جس پر صلح ہوئی ہے یہ منکر (یعنی مدعا علیہ) کے حق میں قسم کا فدیہ ہے اور مدعی کے حق میں
معاوضہ ہے پس اگر کسی مکان پر جھگڑا تھا اسمیں انکار یا سکوت سے صلح ہوئی تو اس مکان پر شفعہ
کا دعوی نہیں ہو سکے گا اور اگر ان ہی انکار یا سکوت سے کسی مکان پر صلح ہوئی تھی تو اسمیں (ہمسایہ کا)
شفعہ ضرور ثابت ہوگا اور اگر (صلح ہونیکے بعد) متنازع فیہ کا کوئی مستحق نکل آئے تو اب مدعی اس مستحق سے
جھگڑے اور بدل (صلح جو مدعا علیہ سے لیا تھا) واپس کردے اور اسمیں سے تھوڑا سا کا کوئی مستحق نکل آئے تو

اس صورت مین حصّہ رسد بدل پھیر دے اور اگر جس پر صلح ہوئی تھی (جو بدل صلح یا صلح کا بدلہ کہلاتا ہی) اسکا کوئی حقدار کھڑا ہوگیا ساری کا یا تھوڑی سی کا تو دونون صورتون مین دونون طرح کا دعوی مدعی مدعا علیہ پر کردے اور بدل صلح کا مدعی کے سپرد کردینے سے پہلے تلف ہونا (صلح کی) دونون صورتون مین (یعنی خواہ اقرار سے صلح ہونے کی صورت ہو یا سکوت وانکار سے صلح ہونے کی ہو دونون حالت مین) وہی حکم رکھتا ہی کہ جو اسکا حقدار کھڑا ہونے کی صورت مین ہی

فصل مال منفعت اور کسی نقصان کے دعوون سے صلح کرنی درست ہی حدود کے مقدمات مین صلح کرنی درست نہین ہی (کیونکہ وہ اللہ کا حق ہی اسمین بندہ درگ نہین دیسکتا) اگر کسی عورت پر نکاح کا دعوی تھا پھر میان نے کچھ روپیہ لیکر اس سے صلح کرلی تو یہ صلح درست اور بمنزلہ خلع کے ہوگی اور اگر کسی پر اپنے غلام ہونیکا دعوی کیا تھا پھر اُس سے کچھ لے کر صلح کرلی تو یہ صلح جائز اور روپیہ لیکر آزاد کرنے کے حکم مین ہی۔ اگر ماذون غلام نے قصداً کسی کو مار ڈالا تو اس غلام کا اپنی طرف سے کچھ روپیہ دیکر صلح کرنا جائز نہین ہی اور اگر ماذون غلام کے غلام نے کسی کو قصداً مار ڈالا تھا اسکی طرف سے اس ماذون نے صلح کرلی تو یہ صلح جائز ہے۔ اگر چھینی ہوئی چیز تلف ہونیکے بعد اسکا مالک اس چیز کی قیمت سے زیادہ پر یا کسی قدر اسباب پر صلح کرلے تو درست ہی۔ اگر کسی دولتمند (شریک) نے شراکت کے غلام کو آزاد کردیا تھا دوسرے شریک نے اس غلام کی نصف قیمت سے زیادہ پر اس آزاد کرنے والے سے صلح کرلی تو یہ صلح درست نہین ہی اگر کسی نے اپنی طرف سے صلح کرنے کے لیے کسی کو وکیل کیا اُسنے صلح کرلی تو جسپر صلح کی ہی (یعنی بدل صلح) وکیل کے ذمے نہوگا جبتک کہ وکیل خود ضامن نہوجائے بلکہ موکل کے ذمہ لازم ہوگا۔ اگر کسی نے ایک شخص کی طرف سے اسکی اجازت بغیر (اسکے مدعی سے) صلح کرلی تو یہ درست ہے اگر یہ صلح کرنیوالا اُس مال کا ضامن ہوگیا ہو یا اپنا مال دینا کیا ہو یا یون کہہ کر کہ ایکہزار پر صلح کرتا ہون فوراً دیدیا ہو اور اگر ان تینون صورتون مین سے کوئی نہین ہی تو یہ صلح موقوف رہیگی اگر مدعا علیہ نے اجازت دیدی تو ہوجائیگی ورنہ باطل اور لغو ہوگی۔

باب الصلح فی الدین

مدعی جس چیز کے لینے کا عقد مداینت سے مستحق ہوا ہو اُس سے صلح کرنا اپنا تھوڑا سا حق لینا اور تھوڑا سا چھوڑ دینا ہے یہ معاوضہ نہین ہے (یعنی اس صلح مین حقہ شفعہ وغیرہ کا دعوی نہین ہوسکے گا جو معاوضہ کی صورت مین ہوتا ہی) پس اگر کسی کے ذمہ ایکہزار روپیہ تھا اُسنے پانسو دینے پر صلح کرلی یا ایکہزار ابھی دینا تھا اُسمین کچھ دنون کی مہلت لیکر صلح کرلی تو یہ صلح جائز ہی۔ اور اگر کسیکے ذمہ ایکہزار درہم اب دینے

تھے اُسنے ایکہزار دینار کچھ وعدے کیساتھ دینے پر صلح کر لی یا ہزار درہم ہی کچھ وعدیسے دینے یا سیاہ درہمون سے آدھے درہم اُسی وقت دینے پر یا سفید درہمون کے دینے پر صلح کر لی تو ان سب صورتون مین صلح درست نہوگی۔ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار روپے تھے ان مین قرضخواہ نے مقروض سے کہا اگر تو پانسو کل دیدے تو باقی روپیہ سے تو بری الذمہ ہے (یعنی وہ پانسو مین نہین لینے کا) اور اُسنے ایسا ہی کیا تو وہ پانسو سے بری ہوگا اور اگر کل پانسو اُس نے ادا نہ کئے تو بری نہین ہونے کا۔ ایک شخص نے اپنے قرضخواہ سے کہا کہ مین تیرے روپیہ کا اقرار نہین کرنے کا یہانتک کہ تو مجھے کچھ مہلت نہ دیدے یا کچھ چھوڑ نہ دے اُسنے اُسے مہلت دیدی یا کچھ چھوڑ دیا تو ایسا کرنا درست ہے

فصل دو ساجھیون کا ایک پر قرض تھا ان مین سے ایک نے اپنے حصہ کی بابت ایک کپڑے پر صلح کر لی تو اب اُسکے ساجھی کو اختیار ہے کہ چاہے اپنے آدھے قرض کی بابت مقروض کے سر ہو جائے چاہے اپنے ساجھی سے آدھا کپڑا لیلے ہان اگر صلح کرنیوالا ساجھی (مقروض کی طرف سے) چوتھائی قرض کا ضامن ہو گیا (تو اب یہ آدھا کپڑا وغیرہ نہین لے سکتا) اور اگر دو ساجھیون کا ایک آدمی پر قرض تھا (ان مین سے) ایک نے اپنا حصہ لے لیا ہے تو وہ دوسرا ساجھی اسمین شریک ہو جائیگا اور جو روپیہ باقی ہے وہ دونون مل کر وصول کرین اور اگر ایک ساجھی نے اپنے حصہ مین کوئی چیز خرید لی تو یہ خریدنیوالا (مقروض کیطرف سے) چوتھائی قرضہ کا ضامن ہوگا۔ اگر دو ساجھیون نے بدھنی کی تھی پھر ایک نے اپنے حصہ کی بابت اپنا دیا ہی ہوا روپیہ ملنے پر صلح کر لی تو یہ صلح درست نہین ہے اور اگر وارثون نے اسباب مین یا زمین کی بابت ایک وارث کو کچھ دیکر ورثہ سے علیحدہ کر دیا (ترکہ کا سونا تھا) اُس سونے کے بدلے چاندی دیکر یا چاندی کے بدلے سونا دے کر علیحدہ کر دیا (یعنی اس طرح صلح کر لی) تو یہ سب درست ہے خواہ وہ مال جس پر صلح کی ہے تھوڑا ہو یا بہت ہو۔ اور اگر ترکہ مین روپے اشرفیان اور زمین وغیرہ سب تھی وارثون نے ایک وارث کو فقط روپے یا کچھ دیکر صلح کر لی تو یہ صلح درست نہین ہونے کی جبتک کہ بدل صلح اسکے حصہ سے زیادہ نہ ہو جو اسکو ترکہ مین سے روپیہ یا اشرفیان ملتی ہین اور اگر ترکہ مین لوگون پر قرض بھی تھا اور وارثون نے ایک وارث کو (کچھ دیکر اس لیے) علیحدہ کر دیا تاکہ قرضہ سارا اُن ہی کو ملے تو یہ صلح درست نہین ہونے کی۔ ہان اگر یہ اُس وارث سے یہ شرط کر لین کہ تو بدل صلح لے کر قرضدارون کو اپنا حصہ معاف کر دینا تو صلح درست ہو جائے گی۔ اور اگر مردے کے ذمے اس قدر قرض ہو جو اسکے سارے ترکے کو گھیرے ہوئے ہے تو اس صورت مین صلح کرنا اور ترکہ کو تقسیم کرنا دونون فضول اور بیکار ہین

کتاب المضاربۃ

عقد مضاربت کا بیان

ت مضاربت اُس شرکت (اور ساجھے) کو کہتے ہین کہ ایک کا روپیہ ہو دوسرے کی محنت ہو (روپیہ کے مالک کو رب المال کہتے ہین اور محنت کرنے والے کو مضارب کہتے ہین) اور مضارب (مضاربت پر روپیہ لینے کے بعد اُس روپے مین) امین ہوتا ہے اور (اُس مین) تصرف کرنے سے وکیل اور نفع ہونے کے بعد نفع کا شریک ہوتا ہے اور یہ عقد مضاربت ٹوٹنے کے بعد بمنزلہ مزدور اور ملازم کے ہوتا ہے (یعنی ایسی صورت مین اُسکو اُسکی محنت کی مزدوری ملے گی) اور خلاف کرنے سے یہ غاصب قرار دیا جائے گا اور اگر مضارب نے یہ شرط کرلی ہو کہ نفع سارا مین ہی لونگا تو یہ (مضارب نہین رہنے کا بلکہ) مقروض شمار ہوگا اور اگر رب المال نے یہ شرط کرلی کہ نفع سارا مین لونگا تو مضارب مستبضع ہوگا اور یہ مضاربت اس مال سے درست ہوتی ہے کہ جس سے شرکت درست ہوتی ہے (مثلاً روپیہ ہون یا اشرفیان ہون) اور نفع دونون کے درمیان (آدھون آدھ یا تہائی چوتھائی کا) مشترک ہوتا ہے۔ پس اگر ایک نے یہ شرط کرلی کہ مین (تمھاری نسبت) نفع مین سے دس روپیہ زیادہ لون گا (یہ مضاربت نرہی لہذا) اس مضارب کو اسکی محنت دیکھ کر مزدوری دیجایگی مگر یہ مزدوری اس سے زیادہ نہ دیجایگی کہ جو ان دونون کے درمیان مین ٹھیر چکا ہو اور جو شرط نفع کی جہالت کا سبب ہو وہ اس عقد مضاربت کو فاسد کردے گی ف مثلا رب المال نے یہ شرط کرلی کہ مین مضارب کے گھوڑے پر سوار ہو کر کلکتہ تک جاؤن گا تب آدھا نفع دونگا مضارب نے تسلیم کرلیا تو اس صورت مین اُس نے آدھے نفع کو گھوڑے کے کرائے اور اپنی محنت دونون کے عوض کر دیا اور یہ معلوم نہ ہوا کہ گھوڑے کا کرایہ کتنا لگا یا اور مضاربت کا نفع کتنا۔ اس صورت مین مضاربت فاسد ہوجایگی

ت اور اگر ایسی شرط نہ ہو تو اس سے مضاربت فاسد نہ ہوگی بلکہ وہ شرط ہی باطل ہوجایگی۔ مثلاً یہ شرط کرنا کہ اگر نقصان رہے تو وہ مضارب کے ذمہ ہوگا (اصل مالک کے ذمہ کچھ نہ ہوگا) اور (مضاربت طے ہونیکے بعد) مالک روپیہ مضارب کو دیدے اسکے دینے کے بعد مضارب کو اختیار ہے کہ چاہے اس روپیہ سے خرید فروخت نقد ون کرے یا ادھار ون کرے (ضرورت پڑے تو) وکیل کرے سفر کرے اور مال کو بضاعت پر دیدے یا امانت رکھدے لیکن (اس مال سے) کسی غلام یا لونڈی کا نکاح نہ کرے اور نہ یہ روپیہ کسیکو مضاربت پر دیوے ہان اگر اصلی مالک نے اجازت دیدی یا یون کہدیا ہو کہ (جس طرح تیرے دل مین آئے) تو اپنی رائے سے کر (تو اسوقت مضارب کو اختیار ہے کہ وہ روپیہ کسی اور کو مضاربت پر دیدے) اگر رب المال یعنی

تجارت اور منافع سارا اسکو دے ۱۲ لہ یعنی سرمایہ کے طور پر کسیکو تجارت کرنیکے لیے دیدے ۱۲

(اصلی مالک نے) (اپنے مضارب کو تجارت کے لیے) کوئی شہر یا کوئی اسباب یا کوئی وقت معین کر دیا ہو یا
کوئی شخص معین کر دیا ہو کہ تجا۔ تی معاملہ اسی سے کریو تو مضارب اُن سے تجاوز نہ کرے جیسا کہ ایک شریک
دوسرے شریک کے کہنے سے ایسے اُمور مین تجاوز نہین کر سکتا اور مضارب ایسے غلام کو نہ خریدے
جو (اسکے خرید نے سے) رب المال پر آزاد ہو جائے (یعنی رب المال کا ذی رحم محرم نہ ہو) اور نہ ایسے شخص کو
جو نفع ظاہر ہونے کی صورت مین خود مضارب پر آزاد ہو جائے اگر اُسنے ایسا کیا تو اس روپیہ کا دیندار ہوگا
ہان اگر نفع ظاہر نہ ہو اُس وقت (مضارب کو اپنا ذی رحم محرم) خرید لینا درست ہی پھر اگر تجارت مین نفع
ظاہر ہوا تو مضارب کا حصّہ آزاد ہو جائیگا اور رب المال کے حصّہ کا یہ ضامن نہوگا ہان وہ آزاد شدہ غلام
رب المال کے حصّہ کی قیمت (کما کر دینے) مین کوشش کرے۔ اگر مضارب کے پاس ایکہزار روپیہ آدھون آدھ کے
نفع پر تھا اُسنے اُس روپیہ سے ایک لونڈی خرید لی اسکی قیمت بھی ایکہزار روپیہ ہی۔ پھر اس لونڈی کے بچہ ہوا
اتفاق سے وہ بھی ایکہزار روپیہ قیمت کا تھا اب مضارب نے دعوی کیا کہ یہ لڑکا میرا ہے اور یہ مضارب ویسے
مالدار آدمی ہی اسکے دعوی کرنے کے بعد اس لڑکے کی قیمت ڈیڑھ ہزار تک پہنچ گئی تو اب رب المال
کو اختیار ہی چاہے ایکہزار دو سو پچاس روپیہ اس لڑکے سے کما لے اور چاہے اُسے آزاد کر دے اگر رب المال
نے ایکہزار روپیہ (لڑکے سے) لیلیا ہے تو اب لونڈی کی نصف قیمت اس مدعی (یعنی) مضارب سے) لیلے

باب المضارب یضارب

(اس مضارب کا بیان جو اوروں سے مضاربت کرتا ہو)

ت اگر مضارب نے (رب المال کی) اجازت بغیر مضاربت پر کسیکو روپیہ دیدیا تو جبتک وہ دوسرا مضارب
اس روپیہ سے کچھ کام نہ کریگا پہلا مضارب اس روپیہ کا ضامن نہوگا۔ پس اگر پہلے مضارب نے (رب المال کی)
اجازت سے مضاربت پر روپیہ دیدیا حالانکہ اسے یون کہہ کر روپیہ دیا گیا تھا کہ میان جو کچھ اللہ دے ہم تم آدھون آدھ
بانٹ لین گے تو اس صورت مین (دوسرے مضارب کی تجارت کے نفع مین سے) نصف تو رب المال
کا ہوگا اور چھٹا حصّہ پہلے مضارب کا اور تہائی دوسرے مضارب کا۔ اور اگر رب المال نے یون کہا تھا
کہ جو کچھ اللہ تجھے دے وہ ہم تم دونون آدھون آدھ بانٹ لین گے تو اس صورت مین ایک تہائی نفع دوسرے
مضارب کا ہی باقی جو بچے اُسکو رب المال اور پہلا مضارب آدھون آدھ بانٹ لین اور اگر رب المال نے پہلے
مضارب سے یون کہا تھا کہ میان جو نفع ہو وہ ہمارا تیرا آدھون آدھ ہے اور پہلے مضارب نے آدھے ہی
نفع پر روپیہ دیا تھا تو اب دوسرے مضارب کو اس مین سے آدھا ملیگا اور باقی آدھا یہ دونون

لینگے اور اگر پہلے مضارب سے رب المال نے یون کہا تھا کہ جو اللہ نفع کرے اس مین سے آدھا میرا ہی
یا یون کہا تھا کہ جو کچھ نفع ہو وہ ہمارا تمھارا نصفا نصف ہی اب اس مضارب نے آدھے نفع پر وہ روپیہ کسی اور
کو دیدیا تو ایسی صورت مین آدھا نفع تو رب المال کا ہی اور آدھا دوسرے مضارب کا اور پہلے مضارب کا کچھ نہین ہے
اور اگر اس صورت مین پہلے مضارب نے دوسرے مضارب کو دو تہائی نفع دینا ٹھیرا لیا تھا۔ تو اب بھی پہلا دوسرے
کو نفع کا چھٹا حصہ اور اپنے گھر سے دیگا۔ اگر کسی مضارب نے ایک تہائی رب المال کو دینا کیا اور ایک
تہائی اُسکے غلام کو بشرطیکہ غلام اسکے ساتھ کام کرے اور ایک تہائی اپنے لئے رکھا گیا تو یہ درست ہی
رب المال او دو مضارب مین سے اگر ایک مر گیا یا مرتد ہو کے دار الحرب مین چلا گیا تو عقد مضاربت اس سے
فوراً لوٹ جائیگی اور مضارب رب المال کے معزول کرنے سے معزول ہو جاتا ہی اگر اُسے معزول کرنا
معلوم ہو جاے اور اگر معلوم تو ہو گیا مگر روپیہ اسباب کی صورت مین پڑا ہوا ہے تو یہ مضارب باوجود معزول
ہونیکے اس اسباب کو بیچ دے اور اسباب کی قیمت مین کچھ تصرف نہ کرے اور اگر (مضاربت توڑ کے) دونون
علٰحدہ ہو جاوین اور مضاربت کا روپیہ لوگون پر قرض ہو اور نفع بھی ہو تو قرضدارون پر مضاربت سے بزور
تقاضا کرایا جاے اور اگر نفع نہ ہو تو مضارب کے ذمے تقاضا کرنا لازم نہین ہی ہان وہ تقاضا کرنیکے لیے اپنی
طرف سے رب المال کو وکیل کر دے۔ اور دلال سے بھی زبردستی تقاضا کرایا جاے اور مضاربت کے
روپیہ مین سے اگر کچھ تلف ہو جاے تو اس نقصان کو نفع مین سے پورا کرنا چاہیے پس اگر نقصان نفع سے
بھی بڑھ گیا تو وہ مضارب کو دینا نہ آئیگا (کیونکہ یہ امین ہوتا ہے اس سے تاوان نہین لے سکتے) اور اگر منافع
تقسیم کر لیا گیا اور عقد مضاربت ابھی باقی ہی اب مضاربت کا سارا روپیہ یا تھوڑا سا جاتا رہا تو جو نفع
دونون نے بانٹ لیا ہی پھر اُسے جمع کرین تاکہ پہلے رب المال اپنی جمع پوری کر لے اسکے بعد جو بچے اُسی دونون
بانٹ لین اور اگر کمی رہی تو اُسکا مضارب ضامن نہوگا۔ اور اگر منافع تقسیم کرنیکے بعد مضاربت توڑ دی اُسکے
بعد از سر نو پھر کی اور اب وہ روپیہ جاتا رہا تو اس صورت مین یہ اُس نفع کو نہین لوٹائینگے **فصل** اصل مالک کو
بضاعت پر (مضاربت کا) روپیہ دینے سے مضاربت نہین ٹوٹتی اگر مضارب کہین تجارت کرنیکے لئے
سفر کرے تو اسکا کھانا۔ پینا۔ کپڑا۔ اور سواری کا خرچ بھی اسی مضاربت کے روپیہ مین سے اُٹھیگا اور اگر مضارب
وہین شہر ہی مین (تجارت کا) کام کرنے لگا تو اپنا سب خرچ وہ اپنے ہی پاس سے اُٹھائے مثلاً دوا دارو کا خرچ
(خواہ شہر مین ہو خواہ سفر مین اپنے ہی پاس سے کرے) اگر تجارت مین نفع ہو تو پہلے مالک وہ خرچ وضع کرے جو مضارب نے

قولہ اس سے تجارت کرو اور جو نفع ہو وہ سب مجھے دینا تو اس سے مضاربت مین فرق نہین آتا ۱۲ منہ

اصل جمع سے صرف کرلیا ہو۔ اگر مضارب کچھ مال مرابحت کے طور پر بیچنے لگے تو جو کچھ اس مال پر خرچ پہنچا ہو اسکی قیمت مین شامل کرلے (اور سب کو جوڑ کے یون کہے کہ یہ چیز مجھے اتنی مین پڑی ہو) اور اپنا ذاتی خرچ اُسکی حساب مین نہ لگائے۔ اگر مضارب نے (مضاربت کا خریدا ہوا کپڑا) اپنے روپیہ سے دُھلوایا یا ڈھلوایا اور رب المال نے اُس سے یون کہدیا تھا کہ تو اپنی رائے سے جس طرح چاہے تجارت وغیرہ کرے تو یہ مضارب رب المال کیساتھ (سلوک کرنیوالا شمار ہوگا) اور جو کچھ اُسنے اپنے پاس سے دُھلائی ڈھلائی مین خرچ کردیا ہو اُسکا اُسے کچھ نہین ملیگا۔ اور اس کپڑے کو سُرخ رنگوا لیا تو رنگین ہونیسے جس قدر اسکی قیمت زیادہ ہوگی اُسمین یہ شریک ہے اور رنگانیسے کم قیمت ہونیکی صورت مین یہ ضامن نہوگا۔ اگر ایک مضارب کے پاس اکہزار روپیہ آدھون آدھ کے نفع پر تھا اس روپیہ کا اُسنے کپڑا خریدکر دوہزار مین بیچدیا اور ان دوہزار کا ایک غلام خریدلیا اور دام ابھی قیمت نہین دی تھی کہ (دونون ہزار روپیہ تلف ہوگیا تو ایسی صورت مین اکہزار روپیہ تو مالک اور مضارب دونون ملکر بائع کو دینگے اور اکہزار روپیہ فقط مالک دیگا اور (اسیطرح غلام مین حصّے ہونگے کہ) چوتھائی غلام مضارب کا ہوگا اور باقی تین حصّے مضاربت پر ہونگے اور دوہزار پانسو روپیہ اصلی جمع ہوگی (کیونکہ مالک کے اس غلام پر اتنے ہی صرف ہوئے ہین پندرہ سو اب دیئے اور اکہزار پہلے دیچکا تھا) اب اگر مضارب اس غلام کو نفع سے بیچنا چاہے تو دوہزار اصلی قیمت ٹھیراکر اس پر نفع لگائے اور اگر مضارب نے اپنے رب المال سے اکہزار مین ایک غلام خریدلیا جو اُسنے پانسو مین خریدا تھا۔ اب اگر یہ نفع سے کہہ کر بیچے تو پانسو پر نفع لگائے (یعنی یون کہے کہ مجھے یہ غلام پانسو مین پڑا ہے اور اتنا مین نفع لیتا ہون) اگر مضارب کے پاس آدھون آدھ کے نفع سے اکہزار روپیہ تھا اس روپیہ سے اُسنے ایک غلام خریدا جو دوہزار کی قیمت کا تھا اس غلام نے غلطی سے کسیکو مار ڈالا تو اسکے خون کا خونبہا کی تین چوتھائیان مالک کے ذمہ ہونگی اور ایک چوتھائی مضارب کے ذمہ اور یہ غلام تین روز مالک کی خدمت کرے اور ایک روز مضارب کی۔ ایک مضارب کے پاس (مضاربت کا) اکہزار روپیہ تھا اس روپیہ سے اُسنے ایک غلام خریدا ابھی قیمت دی نہین تھی کہ یہ غلام مرگیا۔ مالک نے اکہزار روپیہ اور زیادہ بھی جاتا رہا پھر اور دیا تو ابھی پھر اور دیا تو جس قدر یہ روپیہ مالک نے دیا ہے سب اصلی جمع ٹھیریگا۔ اگر مضارب کے پاس دوہزار روپیہ تھا اُسنے رب المال سے کہا کہ تمنے تو مجھے ایک ہی ہزار دیا تھا اور اکہزار کا مجھے اب نفع ہوا ہے اور رب المال کہتا ہے مین نے تجھے دوہزار دیئے تھے تو مضارب کے قول کا اعتبار کیا جائیگا۔ اگر مضارب کے پاس اکہزار روپیہ ہے اُسنے رب المال سے کہا کہ یہ روپیہ آدھون آدھ کی مضاربت پر ہے اور اکہزار مجھے اب نفع ہوا ہے اور رب المال کہتا ہے کہ یہ بضاعت پر ہے (یعنی نفع مین

سلہ مثلاً اسکی رنگائی دہلائی ڈھلائی وغیرہ سب اس مین لگادے ۱۲ سلہ اسکی وجہ یہ ہو کہ نفع کا اکہزار روپیہ تو دونونکی شراکت کا تھا اسکا تاوان بھی شراکت سے

تیرا حصہ نہیں ہے مین نے خشک تجارت کرنے کو دیا تھا) تو اس صورت مین رب المال کا قول معتبر ہوگا

کتاب الودیعۃ | امانت رکھنے کا بیان

ت اپنے مال کو حفاظت کیلیے دوسرے کے قبضہ مین کر دینے کو (شرع مین) ودیعت رکھنا کہتے ہین اور ودیعت وہ چیز ہے جو اس امین (یعنی شخص امانت دار) کے پاس حفاظت کیلئے) رکھی جائے۔ یہ ودیعت امانت ہوتی ہے اسیوجہ سے اسکی تلف ہونے پر اُس شخص سے اُسکا تاوان لینا جائز نہین ہے اور اس امین کو اختیار ہے کہ چاہے اسکی حفاظت خود کرے یا اپنے گھر والون سے کرائے (یعنی حفاظت کیلئے انکے پاس رکھدے) پس اگر ان کے سوا اُسنے اور کسی غیر آدمی کے پاس رکھدی (اور وہ تلف ہوگئی) تو اُسے دینی آئے گی۔ ہان اگر (اپنے مکان مین) اُسکے جل جانے کا اندیشہ ہو یا (کشتی مین بیٹھا تھا اور) اسکے ڈوبنے کا اندیشہ ہو اور اُسے اپنے ہمسایہ کے پاس یا دوسری کشتی مین رکھدے (اور وہ تلف ہوجائے) تو اُسے دینی نہین آئیگی۔ پس اگر مالک نے اپنی امانت مانگی اور یہ امین باوجودیکہ دیسکتا تھا مگر پھر نہین دی یا اپنے مال مین ایسی طرح ملالی کہ اب اسکی پہچان نہ رہی تو ان دونون صورتون مین اسے دینی پڑیگی۔ ہان اگر بغیر اسکے ملائے مل گئی ہو تو اب اس امانت مین دونون شریک ہوجائین گے اور اگر امین نے امانت مین سے تھوڑی سی خرچ کرلی اور پھر ویسی ہی دے کر باقی امانت مین ملادی تو ساری کا ضامن ہوگا۔ اگر امانت مین امین نے ایسی تعدی کی تھی جس سے اُس پر ضمان آتا تھا پھر وہ تعدی جاتی رہی تو ضمان بھی جاتا رہیگا ف تعدی کے معنی زیادتی کے ہین اگر مالک امانت نے اجازت نہین دی تھی اور امین نے وہ امانت کسی کو دیدی تو یہ بھی زیادتی ہے اس صورت مین تلف ہونے پر تاوان دینا پڑے گا ہان اگر اسنے جون کی تون واپس لیلی تو وہ تاوان بھی جاتا رہیگا ت بخلاف مانگ کر لینے والے اور کرایہ پر لینے والے کے یا (امانت کا) انکار کرنیکے بعد اقرار کرنیکے (کہ ان تینون صورتون مین تعدی کرنیکے بعد اگر تعدی جاتی بھی رہے تب بھی ان کو تاوان دینا ہوگا) اگر مالک امانت نے منع نہ کیا ہو یا اسکے تلف ہونیکا اندیشہ نہ ہو تو امین کو اپنے ساتھ سفر مین امانت کا لیجانا جائز ہے۔ اگر دو شخصون نے مل کر کوئی امانت رکھی تھی تو اب یہ امین ان مین سے ایک کو اس کا حصہ نہ دے جبتک کہ دوسرا نہ آجاوے اگر ایک آدمی نے دو شخصون کے پاس ایسی چیز امانت رکھی جو تقسیم ہوسکتی ہے تو اُسے وہ دونون تقسیم کرلین اور اپنے اپنے حصہ کی دونون حفاظت کرین اگر ایک نے (اپنا حصہ) دوسرا دیدیا تو دینے والا ضامن ہوگا بخلاف اس چیز کے جو تقسیم نہ ہوسکتی ہو (جیسے ایک یا ایک غلام وغیرہ ہو کہ ایسی امانت مین اگر ایک اپنے حصہ کی بھی دوسرے سے حفاظت

کرالے تو اس پر ضمان نہین آتا) اگر امانت کے مالک نے امین سے یون کہدیا کہ یہ امانت تم اپنے گھر والون کے حوالے نہ کرنا یا خاص اسی کوٹھری مین حفاظت سے رکھنا اور امین نے ایسے شخص کے حوالے کر دی جسکے حوالے کئے بدون چارہ ہی نہین تھا مثلاً اپنی جورو یا نوکر کے پاس رکھدی یا اسی مکان کی دوسری کوٹھری مین حفاظت کی تو ان دونون صورتون مین تلف ہونے پر) یہ ضامن نہوگا۔ اور اگر بلا ضرورت کسی کے حوالے کر دی یا دوسرے مکان مین حفاظت کی اور تلف ہوگئی) تو یہ ضامن ہوگا اور غاصب کے امین پر (تلف کی صورت مین) ضمان آتا ہے اور امین کے امین پر ضمان نہین آتا۔ ایک شخص کے پاس ایکہزار روپیہ ہے اُس پر دو آدمیون نے دعوی کیا ہر ایک کا یہ دعوی ہے کہ یہ ہزار روپیہ میرا ہے اور وہ (دونون مین سے کسیکا بھی نہین بتاتا اور) دونون کے نہونے پر قسم بھی نہین کھاتا تو یہ ہزار روپیہ ان ہی دونون مدعیون کو ملیگا اور ایک ہزار روپیہ اور اُسے ان دونون مدعیون کو دینا پڑے گا۔

کتاب العاریت

ت اپنی چیز کے فائدے کا بلا عوض کسی کو مالک کر دینا (شرع مین عاریت کہلاتا ہے اور ان الفاظ کے کہنے سے عاریت ہو جاتی ہے کہ یہ چیز مین نے تجکو عاریت دی یا مین نے اپنی زمین (کی پیداوار) تجھکو کھانیکو دی۔ مین نے اپنا کپڑا تجھے (پہننے کو) دیا۔ مین نے اپنی سواری تیرے سوار ہونے کو دی۔ مین نے اپنا غلام تیری خدمت کو دیا۔ میرا مکان تیرے رہنے کیلئے ہے۔ میرا گھر تیرے رہنے کے لئے عمر بھر کو ہے۔ عاریت پر دینے والا (جسکو عربی مین معیر کہتے ہین) جب چاہے اپنی چیز واپس لے سکتا ہے۔ اور اگر بغیر تعدی کے مانگی چیز تلف ہو جائے تو مانگنے والے پر ضمان نہین آتا۔ اور مانگی چیز کو امانت کی طرح کرایہ دینا اور رہن رکھنا جائز نہین ہے اگر مانگ کر لینے والے نے کرایہ پر دیدی تھی وہان وہ تلف ہوگئی تو یہ ضامن ہوگا (اُسے دینی پڑیگی) مانگ کر لینے والا دوسرے کو مانگی چیز دیسکتا ہے بشرطیکہ وہ چیز ایسی ہو کہ استعمال کرنیوالے کے بدلنے سے اس مین کچھ فرق نہ آتا ہو۔ اگر مانگی چیز دینے والا (دیتے وقت) یون کہدے کہ اس چیز کو فلان دن یا فلان ہی پہننے کام مین لانا یا فلان ہی کام مین لانا یہ دونون باتین کہدے تو مانگ کر لینے والا اس کے اس کہنے کے خلاف نہ کرے۔ ہان اگر اُسنے اسطرح کچھ تعیین نہ کی ہو تو اُس سے مستعیر جس قسم کا چاہے اور جس وقت چاہے فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ اور روپیہ اشرفی یا وہ چیزین جو نپ کے بکتی ہین۔ (جیسے گیہون وغیرہ) یا وہ چیزین جو تُل کے بکتی ہین (جیسے گھی شہد وغیرہ) یا وہ چیزین جو گنتی سے بکتی ہین (جیسے انڈے وغیرہ) ان سب کو مانگے دینا قرض ہے۔ اگر کسی نے مکان بنانے

یا باغ لگانے کے لیئے زمین مانگے دی تو یہ درست ہے اور پھیر لینا اسکے اختیار مین ہے (جب چاہے لیلے) اور
مکان اور درختون کو اکھڑوا دے اور اگر اُسنے عاریت کا کوئی وقت مقرر نہ کیا ہو (یعنی یون نہ کہا ہو کہ مین
فلان وقت لیلونگا) تو اُسکو کچھ دینا نہ آئیگا۔ ہان اگر عاریت کا وقت مقرر کر دیا تھا اور اُسوقت سے پہلے
وہ (زمین وغیرہ جو کچھ تھی) پھیر لی تو اُسے اُس اکھڑوانے والے کے نقصان کا تاوان دینا ہوگا۔ اور اگر کسی
نے کھیتی بونے کے لیے زمین مانگی دیدی تو جب تک کھیتی درود نہ ہوجائے وہ لی نہین جا سکتی برابر ہے کہ یہ
وقت معین کر دیا ہو یا نہ کر دیا ہو۔ اور مانگی چیز کے واپس کرنے مین جو کچھ خرچ ہو وہ مانگی لینے والے کے ذمے ہے اور امانت
مین مالک کے ذمے اور کرایہ مین کرایہ پر دینے والے کے ذمہ اور غصب مین غصب کرنیوالے کے ذمہ اور رہن
مین رہن رکھنے والے کے ذمہ۔ اگر کسی نے کوئی سواری کا جانور مانگ لیا تھا اور پھر اُسکے مالک کے اصطبل مین پہنچا دیا
یا غلام لیا تھا اور اُسے اسکے مالک کے گھر پہنچا دیا تو یہ بری الذمہ ہے بخلاف غصب کی ہوئی چیز اور امانت کی کہ ان
دونون کو انکے مالک کے سپرد کر دینا ضروری ہے۔ بغیر سپرد کئے غاصب اور امین بری الذمہ نہین ہوسکتے اگر مستعیر
نے اپنے غلام یا اپنے نوکر کے ہاتھ مانگا جانور بھیجدیا یا مالک کے غلام یا نوکر کے ہاتھ بھیجدیا اور وہ راستے مین تلف
ہوگیا، تو مستعیر بری الذمہ ہے اور اگر کسی غیر کے ہاتھ بھیجا تھا اور وہ تلف ہوگیا تو اسے اسکا بدلہ دینا ہوگا اور مستعیر
(اطمینان کے لئے) عاریت نامہ مین لکھدے کہ تو نے اپنی زمین مجھے کھانے وکمانے کے لیے عاریۃً دی ہے۔

کتاب الہبۃ

(بخشش)

ت ایک چیز کا بلا عوض کسیکو مالک کر دینا ہبہ کہلاتا ہے اور یہ اُسوقت صحیح ہوجاتا ہے کہ جب دینے والے
کی طرف سے ایجاب ہو مثلاً وہ یون کہے کہ مین نے (فلان چیز) ہبہ کر دی یا دے ڈالی یا یہ کہا مین نے تجھے
کھانے کے لیے دیدیا۔ یا یہ چیز مین نے تیری ہی کر دی۔ یا یہ چیز مین نے تجکو عمر بھر کو دیدی یا ہبہ کی نیت سے
یون کہدیا کہ یہ سواری مین نے تجھے سوار ہونے کو دیدی یا یہ کپڑا مین نے تجھے پہننے کو دیدیا۔ یا یہ میرا گھر
تیرے لیے ہبہ ہے رہنے کو۔ یا میرا گھر تیرے رہنے کو ہبہ ہے تو ان دونون صورتون مین ہبہ نہین ہونے کا
اور اس ایجاب کے بعد موہوب لہ کی طرف سے (قبول اور قبضہ بھی ہو اگر اسی مجلس مین (یعنی وہین
بیٹھے) ہبہ لینے والا اپنا قبضہ کرلے تو واہب کی اجازت کی ضرورت نہین ہے اور اگر اس مجلس کے بعد وہ
قبضہ کرے تو واہب کی پھر اجازت ہونی چاہیئے اور ہبہ ایسی چیز کرنی چاہیئے جو تقسیم ہوکر واہب کے

ت یعنی ایک چیز کسیکو مفت دیدینے کا نام ہبہ ہے اور دینے والا واہب کہلاتا ہے اور جسے دے وہ موہوب لہ اور جو چیز دیجائے وہ موہوب ۱۲ مترجم

قبضہ مین ہو یا ایسی مشترک ہو جو تقسیم ہی نہین ہو سکتی (جیسے کنوان وغیرہ اور جو چیز تقسیم ہو سکتی ہو اُسمین سے
(بلا تقسیم کوئی حصّہ) ہبہ کرنا درست نہین ہے۔ اور اگر ایسی چیز کسی نے ہبہ کر دی تھی اور پھر تقسیم کر کے موہوب لہٗ کو
دیدی تو یہ ہبہ درست ہو جائیگا۔ اگر کسی نے گیہون کے اندر کا آٹا ہبہ کیا تو یہ درست نہین ہے اگرچہ ذرا پیس کر
آٹا ہی دے۔ اسیطرح تلون مین کا تیل یا دودھ مین کا گھی کوئی ہبہ کر دے (تو یہ بھی ہبہ نہین ہونیکا) جو چیز ہبہ کیجائے اگر وہ پہلے ہی
سے موہوب لہٗ کے قبضہ مین ہو تو دلسے قبضہ کرنیکی ضرورت نہین) اور جدید قبضہ کیے بغیر مالک ہو جائیگا۔ اگرچہ باپ اپنی اولاد
کیلئے کچھ ہبہ کرے تو فقط اُسکے کہنے ہی سے ہبہ پورا ہو جائیگا (قبضہ وغیرہ کی ضرورت نہین) اور اگر ایک غیر آدمی نے کسی بچہ
کیلیے کچھ ہبہ کیا تو اسکے وارث یا اُسکی ماں کے قبضہ کر لینے سے یا اگر کسی اجنبی آدمی کی پرورش مین ہو تو اُسکے قبضہ کر لینے سے ہبہ
پورا ہو جائیگا اگر وہ سمجھدار ہے تو اُسکا قبضہ کر لینے سے اگر دو شخص ایک مکان ایک ایک آدمی کو ہبہ کر دین تو یہ درست ہے اور اگر ایک
آدمی ایک مکان دو کو ہبہ کرنے لگے تو یہ ہبہ درست نہین ہونیکا کیونکہ مکان مشترک ہونیکی وجہ سے اُنمین سے ہر ایک اپنی اپنی حصّہ پر قبضہ نہین
کر سکتا جو ہبہ مین شرط ہے) دس روپون کو دو فقیرون پر صدقہ کرنا یا ہبہ کر دینا درست ہے اور دو لتمند دون کیلئے صدقہ یا ہبہ کرنا درست نہین ہے
ف ان دونون صورتون مین فرق ہونیکی یہ وجہ ہے کہ صدقہ دینے سے اللہ کی خوشی مقصود ہوتی ہے اور اللہ ایک ہے وہان کسیطرح کا
شیوع نہین ہے اور ہبہ سے دولتمند کو خوش کرنا ہوتا ہے اور وہ دو ہین اور دولتمند پر صدقہ کرنا در حقیقت ہبہ ہے مجازاً جیسا کہ فقیر
کو ہبہ کرنا در حقیقت صدقہ ہے اور مجازاً ہبہ ہے کیونکہ ان دونون کے درمیان معنوی اتصال در تعلق ہے اور وہ یہ کہ انمین سے ہر ایک مفت دیتا ہے بحر الرائق

باب الرجوع فی الھبۃ

ہبہ کے پھیرنے کا بیان

ت ہبہ کر کے پھیر لینا درست ہے اور پھیرنے سے روکنے والے سات امر ہین جو دمع خزقہ سے
مفہوم ہوتے ہین پس دٓ سے وہ زیادتی مراد ہے جو موہوب لہٗ نے موہوب چیز مین ایسی طرح کر دی کہ اب اس سے علیحدہ
نہین ہو سکتی مثلاً کسی نے زمین ہبہ کر دی تھی موہوب لہٗ نے اُسمین باغ لگا لیا یا مکان بنوا لیا یا کوئی جانور تھا اُسے موٹا
تازہ کر لیا اور مٓ سے مراد واہب اور موہوب لہٗ دونون مین سے ایک کا مر جانا ہے (کہ ایک کے مرنیکے بعد بھی ہبہ واپس
نہین ہو سکتا) اور عٓ سے مراد عوض ہے مثلاً اگر موہوب لہٗ نے واہب سے یون کہا کہ تو اپنے ہبہ کا بدلہ یا اسکا بدلہ یا اسکے
مقابلہ مین یہ لیلے اور واہب نے لیلیا تو اب ہبہ کو پھیر لینے کا اختیار جاتا رہا اور اگر موہوب لہٗ کے علاوہ کوئی غیر آدمی ہبہ
کا بدلہ دیدے تو بھی جائز ہے اور اگر نصف ہبہ کا کوئی حقدار نکل کر موہوب لہٗ سے لیلے تو یہ موہوب لہٗ نصف عوض واہب
سے واپس لے لے اور اگر بدلے کی چیزون مین سے نصف کا کوئی حقدار نکل کر لے لے تو واہب نصف ہبہ بھی واپس نہین لے
سکتا جبتک موہوب لہٗ ہبہ کا دوسرا نصف بھی واپس نہ کر دے اور اگر موہوب لہٗ نے نصف ہبہ کا بدلہ دیدیا تھا تو اب

واہب اُسے واپس لے سکتا ہی جس کا اُس نے ابھی کچھ بدلہ نہین دیا اور خ سے مُراد یہ ہی کہ ہبہ کی چیز موہوب لہ کے
قبضہ سے نکلجائے اگر موہوب لہ نے ہبہ کی آدھی چیز بیچدی ہو تو باقی آدھی کو واہب واپس لے سکتا ہی جیسا کہ
اگر اُسنے بالکل نہ بیچی ہو تب واپس کر سکتا ہی) اور ز سے مراد زوجیت ہی (یعنی واہب اور موہوب لہ اگر ہبہ کیوقت
میان بیوی ہون تو وہ ہبہ بھی نہین پھر سکتا) پس اگر ایک مرد نے ایک عورت کو کچھ ہبہ کیا تھا پھر اُس سے نکاح
کر لیا تو یہ واپس ہو سکتا ہی اور اُسکے عکس مین واپس نہین ہو سکتا اور ق سے مراد قرابت ہی پس اگر کسی نے
اپنے ذی رحم محرم کو کچھ ہبہ کر دیا تھا تو اب اُسکو واپس لینا جائز نہین ہی اور ہ سے مراد ہلاک ہے اگر موہوب لہ
ہبہ کی چیز کے ہلاک ہونیکا دعوی کرے تو اُسکا کہنا معتبر ہوگا اور ہبہ کا واپس ہونا جب ہی صحیح (اور درست)
ہوتا ہی کہ جب واہب اور موہوب لہ دونون راضی ہو جائین یا واپسی کا حاکم حکم کر دے ف یعنی ہبہ کی واپسی
مین ان دو امرون مین سے ایک امر کا ہونا ضروری ہی اور اسکی وجہ یہ ہی کہ عقد ہبہ تو صحیح اور پورا ہو چکا ہی اور
صحیح ہونے کے بعد عقد کا ٹوٹنا اس شخص پر موقوف ہوتا ہی کہ جسکو توڑنے کا اختیار ہو اور وہ حاکم ہوتا ہی یا جن دونو نے
وہ عقد کیا ہو لہذا جب تک حاکم کا حکم نہو یا واہب اور موہوب لہ دونون راضی نہو جائین اس ہبہ کی چیز کا موہوب لہ
ہی مالک رہیگا ت اگر ہبہ کی چیز تلف ہو گئی اور بعد مین اُسکا کوئی مستحق کھڑا ہوا جس نے موہوب لہ سے اُس کا
عوض لے لیا تو اب یہ موہوب لہ اپنا دیا ہوا تاوان واہب سے نہین لے سکتا اور جس ہبہ مین بدلہ لینے کی شرط
ہو وہ ابتدا مین تو ہبہ ہی کے حکم مین ہی لہذا (ہبہ کی طرح وہان) دونون عوضون مین قبضہ ہو جانا شرط ہی اور
اگر وہ مشترک غیر منقسم ہی تو ہبہ باطل ہو گیا (جیسا کہ ایسی چیز کا ہبہ باطل ہوا کرتا ہی) اور انتہا مین بھی ہبہ بیع
کا حکم رکھتا ہی اسوجہ سے ہبہ کے بعد اگر اُس چیز مین کوئی عیب نکل آئی تو واپس ہو سکتا ہی اور بے دیکھنے کا اختیار
ہوتا اور حق شفعہ بھی پہونچ سکتا ہے (اگر ہبہ زمین یا مکان وغیرہ ہو) فصل اگر کسی نے حاملہ لونڈی ہبہ کی اور
حمل اسکا استثنا کر کے اپنا ہی رکھا یا اس شرط پر ہبہ کی کہ یہ پھر مجھے ہی دیدینا یا اُسے آزاد کر دینا یا اسکو ام ولد کر لینا یا کوئی
مکان اس شرط پر ہبہ کیا کہ اسمین سے تھوڑا سا حصہ پھر مجھے واپس کر دینا یا اسمین سے کسی قدر حصہ کا مجھے بدلہ دے دینا
تو یہ ہبہ صحیح ہو جائیگا اور یہ استثنا اور شرطین سب باطل (اور بیکار) ہونگی اگر کوئی اپنے قرضدار سے کہے کہ جب کل
ہو تو یہ (قرض کا روپیہ جو تیرے ذمہ ہی) تیرا ہی یا تو اس سے بری الذمہ ہی یا یون کہا کہ اگر تو آدھا قرض ادا کر دے
تو باقی آدھا تیرا ہی یا کہا کہ باقی کے آدھے سے تو بری الذمہ ہی تو یہ کہنا بالکل بیکار (اور فضول) ہی (کیونکہ اس نے
قرض کے ہبہ کو ایک شرط پر معلق کیا ہی اور یہ جائز نہین ہی) عمری کرنا جائز ہی جس کے لیے عمری کیا گیا ہو اسکی

زندگی تک اُسکے پاس رہے گا اور اس کے (مرنے کے) بعد اس کے وارثون کو ملیگا اور عمری اسے کہتے ہین کہ ایک شخص دوسرے سے یون کہے کہ میرا گھر تیری عمر بھر کے لیے تیرا ہی ہے (اس دینے والے کو مُعمِر کہتے ہین اور دوسرے کو معمر کہ یہ بھی درحقیقت ہبہ ہی ہے) پس جسوقت یہ (معمرلہ یعنی موہوب لہ) مرجائے گا تو یہ گھر اسی معمر (یعنی واہب) پر واپس ہوجائیگا لیکن رقبیٰ جائز نہین ہے (یعنی واہب کسی سے یون کہے کہ اگر مین (تجھسے پہلے مرجاؤن تو یہ (میرا) گھر تیرا ہے (تو اُسے رقبیٰ کہتے ہین یہ جائز نہین ہے) باقی صدقہ اور ہبہ کا حکم ایک ہی ہے اس لیے صدقہ بھی بغیر قبضہ کے درست نہین ہوتا اور نہ مشترک چیز مین (جو تقسیم ہوسکتی ہے مگر ہوئی نہین یہ جائز ہے اور (ہان اتنا فرق ہے کہ) صدقہ پھر نہین سکتا۔

کتاب الاجارہ

(یہ کتاب کرایہ کے بیان مین ہے)

ایک (مکان وغیرہ کے) معین فائدے معین دامون سے بیچنے کو (شرع مین) اجارہ کہتے ہین (اور جو چیز قیمت بن سکتی (یعنی بجائے قیمت دیجا سکتی) ہے کرایہ بھی ہوسکتی ہے اور (فائدہ معین ہونے کی تین صورتین ہین اول یہ کہ فائدے کی مدت بیان کردیجائے مثلاً (مکان دیا ہو تو) رہنے کی مدت اور (زمین دی ہو تو) کاشت کرنیکی مدت پس اس معینہ مدت پر کرایہ دینا درست ہے خواہ کتنی ہی مدت ٹھہر جائے۔ ہان اوقاف (کے مکانات یا زمینون) مین تین سال سے زیادہ (اجارہ) نہ بڑھایا جائے۔ (دُوسرے یہ کہ اس فائدے کا نام لے دیا جائے مثلاً کسی کو کپڑا رنگنے یا کپڑا سینے پر نوکر رکھنا تیسرے یہ کہ اس فائدے کو اشارے سے بتلادیا جائے مثلاً دہلی سے میرٹھ تک یا تبت سے بڈھانہ تک کچھ غلہ لیجانے کے لیے کسیکو نوکر رکھنا اور مزدور (مزدوری کا فقط نوکر ہوجانے سے مالک نہین ہوجاتا بلکہ (ان چار وجہون سے ہوسکتا ہے مثلاً) یا تو مزدوری بلاشرط پہلے دیدیجائے اور یا پیشگی مزدوری لینا شرط ٹھہر جائے یا وہ کام پورا کردے یا نوکر رکھنے والے کے وہ کام وغیرہ قابو مین آجائے اگر کسی نے کوئی مکان وغیرہ کرایہ پر دیا تھا اور کرایہ دار سے وہ مکان کسی نے چھین لیا تو اُسکے ذمے سے کرایہ ساقط ہوجائیگا (اور یہی حکم اجارہ کی ہر چیز کا ہے) زمین یا مکان کا مالک اگر چاہے تو روز کا کرایہ روز لے سکتا ہے اور (اونٹ وگھوڑے وغیرہ) والا اپنے اونٹ وغیرہ کا کرایہ ہر منزل پر پہونچ کرلے سکتا ہے اور دھوبی اور درزی اپنا اپنا کام کرنیکے بعد لے سکتے ہین اور نانبائی تنور سے روٹی نکالنے کے بعد اپنی مزدوری لے سکتا ہے (یعنی ان کامون سے پہلے ان لوگون کو مزدوری مین زبردستی کرنے کا استحقاق نہین ہے) پس اگر نانبائی نے روٹی نکالی مگر وہ جل گئی ہے تو اُسکو مزدوری برابر ملیگی اور روٹی جلنے کا تاوان اسکے ذمہ نہوگا اور باورچی جب سالن وغیرہ رکابی مین

اُتار دے یا اینٹین بنانے والا جب بنا کر کھڑی کر دے تب وہ مزدوری مانگنے کا حقدار ہوتا ہی اور جن پیشہ ورن
کے کام کا اس اصل چیز مین اثر ہو جائے۔ جیسے رنگریز اور دھوبی یہ اپنی مزدوری وصول کرنے کی غرض سے
اُس کپڑے وغیرہ کو روک سکتے ہین (جو اُن کے پاس رنگنے یا دُھلنے کو آیا ہو کہ مزدوری لے کر دینگے) پس اگر
کسی نے (اس خیال سے) روک لیا تھا اُسکے پاس وہ ضائع ہو گیا تو نہ اُس سے اسکا بدلہ لیا جائیگا اور نہ مزدوری
ملیگی اور جن پیشہ ورون کے کام کا اُس چیز مین کچھ اثر نہ ہوتا ہو جیسے پلّہ دار اور ملاح (وغیرہ) تو اُنکو مزدوری کیوجہ
سے اس چیز کو روکنے کا اختیار نہین ہی۔ اگر کسی نے یہ ٹھیرا لیا ہو کہ میرا یہ کام تو خود کرنا تو اُسے دوسرے سے کرانے
کا اختیار نہین ہی اور اگر اُسنے کچھ تعین نہین کی تھی تو یہ اُجرت پر دوسرے سے کرا کر دلسکتا ہی۔ اگر کسی نے اپنے گھر کے
آدمیون کو لانے کیواسطے کوئی مزدور کیا تھا اور اسکے کچھ آدمی (اسکے لانیسے پہلے) مرگئے اور جو باقی رہے اُن کو
یہ لے آیا تو اُسکو مزدوری حصہ رسد ملیگی۔ اگر کسی نے خط پہونچا کر جواب منگانے یا کسیکے پاس کھانا پہونچانے
کیلیے کوئی مزدور کیا تھا مگر وہ شخص مرگیا اور یہ مزدور خط یا کھانا پھیر لایا تو اُسے مزدوری نہین ملے گی

باب مايجوز من الاجارة وما يكون خلافا فيها

بیان ... [illegible]

ت مکانون اور دکانون کو بغیر اس بات کے بیان کیے کہ انہین کیا کام کیا جائے گا کرایہ پر دینا درست ہی اور کرایہ دار
کو اختیار ہی کہ ان مین جو کام چاہے کرے مگر اتنا ضرور ہی کہ یہ (اپنی طرف سے) کسی لوہار یا دھوبی یا آٹا پیسنے والون
کو نہ بسائے (کیونکہ انکے رہنے سے عمارت کو نقصان پہونچتا ہی) اور کھیتی بونے کیلیے زمین اجارہ پر دینی درست ہے
بشرطیکہ یہ بیان کر دیا جائے کہ اسمین فلان چیز بوئی جائیگی یا کاشتکار یہ شرط کر کے لے کہ مین جو چاہونگا بوؤنگا
اور زمین کو مکان بنانے اور باغ لگانے کے لیے بھی اجارہ پر دینا درست ہی اور جب اجارہ کی مدت گزر جائے
تو جس نے اجارہ پر لی تھی وہ اپنی عمارت اور درخت اکھاڑ کر زمین خالی کر کے مالک کو سونپ دے۔ ہان اگر
وہ اُن کی اتنی قیمت بھرنے پر آمادہ ہی جو اُن کے اکھڑنیکے بعد ملے اور اپنی ملک کرنا چاہے (تو اسوقت اُکھیڑنا
ضروری نہین) یا وہ اس مکان اور باغ کے بدستور رہنے پر راضی ہو تو اس صورت مین عمارت اور درخت
اس کے رہین گے اور زمین اصل مالک کی رہے گی۔ جیسا کہ یہی حکم (ایک آدھ) درخت لگانے اور تری ترکاری
بونے کا ہی اور اگر زمین کھیتی کے لیے دی گئی تھی اور ابھی کھیتی کٹا ؤ پر نہین آئی تھی کہ اجارہ کی مدت گزر گئی تو
اُسکے آنے تک اُسی لگان کے حساب سے وہ کھیتی رہنے دیجائے اور چوپایہ سوار ہونے اور بوجھ لادنے اور کپڑا
پہننے کے لیے کرایہ پر لینا درست ہی پس اگر یہ نہ ٹھیرا ہو کہ کون سوار ہو گا یا کون پہنے گا تو کرایہ پر لینے والا جسے

ملہ مثلاً اگر یہ کہو ... [illegible]

چاہے سوار کرائے اور جسے چاہے پہنا دے اور اگر سوار یا پہننے والا معین ہو چکا تھا اور پھر اسکے خلاف کیا (اور جانور یا کپڑا تلف ہو گیا) تو دینا آئیگا اور جو چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں ایک کی جگہ دوسری کے استعمال کرنے سے کچھ فرق نہیں آتا ان میں ایسی تعیین بالکل بیکار ہے جیسا کہ کوئی مکاندار کسی کے رہنے کی شرط کرلے تو اس کرایہ دار کو اختیار ہے کہ اپنے عوض میں اور کسی کو بسا دے[۱] ۔ اور اگر بوجھ لادنے کے لیے کرایہ پر لینے میں بوجھ کی قسم اور مقدار معین ہو چکی ہے مثلاً کسی نے گیہوں کی ایک گون لادنے کے لیے گدھا وغیرہ کرایہ کیا ہے تو اس کرنے والے کو اختیار ہے کہ ایسا ہی بوجھ یا اس سے کم اور کچھ لادلے باقی ایسی چیز نہیں لاد سکتا جس سے جانور کو تکلیف زیادہ ہو جیسے نمک کہ اسکی ایک بوری میں بوجھ بھی زیادہ اور چبھنے کی وجہ سے تکلیف بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اگر کرایہ کی سواری دوسرے آدمی کو پیچھے بٹھانے سے مر جاوے تو کرایہ کرنیوالے کو نصف قیمت دینی پڑے گی اور اگر مقررہ بوجھ سے زیادہ لاد لیا تھا اور اس وجہ سے وہ جانور مر گیا تو جس قدر بوجھ زیادہ لاد لیا تھا ....

.... اسی کے موافق قیمت ادا کرنی ہوگی اور اگر مارنے یا لگام کھینچنے یا زین اتار دینے کے سبب یا ایسی زین کسنے کے سبب سے جو اس جیسے جانور پر نہ کستے ہوں یا جو راستہ ٹھیر چکا تھا اسکو چھوڑ کے اور راستہ کو لیجانے کے سبب جانور مر جائے بشرطیکہ ان دونوں راستوں میں تفاوت ہو یا خشکی کے راستے سے لیجانے کے لیے کرایہ کیا تھا اور دریا میں کو لے گیا اس سے وہ جانور مر گیا تو ان سب صورتوں میں اس جانور کی پوری قیمت دینی پڑیگی اور اگر وہ منزل مقصود پر پہونچ گیا تو جو کرایہ ٹھیر چکا ہے وہ اسے ضرور ملنا چاہیے اور اگر گیہوں بونے کے لیے زمین لی تھی اور اس میں رطبہ[۲] بو دیا تو اس زمین کے نقصان کا معاوضہ دینا پڑیگا لگان نہیں دیا جائیگا (کیونکہ تاوان اور لگان جمع نہیں ہو سکتے) اگر کسی نے کرتہ سینے کو کہا تھا اور درزی نے قباسی دی تو درزی کو کپڑے کی قیمت دینی پڑیگی اور کپڑے والے کو اتنا اختیار ہے کہ یہ چاہے تو قبا لیلے اور اسکی معمولی سلائی دیدے

باب الاجارة الفاسدة

یہ بیان ہے اجارہ فاسد کا

ت جو شرائط تقاضائے عقد کے موافق نہوں وہ عقد اجارہ کو ناجائز کر دیتی ہیں لیکن اگر مزدور نے وہ کام کر دیا تو اس کام کی اسے مزدوری ملیگی اور جو پہلے ٹھیری تھی اس سے زیادہ نہیں کیجائیگی پس اگر کسی نے روپیہ مہینے پر مکان کرایہ لیا تو ایک مہینہ کے لیے اسکو رہنا درست ہو گیا ہاں اگر سب مہینے بیان کر دیے ہوں (مثلاً مکاندار نے یوں کہدیا ہو کہ میں اپنا مکان دس مہینے کیلئے تمھیں روپیہ ماہوار پر دیتا ہوں تو ایسی صورت میں دس مہینے کے لیے رہنا درست ہو جائیگا) اور جس مہینے کی ایک ساعت بھی کوئی کسی مکان میں رہا تو اس مہینے اسے کرایہ پر رہنا

[۱] بخلاف ان چیزوں کے کہ ان میں ایک کی جگہ دوسرے کے استعمال کرنے سے فرق آتا ہو مثلاً سواری کہ اسپر کچا سوار بیٹھے تو اسکی کمر لگجاے تو ایسی صورتیں اگر کسی خاص آدمی کیلئے لیا گیا۔

درست ہوگیا۔ اگر کسی نے ایک سال بھر کے لیے مکان کرایہ پر لیا تو یہ درست ہے اگرچہ ہر مہینے کا کرایہ مقرر نہ کیا ہو
اور کرایہ طے ہوتے ہی وہ مکان وغیرہ کرایہ مین آجائیگا پس اگر چاند رات کو کرایہ طے ہوا ہی تو چاندون کا حساب
رہیگا ورنہ دنون کی گنتی سے حساب کیا جائیگا حمام (مین نہلانے) کی اور بھری سینگی لگانے کی مزدوری لینا
جائز ہی اور نر کو مادہ پر ڈالنے۔ اذان کہنے حج کرنے اور امامت کرنے اور قرآن اور فقہ پڑھانے کی مزدوری ناجائز
ہی لیکن آجکل فتوی اسپر ہی کہ قرآن شریف کے پڑھانے کی (تنخواہ اور) مزدوری لینی جائز ہے (کیونکہ اب مُفت
پڑھانے کی توفیق کم ہی) گانے کی اور نوحہ کرنے اور سارنگی ستار وغیرہ بجانے کی مزدوری درست نہین ہے۔ اور
مشترک مکان وغیرہ کے آدھے تہائی حصّہ کو کرایہ پر دینا درست نہین ہی ہان اپنے شریک کو دینا درست ہی۔ انّا کو معین
تنخواہ یا کھانے کپڑے پر نوکر رکھنا درست ہی اور اسکے خاوند کو اس سے ہم بستری کرنیسے منع نہ کیا جائے ہان اگر اُسے
حمل رہ جائے یا بیمار ہو جائے تو یہ اجارہ فسخ ہو جائیگا اور اس بچّے کے کھانے پینے کی دیکھ بھال اسی انّا کے ذمہ ہے
اور اگر اس نے (اپنے دودھ کے عوض) بچہ کو بکری کا دودھ پلایا تو اُسے تنخواہ نہین ملیگی اگر کسی نے سُوت بننے
کو دیا کہ اس مین سے آدھے کا کپڑا بُن دے اور آدھا بُنائی مین رکھ لے یا ایک مزدور کیا کہ میرا یہ غلہ فلان جگہ پہنچادے
اس مین سے ایک پیالہ بھر تجھے دونگا یا نانبائی سے یون ٹھیرایا کہ آج اتنے آٹے کی ایک روپیہ مین روٹیان پکادے
تو یہ تینون صورتین ناجائز ہین اگر کسی نے اجارہ پر زمین اس شرط سے لی کہ اسمین ہل چلا کر کھیتی کریگا یا پلے کر
بوئیگا تو یہ اجارہ درست ہی اور اگر یہ شرط ٹھیری کہ بونے والا اس مین دو دفعہ ہل چلائیگا یا پانی جانیکی نالیان
کھودیگا یا اس مین کھاد ڈالیگا یا (یہ شرط ٹھیری کہ) یہ کاشتکار اپنی زمین کاشت کرنے کیلئے بدلہ مین دے تو یہ
اجارہ کی چارون صورتین ناجائز ہین۔ جیسا کہ کوئی اپنے گھر مین رہنے کا کرایہ کرایہ دار کے مکان مین رہنا
ٹھیرالے (تو یہ بھی ناجائز ہے) اگر دو آدمیون کے ساجھے کا غلّہ تھا اُن مین سے ایک نے دوسرے کو اسی غلہ کے لیجانے
کیلئے مزدور کیا تو اُسے مزدوری نہین ملیگی جیسا کہ راہن اپنی رہن کی ہوئی چیز مرتہن سے اجارہ پر لے لی تو اُسے اجارہ کے دام
نہین دینے آتے۔ اگر کسی نے زمین اجارے پر لی اور یہ ذکر نہین کیا کہ اسمین بوئیگا (یا کیا کریگا)، یا کیا چیز بوئے گا۔ پھر اُسے
بوئی اور اجارے کی مدت گزر گئی تو جو دام ٹھیرے ہون دینے ہونگے اگر کسی نے مکہ تک ایک گدھا کرایہ کیا اور یہ نہین بتلایا کہ
کیا چیز لادیگا اور پھر ایسی چیز لادی جو لوگ لادا کرتے ہین مگر وہ (گدھا راستہ ہی مین) مر گیا تو اُسے گدھے کے دام نہین دینے
پڑینگے اور اگر اس گدھے نے مکہ تک (یعنی جسجگہ جانا ٹھیرا تھا) پہنچا دیا تو جو کرایہ ٹھیرا تھا دینا ہوگا اور اگر زمین بونے یا بوجھ
لادنیسے پہلے دونون مین جھگڑا ہو (کہ عدالت تک نوبت پہونچ) جائے تو یہ اجارہ ٹوٹ جائیگا تاکہ یہ فساد رفع ہو۔

باب ضمان الاجیر

(مزدوری کے تاوان کا بیان)

ف مزدور دو طرح کا ہوتا ہے ایک مزدور مشترک دوسرا مزدور خاص ت مزدور مشترک وہ ہے جو کسی خاص شخص کا کام نہ کرے (بلکہ اس سے جو کوئی چاہے کام کرالے) یہ جبتک کام (پورا) نہ کرے مزدوری لینے کا مستحق نہین ہوتا جیسے رنگریز دھوبی انکے پاس کپڑا وغیرہ امانت ہوتا ہے (انکی زیادتی بغیر) تلف ہونے سے ان پر تاوان نہین آتا۔ اور جو چیز ایسے مزدور کے کام کرنیسے تلف ہو جائے جیسے دھوبی کے کپڑا پھٹکارنے سے وہ کپڑا پھٹ جائے یا لپہ دار کا پیر پھسلنے یا جس رسی سے اسباب باندھا تھا اُسکے ٹوٹنے سے کچھ نقصان ہو جائے یا ملاح کے کھینچنے سے کشتی ڈوب جائے تو ان چارون صورتون مین جس قدر نقصان ہوگا اسکا ان سے تاوان لیا جائیگا۔ ہان کشتی ڈوبنے کی صورت مین جو آدمی ضائع ہو گئے ہون ملاح اُن کا ذمہ دار نہین ہوگا۔ اگر کسی نے ایک مٹکا لیجانے کے لیے مزدور کیا تھا اور وہ (مٹکا رستہ مین ٹوٹ گیا تو جہان سے اُسنے مٹکا اُٹھایا تھا وہان جتنے کو وہ مٹکا بکتا ہو وہ قیمت مزدور کو دینی پڑے گی اور اُسے مزدوری نہین ملیگی یا مٹکے والا اگر چاہے تو جہان مٹکا ٹوٹا ہے وہان جتنے کو بکتا ہے وہ قیمت مزدور سے لے لے اور حساب کرکے وہان تک کی مزدوری اُسکو دیدے حجام (یعنی سینگی لگانے والا) یا سالوتری یا فصّاد[1] اگر اپنے معمول کے مطابق عمل کرین (اور مریض اتفاقاً مرجائے) تو یہ ذمہ دار نہ ہونگے اور (مزدور کی دوسری قسم) مزدور خاص (ہے اور یہ) مزدوری کی وقت اپنے آپ کو سونپ دینے سے مزدوری کا مستحق ہو جاتا ہے اگرچہ اس سے کچھ کام نہ لیا جائے مثلاً کوئی خدمتگاری یا بکریاں چرانے کے لیے نوکر رکھا گیا (تو اب خواہ اس سے کوئی کام لیا جائے یا نہ لیا جائے یہ تنخواہ کا مستحق ہے) اور جو چیز اسکے ہاتھ سے یا اسکے کام کرنیسے تلف ہو جائے اُس سے تاوان نہین لیا جائیگا

باب الاجرۃ علی احد الشرطین

(دو شرطون مین سے ایک شرط پر مزدوری کا بیان)

ت باعتبار کسی قسم یا وقت کے کپڑے کی سلائی مین دوکان یا مکان مین ٹھہرنے کی تردید کے موافق مزدوری یا کرایہ مین تردید کرنی درست ہے ف یعنی اگر کسی نے درزی کو سینے کے لیے کپڑا دیا اور یون کہا کہ اگر تو حیدرآبادی شیروانی سی دیگا تو سلائی کے دو روپیہ دونگا اور اگر سادی اچکن سی دیگا تو ایک روپیہ دونگا۔ یہ تردید تو باعتبار قسم کے ہوئی۔ یا یون کہا کہ آج سی دیگا تو دو روپیہ سلائی دونگا اور اگر کل سیے گا تو ایک روپیہ دونگا تو یہ تردید باعتبار وقت کے ہوئی تو یہ دونون تردیدین درست ہین۔ اسیطرح دوکان یا مکان کرایہ پر دیتے ہوئے یون کہا کہ اگر لوہار وغیرہ کا کام کروگے تو کرایہ آٹھ روپیہ ماہوار لونگا اور اگر بزاز وغیرہ کی دوکان کروگے تو چار روپیہ لیلونگا تو یہ بھی درست ہے یہان اتنا ضرور ہوگا کہ اگر درزی یا کرایہ دار نے اسکے پہلے کہنے کو اختیار کیا تو جو کچھ یہ کہہ چکا ہے

[1] فصد کھولنے والا

وہ دینا ہوگا اور اگر دوسری صورت کو اختیار کیا جو سلائی یا کرایہ کا دستور نہو گا وہ دیا لیا جائے گا **ت** اور چوپایہ مین باعتبار مسافت یا بوجھ کے دوسرا کرایہ مقرر کرنا درست ہی **ف** مثلاً کسی نے ایک گھوڑا کرایہ کیا اور یون کہا کہ اگر مین اس پر میرٹھ تک گیا تو چار روپے کرایہ دونگا اور اگر آگے مظفر نگر تک گیا تو آٹھ روپیہ دون گا یون کہا کہ اگر مین دو من بوجھ لے گیا تو ایک روپیہ دونگا اور اگر من بھر لے گیا تو آٹھ آنے تو یہ بھی درست ہے

باب الاجارۃ العبد

ت اگر کسی غلام کو خدمتگاری مین نوکر رکھا ہو تو بلا پہلے سے ٹھہرائے اُسے سفر مین لیجانا درست نہین ہی اگر کسی نے محجور غلام کو نوکر رکھا اور اسکے کام کی مزدوری اُسے دیدی تو یہ دی ہوئی مزدوری مستاجر واپس لے اگر کسی نے ایک غلام زبردستی چھین کر اُس سے محنت مزدوری کرائی اور اسکی کمائی مین سے کچھ کھالیا تو اس چھیننے والے سے تاوان نہین لیا جائیگا ہان اگر اس غلام کے آقا کو (غلام سے) کچھ ملجائے تو وہ لے لے اور غلام کو اپنی مزدوری لینی جائز ہے (یعنی اگر اس غلام کا آقا پھر اس مستاجر پر دعوی کرنے لگے کہ اسکی تنخواہ مجھے ملنی چاہیے تھی تو اسکا دعوی خارج کیا جائیگا) اگر کسی نے ایک غلام دو مہینے کے لیے اس طرح نوکر رکھا کہ ایک مہینے کے چار روپے اور دوسرے کے پانچ روپے دونگا تو یہ درست ہی اور پہلے مہینے کے چار (اور دوسرے کے پانچ) ہی روپے دینے ہون گے۔ اگر کسی نے ایک غلام نوکر رکھا اور پھر (تنخواہ کے وقت) اس مین اور غلام کے آقا مین اس غلام کے بھاگنے یا بیمار ہونے کی بابت جھگڑا ہوا (نوکر رکھنے والا کہتا ہی کہ اسنے میرا کام کاج کچھ نہین کیا بلکہ یہ تو جب ہی سے بیمار رہا یا بھاگا رہا ہو اور آقا کہتا ہی کہ یہ غلط ہی اس نے برابر تیرا کام کیا ہی) تو اس صورت مین اس جھگڑے کیوقت دیکھا جائیگا اگر غلام بھاگا ہوا یا بیمار رہے تو اس کا حکم کیا جائیگا ورنہ آقا کے کہنے کا اعتبار کیا جائے گا اور کرتہ یا قبا کے سینے اور سرخ یا زرد رنگنے اور مزدوری یا بے مزدوری کام کی بابت کپڑے والے کے قول کا اعتبار کیا جائے گا **ف** یعنی ایک شخص نے درزی کو کپڑا سینے کے لیے دیا تھا اب کپڑے والا کہتا ہی مین نے قبا سینے کو کہا تھا اور درزی کہتا ہی تم نے کرتہ سینے کو کہا تھا۔ یا کپڑے والا کہتا ہی مین نے سُرخ رنگنے کو کہا تھا اور رنگریز کہتا ہے تم نے زرد کو کہا تھا یا کپڑے والا کہتا ہے کہ تو نے بے مزدوری سینے کو کہا تھا اور درزی کہتا ہی مین نے مزدوری پر کہا تھا تو ان تینون صورتون مین اس کپڑے والے کے کہنے کا اعتبار کیا جائے گا۔

باب فسخ الاجارۃ

ت (مکان وغیرہ مین) عیب ہونے کی وجہ سے (کہ جس سے رہنے مین تکلیف ہو اور مکان خراب ہو جانے

اور زمین اور پنچکی کا پانی بند ہونیکے سبب سے انکا اجارہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر کسی نے اپنے لیے کوئی چیز اجارہ پر لی اور
پھر یہ یا وہ چیز والا مرجائے تب بھی وہ اجارہ ٹوٹ جائیگا۔ اور اگر کسی نے دوسرے کیلئے عقد اجارہ کیا تھا تو اس کرنیوالے
کے مرنیسے نہین ٹوٹتا جیسا کہ وکیل یا وصی یا وقف کا متولی اگر عقد اجارہ کرین (تو وہ انکے مرنیسے نہین ٹوٹتی کا)
اور اسیطرح خیار شرط اور خیار رویت سے بھی اجارہ نہین ہوتا اور عذر سے بھی اجارہ ٹوٹجاتا ہے اور عذر وہ معتبر ہوتا ہے کہ اجارہ والا لینے
اس سے اپنا مطلب پورا نہ کرسکے اگر کرے تو اسکو سخت تکلیف برداشت کرنی پڑے کہ جو اجارہ سے اسپر لازم نہین ہوئی مثلاً ایک
شخص نے (درد کیوجہ سے) اپنی ڈاڑھ اکھڑوانیکے لیے ایک مزدور کیا تھا اور اتنے ہی مین درد جاتا رہا یا ولیمہ پکانے کیلئے کوئی نوکر
رکھا تھا اتنے مین اس عورت نے اس سے خلع کرلیا یا ایک دکان تجارت کرنیکے لیے کرایہ لی تھی پھر وہ مفلس ہوگیا۔ یا کسی نے اپنا مکان
وغیرہ کرایہ پر دیا تھا پھر اسپر لوگون کے دیکھتے یا گواہون کے بیان کرنیسے یا اُسکے خود کے اقرار کرنیسے قرض ثابت ہوگیا اور اسی مکان
وغیرہ کے سبب سے اور اسکے پاس مال بالکل نہین ہے یا کسی نے کہین جانیکے لیے گھوڑا وغیرہ کرایہ کیا تھا پھر ایسی کوئی صورت
پیش آئی کہ جس سے اُسکا جانا نہین ہوسکتا تو ان سب صورتون مین اجارہ ٹوٹ جاتا ہے۔ ہان کرایہ کرنیوالا اپنے
(کسی عذر کی وجہ سے) اجارہ کو نہین توڑ سکتا (یعنی اگر کسی نے اپنا گھوڑا کرایہ کرلیا تھا پھر اسے کوئی ایسی صورت پیش
آئی کہ وہ جا نہین سکتا تو اس کا یہ عذر قابل سماعت نہین کیونکہ وہ اپنے گھوڑے کے ساتھ اور کسیکو بھیج سکتا ہے

مسائل متفرقہ

(ت) اگر کسی کسان نے اجارے پر لی ہوئی یا مانگی ہوئی زمین کی کھیتیان جلائی تھین جس سے دوسرے کی
زمین مین سے بھی کوئی چیز جل گئی تو اس کا وہ ذمہ دار نہ ہوگا۔ اگر کسی درزی یا رنگریز نے اپنی دکان مین ایسے
آدمی کو بٹھالیا جو آدھون آدھ پر کام کرے (یعنی اپنی مزدوری مین سے آدھی مزدوری اس درزی یا رنگریز
کو دیا کرے) تو یہ درست ہے۔ اگر کسی نے ایک اونٹ مکہ تک (یا اور کسی شہر تک) یہ کہکر کرایہ کیا کہ اسپر ایک کجاوہ
رکھونگا اور دو آدمی سوار ہونگے تو یہ درست ہے اور اسکو ایسا کجاوہ رکھنا چاہیئے جو اونٹ والون مین
مروج ہو اور اونٹ والیکو دکھا دینا اور زیادہ (بہتر اور) مستحب ہے (تاکہ آئندہ جھگڑا فساد نہو) اگر کسی نے زادراہ
لادنے کے لئے کوئی اونٹ وغیرہ کرایہ کیا اور اس کی مقدار معین کردی (کہ مثلاً ایک من یا دو من ہوگا) اور پھر
اُسمین سے کچھ کھالیا تو اُسکے عوض اُتنا ہی اور رکھ سکتا ہے۔ اور عقد اجارہ کرنا۔ اجارہ کو توڑنا۔ کھیتی کرنا
(کھیتی مین پانی دینے کا) معاملہ کرنا۔ مضاربت کرنا۔ وکالت کرنا۔ کفالت کرنا۔ کسیکو وصی بنانا۔ وصیت کرنا
قاضی بنانا۔ افسری دینا۔ طلاق دینا۔ آزاد کرنا۔ اور وقف کرنا اسیطرح کہ کیسی وقت پر معلق ہون درست ہے
(ف) مثلاً پہلی صورت کے متعلق کوئی شخص شعبان مین یون کہے کہ مین نے اپنا مکان شروع رمضان شریف سے

کرایہ پر دیا تو یہ صورت اجارہ کی درست ہے اور اسیطرح ان کل امور کو آیندہ زمانہ پر معلق کرنا درست ہے ت بیع بیع کی اجازت
(یعنی جسوقت کسی نے بیچ کے بچولئے نے بیع کردی ہو اسکی اجازت اور (خیار شرط وغیرہ کے بعد) بیع کا فسخ کرنا اور تقسیم شرکت
ہبہ کرنا۔ نکاح کرنا۔ طلاق سے رجوع کرنا۔ مال پر صلح کرنا اور قرض معاف کرنا کسی وقت پر معلق کرکے درست نہین ہے جیسا کہ
کوئی یون کہے کہ مین یہ چیز کل کو بیچونگا یا بیع کی کل اجازت دونگا علی ہذا القیاس تو اسوقت یہ کہنے سے یہ معاملے طی نہونگے)

کتاب المکاتب

مکاتب کا بیان

ت اپنے لونڈی غلام پر سے فی الحال اپنا اختیار اُٹھا لینا اور انجام کار اُسے بالکل ہی آزاد کر دینا شرع
مین مکاتب کرنا کہلاتا ہے۔ اگر کسی نے اپنے نابالغ سمجھدار مملوک کو کسی قدر مال پر مکاتب کر دیا (یعنی یون کہدیا
کہ اگر تو اتنا مال مجھے دیدے تو آزاد ہے خواہ وہ مال ابھی دینا ٹھیرا ہو یا کچھ مدت معین کے بعد یا قسطوار اور اُسنے
قبول کرلیا تو عقد کتابت درست ہوگئی اور اسی طرح اگر آقا یون کہدے کہ مین نے تیرے ذمہ ہزار روپے ٹھیرا دیے
ہین تو ان کو قسطوار ادا کردے پہلی قسط مین اتنے روپے ہون اور آخر کی مین اتنے ہون اور جسوقت یہ ہزار
روپیہ تو ادا کرچکے تو تو آزاد ہے اور نہین تو (جیسا کا تیسا) غلام ہے (اُسنے اسکو منظور کرلیا) تو یہ غلام آقا کے
قبضہ سے اُسیوقت نکل جائیگا مگر ملکیت سے نہین نکلے گا۔ اگر آقا اپنی مکاتبہ (لونڈی) سے صحبت کرلے یا اُسکا
یا اُسکی اولاد کا ہاتھ پیر وغیرہ توڑ ڈالے یا اسکا مال تلف کردے تو وہ اس کا تاوان بھریگا۔ اگر کسی مسلمان نے
اپنے غلام کو شراب یا سور پر یا اسی غلام کی قیمت پر یا سو روپے پر اس شرط سے مکاتب کیا کہ یہ آقا ایک غلام
یا ایک لونڈی غیر معین اپنے پاس سے اسکو دیدیگا تو ان سب صورتون مین کتابت فاسد ہوگی۔ ہان اگر اس غلام
نے شراب آقا کو دیدی تو یہ آزاد ہوجائیگا اور اپنی قیمت بھی کما کر آقا کو دینی پڑے گی اور اسپر بھی اگر اس غلام
کی قیمت شراب کے دامون سے کم ہے تو کم نہین لی جائیگی اور اگر زیادہ ہو تو زیادہ لی جائیگی اگر کسی نے اپنے غلام
کو ایک حیوان پر مکاتب کردیا اور اسکی جنس بیان کردی کہ گھوڑا ہو یا گدھا ہو) اور وصف نہین بیان کیا
(کہ گھوڑا عربی ہو یا دیسی ہو) یا ایک کافر نے اپنے کافر غلام کو شراب پر مکاتب کردیا تو یہ دونون کتابتین درست
ہین اور ان دونون مین سے ایک بھی اگر مسلمان ہوجائے تو اُسوقت آقا کو شراب کی قیمت لینی ہوگی
اور اگر اس نے شراب لے لی تو جب بھی یہ غلام آزاد ہوجائے گا۔

باب ما یجوز للمکاتب ان یفعلہ او لا یفعلہ

یہ باب ہے ان باتون کے بیان مین جو مکاتب کو کرنی جائز ہین یا نہین

ت مکاتب کو خرید و فروخت کرنی اور سفر کرنا جائز ہے اگرچہ آقا نے یہ ٹھیرا لیا ہو کہ اس شہر سے باہر نہ جانا

تو تو آزاد ہے اور اُسنے اُسکو منظور کرلیا ۱۲ مترجم

اور اپنی لونڈی کا کسی سے نکاح کرنا اور اپنے غلام کو مکاتب کرنا بھی جائز ہے اور اس دوسرے مکاتب کا ترکہ اس پہلے
مکاتب کو پہنچے گا۔ اگر اسنے اپنی کتابت کا بدلہ پہلے مکاتب کے آزاد ہونیکے بعد ادا کیا ہو اور اگر اسکے آزاد ہونیسے پہلے ہی
ادا کر دیا تو یہ آقا کا حق ہو کر اس کو پہنچے گا اور آقا کی بلا اجازت اسے اپنا نکاح کرنا یا ہبہ کرنا یا قدرے قلیل چیز کے سوا صدقہ
کرنا درست نہیں ہے۔ اسیطرح کسی کا ضامن ہونا کسیکو قرض دینا یا اپنے غلام کو آزاد کر دینا اگرچہ مال ہی کے عوض مین ہو
اور اپنے آپکو بیچنا اور اپنے غلام کا نکاح کر دینا درست نہیں ہے اور باپ اور وصی چھوٹے بچے کے لونڈی غلام کے حق مین
مثل[1] مکاتب کے ہین اور مضارب اور شریک کو ان امور مذکورہ مین سے کسی امر کا کچھ اختیار نہین ہوتا خواہ شرکت کسی قسم
کی ہو مفاوضہ یا عنان ہو جو باب الشرکۃ مین مذکور ہو چکی ہین) اگر کوئی مکاتب اپنے باپ یا اپنے بیٹے کو خرید لے تو وہ اسکی
کتابت مین آجائینگے (اور جبتک آزاد ہوگا تو وہ بھی آزاد ہو جائینگے) اور اگر کسی مکاتب نے اپنے بھائی وغیرہ (رشتہ دار) کو
خرید لیا تو وہ اسکی کتابت مین داخل نہونگے (یہانتک کہ آزاد ہونیسے وہ آزاد بھی نہونگے) اگر کسی مکاتب نے اپنی بی بی جو
دوسرے کی لونڈی تھی مع بچہ کے خرید لی تو اس لونڈی کو بیچنا ناجائز ہے اگر کسی مکاتب کی لونڈی کے اس مکاتب ہی سے
بچہ پیدا ہو جائے تو وہ بچہ بھی اسی کیطرح مکاتب ہوگا اور اس بچہ کی کمائی اس مکاتب کی ہوگی اگر کسی مکاتب نے اپنی
لونڈی کا اپنے غلام سے نکاح کر دیا تھا پھر دونون کو مکاتب کر دیا اور اب انکے بچہ پیدا ہوا تو یہ بچہ اپنی مان کی کتابت مین
داخل ہو کر مکاتب ہو جائیگا اور اس بچہ کی کمائی اس مان ہی کی ہوگی اگر کسی مکاتب نے یا ماذون غلام نے اپنے
آقا کی اجازت سے ایسی عورت سے نکاح کر لیا جو اپنے زعم مین اپنے آپکو آزاد جانتی تھی پھر اسکے اولاد ہوئی اور اب) اس کا
کوئی مستحق نکل آیا تو اس عورت کا لڑکا (بھی اسی عورت کی طرح) غلام ہوگا۔ اگر کسی مکاتب نے ایک لونڈی خرید کر اس سے صحبت کر لی
پھر معلوم ہوا کہ وہ کسی اور کی تھی (غلطی سے بک گئی ہے) یا ایک لونڈی کا کوئی مکاتب خلاف شرع خرید کر مالک بن بیٹھا تھا مگر
وہ لونڈی پھر بائع کو واپس ہو گئی تو ان دونون صورتون مین بھی (یعنی کتابت ہی کیحالت مین) صحبت کرنے کی خرچی
دینی پڑے گی اور اگر مکاتب نے لونڈی سے نکاح کر کے صحبت کی تھی (پھر وہ لونڈی کسی اور کی نکل آئی تو اس
سے بھی صحبت کی خرچی لیجائیگی مگر آزاد ہونے کے بعد **فصل** اگر کسی مکاتبہ لونڈی کے اپنے آقا سے اولاد ہو جائے تو
اب اس لونڈی کو اختیار ہے چاہے اپنی کتابت پر رہے (یعنی بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہو جائے اور چاہے
اسکی ادائگی سے عاجزی ظاہر کر کے ام ولد بنکر رہے اگر کوئی اپنی ام ولد یا اپنے مدبر کو مکاتب کر دے تو درست ہے
اور وہ ام ولد اسکے مرنے پر مفت آزاد ہو جائیگی اور یہ مدبر اپنی دو تہائی قیمت کما (کر آقا کو) دے یا اگر وہ فقیری
کیحالت مین مرجائے (اور اسکے پاس کچھ نہو) تو اپنا کل بدل کتابت ادا کر دے۔ اور اگر کوئی اپنے مکاتب کو

[1] یعنی ان مذکورہ امور مین جو امور مکاتب کو کرنے جائز نہین وہی باپ کو اور وصی کو بھی نابالغ اولاد کے غلام مین اور وصی کو اپنے نابالغ اولاد کے غلام مین کرنے جائز نہین اور جو اسکو کرنا جائز ہین وہی ان دونون کو بھی جائز ہین ۱۲ منہ عفی عنہ

مدبر کردے تو یہ بھی درست ہے پھر اگر یہ بدل کتابت ادا کریگا تو آزاد ہو جائیگا اور اگر اپنی عاجز ہونیکا اقرار کریگا تو مدبر ہی رہیگا اور
اگر اُسکا آقا مفلس ہو کر مرجائے تو اُسوقت اسکو ان دو باتونمین اختیار ہے کہ چاہے اپنی قیمت کی دو تہائی کما کردے اور چاہے بدل
کتابت کی دو تہائی کما دے اگر کوئی اپنے مکاتب کو آزاد کردے تو وہ آزاد ہو جائیگا اور بدل کتابت اسکے ذمہ سے اُتر جائیگا اگر کسی نے اپنے
مکاتب کو اکہزار روپے پر مکاتب کیا تھا پھر پانسو نقد دینے پر اس سے صلح کرلی تو یہ بھی درست ہے ایک بیمار نے اپنے غلام کو دو ہزار روپے پر مکاتب کیا تھا
اور برس روز کے اندر روپیہ ادا کرنیکا وعدہ ٹھیرا تھا اور وہ قیمت مین اکہزار روپیہ کا تھا اب یہ آقا مرگیا اور وارثون نے یہ برس روز کا
وعدہ نمانا تو اب یہ غلام اپنے بدل کتابت کی دو تہائی ابھی ادا کردے اور باقی ایک تہائی روپیہ وعدہ کی مدت ختم ہونے تک دیدے
اور اگر نہو سکے تو غلامی مین رہے اور اگر کسی بیمار نے اپنے غلام کو اکہزار روپے پر مکاتب کیا اور روپیہ ادا ہونیکا وعدہ وہی برس روز
کے اندر دینا ٹھیرا اور یہ غلام قیمت مین دو ہزار روپیہ کا ہے اور ورثہ اس وعدہ کو منظور نہین کرتے تو یہ غلام یا تو اپنے دو تہائی
قیمت ابھی ادا کردے یا غلامی اختیار کرے ایک شخص نے جو غلام نہین تھا ایک غلام کو اُسکے آقا سے اکہزار روپے پر مکاتب کرا کے
وہ روپیہ اپنی پاس سے ادا کردیا تو یہ غلام آزاد ہو گیا اور اگر اس غلام نے اپنے مکاتب ہونیکی خبر سنی اور اسکے روپیہ ادا کرنیسے) کتابت
منظور کرلی تو یہ مکاتب ہو جائیگا (آزاد نہین ہونیکا) اور وہ روپیہ اسی کو ادا کرنا پڑے گا) ایک شخص نے اپنے دو غلامون
کو مکاتب کیا جن مین سے ایک یہان ہے اور ایک نہین ہے اور جو یہان ہے اُسنے کتابت منظور کرلی تو یہ کتابت
درست ہو جائے گی اور ان مین سے جونسا کل بدل کتابت جب ادا کردیگا تو اُسی وقت دونون آزاد ہو جائینگے
اور ادا کرنے والا دوسرے غلام سے کچھ نہین لے سکتا اور نہ غیر حاضر سے بدل کتابت کا مطالبہ ہو سکتا ہے اور
اس کا اس کتابت کو منظور کرنا بھی لغو ہے (یعنی اگر وہ منظور کرے تب بھی کتابت کا روپیہ اُسکے ذمہ نہوگا) اگر
کوئی لونڈی اپنی طرف سے اور اپنے دو چھوٹے چھوٹے بچونکی طرف سے عقد کتابت کرلے تو درست ہے اور کتابت طے
ہونیکے بعد ان تینون مین سے جو کوئی کتابت کا کل روپیہ ادا کردیگا وہ اوروں سے نہین لے سکیگا (اور تینون آزاد ہو جائینگے)

باب کتابۃ العبد المشترک

ت ایک غلام دو شخصون کا ہے۔ ان مین سے ایک نے دوسرے کو اس بات کی اجازت دیدی کہ تو میرا حصہ
اکہزار مین مکاتب کر کے بدل کتابت وصول کرلے چنانچہ اُسنے مکاتب کردیا اور کچھ بدل کتابت وصول بھی
کرلیا اسکے بعد وہ غلام باقی کا روپیہ ادا کرنے سے عاجز ہو گیا تو جو روپیہ وصول ہوا تھا وہ اسی وصول کرنیوالے
کا ہے۔ دو آدمیون کے ساجھے کی ایک لونڈی تھی دونون نے اُسے مکاتب کردیا اسکے بعد ایک نے ان مین اس سے
صحبت کرلی جس سے اُسکے اولاد ہوئی اور اس صحبت کرنے والے ہی نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بچہ ہے اس کے

بعد دوسرے نے بھی صحبت کرلی اُس سے بھی اولاد ہوئی اور اُسنے بھی دعویٰ کیا کہ یہ میری اولاد ہے اب وہ لونڈی بدل کتابت ادا کرنیسے عاجز ہوگیٔی تو یہ لونڈی اُسکی ام ولد ہے جسنے پہلے صحبت کی تھی یہ اپنے ساجھی کو لونڈی کی نصف قیمت اور صحبت کرنے کی نصف خرچی دیدے اور وہ اسکو صحبت کرنیکی پوری خرچی اور بچہ کی پوری قیمت دے اور یہ دوسرا بچہ اسی کا ہوگا اور انمین سے جو کوئی صحبت کی خرچی اُس لونڈی کو دیدے تو یہ بھی درست ہے (ادا ہوجائیگی کیونکہ یہ حق اُسی کا ہے) اور اگر دوسرے ساجھی نے اس مکاتبہ کو مدبرہ کردیا اور اس سے صحبت نہین کی اور اب وہ لونڈی کتابت کا روپیہ ادا کرنیسے عاجز ہوگیٔی تو اُسکا مدبرہ کرنا باطل ہوجائیگا اور یہ لونڈی پہلے کی ام ولد ہوگی یہ اپنے ساجھی کو لونڈی کی نصف قیمت اور اس سے صحبت کرنے کی نصف خرچی اُسکو دے اور وہ بچہ اسی کا ہے اگر دو ساجھی ایک لونڈی کو مکاتب کردین پھر انمین سے ایک جو مالدار ہے اُسے آزاد کردے اُسکے بعد وہ لونڈی بدل کتابت ادا کرنیسے عاجز ہوجائے تو یہ آزاد کرنیوالا اپنے ساجھی کو لونڈی کی نصف قیمت دے اور یہ دی ہوئی قیمت اس لونڈی سے وصول کرلے ایک غلام دو آدمیون کا تھا ایک نے اسکو مدبر کردیا اسکے بعد دوسرے نے جو مالدار تھا اُسکو آزاد کردیا تو مدبر کرنیوالے کو اختیار ہے کہ اس غلام کی قیمت اس آزاد کرنیوالے سے وصول کرلے اور اگر دو شریکون مین سے ایک نے پہلے آزاد کردیا اسکے بعد دوسرے نے اسکو مدبر کیا تو اب آزاد کرنیوالے سے کچھ لے نہین سکتا ہان اتنا اختیار ہے کہ چاہے آزاد کردے اور چاہے اس غلام سے نصف قیمت کرالے

باب موت المکاتب وعجزہ وموت المولیٰ

ت دا ایک مکاتب ہے کہ اُسنے اپنے بدل کتابت ادا کرنے کی قسطین مقرر کرلی تھین اور) وہ ایک قسط کے ادا کرنیسے عاجز ہوگیا اور کہین سے عنقریب اُسکو کچھ مال ملنے والا ہے تو تین روز تک حاکم اس پر عاجز ہونے کا حکم نہ لگائے اور اگر اس کو تین روز کے اندر کچھ مال ملنے کی امید نہ ہو تو اسپر عاجز ہونے کا حکم لگادے۔ اور کتابت کو فسخ کردے یا اگر وہ مکاتب راضی ہو تو یہ آقا ہی فسخ کردے اور اب اس پر پھر وہی غلام ہونے کے احکام جاری ہوجائین گے اور (اسوقت) جو کچھ اسکے پاس ہوگا وہ آقا کا ہوجائیگا۔ اگر مکاتب کچھ مال چھوڑ کے مرجائے تو (اس صورت مین) اسکی کتابت فسخ نہ ہوگی بلکہ اسکے مال مین سے کتابت کا روپیہ ادا کرکے یہ حکم کیا جائے گا کہ یہ مکاتب اپنے مرنیسے کچھ پہلے آزاد ہوگیا تھا۔ اور اگر مکاتب مرگیا اور اس) نے ایک بیٹا چھوڑا جو اُسکے مکاتب ہونے کی حالت مین پیدا ہوا تھا اور مال اتنا نہین چھوڑا جس سے بدل کتابت ادا کردیا جائے تو یہ لڑکا اپنے باپ کی طرح اسکی قسطین ادا کرنے مین کوشش کرے جب یہ ادا کردیگا تو اس پر یہ حکم لگایا جائے گا کہ یہ بھی آزاد ہے اور اس کا باپ بھی مرنیسے کچھ پہلے آزاد ہوگیا تھا اور اگر مکاتب نے

ایسا لڑکا چھوڑا ہو جو اُسنے (اپنے مکاتب ہونیکی حالت مین) خرید لیا تھا تو اب یہ لڑکا یا بدل کتابت ابھی[1] ادا کردے اور یا غلام ہو کر آقا کے پاس رہے ۔ اگر کسی مکاتب نے اپنے بیٹے کو خریدا تھا پھر وہ مکاتب مرگیا اور اتنا مال چھوڑا جس سے بدل کتابت ادا ہو سکتا ہو تو یہ لڑکا اُسکا وارث نہوگا ف اسکی وجہ یہ ہو کہ جب لڑکا باپ کی کتابت کا روپیہ ادا کردیگا تو اُسکے آزاد ہونیکا حکم ہوجائیگا اور اُسوقت چونکہ یہ باپکے تابع ہو کر آزاد ہوگا لہذا یہ باپکا وارث ہوگا ت اور یہی حکم اُسوقت ہو کہ جب مکاتب اور اُسکا بیٹا دونوں ایک ہی عقد سے مکاتب ہوے ہون (اور بیٹیا بدل کتابت ادا کردے تو یہ باپ کا وارث ہوتا ہو) اور اگر مکاتب نے ایک بیٹا آزاد عورت سے چھوڑا اور لوگون کے ذمہ اتنا قرض بھی جو اسکے بدل کتابت کو کافی ہوجاے پھر اس لڑکے نے کوئی ایسا جرم کیا کہ اُسکا جرمانہ حاکم نے اُسکی مان کے کُنبہ پر ڈالا تو اس جرمانہ کے پڑنیسے اس مکاتب کے عاجز ہونیکا حکم نہوگا ہان اگر کسی مکاتبہ لونڈی کا بچہ ہو اور اس بچہ کے ترکے مین اُسکی مان اور باپ کے آزاد کرنے والے جھگڑین (یعنی دونون فریق اسکا ترکہ طلب کرین) اور حاکم مان کے آزاد کرنیوالون کو ترکہ دلادے تو اس سے بیشک اس مکاتب کے عاجز ہونے کا حکم ثابت ہوجائیگا اگر مکاتب نے (بدل کتابت ادا کرنیکی غرض سے) لوگون سے صدقہ وغیرہ کا روپیہ لیکر آقا کو دیدیا تھا اور اب وہ عاجز ہوگیا تو یہ روپیہ آقا کو کھانا درست ہوگا (اگرچہ ایسا روپیہ لینا آقا کو خود درست نہو اور اسکی وجہ یہ ہو کہ ملک بدلنے سے روپیہ بدلنے کا حکم ہوجاتا ہو گویا یہ مکاتب تو اس روپیہ کا بطور صدقہ وخیرات کے مالک ہوا تھا اور آقا کو آزاد کرنے کے عوض مین ملا ہو اگرچہ آزادی کا ظہور بعد ہی مین ہوا ہے اگر غلام نے کوئی جرم کردیا تھا اور آقا کو اسکی اطلاع نہ تھی اُسنے اس غلام کو مکاتب کردیا کچھ دنون بعد یہ بدل کتابت ادا کرنیسے عاجز ہوگیا تو اب یہ آقا اس غلام کو دیدے (یعنی جس کا اسنے جرم کیا ہے اُسکے حوالہ کردے) اور یا اسکے جرم کا تاوان دیدے اور یہی حکم اس صورت مین ہو کہ ایک مکاتب نے کچھ جرم کردیا تھا اور ابھی جرمانہ ہونے کا حکم نہ ہوا تھا کہ یہ مکاتب عاجز ہوگیا (تو اب اس کا آقا خواہ اسیکو دیدے اور خواہ جرمانہ بھرلے) اور اگر اس پر کتابت ہی کی حالت مین جرمانہ کا حکم ہوچکا تھا اور اب یہ بدل کتابت سے عاجز ہوگیا تو یہ جرمانہ اسکے ذمہ بمنزلہ قرض کے ہوگا یعنی اُسکے ادا کرنے مین اس غلام کو فروخت کردیا جائیگا اگر (عقد کتابت طے کرنیکے بعد) آقا مرجاے تو عقد کتابت فسخ نہوگی بلکہ مکاتب کتابت کا روپیہ اپنے آقا کے وارثون کو قسطوار ادا کردے اور اگر وہ اپنی خوشی آزاد کردین تو یہ مفت آزاد ہوجائیگا اور اگر سارے نکرین بلکہ بعض آزاد کرین تو اس سے آزادی ثابت نہوگی

---

[1] یعنی اس لڑکے کو باپ کی طرح قسط وار ادا کرنے کی مہلت نہوگی اور اگر بدل کتابت یکمشت ادا کردے تو آزاد ورنہ یہ غلام ہوجائیگا اور یہ حکم امام صاحب کے نزدیک ہے ۱۲ م

کتاب الولاء (ولاء کا بیان)

اگر کسی کا غلام مرجائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو تو اس کا ترکہ آقا کو پہنچتا ہے اس ترکہ کو ولا کہتے ہین ۔ لونڈی غلام کا ترکہ آزاد کرنے والے کو پہنچتا ہے خواہ آزادی مدبر کرنیکے ذریعہ سے ہو خواہ مکاتب کرنیسے ہو یا ام ولد کرنیسے ہو اور یا کسی قریب رشتہ دار کے خرید لینے سے آزاد ہو گیا ہو اور ولا نہ ملنے کی شرط ٹھیرانا لغو ہی ۔ اگر کسی نے ایسی لونڈی آزاد کی جو اپنے شوہر غلام سے حاملہ تھی تو اس بچہ کی ولا (یعنی اس وقت حمل مین ہی) اپنی مان کے آقاؤن سے منتقل نہین ہو سکتی (یہان تک کہ اگر اس بچّہ کا باپ بھی آزاد کردیا جائے تو بچّہ کی ولا اُسکے باپ کے آقا کی طرف نہین جاسکتی ۔ مگر اس مین یہ بات ضروری ہی کہ اس لونڈی کے آزاد ہونیکے بعد چھ مہینے سے کم مین بچہ پیدا ہوجائے) پس اگر اسکے آزاد ہونیکے بعد چھ مہینے سے زیادہ مین بچّہ پیدا ہوا ہے تو اب بھی اس کی ولا مان ہی کے آقا کو پہنچے گی (بشرطیکہ اس بچہ کا باپ آزاد نہ ہوا ہو) اور اگر آزاد ہو گیا ہی تو یہ اپنے لڑکے کی ولا کو اپنے آقاؤن کی طرف کھینچ لے گا (یعنی پھر اس بچہ کی ولا کے اس غلام کے آقا وارث ہو جائین گے ۔ اگر ایک عجمی نے کسی آزاد شدہ لونڈی سے نکاح کر لیا تھا پھر اُسکے بچّہ ہوا تو اس بچّہ کی ولا اسکی مان کے آزاد کرنے والون ہی کو پہنچے گی اگرچہ اس عجمی کے کوئی مولی الموالات بھی ہو (جس کا بیان اگلی فصل مین آتا ہی) آزاد کرنے والا وارث ہونے مین ذوی الارحام پر مقدم ہے اور نسبی عصبہ سے مؤخر ہے (یعنی آزاد کرنے والے کے ہوتے ہوئے ذوی الارحام وارث نہین ہوتے اور نسبی عصبہ کے ہوتے آزاد کرنے والا وارث نہین ہو سکتا) نسبی عصبہ اُسکو کہتے ہین جو ذوی الفروض کے حصّہ لینے کے بعد باقی مال کا وارث ہوتا ہو) پس اگر ایک غلام آزاد کرنے کے بعد یہ آزاد کرنیوالا آقا مر گیا اور اُسکے بعد یہ آزاد شدہ غلام بھی مر گیا تو اُسکی میراث آقا کے عصبون مین سے اس عصبہ کو ملیگی جو سب مین زیادہ قریب ہو (اسکے ہوتے اور وارثون کو نہین ملیگی) اور عورتون کو حق ولا نہین پہنچتا ۔ ہان اس غلام یا لونڈی کا کہ جسکو عورتون ہی نے آزاد کیا ہو یا اُنکے آزاد کردہ نے آزاد کیا ہو (اور وہ کرنے والا بیچارہ مر گیا ہو) یا عورتون نے کسیکو مکاتب کیا ہو یا اُنکے مکاتب نے کسی کو مکاتب کیا ہو اور اُن کا مکاتب مر گیا ہو تو اُسکے وسیلہ سے ولا آزاد کرنے والی عورت کو پہنچ جائیگی ۔ **فصل** اگر کوئی شخص کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہو اور یون کہے کہ میرے مرنے کے بعد تو ہی میرا وارث ہوگا اور اگر مجھ سے کوئی خون وغیرہ ہو جائے تو اسکی خونبہا بھی تجھے ہی دینی ہوگی (تو اس معاملہ کو عقد موالات کہتے ہین) یا جسکے ہاتھ پر مسلمان ہوا ہے اُس کے سوا اور

[1] مثلاً ایک شخص نے اپنے بیٹے اور کسی خویش کو خرید لیا تھا اور قرابت کے باعث اسکے مالک ہوتے ہی وہ آزاد ہو گیا تو اسکا ترکہ جسکو ولا کہتے ہین اس شخص کو پہنچیگا۔

کسی سے ایسا معاملہ (یعنی عقد موالات کرلے تو یہ درست ہے اگر نو مسلم کے اور کوئی وارث نہوگا تو یہی اسکا وارث ہوگا اور اسی کو اسکی طرف سے خونبہا دینی پڑے گی اور اس موالات کرنے والے کو سب ذوی الارحام کے بعد ترکہ ملتا ہی (یعنی اگر اس کا کوئی ذوی الارحام ہو تو اس صورت مین اسی کو ترکہ ملتا ہے اور یہ مولی الموالات ترکہ سے محروم رہتا ہے) اور یہ نو مسلم اگر اپنے عقد موالات کو منتقل کرنا چاہے تو جس سے یہ پہلے عقد کرچکا ہے اُسکے رد برد منتقل کرسکتا ہے مگر اسی وقت تک کہ اُس نے اسکی طرف سے کوئی خونبہا وغیرہ نہ بھری ہو اور آزاد کردہ غلام کو یہ اختیار نہین ہوتا کہ وہ کسی سے عقد موالات کرے (کیونکہ اسکا اور کوئی مولا نہین ہوسکتا بلکہ جس نے اُسے آزاد کیا ہے وہی اس کا مولیٰ ہی) اگر ایک عورت نے کسی مرد سے عقد موالات کرلیا تھا پھر اسکے بعد بچہ پیدا ہوا تو یہ بچہ بھی اپنی ماں کی موالات مین شامل رہے گا۔

کتاب الاکراہ

ف اکراہ کے لغوی معنی یہ ہین کہ کسی سے ایسا فعل کرایا جائے جسکو وہ بُرا سمجھے اور کرنا نچاہے اور شرعی معنی یہ ہین جو آگے مصنّف بیان کرتے ہین **ت** اکراہ اس کو کہتے ہین کہ آدمی دوسرے کے سبب سے کوئی فعل کرے اس فعل سے وہ کرنے والا راضی نہین ہوا کرتا اور اکراہ مین یہ شرط ہے کہ زبردستی کرنے والا اس فعل کو کرسکتا ہو کہ جس سے وہ ڈرا رہا ہے (اس بارے مین کسی خاص آدمی کا ہونا ضروری نہین ہی بادشاہ ہو یا چور ہو اور دوسری شرط یہ ہی کہ جس پر زبردستی کی گئی ہے اُسے یہ اندیشہ (اور اُمید) ہو (کہ) اگر مین نے اسکے کہنے کے موافق نکیا تو جس بات سے یہ مجھے ڈرا رہا ہی ضرور کردیگا۔ پس اگر کوئی کسی چیز کے بیچنے پر یا خریدنے پر یا کسی چیز کا اقرار کرنے پر یا ٹھیکہ دینے پر قتل کے ڈراوے سے زبردستی کیا گیا (یعنی زبردست نے یون کہا کہ اگر تو نہ بیچے گا یا نہ خریدیگا یا سو روپیہ کا اقرار نہ کرے گا یا ٹھیکہ نہ دے گا تو مین تجھے جان سے مار ڈالون گا) یا اسی طرح سخت مارنے یا ایک مدّت تک قید مین رکھنے کا ڈرا دیا گیا (اور اس ڈر سے اُسنے یہ خرید و فروخت وغیرہ کرلی تو یہ زبردستی جاتے رہنے کے بعد اس کو اختیار ہوگا کہ چاہے اس بیع وغیرہ کو بدستور رکھے اور چاہے توڑ ڈالے اور ایسی بیع وغیرہ سے مشتری کی ملک بھی ثابت ہوجائیگی مگر اس وقت جبکہ وہ مبیع پر قبضہ کرلے کیونکہ ایسی بیع فاسد ہوتی ہے (اور بیع فاسد کا حکم یہی ہے کہ اسکے بعد مشتری کے مبیع پر قبضہ کرلینے سے ملکیت ثابت ہوجاتی ہے اور ایسی صورت مین اگر بائع خوشی سے قیمت لے لے تو یہ (اسکی طرف سے) بیع کی اجازت ہے

اگر تو نے یون نہ کیا تو مین تیرا گلا گھونٹ دونگا تو اس مین گلا گھونٹ دینے کی قدرت ہونی ضروری ہی ۱۲

جیسا کہ اگر یہ مبیع خوشی سے مشتری کے حوالہ کردے تو وہ اسکی طرف سے اجازت شمار ہوتی ہے۔ اگر مشتری کے پاس سے مبیع جاتی رہی اور اس پر خرید تے وقت کچھ زبردستی نہین کی گئی تھی بلکہ بائع پر زبردستی کی گئی تھی (کہ اُس سے زبردستی بکوادی گئی تھی)، تو اس مشتری کو اس مبیع کی قیمت بائع کے حوالہ کرنی پڑیگی اور جس پر زبردستی ہوئی ہو اُسکو زبردستی کرنے والے سے (اپنے دیئے ہوئے کا) تاوان لینے کا اختیار ہے۔ اگر کسی پر سُور کا گوشت کھانے یا مُردار کھانے یا خون کھانے یا شراب پینے پر ان ڈراوون سے زبردستی کی گئی ہو کہ اگر تو یہ چیز نہین کھائے پیئے گا تو تجھے قید کردین گے یا مارین گے یا مشکین باندھ دین گے تو اُسے ان چیزون کا کھانا پینا حلال نہ ہوگا۔ ہان اگر قتل کردینے یا کسی عضو کے کاٹ دینے سے ڈرایا تو ان چیزون کا کھانا پینا حلال ہوجائیگا بلکہ ان کو نہ کرنے اور قتل ہوجانے وغیرہ کی صورت مین وہ گنہگار ہوگا۔ اگر کسی پر کفر کا کلمہ زبان سے نکالنے یا کسی مسلمان کا مال تلف کرنے پر یون زبردستی کی گئی کہ اگر تو ایسا نہین کریگا تو تجھے جان سے ماردینگے یا تیرا ہاتھ پیر کاٹ ڈالینگے ان دو باتون کے سوا اور کسیطرح کا ڈراوا نہین دیا گیا تو اسے ان دونون کامون کے کرلینے کی اجازت ہے اور اگر یہ اپنے قتل وغیرہ ہونے پر صبر کرلے (اور کفر کا کلمہ زبان سے نہ نکالے یا مسلمان کا مال تلف نہ کرے) تو اسکا پورا پورا اجر ملیگا اور اگر اس سے صبر نہ ہوا اور اُسنے زبردست کے ڈرانیسے کسی مسلمان کا مال تلف کردیا تو اس) مال کے مالک کو اختیار ہے کہ زبردستی کرنے والے سے تلف شدہ مال کی قیمت وغیرہ وصول کرلے۔ اگر کوئی کسی سے زبردستی کسی شخص کو قتل کرائے (یعنی یون کہے کہ اگر تو اسے قتل نہ کریگا تو مین تجھے قتل کردونگا) تو اسے قتل کرنے کی اجازت نہین ہے اور اگر اُسنے (کسی کے زبردستی کرنیسے) قتل کردیا تو گنہگار ہوگا لیکن قصاص زبردستی کرنے والے ہی سے لیا جائیگا۔ اور اگر کسی پر اسکے لونڈی غلام آزاد کرانے یا اُس کی بیوی کو طلاق دلوانے مین زبردستی کی گئی اور اُسنے ایسا کردیا[1] تو آزادی اور طلاق دونون واقع ہوجائین گی اور اب یہ اپنے لونڈی غلام کی قیمت یا اگر بیوی سے ابھی ہم بستری[2] نہین ہوا تھا تو نصف مہر اس زبردستی کرنیوالے سے وصول کرلے اگر کسی پر مرتد ہونے پر زبردستی کی گئی (اور وہ مجبوراً مرتد ہوگیا)، تو اس سے اسکی بیوی پر بائنہ طلاق نہین پڑے گی کیونکہ جب تک کسی کا عقیدہ نہ بدلے اس پر کفر کا حکم نہین ہوتا اور یہان اُس شخص کا عقیدہ نہین بدلا بلکہ دل سے یہ ایمان پر قائم ہے اسیوجہ سے یہ حکم ہے کہ اگر ایسی صورت مین عورت یہ دعوی کرے کہ میرا شوہر مرتد ہوگیا ہے اس لیے مین اسکے نکاح سے باہر ہوگئی ہون اور شوہر اس کا انکار کرے تو شوہر ہی کے کہنے کا اعتبار ہوتا ہے لیکن یہ حکم خلاف قیاس یعنی استحسانًا ہے بحر الرائق مختصرًا۔

[1] یعنی اپنی لونڈی غلام کو آزاد کردیا یا اپنی بیوی کو طلاق دیدی ۱۲ [2] اور اگر ہم بستری کے بعد ایسا موقع ہوا ہے یعنی اس سے زبردستی طلاق دلائی گئی ہے تو اب مہر

کتاب الحجر (تصرف سے روکنے کا بیان)

ف حجر کے لغوی معنی روکنے اور علیحدہ کرنے کے ہین عقل کو حجر اسی وجہ سے کہتے ہین کہ وہ آدمیونکو بدافعالیون کے مرتکب ہونے سے روکتی ہے اور یہ شرعی معنی ہین جو آگے مصنف بیان فرماتے ہین حاشیہ ت بچپن ہونے یا غلام ہونے یا دیوانہ ہونے کی وجہ سے زبانی تصرف (یعنی بیع شرا) کرنیسے روکدینا (شرع مین) حجر کہلاتا ہے (ہاتھ پاؤن کے) کام کرنیسے روکدینا حجر نہین کہلاتا اور جب یہ ثابت ہوگیا کہ تینون زبانی تصرف کرنے سے محجور ہوتے ہین تو (پس اسی وجہ سے بچّہ کا (زبانی) تصرف اُس کے ولی (وارث) کی اجازت بغیر درست نہین ہوسکتا اور نہ غلام کا اُسکے آقا کی اجازت بغیر اور جس پر جنون غالب ہو اُس کا تصرف کسی حالت مین بھی درست نہین ہوسکتا (برابر ہے کہ اس کا ولی اجازت دے یا نہ دے) اگر ان تینون مین سے کوئی (کسی سے خرید وفروخت کا معاملہ کرے اور اُسے اتنی سمجھ بھی ہو تب بھی اُسکے وارث کو اختیار ہوگا کہ چاہے اس معاملہ کو رہنے دے اور چاہے فسخ کردے اور اگر یہ (کسی کی) کوئی چیز تلف کردین تو اُسکے دین دار ہون گے (ان سے تاوان لیا جائیگا) اور بچّے اور دیوانے کے اقرار کا کچھ اعتبار نہین ہوسکتا۔ ہان غلام کا اقرار خود اسی غلام کے حق مین چل سکتا ہے اسکے آقا کو اس سے کوئی تعلق نہین ہوسکتا مثلاً اگر ایک غلام نے اپنے ذمہ کسیکا روپیہ ہونے کا اقرار کرلیا تو اُسکے آزاد ہونے کے بعد اس روپیہ کا ادا کرنا اُسکے ذمہ ہوگا۔ اگر کوئی غلام اپنے ذمہ ہونے یا قصاص لازم ہونے کا اقرار کرلے تو وہ اس پر ابھی جاری کردی جائیگی باقی بیوقوفی تصرف کرنیسے مانع نہین ہوتی (یعنی اگر کوئی بیوقوف ہو تو اسکی وجہ سے اس پر حجر کا حکم نہین ہوسکتا) اگر کوئی لڑکا بالغ ہوگیا مگر وہ بیوقوف ہے تو جبتک وہ پچیس برس کا نہوجائے اُسکا روپیہ پیسہ اُسکو نہ دیا جائے اور پچیس برس سے پہلے اگر وہ کوئی بیع شرا کریگا تو وہ درست قرار دیا جائیگا۔ اور جب وہ پچیس برس کا ہوجائے تو اُس کا مال اُسکے حوالہ کردیا جائے گو خراب کرے اور بدمعاش ہونے یا کاروبار سے غفلت یا قرضدار ہوجانے کی وجہ سے کسی پر محجور ہونے (یعنی قابل تصرف نرہنے) کا حکم کرنا جائز نہین ہے ہان اگر اسکے قرضخواہ اسکو قید کرانا چاہین تو حاکم اسکو قید کردے تاکہ وہ اپنا قرض اُتارنے مین اپنا مال (وغیرہ) فروخت کردے اور اگر اسکے پاس مال بھی روپیہ بھی ہے اور اسکے ذمہ قرض کا روپیہ بھی ہے تو اب حاکم بلا اسکے کہے ادا کردے اور اگر اسکے ذمہ روپے ہین اور اسکے پاس اشرفیان ہین یا اسکا عکس ہے (یعنی اُسکے پاس روپیہ ہین اور ذمہ اشرفیان ہین) تو دونون

[حاشیہ کنارہ:] [illegible]

ت حجر کہلانے اور نہ کہلانے سے مقصود یہ ہے کہ اگر ان تینون مین سے کوئی اپنی چیز بیچا یا کسی سے کچھ خریدے تو ان کے بیچنے خریدنیکا کچھ اعتبار نہ کیا جائیگا اور اگر ہاتھ پاؤن سے کسی کا

[illegible]

مورتون مین (روپیہ اشرفیون) کو بیچکر قرض ادا کردیا جائے اور (قرض ادا کرنے کی غرض سے اسکی بے اجازت اسکا اسباب یا زمین بیع نہ کیجائے (ہان اسکو قید وغیرہ کرکے اسپر مجبور کرین کہ وہ خود بیع کردے) اور مفلسی کے سبب سے کوئی محجور (یعنی تصرف سے ممنوع) نہین ہوسکتا پس اگر کسی نے کوئی خاص چیز مول لی تھی اور ابھی قیمت ادا کرنے نہین پایا تھا کہ وہ دیوالیہ قرار دیدیا گیا تو جس نے یہ چیز بیچی تھی وہ (قیمت وصول کرنے مین) اور قرضخواہون کے برابر[1] ہے

فصل فی حد البلوغ

(بالغ ہونے کی حد کی تفصیل) ت اگر لڑکے کو احتلام ہونے لگی یا اس سے عورت کو حمل رہجائے یا (صحبت کرنیسے) انزال ہوجائے تو (امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک) اسپر بالغ ہونیکا حکم ہوجاتا ہی اور اگر ان (تینون صورتون) مین سے کوئی ظاہر نہین ہوئی تو پھر پورے اٹھارہ برس کا ہونے پر بالغ قرار دیا جائیگا اور لڑکی کو اگر حیض آنے یا احتلام ہونے لگی یا حمل رہجائے تو وہ بالغ ہی اور اگر ان مین سے کوئی بات نہو تو پھر پورے سترہ برس کی ہونے پر بالغ قرار دیجائیگی مگر آجکل فتوی (صاحبین کے) اس (قول) پر ہی کہ لڑکا اور لڑکی دونون پندرہ برس کے ہونے پر بالغ ہوجاتے ہین اور لڑکے کے حق مین بالغ ہونیکی عمر کم سے کم بارہ برس ہین اور لڑکی کے حق مین نو برس پس اگر دونون قریب البلوغ ہون (یعنی بالغ نہ معلوم ہون) اور یہ کہین کہ ہم بالغ ہوگئے ہین تو انکے کہنے کا اعتبار کرلیا جائیگا اور انپر بالغون ہی جیسے احکام جاری ہون

کتاب الماذون

(ماذون کے بیان مین)

ت اس (گذشتہ) حجر (یعنی روک یا تصرف سے ممنوعیت) کے اٹھا لینے اور (اپنے منع کرنیکے حق کو ساقط کردینے کو (شریعت مین) اذن (اور اجازت) کہتے ہین۔ اور یہ کسی معین وقت تک یا خاص کام مین منحصر نہین ہوسکتا اور اگر کوئی آقا اپنے غلام کو بیع کرتے ہوئے یا کوئی چیز خریدتے ہوئے دیکھکر چپ ہورہا ہو تو اسسے اجازت ثابت ہوجائیگی۔ اگر کسی نے (اپنے غلام کو تجارت (کی) عام اجازت دیدی کسی چیز کی تعیین کرکے نہین دی تو اب اسے عام اجازت ہوگی کہ جو چاہے خریدے جو چاہے بیچے اور چاہے خرید و فروخت کیلئے ایجنٹ رکھے چاہے اپنی چیز گروی رکھدے چاہے کسی کی چیز اپنے پاس گروی رکھے چاہے مضاربت پر تجارت کرائے اور آپ نوکری یا مزدوری کرے یا کسیکے قرض کا یا غصب کا یا امانت کا اقرار کرے ہان آقا سے اجازت لیے بغیر) اپنا نکاح نہین کرسکتا اور نہ اپنے (خریدے ہوئے) غلام کا نکاح کرسکتا ہی نہ مکاتب کرسکتا ہی نہ آزاد کرسکتا ہی نہ کسی کو قرض دیسکتا ہی نہ کوئی چیز ہبہ کرسکتا ہے اور ایسے غلام کو اتنا اختیار ہے کہ تھوڑا سا کھانا (مثلاً ایک آدھ روٹی) کسیکو بھیجدے

[1] برابر ہونیکا مطلب یہ ہی کہ اب اس چیز کو بیچکر سب کو حصہ رسد ملیگے یہ نہین ہوسکتا ہی یہ چیز اسی کیلئے بیچنے والے ہی کو ملجائے اور باقی قرضخواہون کو اس سے کچھ واسطہ

یا جو اُسے کھلاتا پلاتا ہو اسکی دعوت کر دے یا (کسی اپنی چیز کی) عیب کے سبب سے قیمت کم کر دے۔ اگر ایسے ماذون غلام
کی ذمے قرض ہو جائے تو وہ اسکی ذات سی تعلق رکھی گا یہانتک کہ اگر اُسکا آقا اُسکی طرف سے ادا نہ کری تو قرض مین اس
غلام کو بیچدیا جائے اور (اسکی قیمت حصّہ رسد سب قرضخواہون مین تقسیم کر دیجائے اور اگر قیمت مین قرض کا پورا نہ پڑے
تو) جو باقی رہجائے اُسکا اُس سی آزاد ہونیکے بعد مطالبہ کیا جائے اور آقا کے روکنے پر یہ تجارت وغیرہ کرنیسے اُسوقت
رُکجائیگا کہ جب اکثر بازار والون (اور دکانداروں) کو اُسپر روک ہونیکا علم ہو جائے علیٰ ہذا القیاس اسکے آقا کی
مرجانے دیوانہ ہو جانے۔ مرتد ہو کر دار الحرب مین چلے جانے اور خود اس غلام کے بھاگ جانیسے بھی تصرف سے
روک ہونی ثابت ہو جاتی ہی۔ اور اگر آقا نے اپنی اجازت دی ہوئی لونڈی کو ام ولد بنالیا تو پھر اس کی
بھی اجازت جاتی رہے گی اور لونڈی غلام کو مدبر کرنے سے اس اجازت مین فرق نہین آتا اور ان اخیر
کی دونون صورتون مین قرض خواہون کے لیے آقا اُن کی قیمت کا ضامن ہوگا۔ اگر ماذون غلام کے
پاس کچھ روپیہ وغیرہ تھا اور اُسے اجازت سے روکنے کے بعد اُسنے یون کہا کہ یہ روپیہ فلان شخص کا ہی تو یہ
اقرار معتبر ہوگا اور اگر ماذون غلام کے ذمّہ اتنا قرض ہی کہ جو اسکے پاس کا سارا روپیہ دینے اور اسکے بیچدینے سے
بھی پورا نہین ہو سکتا تو ایسی صورت مین اسکے پاس کے روپیہ وغیرہ کا اس کا آقا مالک نہین ہو سکتا
اسی وجہ سے یہ حکم ہی کہ اگر اس ماذون غلام کی کمائی مین کا ایک غلام آقا آزاد کر دے تو اُس کا آزاد کرنا
درست نہ ہوگا۔ ہان اگر اتنا قرض نہین ہی جو اسکے سارے روپے اور اسکی قیمت سے بھی بے باق نہو (بلکہ کم ہی)
تو اس صورت مین آقا کے آزاد کرنے سے وہ غلام آزاد ہو جائیگا اور ماذون غلام کو اپنے آقا کے ہاتھ کوئی چیز
بیچنی درست نہین ہی۔ ہان اگر پوری قیمت سے بیچے اور اگر آقا پوری قیمت سے یا کم قیمت سے کوئی چیز
اسکے ہاتھ بیچدے تو یہ درست ہی۔ اگر آقا نے اپنے ماذون غلام سے قیمت لینے سے پہلے مبیع اسکو دیدی تو
اب اس سی قیمت نہین لے سکتا (کیونکہ جب مبیع اُسکو دیدی تو قیمت اُسکے ذمّہ قرض ہو گئی اور غلام پر
آقا کا قرض نہین ہوا کرتا)۔ ہان آقا کو یہ اختیار ہی کہ قیمت وصول کرنے کی وجہ سے مبیع کو روک لے (اور یون
کہدے کہ قیمت لینے کے بعد مبیع دونگا) اگر آقا اپنے ماذون (قرضدار) غلام کو آزاد کر دے تو یہ درست
ہی ہان اسکے قرضخواہون کو اسکی قیمت اسی آقا کو دینی پڑے گی اور جو کچھ قرض بچے گا اُسکا اُس سے آزاد ہونے
کے بعد مطالبہ کیا جائے گا پس اگر ایسے غلام کو اسکے آقا نے بیچدیا تھا اور پھر (مقدمہ ہونے کیوقت) مشتری
نے اُسکو غائب کر دیا تو قرضخواہ اس (آقا) بیچنے والے سے اسکی قیمت وصول کر لین اگر اسکے بعد وہ غلام

۱۵ یعنی اگر آقا نے تجارت کی اجازت دی ہوئی لونڈی کو ام ولد بنالیا یا مدبر کر دیا اور اسکے ذمہ قرض تھا تو ایسی لونڈی کی قیمت [illegible] ۱۲ مترجم

کسی عیب (وغیرہ) کی وجہ سے واپس ہوکر آقا کے پاس آجائے تو یہ اپنی دی ہوئی قیمت اُن قرضخواہون سے پھیر لے اور یہ غلام اُن کے حوالہ کر دے کیونکہ، قرضخواہون کا حق اس غلام ہی پر ہے یا وہ قرض خواہ اس مشتری سے قیمت وصول کرلین یا چاہین تو اس بیع کو بدستور رکھین اور قیمت (جو آقا نے لیلی تھی اب اس سے) لے لین اگر آقا نے ماذون غلام کو بیچا یا حالانکہ اُسکو خبر تھی کہ یہ قرضدار ہے تو قرضخواہون کو اس بیع کے واپس کر دینے کا اختیار ہے اور یہ بیچنے والا کہین چلا گیا تو قرضخواہون کی جواب دہی کرنی مشتری کے ذمہ نہین ہے. اگر کوئی شخص کسی شہر مین آیا اور یہ ظاہر کیا کہ مین (مثلاً) زید کا غلام ہون پھر وہان خرید و فروخت شروع کر دی تو تجارت کے کل احکام اس پر لازم ہوجائینگے اور اگر اس کے ذمہ قرض ہوگیا اور قرضخواہون نے اُسکو بکوانا چاہا تو جبتک اُسکا آقا نہ آجائے یہ بیع نہین ہوسکے گا اگر بعد مین آقا آگیا اور اُسکو اجازت دینے کا اسنے اقرار کیا تو اب یہ بیع کر دیا جائے گا اور اگر اسنے اقرار نہ کیا تو نہین بکے گا اگر کسی ولی نے ایسے نابالغ یا کم فہم[له] کو اجازت دیدی جو خرید و فروخت کی سمجھ رکھتے تھے تو وہ خرید و فروخت مین مثل ماذون غلام کے ہے۔

کتاب الغصب (چھین لینے کا بیان)

ف ایک چیز کے ظلماً اور زبردستی لینے کو لغت مین غصب کہتے ہین خواہ مال ہو یا اور کچھ ہو اور شرعی معنی یہ مین جو آگے مصنف رح بیان فرماتے ہین (حاشیہ اصل) ت باطل اور ناحق تصرف کے ذریعے دوسرے کے حق تصرف کو زائل کر دینا (شریعت مین) غصب کہلاتا ہے پس (دوسرے کا غلام زبردستی پکڑ کے خدمت لینا اور کسی کا گھوڑا (وغیرہ) چھین کر اُسپر بوجھ لادنا غصب مین داخل ہے اور (اگر کوئی اپنے فرش پر بیٹھا ہو اور دوسرا آدمی اس فرش پر جا بیٹھے تو یہ) بیٹھنا غصب مین داخل نہین ہے (کیونکہ پہلی دونوں صورتون مین مالک کا تصرف اُٹھ جاتا ہے اور اس فرش کی صورت مین اُسکا تصرف نہین اُٹھتا لہذا وہان غصب ہے اور یہان نہین ہے اور چھیننے والے نے جہان کوئی چیز چھینی ہو وہین اُس کا واپس کر دینا اُسپر واجب ہے اگر وہ موجود ہو اور اگر وہ تلف ہوگئی ہے اور مثلی تھی تو اس کا مثل دینا واجب ہے اور اگر مثل نہ مل سکے تو جھگڑے کے دن (وہان) جتنے کو وہ چیز بکتی ہو اسکی قیمت دیدے اور اگر ایسی چیز ہے کہ اسکا مثل ہی نہین ہے (جیسے حیوانات اور گنتی سے بکنے کی چیزین) تو ان مین وہ قیمت دینی پڑے گی جو اسکی غصب کرنیکے دن تھی اگر غاصب چھینی ہوئی چیز (یعنی مغصوب کے) تلف ہونے کا دعوی کرے تو حاکم اُسے

له خرید و فروخت کی سمجھ رکھنے سے یہ مراد ہے کہ بیچنے سے چیز جاتی اور قیمت آتی ہے اور خریدنے سے قیمت جاتی اور چیز آتی ہے ۱۲ اسلام جسکو ہمارے محاورے مین چھیننا

یا جو اُسے کھلاتا پلاتا ہو اُسکی دعوت کردے یا کسی اپنی چیز کی (عیب کے سبب سے قیمت کم کردے۔ اگر ایسے ماذون غلام کی ذمے قرض ہوجائے تو وہ اسکی ذات سی تعلق رکھیگا یہانتک کہ اگر اُسکا آقا اُسکی طرف سے ادا نہ کری تو قرض مین اس غلام کو بیچڈالا جائے اور اسکی قیمت حصّہ رسد سب قرضخواہون مین تقسیم کردیجائے اور اگر قیمت مین قرض کا پورا نہ پڑے تو) جو باقی رہجائے اُسکا اُس سی آزاد ہونیکے بعد مطالبہ کیا جائے اور آقا کے روکنے پر یہ تجارت وغیرہ کرنیسے اُسوقت رُکجائیگا کہ جب اکثر بازار والون (اور دکانداروں) کو اُسپر روک ہونیکا علم ہوجائے علیٰ ہذا القیاس اسکے آقا کی مرجانے دیوانہ ہوجانے۔ مرتد ہوکر دار الحرب مین چلے جانے اور خود اس غلام کے بھاگ جانیسے بھی تصرف سے روک ہونی ثابت ہوجاتی ہی۔ اور اگر آقا نے اپنی اجازت دی ہوئی لونڈی کو ام ولد بنالیا تو پھر اس کی بھی اجازت جاتی رہے گی اور لونڈی غلام کو مدبر کرنے سے اس اجازت مین فرق نہین آتا اور ان اخیر کی دونون صورتون مین قرض خواہون کے لیے آقا اُن کی قیمت کا ضامن ہوگا۔ اگر ماذون غلام کے پاس کچھ روپیہ وغیرہ تھا اور اُسے اجازت سے روکنے کے بعد اُسنے یون کہا کہ یہ روپیہ فلان شخص کا ہی تو یہ اقرار معتبر ہوگا اور اگر ماذون غلام کے ذمّہ اتنا قرض ہی کہ جو اسکے پاس کا سارا روپیہ لینے اور اسکے بیچدینے سے بھی پورا نہین ہوسکتا تو ایسی صورت مین اسکے پاس کے روپیہ وغیرہ کا اس کا آقا مالک نہین ہوسکتا اسی وجہ سے یہ حکم ہی کہ اگر اس ماذون غلام کی کمائی مین کا ایک غلام آقا آزاد کردے تو اُس کا آزاد کرنا درست نہ ہوگا۔ ہان اگر اتنا قرض نہین ہی جو اسکے سارے روپے اور اسکی قیمت سے بھی بے باق نہو (بلکہ کم ہی) تو اس صورت مین آقا کے آزاد کرنے سے وہ غلام آزاد ہوجائیگا اور ماذون غلام کو اپنے آقا کے ہاتھ کوئی چیز بیچنی درست نہین ہی۔ ہان اگر پوری قیمت سے بیچے اور اگر آقا پوری قیمت سے یا کم قیمت سے کوئی چیز اسکے ہاتھ بیچدے تو یہ درست ہی۔ اگر آقا نے اپنے ماذون غلام سے قیمت لینے سے پہلے مبیع اسکو دیدی تو اب اس سی قیمت نہین لے سکتا (کیونکہ جب مبیع اُسکو دیدی تو قیمت اُسکے ذمّہ قرض ہوگئی اور غلام پر آقا کا قرض نہین ہوا کرتا)، ہان آقا کو یہ اختیار ہی کہ قیمت وصول کرنے کی وجہ سے مبیع کو روک لے (اور یون کہدے کہ قیمت لینے کے بعد مبیع دونگا) اگر آقا اپنے ماذون (قرضدار) غلام کو آزاد کردے تو یہ درست ہی ہان اسکے قرضخواہون کو اسکی قیمت اسی آقا کو دینی پڑے گی اور جو کچھ قرض بچے گا اُسکا اُس سے آزاد ہونے کے بعد مطالبہ کیا جائے گا بس اگر ایسے غلام کو اسکے آقا نے بیچدیا تھا اور پھر (مقدمہ ہونے کیوقت) مشتری نے اُسکو غائب کردیا تو قرضخواہ اس (آقا) بیچنے والے سے اسکی قیمت وصول کرلین اگر اسکے بعد وہ غلام

کسی عیب (وغیرہ) کی وجہ سے واپس ہو کر آقا کے پاس آجائے تو یہ اپنی دی ہوئی قیمت اُن قرضخواہون سے پھیر لے اور (غلام اُن کے حوالہ کرے کیونکہ قرضخواہون کا حق اس غلام ہی پر ہے) یا وہ قرض خواہ اس مشتری سے قیمت وصول کر لین یا چاہین تو اس بیع کو بدستور رکھین اور قیمت (جو آقا نے لیلی تھی اب اس سے) لے لین اگر آقا نے ماذون غلام کو بیچدیا حالانکہ اُسکو خبر تھی کہ یہ قرضدار ہے تو قرضخواہون کو اس بیع کے واپس کر دینے کا اختیار ہی اور یہ بیچنے والا کہین چلا گیا تو قرضخواہون کی جواب دہی کرنی مشتری کے ذمہ نہین ہی. اگر کوئی شخص کسی شہر مین آیا اور یہ ظاہر کیا کہ مین (مثلاً) زید کا غلام ہون پھر وہان خرید و فروخت شروع کردی تو تجارت کے کل احکام اس پر لازم ہو جائینگے اور اگر اس کے ذمہ قرض ہو گیا اور قرضخواہون نے اُسکو بکوانا چاہا تو جبتک اُسکا آقا نہ آجائے یہ بیع نہین ہو سکے گا اگر بعد مین آقا آگیا اور اُسکو اجازت دینے کا اسنے اقرار کیا تو اب یہ بیع کردیا جائے گا اور اگر اسنے اقرار نہ کیا تو نہین بکے گا اگر کسی ولی نے ایسے نابالغ یا کم فہم کو اجازت دیدی جو خرید و فروخت کی سمجھ[1] رکھتے تھے تو وہ خرید و فروخت مین مثل ماذون غلام کے ہے.

کتاب الغصب[2] (چھین لینے کا بیان)

ف ایک چیز کے ظلماً اور زبردستی لینے کو لغت مین غصب کہتے ہین خواہ مال ہو یا اور کچھ ہو اور شرعی معنی یہ ہین جو آگے مصنف رح بیان فرماتے ہین (حاشیہ اصل) **ت** باطل اور ناحق تصرف کے ذریعے دوسرے کے حق تصرف کو زائل کر دینا (شریعت مین) غصب کہلاتا ہی پس (دوسرے کا غلام زبردستی پکڑ کے خدمت لینا اور کسی کا گھوڑا وغیرہ چھین کر اُسپر بوجھ لادنا غصب مین داخل ہی اور (اگر کوئی اپنے فرش پر بیٹھا ہو اور دوسرا آدمی اس فرش پر جا بیٹھے تو یہ) بیٹھنا غصب مین داخل نہین ہی (کیونکہ پہلی دونون صورتون مین مالک کا تصرف اُٹھ جاتا ہے اور اس فرش کی صورت مین اُسکا تصرف نہین اُٹھتا لہذا وہان غصب ہے اور یہان نہین ہے اور چھیننے والے نے جہان کوئی چیز چھینی ہو وہین اُس کا واپس کر دینا اُسپر واجب ہے اگر وہ موجود ہو اور اگر وہ تلف ہو گئی ہے اور مثلی تھی تو اس کا مثل دینا واجب ہے اور اگر مثل لگنا نہ مل سکے تو جھگڑے کے دن (وہان) جتنے کو وہ چیز بکتی ہو اُسکی قیمت دیدے اور اگر ایسی چیز ہے کہ اسکا مثل ہی نہین ہے (جیسے حیوانات اور گنتی سے بکنے کی چیزین ہین) تو ان مین وہ قیمت دینی پڑے گی جو اسکی غصب کرنیکے دن تھی اگر غاصب چھینی ہوئی چیز (یعنی مغصوب کے) تلف ہونے کا دعویٰ کرے تو حاکم اُسے

---

[1] خرید و فروخت کی سمجھ رکھنے سے یہ مراد ہے کہ بیچنے سے چیز جاتی اور قیمت آتی ہے اور خریدنے سے قیمت جاتی اور چیز آتی ہے ۱۲ [2] جسکو ہمارے محاورے مین چھیننا

کچھ دنون قید مین رکھو کہ حاکم کو یقین ہوجائے کہ اگر وہ چیز باقی ہوتی (تلف نہ ہوئی ہوتی) تو یہ ضرور ظاہر
کردیتا اسکے بعد غاصب پر اس چیز کا بدلہ دینے کا حکم لگادے اور غصب اُن ہی چیزون مین ہوسکتا ہے
جو ایک جگہ سے دوسری جگہ جاسکین (جیسے کپڑا غلہ وغیرہ) پس اگر کسی نے کوئی زمین غصب کر لی تھی اور وہ خراب
ہوگئی (یعنی بنجر یا دریا برد) ہوگئی تو غاصب پر تاوان نہ آئیگا (کیونکہ غصب ہی متحقق نہین ہوا) ہان اگر زمین مین
(غاصب کے) رہنے سے یا کاشت کرنیسے کچھ نقصان آگیا تو اس نقصان کا وہ ضامن ہوگا (یعنی اس نقصان کا معاوضہ
غاصب کو دینا ہوگا) جیسا کہ منقولی چیزون کا حکم ہے اگر غاصب نے (مغصوبہ زمین کا) غلہ وصول کرلیا ہو تو اُسے خیرات
کردے جیسا کہ غاصب اگر مغصوب مین کچھ خرید و فروخت کرکے کچھ نفع کمالے یا امانت سے کچھ نفع کمائی تو اُنکو
بھی وہ نفع خیرات ہی کردینے کا حکم ہے اگر غاصب مغصوب چیز مین کچھ تصرف کردے مثلاً بکری چھین کر ذبح کرکے شوربے دار
پکالے یا گیہون چھین کر پیس لے یا بودے یا لوہا وغیرہ چھین کر اسکی تلوار یا برتن وغیرہ بنالے سوا چاندی سونے کے
(کہ ان مین ایسا تصرف کرنے سے انکا مالک نہین ہوسکتا) یا سال کی لکڑی غصب کرکے اسپر عمارت
بنالے (تو ان سب صورتون مین غاصب ان چیزون کا مالک ہوجائے گا مگر قیمت ادا کرنے سے پہلے
اس کو ان سے نفع اُٹھانا ہرگز درست نہین ہے اگر کسی نے بکری (غصب کرکے) ذبح کرڈالی یا کپڑا غصب
کرکے بہت سا پھاڑ دیا تو اب مالک کو اختیار ہے چاہے قیمت لیلے اور یہ مغصوب (یعنی ذبح ہوا بکرا یا پھٹا ہوا
کپڑا) غاصب ہی کو دیدے یا یہ چیزین لیکر نقصان عوض لیلے اور اگر کپڑا ذرا ہی سا پھاڑا ہے تو اس مین مالک
نقصان ہی لے سکتا ہے (کپڑا واپس کرکے قیمت نہین لے سکتا) اگر کسی نے دوسرے کی زمین مین مکان
بنالیا یا درخت لگادیے تو اُن کو اکھاڑ کر زمین مالک کے حوالے کردی جائے' اور اگر اکھاڑنے سے
زمین کچھ خراب ہوتی ہو تو مالک کو چاہیئے کہ اُکھڑنے کے بعد جو کچھ دام اس مکان یا درختون کی لگ
سکتے ہون وہ دام غاصب کے حوالہ کرے اور وہ درخت یا مکان اُس کا ہوجائے گا۔ اگر کسی نے کپڑا
غصب کرکے اُس کو رنگ لیا یا ستو غصب کرکے اُس مین گھی ملالیا تو اس غاصب کو دا اُس جیسے سپید
کپڑے کی یا اتنے ہی ستو کی قیمت دینی پڑے گی یا اگر چاہے تو ان دونون کو مالک ہی لے لے اور رنگ اور
گھی سے جس قدر اسکے دام بڑھے ہون وہ غاصب کو دیدے **فصل** اگر غاصب نے مغصوب چیز کو چھپالیا
اور اسکی قیمت (مالک کو) دیدی تو وہ چیز اسی کی ہوجائے گی اور قیمت کی بابت غاصب کا قول مع قسم کے
معتبر ہوگا۔ ہان اگر قیمت کی زیادتی کو مالک گواہون سے ثابت کرادے (تو اس صورت مین غاصب

کا قول رد اور مالک کے گواہون پر فیصلہ ہوگا) پس اگر (غاصب کی قیمت ادا کر دینے کے بعد مغصوب چیز ظاہر ہوئی اور اسکی قیمت واقعی اس سے زیادہ ہے جو اُسنے مالک کو دی ہے لیکن وہ قیمت اسنے مالک کے مانگنے کے موافق یا اُسکے گواہون کے موافق یا اپنے قسم کھانے سے انکار کرنے پر دی[۱] تھی تو اب یہ چیز غاصب ہی کی ہوگی اور مالک کو (اس بات کا کچھ اختیار نہین ہونے کا (کہ قیمت واپس کرکے اب اپنی چیز لے لو) اور اگر مالک نے قیمت غاصب کے قسم کھانے پر لی تھی (اور اُسے اپنے کہنے کے موافق نہین ملی تھی) اور اب وہ چیز زیادہ قیمت کی نکلی، تو اس صورت مین مالک کو اختیار ہے چاہے اُسی قیمت پر بس کرلے اور چاہے یہ قیمت واپس کرکے اپنی مغصوب چیز لے لے اور اگر غاصب نے مغصوب چیز بیع کردی تھی اسکے بعد مالک نے اس سے قیمت لے لی تو قیمت دیے جانے کے بعد یہ بیع درست ہو جائیگی اور اگر کسی نے غلام غصب کرکے اُسکو آزاد کر دیا اسکے بعد غلام کے مالک نے غاصب سے قیمت لے لی تو اب بھی غاصب کا آزاد کرنا صحیح نہین ہونے کا اور اگر مغصوب چیز کسی ذریعہ سے غاصب کے پاس بڑھ جائے تو یہ بڑھوتری اسکے پاس امانت ہوگی **فصل** مثلاً کسی نے ایک شخص کی دس بکریان غصب کر لی تھین اور پھر وہ بیاکر بیس[۲] ہوگئین تو یہ دوسری دس اُسکے پاس بطور امانت کے رہینگی اور امانت کا حکم یہ ہے کہ خود بخود تلف ہو جائے تو امین پر اُس کا تاوان نہین آتا۔ اسی طرح ان دس مین سے اگر کوئی مرگئی تو غاصب ذمہ دار نہین ہونے کا **ت** پس اگر غاصب کی زیادتی سے کوئی چیز تلف ہوگئی یا مالک کے مانگنے کے بعد باوجودیکہ یہ دے سکتا تھا) مگر نہین دی تو اسے قیمت دینی پڑے گی۔ اگر مغصوبہ لونڈی کے بچہ ہونیسے کچھ اسمین نقص آجائے تو اُس کا پورا کرنا غاصب کے ذمہ ہے لیکن اگر بچہ موجود ہے تو وہ نقص اِس بچہ ہی سے پورا کر دیا جائے گا۔ اگر کسی نے لونڈی غصب کرکے اُس سے زنا کر لیا تھا (اُسے حمل رہگیا) پھر وہ اپنے آقا کی طرف واپس دی گئی اور وہان بچہ ہونے کے سبب سے وہ مرگئی تو غاصب کو اُس کی (اتنی قیمت دینی پڑیگی) کہ جتنی اُسکے حاملہ ہونے کے دن ہوگی) اور غاصب آزاد عورت کا ضامن نہین ہونیکا **ف** یعنی اگر کسی نے لونڈی کی طرح آزاد عورت کو پکڑکے زنا کر لیا اور بعد مین بچہ پیدا ہونیکے سبب سے وہ عورت مرگئی تو زانی غاصب کو اسبارے مین کچھ دینا نہین پڑیگا کیونکہ غصب اموال مین ہوتا اور وہین تاوان آتا ہی اور آزاد عورت مال نہین ہے کہ اُسکو پکڑ لینے سے بھی کچھ تاوان وغیرہ دینا آئے ہان زنا کی سزا ملنی دوسری بات ہی **ت** اور نہ وہ مغصوب چیز کے منافع[۳] کا ضامن ہوتا ہے اور نہ مسلمان کی شراب اور سور کو تلف کرنیسے ضامن

[۱] خلاصہ کلام یہ ہی کہ قیمت مالک کی منہ مانگی دی گئی تھی اور غاصب کیطرف سے اسمین ذرا کمی بیشی نہین کی گئی تھی ۱۲ [۲] یعنی لونڈی کا نقص پورا کرنے کی غرض سے وہ بچہ بھی آقا ہی کو دیدیا جائیگا [۳] منافعہ سے مراد ہی کہ ایک شخص نے کسیکا مکان غصب کر لیا تھا پھر اسکے کچھ دنون رہا تو اسکے رہنے کا اُسے کرایہ وغیرہ نہین دینا پڑیگا کیونکہ یہ مکان کے منافع مین داخل ہی اور منافع کا تاوان نہین ۱۲ مترجم

ت اگر قیمت (کی کمی زیادتی) مین شفیع اور مشتری کا جھگڑا ہو جائے تو مشتری کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا اور اگر دونون نے گواہ پیش کئے تو قابل سماعت شفیع کے گواہ ہونگے (یعنی شفیع کے گواہ ہوتے مشتری کے گواہ نہ سنے جائینگے) اگر مشتری ایک قیمت (سے خریدنے) کا دعوی کرے (کہ مین نے یہ زمین جسپر اب شفعہ کا دعوی ہو گیا ہے پانسو کو خریدی ہے) اور بائع نے اس قیمت سے کم کا دعوی کیا (یعنی یون کہا کہ مین نے تو تین سو مین بیچی ہے دوسو مشتری اپنی طرف سے زیادہ کہتا ہے) اور ابھی اس بائع نے قیمت لی بھی نہین تھی تو شفیع کو چاہیئے کہ وہ (زمین یا) مکان اُسی قیمت کو لیلے جو بائع بتلا رہا ہے اور اگر بائع قیمت لیچکا تھا تو اب شفیع اس قیمت کو لے جو مشتری کہتا ہے (کہ مین نے یہ دی ہے) اور (مبیع کی قیمت مین بائع کا) کچھ کمی کر دینا شفیع کے حق مین (بھی برابر) ظاہر (اور جاری) ہوگا نہ کہ ساری قیمت معاف کر دینا یا بڑھا دینا (یعنی اگر کسی وجہ سے بائع نے مشتری کو ساری قیمت معاف کر دی یا باوجود پانسو ٹھیر جانے کے چھ سو لیلئے تو یہ دونون صورتین شفیع کے حق مین جاری نہ ہونگی بلکہ اسکو دونو صورتون مین پوری ہی قیمت دینی پڑے گی ت اگر کسی نے کوئی مکان کچھ اسباب دے کر یا زمین دیکر خرید لیا تھا (اور اب اسکا شفیع کھڑا ہو گیا) تو اب شفیع اُس اسباب (وغیرہ) کی قیمت دیکر یا اگر وہ مثلی ہے تو اسکی مثل دیکر وہ مکان لیلے اگر مشتری نے ایک مکان یا زمین اُدھار خریدی تھی (اور بعد مین شفیع کھڑا ہو گیا) تو شفیع نقد دام دے یا اتنے صبر کرے کہ وہ دن گذر جائین (جنکی مشتری نے مہلت مانگی ہے) اور بعد مین لیلے اور اگر کسی ذمی نے کوئی مکان (وغیرہ) شراب یا سور سے بیچ دیا تھا پھر اُسکا شفیع کھڑا ہو گیا اب اگر شفیع (بھی) ذمی ہو تو ویسی ہی (اور اتنی ہی) شراب دیکر یا اُس سور کی قیمت دیکر وہ مکان لیلے اور اگر مسلمان ہے تو دونون چیزون کی قیمت دیکر لیلے اور اگر مشتری نے ایک زمین خرید کر اُس مین مکان بنا لیا تھا یا باغ لگا لیا تھا (اور اب شفیع کھڑا ہو گیا) یا اُس زمین کی جو قیمت مشتری نے دی ہو وہ اور جو قیمت اُس مکان یا درختون کی لوگ جانچین وہ دیکر شفیع لیلے یا مشتری سے (کہکر) یہ دونون چیزین اُکھڑوا ڈالے (اور اپنی خالی چٹیل زمین لیلے) اور اگر شفیع نے حق شفعہ کے دعوی سے کوئی زمین لیکر اُس مین مکان بنا لیا یا باغ لگا دیا تھا بعد مین اس زمین کا کوئی حقدار کھڑا ہو گیا تو اب شفیع اس بائع سے فقط اپنی دی ہوئی قیمت لیلے (مکان یا باغ کی قیمت مین سے اسکو کچھ نہین مل سکتا) اور اگر (کسی نے ایک مکان یا باغ خریدا تھا اور اُسکے قبضہ مین آکر وہ) مکان آپ ہی آپ گر گیا یا باغ خود بخود ہی سوکھ گیا اور اب اُسکا کوئی شفیع کھڑا ہوا) تو (یہ) شفیع کل قیمت دیکر لے سکتا ہے ہان اگر ایسی صورت مین خود مشتری نے مکان تڑوا دیا ہو تو اب شفیع کو صرف میدان (یعنی اس زمین) ہی کی قیمت دینی ہوگی اور ملبہ مشتری کا رہے گا۔

چیز ہو تو ویسی ہی دیکر لے سکتا ہے ۱۲۔

اگر کسی نے ایک زمین مع درختون اور پھلون کے خرید لی تھی پھر اسکا کوئی شفیع کھڑا ہو گیا یا پھل خریدنے کے بعد لگا تھا تو ان دونون صورتون میں شفیع اس زمین کو مع پھلون[1] کے لیلے اور اگر پھل مشتری نے توڑ لیا ہی تو اب شفیع قیمت مین سے انکے دام کم کر دے

باب ما یجب فیه الشفعة و ما لا یجب

ان چیزون کا بیان کہ جن مین شفعہ ہوتا ہی اور جنمین شفعہ نہین ہوتا

ت شفعہ اسی زمین مین ثابت ہو سکتا ہی کہ جو مال کے عوض کسیکی ملک مین آئے باقی اسباب مین یا کشتی مین یا ایسے مکان اور درختون مین جو بلا زمین کے بیچدیے گئے ہون حق شفعہ نہین ہوا کرتا اور نہ ایسے مکان مین جو عورت کے مہر مین دیدیا ہو یا کوئی زمین بجاے اُجرت (اور مزدوری) کے دیدی ہو یا کسی عورت نے اپنے شوہر سے خلع کرنے کے بدلہ مین دیدی ہو یا کسی نے جان بوجھ کر خون کر دیا تھا اُسکے مقدمہ مین ایک مکان دینے پر صلح ہوئی تو ایسے مکان مین بھی شفعہ کا دعوی نہین ہو سکتا یا آزادی کے عوض مین زمین دیگئی ہو یا کوئی زمین بلا کسی قسم کا بدلہ ٹھیرائے مفت دیدیگئی ہو یا کوئی مکان بیع تو ہو گیا ہو مگر ابھی بائع کو پھیر لینے کا اختیار ہو (تو جبتک اس کو اختیار رہے اس مین شفعہ کا دعوی نہین ہو سکتا) یا کوئی زمین بیع فاسد سے بکی ہو تو جب تک اس مین مشتری کے مکان وغیرہ بنانے کی وجہ سے اس بیع کے توڑ دینے کا حق نہین جاتا رہیگا تب تک اسمین حق شفعہ ثابت نہین ہونے کا یا اگر کوئی زمین حصہ دارون مین تقسیم ہو گئی ہو (تو اس مین بھی شفعہ نہین ہو سکتا) یا شفیع نے اپنا حق شفعہ مشتری کو دیدیا تھا اور بعد مین وہ مکان خیار رویت یا خیار شرط یا خیار عیب کی وجہ سے حاکم کا حکم ہونے پر بائع پر واپس ہو گیا (تو اس صورت مین بھی حق شفعہ ثابت نہین ہونے کا ہان اگر وہ مکان بلا حکم حاکم بائع پر واپس ہو گیا ہو یا بائع مشتری نے بیع کی اکھاڑ پچھاڑ کر لی ہو تو اب حق شفعہ ضرور ثابت ہو گا)

باب ما یبطل به الشفعة

ان چیزون کا بیان جن سے شفعہ باطل ہو جاتا ہے

ت طلب مواثبت یا طلب تقریر کے نہ کرنے سے حق شفعہ جاتا رہتا ہی **ف** یہ دونون شفعہ طلب کرنیکے دو طریقے ہین طلب مواثبت اسکو کہتے ہین کہ جب شفیع یہ سنے کہ فلان زمین جسپر میرا حق شفعہ ہی بیع ہو گئی تو یہ فوراً اوسی مین اُسکی درخواست دینے کیلئے کھڑا ہو جائے اگر یہ خاموش ہو رہا تو شفعہ جاتا رہیگا یا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جب خبر سُنے تو اگر وہ زمین ابھی بائع کے قبضہ مین ہی تو بائع کے پاس جاکر اور اگر مشتری کے پاس چلی گئی ہی تو اُس کے پاس جاکر یا اُس زمین ہی وغیرہ کے پاس کھڑے ہو کر لوگون کے سامنے علی الاعلان یہ کہے کہ مین اُس کا شفیع ہون اور اپنا حق شفعہ چاہتا ہون۔ اگر ایسا نہ کیا تو حق شفعہ جاتا رہیگا **ت** اگر شفیع اپنے حق شفعہ کے بدلے

[1] یعنی پھل مشتری کے خریدنے سے پہلے ہی لگا ہوا تھا یعنے زمین خریدنیکے بعد پھل توڑ لیا تو اس پھل کی قیمت لگا کر اتنے ہی دام زمین کی قیمت مین سے کم کر دیے

مشتری سے کچھ روپیہ پیسہ لیلے تو حق شفعہ جاتا رہے اور بدلہ کے دام شفیع کو پھیر دینے چاہئیں اور شفیع
کے مرجانیسے بھی شفعہ جاتا رہتا ہے ہاں مشتری کے مرنیسے نہیں جاتا اور جس مکان وغیرہ کے ذریعے سے شفیع نے
شفعہ کا دعوی کیا ہو اگر حاکم کے شفعہ کا حکم دینے سے پہلے وہ اس مکان کو بیچدے تو اس سے بھی حق شفعہ جاتا
رہیگا اگر شفعہ کا مکان وغیرہ خود شفیع بائع کا وکیل ہو کر فروخت کر دے یا شفعہ کیلئے کوئی اور فروخت کرے یا شفعہ بائع
کیطرف سے استحقاق کا ضامن ہوجائے تو ان تینوں صورتوں میں شفعہ نہیں رہنے کا ف تینوں صورتوں میں سے
پہلی صورت یہ ہے کہ ایک مکان میں سے ایک شخص کو حق شفعہ پہنچتا تھا مگر اُس نے بائع کا وکیل بن کر اس مکان کو
خود ہی بیچدیا تو اب یہ اس میں شفعہ کا دعوی نہیں کر سکتا دوسری صورت یہ ہے کہ بائع مضارب تھا اور شفیع
رب المال تو اب اگر یہ مضارب مضاربت کے مکان وغیرہ میں سے کوئی چیز فروخت کر دیگا تو اس رب المال کا
اس میں حق شفعہ نہیں رہنے کا۔ تیسری صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک مکان بیچا تھا اور شفیع اُسکے درک کا
ضامن ہوگیا یعنی (میں سب کے سامنے یوں کہدیا کہ اگر یہ مکان کسی اور کا نکلے گا تو قیمت دینے کا میں ضامن ہونگا
تو اس صورت میں بھی یہ ضامن حق شفعہ کا دعوی نہیں کر سکتا (یعنی) ت اگر کسی نے دوسرے کا وکیل بنکر
کوئی زمین وغیرہ خریدی تھی (اور یہ خود اُسکا شفیع تھا یا اسکے لیے اور کسی نے خریدی تھی تو دونوں صورتوں میں
اسکو حق شفعہ پہنچے گا۔ اگر کسی نے شفیع سے کہا کہ فلاں زمین (جو تیرے شفعہ کی ہے) ایک ہزار میں بیع ہوگئی
ہے اس نے (زیادہ قیمت سمجھنے کی وجہ سے) حق شفعہ مشتری کو دیدیا (یعنی یوں کہدیا کہ میں تجھ سے حق شفعہ
نہیں چاہتا) اور پھر اُسے معلوم ہوا کہ وہ زمین ایکہزار سے کم کو بکی ہے یا ایکہزار روپیہ کے گیہوں یا ایکہزار کے
جو سے بکی ہے یا ایکہزار سے زیادہ گیہوں سے بکی ہے تو ان سب صورتوں میں اسکو حق شفعہ پہنچے گا اور اگر (شفیع
کے حق شفعہ چھوڑ دینے کے بعد) یہ معلوم ہوا کہ وہ زمین اتنی اشرفیوں کو بکی ہے جن کی قیمت ایکہزار روپیہ ہے
تو اب اُسکو شفعہ نہیں پہونچے گا۔ اگر شفیع سے کسی نے کہا کہ (تیرے شفعہ کا) فلاں مکان فلاں شخص نے لیا ہے
یہ سُنکر اُسنے حق شفعہ مشتری پر چھوڑ دیا بعد میں اُسے معلوم ہوا کہ خریدنے والا اور کوئی ہے (جسکو میں نے سُنا
تھا اُسنے نہیں خریدا ہے) تو یہ شفعہ کا دعوی کر سکتا ہے۔ اگر شفیع کی طرف سے ایک ہاتھ بھر زمین چھوڑ کے
باقی زمین فروخت کردی تو اب شفیع کو شفعہ نہیں پہنچ سکتا (کیونکہ حق شفعہ جو ہمسائگی کے استحقاق کی وجہ
سے ہوتا ہے وہ ابھی نہیں ہوا اس لئے کہ گز بھر زمین ابھی اسکی طرف باقی ہے) اگر کسی مکان میں سے کوئی
سہام روپیہ دیکر کسی نے خریدلیا تھا اور بعد میں باقی مکان بھی خریدلیا تو اب ہمسایہ کا حق شفعہ صرف
حصہ ۱۲

جو رب المال اسکا شفیع تھا ۱۲ ۵ حق شفعہ ساقط کر دینے کا یہ ایک حیلہ ہے ۱۲

پہلے ہی سہام مین ہوگا ان باقی سہامون مین نہین ہونے کا **ف** کیونکہ جب اس مشتری نے پہلے ایک سہام خرید لیا تو یہ اس مکان مین حصہ دار ہوگیا اور حصہ دار کا حق ہمسایہ کے حق سے مقدم ہے اور یہ بھی حق شفعہ توڑ دینے کا ایک حیلہ ہے کہ پہلے ایک سہام کو زیادہ دامون سے خرید لے کہ اُن دامون مین شفیع لینا گوارا نہ کرے اور بعد مین شراکت کا دعویدار ہوکر بقیہ سہام بھی خرید لے ایسی صورت مین شفیع کا دعویٰ نہین چل سکنے کا اور ایسا کرنا جائز ہے **ت** اگر کسی نے ایک مکان روپیہ سے خریدا تھا یعنی قیمت مین روپیہ دینا ٹھیرا تھا مگر روپیہ کے بدلے بائع کو کوئی کپڑا دیدیا تو اب شفیع کو شفعہ مین اتنا ہی روپیہ دینا ہوگا۔ کپڑا دینا ضروری نہوگا شفعہ اور زکوٰۃ کو ساقط کرنے کیلئے کوئی حیلہ کرنا بُرا نہین ہے **ف** یہ مذہب امام ابو یوسفؒ کا ہے اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک مکروہ ہے کیونکہ شفعہ رفع ضرر کے لیے ثابت ہوا ہے اور رفع ضرر واجب ہے اور کسی کو ضرر پہنچانا حرام ہے لہذا یہ ضرور مکروہ ہوگا اور امام ابو یوسفؒ کی دلیل یہ ہے کہ آدمی اپنے ضرر رفع کرنیکا محتاج ہے اور اپنے سے ضرر رفع کرنے کی غرض سے حیلہ کرنا شرعاً جائز ہے اگرچہ دوسرے کو اس سے ضرر ہو لیکن علماء دین اور صلحاء امت کا مختار مذہب یہ ہے کہ اگر کوئی شفیع کی ایذارسانی سے بچنے کیلئے حیلہ کرے تو کوئی حرج نہین ہے اور اگر خوشی خواہ کرتا ہے تو بیشک مکروہ ہے اور زکوٰۃ کے ساقط کرنے کی صورت نکالنی دینداری کے خلاف ہے **ت** اور چند خریدار ہونے کی صورت مین شفیع بعض خریدارون کا حصہ لے سکتا ہے اور چند بائع ہونیکی صورت مین بعض کا حصہ نہین لے سکتا اگر کسی نے ایک مکان مین سے نصف بلا تقسیم کئے ہوئے خرید لیا تھا تو اب شفیع اس مشتری کا حصہ بائع سے تقسیم کرا کر لے سکتا ہے اور ماذون قرضدار غلام کو اپنے آقا سے شفعہ کا دعویٰ کر کے مکان وغیرہ لے لینا جائز ہے جیسا کہ اس کا عکس جائز ہے **ف** پہلی صورت یہ ہے کہ ایک مکان غلام کے آقا نے بیچ دیا تھا اور اس غلام کو اس مین حق شفعہ پہنچتا تھا تو یہ شفعہ کا دعویٰ کر کے اس مکان کو لے سکتا ہے اور عکس کی صورت یہ ہے کہ قرضدار غلام نے ایک مکان بیچ دیا تھا اور اُسکے آقا کو اس مین حق شفعہ پہنچتا تھا تو اب آقا کو شفعہ کے ذریعے سے وہ مکان لے لینا جائز ہے (حاشیہ) **ت** اگر کسی نابالغ کا باپ یا کسی مرنے والے کا وصی یا کسی کا وکیل حق شفعہ سے دست بردار ہو تو یہ درست ہے (یعنی ان تینون کی طرف سے دست برداری معتبر ہے بعد مین ان مین سے کوئی حق شفعہ کا دعویٰ نہین کرسکتا)

کتاب القسمۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ف لغت مین قسمت اقتسام کا حاصل مصدر ہے اور اسکے معنی رفع شیوع اور قطع شرکت کے ہین اور شرعی

معنی یہ ہین جو مصنف بیان کرتے ہین (حاشیہ ات ا ایک معین چیز مین ملے ہوئے حصہ کو اکٹھا کر دینا شرع مین) قسمت کہلاتا ہے اور قسمت مین دو باتین ہوتی ہین (ایک حصہ کا دوسرے حصہ سے جُدا کر دینا دوسرے ایک حصہ کا دوسرے حصہ سے بدل جانا کیونکہ اُس مشترک چیز کے ہر جز مین دونون شریکون کا حصہ ہے لہذا ایک کا حصہ الگ اور معین کرنے مین مبادلہ ضرور ہوگا اور مثلی چیزون کی تقسیم ہین جدا کرنے کو غلبہ ہے اسیوجہ سے ایک شریک کو دوسرے شریک کی عدم موجودگی مین مثلی چیزون مین سے اپنا حصہ لے لینا درست ہے (کیونکہ اپنے حصے کو جدا کرنین دوسرے کے موجود ہونے کی کوئی ضرورت نہین ہے اور مثلی مین اپنے ہی حصے کو جدا کرنا ہوتا ہے) اور مثلی کے سوا (یعنی غیر مثلی) مین مبادلہ کو غلبہ ہے - اسیوجہ سے غیر مثلی چیزون مین ایک شریک دوسرے شریک کے موجود نہ ہونیکے وقت اپنا حصہ نہین لے سکتا اگر مشترکہ مال ایک جنس کا ہو (مثلاً بہت سی بکریان ہون یا اونٹ ہون) اور اُن مین بہت سے شریک ہون اور شریکون مین سے ایک (دوسرے موجود شریک سے) تقسیم کرانی چاہے (اور وہ نکرے) تو اس پر تقسیم کرانے کیلئے جبر کیا جائیگا (اور دوسرے شریکون کے آنے کا انتظار نہ کیا جائیگا) ہان اگر مال ایک جنس کا نہو (بلکہ دو جنس کا ہو مثلاً اونٹ اور بکریان ہون) تو اس صورت مین تقسیم کرنے کے لیے موجود شریک پر جبر نہ کیا جائیگا (بلکہ باقی شریکون کے آنے کا انتظار کیا جائیگا اور (حاکم کے لیے) مستحب ہے کہ ایک امین تقسیم مقرر کر دے اور اُسکو تنخواہ بیت المال مین سے دیجائے تاکہ وہ بلا اُجرت کے تقسیم کیا کرے اور اگر بیت المال مین سے اُسکو تنخواہ دینے کی گنجایش نہ ہو تو پھر امین تقسیم اس طرح مقرر کیا جائے کہ اسکو تنخواہ شریکون سے انکی گنتی کے موافق ملا کرے (شریکون کے حصون پر اسکی اُن سے نلیجائے) ف یعنی مشترکہ شے مین جتنے حصہ دار ہون امین کی تنخواہ کے اتنے ہی حصے کر کے اُن سے وصول کر لیجائے انکے حصون کا لحاظ نہ کیا جائے مثلاً ایک زمین یا مکان مین دو حصہ دار ہین جن مین سے ایک کا ایک چوتھائی حصہ ہے اور دوسرے کے تین حصے ہین اور امین تقسیم نے اُنکے حصے الگ کر دیے تو اس امین کی تنخواہ ان دونون حصہ دارون سے نصفا نصف لیجائے گی ایک کی چوتھائی اور دوسرے کے تین حصون کا کچھ لحاظ نہ کیا جائے گا عینی ت امین تقسیم کا عادل ہونا ۔ امانت دار ہونا اور تقسیم کے قواعد سے خوب واقف ہونا نہایت ضروری ہے اور (دہر مقدمہ مین) ایک ہی امین نہ خاص کرنا چاہیئے (کہ لوگ اسی کو نوکر رکھ کر تقسیم کرائین اور سے نہ کرائین کیونکہ ایسی صورت مین وہ زیادہ تنخواہ مانگنے لگے گا اور لوگون کو تکلیف ہوگی) اور ایک زمین غیرکی

اور اسمین حاکم جبر نہین کرسکتا ۱۲

تقسیم مین کمی ایسی تقسیم نہ شریک ہونے پائین اگر کسی کی زمین کی بابت چند وارث یہ اقرار کرین کہ ہمارا فلان وارث مرگیا ہی اُس سے یہ زمین ہمین میراث مین پہنچی ہے اور اب ہم سب اسکی تقسیم کے خواہان ہین تو انکے اقرار کر لینے سے زمین تقسیم نہ کیجائے جبتک کہ وہ اُسکے مرنے پر اور ورثہ کی تعداد پر گواہ نہ پیش کردین۔ اگر چند شریک کسی منقولی چیز کو تقسیم کرانا چاہین یا کوئی زمین اپنی زرخرید کہہ کے اُسکو تقسیم کرانا چاہے یا کسی زمین وغیرہ کی بابت یہ دعوی کرین کہ یہ ہماری ملک ہے اور اسکو تقسیم کرانا چاہین توان تینون صورتون مین ایسی زمینین تقسیم کرادے) اگر دو آدمیون نے اس پر گواہ گزرانے کہ یہ زمین ہمارے قبضہ مین ہی اور ہم اسکو تقسیم کرانا چاہتے ہین) تو انکے اس کہنے سے وہ تقسیم نکیجائے جبتک کہ دونون اس پر گواہ نہ پیش کردین کہ یہ زمین ہماری ہی دونکی ہی اور کوئی حصہ دار اسمین نہین ہی کیونکہ احتمال ہی کہ شاید اور کسی کی نہ ہو) اگر دو آدمیون نے اپنے ایک مورث کے مرنے پر) اور وارثونکی گنتی پر گواہ پیش کئے (یعنی گواہون سے یہ گواہی دلائی کہ اس مکان کا اصل مالک مرگیا ہی اور یہ تینون اسکے وارث ہین اور کوئی وارث نہین ہی) اور وہ مکان ان ہی دونون کے قبضہ مین ہی اور ایک تیسرا وارث موجود نہین ہی یا ہی مگر لڑکا ہی توان دونون کی درخواست پر قاضی اس مکان کو تقسیم کرادے اور جو موجود نہین ہے اسکی طرف سے ایک وکیل یا لڑکے کی طرف سے ایک وصی مقرر کردے کہ وہ اپنے موکل یا موصی کے حصہ کو اپنے قبضہ مین کرلے اور اگر چند آدمیون نے ایک زمین خریدی اور ان مین سے ایک کہین چلا گیا یا (پہلی صورت مین) مکان اُس وارث کے قبضہ مین ہی جو یہان موجود نہین ہی یا لڑکے کے قبضہ مین ہی یا ورثہ مین سے فقط ایک ہی وارث ہی اور وہ تقسیم کرانا چاہتا ہی) توان سب صورتون مین وہ مکان تقسیم نہ کیا جائیگا ہان اگر کوئی زمین وغیرہ ایسی ہی کہ اسکے تقسیم ہونے کے بعد ہر حصہ دار اپنے حصہ سے فائدہ اُٹھا سکتا ہی تو ایسی زمین فقط ایک حصہ دار کی درخواست پر تقسیم کردیجائے اور اگر تقسیم سے سب کا نقصان ہوتا ہو تو جبتک سب رضامند نہ ہون ہرگز تقسیم نہ کیجائے اور اگر کسی ایسی چیز کے تقسیم کرانے کی درخواست ہی کہ تقسیم ہونے کے بعد بعض حصہ دار تو اُس سے فائدہ اُٹھا سکتے ہین اور بعض کا کم حصہ ہونیکے سبب سے نقصان ہوتا ہی تو جسکا حصہ زیادہ ہو فقط اسکی درخواست پر تقسیم کردیجائیگی۔ اگر ایک جنس کا اسباب مشترک ہو (اور شرکا تقسیم کرانا چاہین) تو وہ تقسیم کردیا جائے اور دو جنس کا اسباب وجواہرات۔ لونڈی غلام۔ حمام۔ کنوان اور خرانس (چکی) بلا سب کے رضامند ہوئے تقسیم نہ کئے جائین۔ چند مکان مشترک ہین یا ایک مکان اور زراعتی زمین مشترک ہی یا ایک مکان اور ایک دوکان مشترک ہین (اور حصہ دار تقسیم کرانا چاہتے ہین) تو یہ سب چیزین علٰحدہ علٰحدہ تقسیم کی جائین

له یعنی جبتک اُن گواہون سے یہ ثابت نہ کردین کہ وہ شخص جسکو ہم اپنا مورث کہہ رہے ہین واقعی مرگیا اور اسکے ورثہ ہم مدعی ہی ہین ہمارے سوا اور کوئی وارث نہین ہے ۱۲ مترجم

کیونکہ ہر چیز مین سب ہی شریک ہین اور تقسیم کرنیوالے کو چاہیے کہ جس چیز کو تقسیم کرنی چاہے (خواہ مکان ہو یا زمین ہو) پہلے اُس کا نقشہ کھینچ لے اور جسقدر حصّے ہون سب کو برابر لگائے اور گز سے پیمایش کرلے اور اگر مکان مع زمین کے تقسیم کرنا چاہی تو، عمارت کی قیمت ٹھیرالے اور ہر حصہ پر آمد و رفت کا راستہ اور پانی کی باری علیحدہ علیحدہ ضرور تجویز کرلے اور سب حصون کے نام رکھ لے کہ یہ پہلا ہی یہ دوسرا ہی یہ تیسرا ہی (وغیرہ وغیرہ) اور سب شریکون کے نام لکھ کر قرعہ ڈالے (قرعہ مین جس کا نام پہلے نکلے اُسکو پہلا حصّہ دے اور جسکا دوسرے نمبر پر نکلے اُسکو دوسرا حصہ (اور علی ہذا القیاس) اور زمین کی تقسیم مین بلا رضامندی سب حصّے دارون کے روپے داخل نہین ہونیکے ف اسکی صورت یہ ہی کہ مثلاً چند آدمیون کے قبضہ مین ایک زمین تھی اور ان مین دو فریق تھے۔ ایک فریق کے پاس دوسرے سے کچھ زیادہ تھی اور اب سب نے اسکی تقسیم کرانیکی درخواست دی اور جس فریق کے پاس زیادہ زمین تھی اس مین سے ایک آدمی نے یہ چاہا کہ مین اس زیادہ زمین کے عوض کچھ روپیہ دیدون اور دوسرا اس پر رضامند نہین ہوا تو اس صورت مین یہ روپے تقسیم مین نہین آنے کے کیونکہ ان روپون مین کسی کی شراکت نہین ہی اسکے علاوہ اس سے حصون کی برابری مین بھی فرق آتا ہی (من التکملۃ) ت اگر کوئی زمین یا مکان تقسیم کیا گیا اور ایک حصہ دار کے پانی آنے کی نالی یا رستہ دوسرے کی ملک مین کو رہا اور تقسیم کے وقت یہ بات قرار نہین پائی (کہ اس حصہ دار کا رستہ بھی ہمین کو رہیگا یا اُسکی زمین مین بھی اسی نالی سے پانی آئیگا) تو اگر ہو سکے تو اُس کا رستہ اُدھر سے پھیر کر اسی حصہ دار کی ملک مین کو کر دیا جائے اور اگر نہ پھر سکے تو یہ تقسیم ہی توڑ دیجائے (اور نئے سر سے تقسیم کیجائے کہ اس مین یہ پیچ نہ رہی) اگر ایک مکان نیچے اوپر کا اور ایک صرف نیچے کا اور ایک صرف اوپر کا دو آدمیون کے پاس ہین اور وہ ان تینون مکانون کو تقسیم کرانا چاہین تو ان کی علیحدہ علیحدہ قیمت کرکے قیمت کے اعتبار سے تینون تقسیم کر دیئے جائین اگر تقسیم ہونے کے بعد حصہ دارون مین جھگڑا ہو تو دو بانٹنے والونکی گواہی معتبر ہوگی اور اگر کوئی حصّہ دار یہ اقرار کر چکا تھا کہ مین اپنا پورا حصّہ لیچکا ہون اور اسکے بعد دعویٰ کیا کہ اپنے حصّہ مین سے کسی قدر دوسرے کے قبضہ مین ہی تو بغیر گواہون کے اسکے کہنے کا اعتبار نہ کیا جائیگا۔ (دو حصہ دارون مین سے اگر ایک دوسرے سے یون کہے مین اپنا حصّہ لے تو پورا ہی چکا تھا مگر بعد مین میرے حصّے مین سے تھوڑا سا تو نے لے لیا ہی اور وہ اس سے انکاری ہی صاف کہتا ہی کہ مین نے کچھ نہین لیا) تو مدعا علیہ قسم کھا کر جو کچھ بیان کرے اُسکا اعتبار کر لیا جائے گا اور اگر مدعی نے اپنا پورا حصہ

مدعا علیہ سے قسم کھلوانے کی ضرورت ہوگی ۱۲ از حاشیہ عینی

سے ملنے کا اقرار ہی نہین کیا اور (مکان یا زمین کی ایک حد کی طرف اشارہ کرکے) دعوی کرتا ہی کہ یہ میرا حصّہ ہے اسنے مجھے نہین دیا اور اس کا شریک اس دعوی مین اُسکو جھوٹا بتلاتا ہی تو اب (عدالت مین) یہ دونون قسم کھائین اور (اُن کے قسم کھانیکے بعد) وہ تقسیم توڑدیجائے۔ اگر تقسیم مین بہت سا غبن ظاہر ہو تو وہ تقسیم بھی توڑ دیجائے اگر (کوئی مکان یا زمین تقسیم ہونے کے بعد) ایک حصہ دار کے حصہ مین سے کسی قدر قطعہ کا کوئی حقدار کھڑا ہو گیا اور اس نے مقدمہ وغیرہ کرکے اپنا حق لے لیا تو جسکے حصّہ مین سے اُسنے لیا ہی وہ اُتنا ہی (اپنے شریک کے حصہ مین سے لے لے اور تقسیم توڑنے کی کوئی ضرورت نہین ہی اگر ترکہ (وارثون مین تقسیم ہونے کے بعد اس) مین کچھ قرضہ معلوم ہوا تو تقسیم توڑ دیجائے (یعنی اگر ورثہ قرضہ ادا نہ کرین اور اگر وہ ادا کردین تو پھر تقسیم توڑنے کی ضرورت نہین) اگر دو شریکون نے ایک مکان مین رہنے کی یا دو مکانون مین رہنے کی یا ایک غلام سے کام لینے کی یا دو غلامون سے کام لینے کی یا ایک مکان کی آمدنی کی یا دو مکانون کی آمدنی کی آپس مین باری ٹھیرالی (کہ ایک مہینہ کا کرایہ یا خدمت تو لیاکرو اور ایک مہینہ کا کرایہ مین لیاکرون اور دونون اس پر رضامند ہوگئے) تو یہ درست ہی اور ایک غلام یا دو غلامون کی تنخواہ مین یا ایک خچر یا دو خچرون کے کرایہ مین یا ایک خچر یا دو خچرون پر سوار ہونے مین یا کسی درخت کے پھل کھانے مین یا بکری کے دودھ مین باری مقرر کرین (کہ ایک مہینہ تو دودھ پیاکر ایک مہینہ مین پیا کرون یا ایک سال پھل مین کھایا کرونگا اور ایک سال تو کھایا کر) تو یہ درست نہین ہے۔

کتاب المزارعۃ

(بٹائی کا بیان)

ف مزارعت زرع سے باب مفاعلہ ہی جسکے لغوی معنی زمین مین بیج وغیرہ ڈالنے کے ہین اور شرعی معنی یہ ہین جو آگے مصنّف بیان فرماتے ہین (ت) (شرع مین) مزارعت اس عقد کو (یعنی اس معاملہ کو) کہتے ہین کہ زمین کی پیداوار مین سے کچھ حصّہ ٹھیراکر اسکو کاشت کرایا جاوے اور یہ مزارعت (یعنی بٹائی) آٹھ شرطونکے ہونے پر درست ہوتی ہی اوّل یہ کہ زمین زراعت کے قابل ہو دوسرے زمیندار اور کاشتکار دونون عاقل بالغ ہون تیسرے زراعت کی مدت صاف بیان کردیجائے (کہ ایک فصل کے لیے) یا سال بھر کیلیئے یا مثلاً دو سال کیلیئے چوتھے یہ کہ بیج کسکا ہوگا (آیا زمیندار کا یا کاشتکار کا) پانچوین یہ کہ کونسی جنس بوئی جائیگی (گیہون جو وغیرہ یا اور کوئی جنس) چھٹے کاشتکار کا حصہ کتنا ہوگا (نصفا نصفی یا تہائی چوتھائی) ساتوین یہ کہ زمین الگ کرکے کاشتکار کے حوالہ کردی جائے آٹھوین یہ کہ جو کچھ پیداوار ہو (تھوڑا یا بہت) اس مین زمین والا اور بونے والا دونون شریک ہون

نوین یہ کہ زمین اور بیج ایک کا ہو اور بیل اور مزدور (محنت) دوسرے کی یا ایک کی فقط زمین ہو اور باقی سب خرچ اور کام دوسرے کے ذمے ہو یا سارا کام ایک کے ذمہ ہو اور (باقی زبیج بیل اور زمین) دوسرے کی ہو (جب زمین کو بٹائی پر دینے کے وقت یہ سب شرطین پوری ہوجائین تو وہ بٹائی درست ہوگی ورنہ نہین ہونے کی) پس اگر زمین اور بیل ایک کے ہین اور بیج اور (باقی کاروبار) دوسرے کا یا دونون مین سے بیج ایک کا ہو اور باقی سب چیزین (یعنی سارا کام بیل اور زمین) دوسرے کی۔ یا بیج اور بیل ایک کے ہین اور باقی (زمین اور سب کام) دوسرے کا یا دونون مین سے ایک کیلیے چندمن غلہ معین کردیا گیا۔ یا یون ٹھیر گیا کہ جس قدر غلہ پانی کی تالیون اور گولون (کی ڈول پر) پیدا ہو وہ ایک کا ہے (اور باقی دوسرے کا، یا یہ ٹھیرا کہ بیج والا پہلے اپنا بیج لے لیگا اور جو بچے گا اُس مین دونون ساجھی رہین گے) یا یہ ٹھیرا کہ سرکاری باقی (یعنی حاکمی) الگ کرنے کے بعد جو کچھ رہے گا اُس مین دونون ساجھی رہین گے تو ان سب صورتون مین بٹائی فاسد ہوجائیگی (یعنی یہ بٹائی کا معاملہ جو دونون مین ٹھیرا تھا ٹوٹ جائے گا اور (اب ان کا جھگڑا اس طرح طے کیا جائیگا) کہ (زمین کی کل پیداواری تو بیج والے کی ہوگی اور دوسرے کے کام کو دیکھ کر معمول کے موافق اسکو مزدوری دیدی جائیگی اور (اگر) زمین (بھی بیج والے ہی کی تھی تو اُسکی کاشت) کا بھی روپیہ دیا جائیگا لیکن یہ مزدوری اور زمین اُس سے نہ بڑھایا جائیگا کہ جو اُن دونون نے آپس مین ٹھیرالیا تھا اور اگر بٹائی (اپنی سب شرطین پوری ہونے کے باعث) درست ہوجائے تو پھر زمین کی کل پیداوار اسی حساب سے بٹے گی جو زمیندار اور کاشتکار نے آپس مین ٹھیرالی ہو اور اگر اتفاقاً زمین مین کچھ پیدا نہ ہو تو کاشت کار کو کچھ نہین ملے گا اگر ٹھیرے ہوئے کے بموجب پھر کوئی کام کرنیسے انکار کرے تو اُس سے وہ کام زبردستی لیا جائے گا ہان اگر بیج والا بیج دینے سے انکار کرے تو اس پر زبردستی نہ کیجائیگی) اگر ان دونون مین سے ایک مرجائے تو اسوقت بٹائی ٹوٹ جائیگی پس اگر کھیتی کی مدت گذرجائے (یعنی جتنے دنون کو ٹھی وہ پورے ہوجائین) اور کھیتی ابھی کٹاؤ پر نہ آئی ہو تو جب تک کھیتی کٹاؤ پر آئے اس کاشتکار کر اتنے دنون کا اور روپیہ اسی حساب سے دینا پڑیگا کہ جو ایسی زمین پر اتنے دنون کا ہوتا ہوگا اور کھیتی کا خرچ مثلاً کاٹنے والون کی مزدوری اور ڈھونے داین چلانے۔ ناج اُڑانے مین جو کچھ خرچ ہو دونون کے حصون کے موافق دونو کے ذمہ رہیگا اور اگر دونون یہ ٹھیرالین کہ یہ سب خرچ کاشتکار کے ذمے رہے تو اس شرط سے وہ بٹائی ٹوٹ جائے گی

سلہ یہ مزارعت صاحبینؒ کے نزدیک درست ہو اور امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک درست نہین ہو اور آجکل فتویٰ صاحبینؒ کے قول پر ہو ۱۲ حاشیہ اصل

کتاب المساقاة

ت (شرع مین) مساقات اُس عقد کو کہتے ہین کہ کوئی شخص اپنا باغ ایسے شخص کو کہ جو اُسکی خدمت کرے اس شرط پر دے کہ جو کچھ اس مین پھل آئے وہ ہم دونون بانٹ لیا کرینگے اور یہ مساقات (سب احکام مین مثل مزارعت[1] کے ہے کھجور وغیرہ کے درختون اور انگورون اور کل ترکاریون اور بگینون مین یہ مساقات کرنی جائز ہے ف کل ترکاریون کی جگہ عربی نسخہ مین رطاب کا لفظ ہے جو رطبہ کی جمع ہو اور رطبہ مصر مین ایک نرم سی گھاس ہوتی ہو وہان اسکو برسیم کہتے ہین اور خوید کی طرح گھوڑون وغیرہ کو کھلاتے ہین لیکن یہان رطاب سے مراد کل ترکاریان ہین (کذا فی حاشیۃ الاصل) ت اگر کسی نے پھل لگا ہوا باغ پال پر دیا اور پھل ابھی ایسا ہو کہ وہ (نلائی وغیرہ کرنے یا) پانی دینے سے بڑھتا ہو تو یہ معاملہ درست ہو اور اگر پھل کا بڑھنا پورا ہو چکا ہے تو پھر بٹائی کی طرح یہ درختون کی پال بھی درست نہین ہونگی (یعنی کھیتی تیار ہونیکے بعد جیسے بٹائی درست نہین ہوتی) اور جب یہ درختون کی پال کا معاملہ ٹوٹ جائیگا تو اس وقت (سارا پھل باغ والے کو ملیگا اور اس) کام کرنے والے کو اسکی محنت کے مطابق مزدوری دیدی جائیگی اور ان عقد کرنیوالون مین سے اگر ایک مرجائے تو جب بھی یہ معاملہ ٹوٹ جاتا ہو اور علیٰ ہذا القیاس مزارعت کی طرح کوئی عذر ہونیکی وجہ سے ٹوٹ جاتا ہو اور (عذر سے مراد یہ ہو کہ مثلاً کام کرنیوالا چور ہو یا بیمار ہو کہ اب کام نہین کرسکتا۔

کتاب الذبائح

ف مزارعت اور ذبائح مین مناسبت ہونے کی تمام شراح یہ کہتے ہین کہ ان دونون مین فی الحال تلف کرنا آیندہ کو فائدہ حاصل کرنے کے لیے ہوتا ہے کیونکہ مزارعت کرتے وقت دانہ خاک مین اسی لیے ملاتے ہین کہ آئندہ اناج پیدا ہو اسی طرح حیوان کی روح کھو کر اسکو بھی اُسکے بعد فائدے ہی حاصل کرنے کیلیے تلف کرتے ہین (تکملہ مختصراً) ت ذبائح ذبیحہ کی جمع ہو اور ذبیحہ اُس جانور کو کہتے ہین جو ذبح کیا جائے اور ذبح گلے کی رگین کاٹنے کو کہتے ہین اور کتابی تا[2] بالغ لڑکے عورت گونگے اور بے ختنہ کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے اور آتش پرست بُت پرست مرتد اور احرام باندھے ہوئے اور ذبح کے وقت قصداً بسم اللہ نہ پڑھنے والے کا ذبح کیا ہوا حلال نہین ہے۔ اگر کسی نے بھول سے بسم اللہ نہ کہی تو اُس کا ذبح کیا ہوا حلال ہو اور ذبح کرتے وقت) اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اور کسی کا نام لینا یا یون کہنا کہ خدا وند! یہ فلانے کی طرف سے

[1] یہانتک کہ یعنی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز نہین اور صاحبین کے نزدیک جائز ہے اور فتوی صاحبین کے قول پر ہے ۱۲ فتح [2] یعنی مطلقاً کتابی

قبول کر مکروہ ہی۔ ہان اگر بسم اللہ کہنے سے پہلے یا جانور کو گرانے سے پہلے کہہ لے تو مکروہ نہین ہی بلا کراہت جائز
ہی اور ذبح حلق اور سینہ کی اوپر کی ہڈی کے درمیان ہونا چاہیئے اور نرخرا اور دانہ پانی جانیکی رگ اور وہ شہ رگین
(جوان کے ادہر ادہر ہوتی ہین) کاٹنی چاہیئین اگر ان چارون کی جگہ ذبح کرتے ہوئے تین کٹ گئین تو بھی
کافی ہی۔ اگر ناخن سے یا تیز سینگ سے یا تیز ہڈی سے یا ایسے دانت سی جو بدن مین لگا ہوا نہو علیحدہ ہو یا تیز
کھپچی سے یا تیز پتھر (کی کنکر) سے یا اور ایسی چیزون سے جو خون بہا دیتی ہون ذبح کر لیا ہو وہ بھی حلال ہی
ہان دانت اور ناخن ایسے نہون جو بدن مین لگی ہوئے ہون (بلکہ بدن سی الگ اکھڑے ہوئے ہون) اور جانور کو ذبح کرنیکے لیے
گرانیسے پہلے) چھری کو تیز کر لینا مستحب ہے اور نخع تک چھری پہنچانا یا سر علیحدہ کر دینا یا گدی کیطرف سے ذبح کرنا مکروہ ہی ف
نخع اس سپید دہاگہ کو کہتے ہین جو گردن کی ہڈی کے بیچ مین ہوتا ہی جسکو گودا بھی کہتے ہین مطلب یہ ہی کہ ذبح مین اسطرح
نکرے کہ گردن کی ہڈی کے گودے تک چھری پہنچ جاے ت اور جو وحشی جانور (مثلاً ہرن وغیرہ) آدمی کی پاس ہلگیا
ہو اُسے ذبح کرنا چاہیئے ہان جو چوپایہ وحشی ہو کر بھاگ جاے (خواہ اونٹ ہو یا بکری یا گائے وغیرہ) یا کنوئین مین گر
جائے (اور وہ ذبح نہو سکے) تو اسکو زخمی کر کے مار دینا کافی ہو (پھر ذبح کرنے کی ضرورت نہین ہی) اور اونٹون کو نحر
کرنا اور گائے بکری (بھینس وغیرہ) کو ذبح کرنا مسنون ہے اور اسکا اُلٹا کرنا مکروہ ہی (یعنی اونٹونکو ذبح کرنا اور گائے بکری
کو نحر کرنا مکروہ ہی) ہان ایسا کرنیسے وہ جانور حلال ہو جائیگا اور ماں کے ذبح ہونیسے اُسکے پیٹ کے اندر کا بچہ (اگر
نکل آئے تو) وہ ذبح نہین ہوتا (اگر بچہ زندہ نکلا ہی اور اُسکے کھانیکا ارادہ ہی تو ذبح کر لینا چاہیئے اور مرا ہوا نکلا ہی تو مردار اور حرام ہی)

فصل فیما یحل اکلہ وما لا یحل اکلہ

(اُن جانورونکی تفصیل جنکا کھانا درست ہے اور جنکا کھانا درست نہین ہی)

ت جو پائے جانورون مین سے جو کچلیون (یعنی کلے) والے درندے ہون یا جو پرندے پنجہ سے شکار کرنیوالے
ہون وہ سب حرام ہین اور جو کوّا کھیت کھایا کرتا ہے وہ حلال ہے مگر ابلق کوّا حلال نہین ہی جو مردار کھاتا ہی
ف عربی کنز مین ابلق کوّے کی جگہ البقع ہی اور البقع ابلق کو کہتے ہین جس مین سیاہی اور سپیدی دونون ہون
بعض علماء نے اس ابلق سے یہی دیسی کوّا مراد لیا ہی جو اکثر آبادی مین رہتا ہے اور جس کی گردن کا رنگ بہ نسبت
پرون کے سپیدی مائل ہوتا ہی اور اُسپر البقع کا اطلاق کر کے حرام کہدیا ہی مگر حضرات مولٰنا رشید احمد صاحب
محدث گنگوہی رحمہ اور حضرات دیوبند و علماء سہارنپور کا فتویٰ اسپر ہے کہ البقع یہ کوّا نہین ہی کیونکہ یہ دیسی

سلہ اگر ایسے ہونگے تو اُنسے ذبح کیا ہوا حلال نہوگا بلکہ حرام ہوگا سلہ یعنی ہلجانے اور مانوس ہو جانیکے بعد اس جانور کا حکم شکار کا سا نہین رہتا اور شکار کا حکم یہ ہے

کوّا تو روٹی وغیرہ اور مردار دونوں چیزیں کھاتا ہے لہذا اس کا حکم مرغی جیسا ہے کہ وہ بھی دونوں چیزیں کھاتی ہے اور غراب البقع وہ ہے جسکی غذا فقط مردار ہی ہو جیسے کہ کرگس وغیرہ کی غذا فقط مردار ہی ہے باقی واللہ اعلم (مترجم) **ت** بجّو۔ گوہ۔ بھڑ (زرد ہو یا لال ہو) اور کچھوا اور زمین میں رہنے والے جانور مثلاً سانپ بچھوا اور چوہے وغیرہ اور بستی کے گدھے اور خچر گھوڑے حلال نہیں ہیں اور خرگوش حلال ہے **ف** بعض ائمہ نے خرگوش کو اس لیے حرام کہا ہے کہ خرگوشنی کو عورتوں کی طرح حیض آتا ہے پس چونکہ اس میں آدمی کی مشابہت ہے لہذا حرام ہے اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک خرگوش حلال ہے اور انکی دلیل یہ ہے کہ ایکمرتبہ خرگوش کا بھنا ہوا گوشت آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے صحابہؓ کے سامنے پیش کیا گیا تھا اور سب نے اُسکو کھایا تھا یہ روایت امام احمد اور امام نسائی نے نقل کی ہے دوسری عقلی دلیل یہ ہے کہ یہ درندوں میں سے نہیں ہے اور نہ مردار کھاتا ہے لہذا یہ ہرن جیسا ہے باقی آدمی کی مشابہت سے حرام کہنا عقلی بات ہے اور شریعت میں عقل کو اتنا دخل نہیں ہے کہ عقل کے زور سے کسی چیز کو حرام کہا جائے۔ (تکملہ بحر الرائق) **ت** اور جن جانوروں کا گوشت کھانا درست نہیں ہے اُن کو ذبح کرنیسے اُن کا گوشت اور کھال پاک ہو جاتے ہیں اگرچہ گوشت کا کھانا پھر بھی حرام ہی رہتا ہے، سولے آدمی اور سور کے (کہ اگر یہ دونوں ذبح بھی کیئے جائیں تب بھی ان کا گوشت یا چمڑا پاک نہیں ہوتا) اور پانی کے جانوروں میں سے سوائے مچھلی کے اور کوئی جانور حلال نہیں ہے اور مچھلی بھی ایسی نہ ہو کہ جو مرکے پانی پر تیرنے لگی ہو اور مچھلی کو بلا ذبح کیے کھانا حلال ہے جیسے ٹڈی دگر اتنا فرق ہے کہ ٹڈی اگر خود بھی مرگئی ہو تب بھی حلال ہے بخلاف مچھلی کے کہ وہ خود مری ہوئی حلال نہیں (اگر کسی نے دیمار) بکری ذبح کی اور (ذبح کرتے وقت) اُسنے کچھ حرکت یا خون دیدیا تو وہ حلال ہے اور اگر نہ اُس نے حرکت کی اور نہ خون دیا تو وہ حلال نہیں ہے۔ ہاں اگر اور کسی ذریعہ سے اُس میں دم ہونا معلوم ہو جائے تو وہ ذبح کرنیسے حلال ہو جائے گی اگرچہ نہ وہ کچھ حرکت کرے اور نہ خون دے اور اگر یہ معلوم نہ ہو تو وہ حلال نہیں ہے۔

کتاب الاضحیہ

(قربانی کا بیان)

ت ایسے مسلمان پر جو آزاد مقیم اور مالدار ہو اپنی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے اپنی اولاد کی طرف سے کرنا واجب نہیں ہے (ایک آدمی کی طرف سے خواہ) ایک بکری ہو یا بکرا مینڈھا یا دُنبہ یا انکی مادہ ہو یا بدنہ کا ساتواں حصہ ہو **ف** بدنہ کا اطلاق اونٹ گائے اور بھینس تینوں پر ہوتا ہے خواہ نر ہوں یا مادہ ہوں اور قربانی کا واجب ہونا امام اعظم رحمہ اللہ علیہ کا مذہب ہے اور اسی پر فتوی ہے امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے یہ مروی ہے کہ قربانی

سنت ہر اور یہی قول امام شافعیؒ اور امام احمد رحمہا اللہ کا ہر۔ امام طحاوی نے ذکر کیا ہر کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک قربانی واجب ہر اور صاحبینؒ کے نزدیک سنت ہر انکے سنت کہنے کی دلیل یہ ہر کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا واذا رایتم ہلال ذی الحجۃ واراد احدکم ان یضحی فلیمسک عن شعرہ واظفارہ یعنی جب تم بقر عید کا چاند دیکھو اور کوئی تم مین سے قربانی کرنی چاہے تو اُسے چاہیئے کہ قربانی سے پہلے اپنا خط اور ناخن نہ بنوائے) یہ حدیث امام مسلم نے روایت کی ہر اسمین حضور انور نے قربانی کرنیکو ارادے پر موقوف رکھا ہر اور ارادے پر موقوف رکھنا واجب ہونیکے منافی ہر اور امام صاحبؒ کی دلیل آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد ہر کہ من وجد سعۃ فلم یضح فلا یقربن مصلانا یعنی جسمین وسعت ہو اور پھر بھی قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ آئے یہ حدیث امام احمد اور ابن ماجہ نے روایت کی ہر اور ایسی وعید وجوب کے سوائے اور اُمور مین نہین ہوا کرتی (یعنی) ت قربانی کرنے کا وقت بقر عید کی صبح سے لیکر بارھوین تاریخ کی شام تک ہر ہان شہر کا رہنے والا (کہ جہان عید کی نماز ہوتی ہو) عید کی نماز پڑھنے سے پہلے قربانی نہ کرے غیر شہری (یعنی گانون والون) کو اختیار ہر (کہ چاہے سویرے ہی کر لے اور چاہے نماز پڑھ کر آ کر کرے)، اگر کسی جانور کے سینگ نہون (خواہ بکری وغیرہ ہو یا گائے وغیرہ ہو) یا خصی یا بدھیا ہو یا دیوانہ ہو تو اُسکی قربانی کرنا جائز ہے۔ ہان جو جانور اندھا ہو یا کانا ہو یا بہت دُبلا ہو (کہ چمڑا اور ہڈی ہی ہون) یا لنگڑا ہو (کہ جو مذبح تک نہین جا سکتا)، یا جسکا آدھے سے زیادہ کان کٹا ہوا ہو یا آدھے سے زیادہ دُم کٹی ہوئی ہو یا دانت ٹوٹے ہوئے ہون یا آنکھ پھوٹی ہوئی ہو (کہ اس سے کم نظر آتا ہو)، یا آدھی سے زیادہ چکتی کٹی ہوئی ہو تو ایسے جانور کی قربانی درست نہین ہر اور قربانی اونٹ گائے (بھیڑ دُنبہ) بکری کی ہونی چاہیئے (نر مادہ ہو نہین کچھ فرق نہین ہے باقی مرغی مرغے کو بقر عید کے دن ذبح کرکے قربانی سمجھنا مکروہ ہر یہ قربانی نہین ہو سکتی اور قربانی کے جانور عمر مین ایسے ہونے چاہئین کہ اگر اونٹ ہر تو وہ پانچ برس سے کم نہ ہو اور اگر گائے بھینس کی کرنی ہے تو دو برس سے کم نہ ہو اور اگر بکری ہر تو برس روز سے کم نہ ہو ہان مینڈھا چھ مہینے سے زیادہ کا (قربانی مین درست ہے) بشرطیکہ وہ ایسا ہو نہار یا تیار ہو کہ بڑی بھیڑون مین ملتا ہو اگر قربانی کے اونٹ یا گائے مین سات آدمی شریک تھے اور (قربانی کرنے سے پہلے) ان مین سے ایک مر گیا اور اسکے وارثون نے یہ کہا کہ تم اپنی طرف سے اور اسکی طرف سے اسکی قربانی کر لو تو اسکی قربانی درست ہے۔ اگر ایک گائے وغیرہ مین سات آدمی شریک ہین (چھ مسلمان) اور ساتوان نصرانی یا مرتد ہے یا ایک شریک کی نیت قربانی کی نہین ہر بلکہ (گوشت لینے کے ارادے سے شریک ہو گیا ہے تو یہ قربانی ان مین سے کسی کی طرف سے بھی درست نہین ہوگی

قربانی کے گوشت مین سے کرنے والا خود بھی کھائے اور غریبون، امیرون کو بھی کھلائے اور بعد مین کھانے کے لیے بھی رکھ چھوڑے، اور مستحب یہ ہی کہ تہائی سے کم خیرات نہ کرے، بلکہ تہائی سے زیادہ خیرات کر دے اور باقی کا اُسکو اختیار ہی اور اسکی کھال کو بھی خیرات کر دے یا اپنے کام مین لے آئے مثلاً تھیلہ یا چھلنی وغیرہ بنوالے اور مستحب یہ ہی کہ اگر قربانی کرنے والا ذبح کرنا جانتا ہو تو اپنے ہاتھ سے ذبح کرے باقی کسی نصرانی (یعنی عیسائی) یا یہودی سے ذبح کرانا مکروہ ہی۔ اگر قربانی کے دو بکرے دو آدمیون کے تھے اور دونون نے غلطی سے دوسرے کا بکرا ذبح کر دیا تو دونون کیطرف سے قربانی ہو جائیگی اور ایک دوسرے سے کچھ تاوان نہ لے سکے گا۔

کتاب الکراہیۃ (مکروہ چیزون کا بیان)

ف مکروہ (تحریمی) امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک، حرام کے قریب ہی قریب ہوتا ہی اور امام محمد رحمہ اللہ نے یہ تصریح کر دی ہے کہ ہر مکروہ حرام ہے،

فصل فی الاکل والشرب (کھانے پینے وغیرہ کی تفصیل)

ت گدھی کا دودھ پینا یا کھانا، مکروہ (تحریمی) ہے اور مردون عورتون سبکو چاندی سونے کے برتن مین کھانا پینا تیل لگانا اور خوشبو لگانا سب مکروہ (تحریمی) ہی ہان رانگ، کانچ اور عقیق اور بلور وغیرہ کے برتنون مین کھانا پینا مکروہ نہین ہی اور جس برتن پر چاندی کا کام ہو خواہ وہ برتن لکڑی کا ہو یا تانبے وغیرہ کا ہو، اس مین پینا یا کھانا، یا جس زین پر چاندی کا کام ہو اُسپر سوار ہونا۔ یا جس کرسی پر چاندی کا کام ہو اُسپر بیٹھنا جائز ہے مگر جس جگہ چاندی لگی ہوئی ہو اُس سے بچے اور حلت و حرمت کے بارے مین کافر کے قول کا اعتبار کر لیا جائیگا (مثلاً کسی مسلمان کا غلام کافر ہو اور وہ گوشت لاکر یون کہے کہ یہ گوشت بکری کا ہی حرام جانور کا نہین ہی تو اُسکا گوشت کھانا درست ہی) ہدیہ اور اجازت کے بارے مین غلام اور لڑکے کے کہنے کا اعتبار کر لیا جائے گا ف ہدیہ عربی مین تحفہ کو کہتے ہین اسکی صورت یہ ہی کہ اگر کسی غلام نے یا لڑکے نے یون کہا کہ میرے آقا نے یا فلان شخص نے تمھین تحفہ بھیجا ہی یا کسی سے کہین کہ ہمین ہمارے آقا یا ولی نے تجارت کی اجازت دیدی ہے تو اسکا اعتبار کر لیا جائیگا ت (دنیوی) معاملات مین بدمعاش یعنی فاسق کے کہنے کا اعتبار کر لیا جائیگا اور دین کی باتون مین اسکا اعتبار نہین کیا جائیگا (مثلاً اگر وہ کسی کھانے کو یون کہے کہ یہ حلال ہے یا کسی پانی کی بابت کہے کہ یہ ناپاک ہی تو اسکا اعتبار نہین کیا جائیگا ہان

سلہ یعنی مثلاً زید اور عمرو کے دو بکرے تھے اتفاقاً غلطی سے زید نے عمرو کا بکرا اور عمر نے زید کا بکرا ذبح کر دیا تو دونون کی طرف سے قربانی درست ہوگئی ۱۲ غرض یہ ہے

اگر یون کہے کہ مین فلان شخص کا وکیل ہون یا اُسکا مضارب وغیرہ ہون تو ایسی باتون مین اسکا اعتبار کر لیا جائیگا کیونکہ یہ دنیوی معاملات ہین ان مین فاسق کے کہنے پر یقین کر سکتے ہین) اگر کسی کی ولیمہ کی دعوت کی گئی اور وہان کھانا کھلایا جا رہا ہی) وہان کھیل تماشا اور گانا بجانا ہو رہا ہی تو وہان بیٹھ جاے اور کھانا کھا کر چلا آئے **ف** یہ اجازت ایسے آدمی کیلیے ہی جو لوگونکا پیشوا اور رہا نہو کہ لوگ اسکو کوئی فعل کرتے دیکھکر اس سے سند پکڑتے ہون اور نہ اسکے روکنے اور منع کرنے سے رکتے اور نہ منع ہو سکتے ہون غرضکہ معمولی اور گھٹیا لوگون مین سے اگر ہو تو یہ ایسے موقع کی دعوت کھالے اور اگر ایسا ہی کہ اسکے منع کرنیسے لوگ ضرور رُک جاتے ہین تو اسکو ایسی جگہہ ہرگز دعوت کھانا جائز نہین ہی بلا کھاے واپس آجاتا اور اُن کو منع کر دینا چاہیئے (حاشیہ عربی)

فصل فی اللبس

پہننے کا بیان

ت مردونکو ریشمی کپڑا اپہننا حرام ہی عورتون کو پہننا حرام نہین ہی ہان چار انگل چوڑی سنجاف مردون کیلیے بھی مباح اور درست ہی علی ہٰذا القیاس ریشمی کپڑے کا تکیہ بنانا (یعنی تکیہ پر غلاف چڑھانا) یا بچھونا بنانا مردون کو بھی جائز ہی اور جس کپڑے مین تانا ریشم کا ہو اور بانا سوت یا اُون کا ہو مردون کو پہننا بھی جائز ہے اور جس کپڑے مین اسکا عکس ہو (یعنی تانا سوت کا ہو اور بانا ریشم یا اُون کا[1]) تو وہ مردون کو فقط جنگ مین پہننا درست ہے مردون کو سونے چاندی کا زیور پہننا درست نہین ہی ہان اگر ایک انگوٹھی یا پیٹی یا تلوار کا ساز چاندی کا بنوا لیا جائے تو کچھ مضائقہ نہین ہی مگر تاہم سوائے بادشاہ اور قاضی کے اورون کیلئے انگوٹھی کا نہ پہننا ہی اولیٰ و افضل ہی باقی پتھر کی یا لوہے کی یا پیتل کی یا سونے کی انگوٹھی پہننی یقیناً حرام ہی پتھر کے نگینہ مین اگر سوراخ ہو تو اسمین سونے کی کیل لگوا لینی درست ہی اور دانتون کو چاندی کے تار سے کسوا لینا درست ہی (یعنی اگر دانت ہلتے ہون) سونے کے تار سے کسوانا درست نہین ہی اور لڑکون کو سونا اور ریشمین کپڑا اپہننا مکروہ ہی ہان وضو کا پانی یا ناک پونچھنے کے لیے ریشمین رومال رکھنا یا بات یاد رکھنے لیئے اُنگلی پر ریشمین دھاگا باندھنا مکروہ نہین ہی۔

فصل فی النظر واللمس

دیکھنے اور چھونے کا بیان

ت آزاد عورت کے چہرے اور ہتھیلیون کے سوا اور بدن غیر مرد کو دیکھنا ناجائز ہے بلکہ حاکم اور گواہون کے سوا جسکو دیکھنے سے شہوت ہوتی ہو اسکو چہرہ دیکھنا بھی درست نہین اور طبیب کو مرض کی جگہہ دیکھنا درست ہے اور ایک مرد کو دوسرے کا ناف سے لیکر گھٹنون تک کے سوا اور سارے بدن کو دیکھنا جائز ہی

[1] یہان عربی کنز مین خز کا لفظ ہی جو ایک دریائی جانور کا نام ہی لیکن پھر اسکا استعمال اسی جانور کی اُون پر ہو گیا ہی اسوجہ سے اسکا ترجمہ اون کیا گیا ہی ۱۲ ملا مسکین و مترجم

یعنی مردون کو ورنہ عورتون کو جائز ہی ۱۲ م مقصود یہ ہی کہ جس مرد کو آزاد عورت کا منہ دیکھنے سے شہوت ہوتی ہی تو اسکا منہ دیکھنا بھی جائز نہین ہی حالانکہ شہوت نہ ہونیکے وقت اسکو دیکھنا جائز ہے (عینی) اور جس عورت سے کوئی نکاح کرنا چاہتا ہو اسکو دیکھنا بھی جائز ہی ۱۲ مترجم

ف ہو کا ناف سے لیکر گھٹنون تک کا بدن شرع مین ستر کہلاتا ہی اسکو دیکھنا قطعی حرام ہی ت ایک عورت کا دوسری عورت کو یا مرد کو دیکھنا بھی ایسا ہی ہی جیسا کہ ایک مرد کا دوسرے مرد کو دیکھنا (یعنی ایک عورت کو دوسری عورت کو یا مرد کے بدن مین سے ناف سے لیکر گھٹنون تک کے سوا اور بدن کو دیکھنا جائز ہی) مرد کو اپنی بیوی اور لونڈی کی شرمگاہ کو دیکھنا منع نہین ہی اور اسی طرح عورت کو اپنے خاوند کا اور لونڈی کو اپنے آقا کا ستر دیکھنا جائز ہی اور مرد کو اپنی محرم عورت کی منہ اور سر اور سینہ پنڈلیون اور بازوؤنکا دیکھنا جائز ہے (محرم اُسکو کہتے ہین جس سے نکاح کرنا درست نہو مثلاً ماں خالہ پھوپی وغیرہ) ہان اُنکی پیٹھ یا پیٹ یا رانونکا دیکھنا جائز ہی اور جن اعضا کا دیکھنا جائز ہی اُنکو ہاتھ لگانا بھی جائز ہے اور غیر کی لونڈی اپنی محرم برابر ہوتی ہی (کہ محرم کیطرح اُسکے بھی منہ اور سر وغیرہ کو دیکھنا جائز ہی) اگر اُسکے خریدنے کا ارادہ ہو (ورنہ اُن اعضا کو کہ جن کو دیکھنا درست ہی) ہاتھ لگانا بھی جائز ہی اگرچہ شہوت ہو رہی ہو جب لونڈی بالغ ہوجاے تو اسکو فقط ایک تہمد بندھوا کر (یا پائجامہ پہنا کر بیچنے کیلیے) لوگون کے سامنے کرنا جائز نہین ہے (بلکہ اوپر بھی کوئی کپڑا ضرور ہونا چاہیے) اگرچہ ایک کرتا ہی ہو خصی آدمی اور جسکا آلہ تناسل کٹا ہوا ہو یا مخنث ہو تو یہ تینون مردون مین شمار ہین اور عورت کا غلام (اسکے حق مین) مثل غیر آدمی کی ہوتا ہی ف یعنی جیسا کہ ایک آزاد عورت کو غیر آدمی سے پردہ کرنا ضروری ہی ایسا ہی اپنے غلام سے بھی اُسکو پردہ کرنا ضروری ہی اور جتنا اُسکا بدن غیر آدمی کو دیکھنا جائز ہی اتنا ہی اُس غلام کو بھی دیکھنا جائز ہی ت آقا کو اپنی لونڈی سے بلا اجازت اور مرد کو اپنی بیوی سے اجازت لیکر عزل کرنا درست ہی (عزل اسے کہتے ہین کہ جب صحبت کرتے ہوئے حاجت ہونے کو ہو تو آلہ تناسل نکال کر باہر حاجت کر دے عیالداری کی پریشانیون سے بچنے کے لئے عرب لوگ ایسا کیا کرتے تھے)

فصل فی الاستبراء وغیرہ

(عورت کے رحم کو بچے کے شبہے سے صاف کرنے وغیرہ کی تفصیل)

ت جب آدمی (کسی ذریعے سے) کسی لونڈی کا مالک ہو تو جب تک اُسے ایک حیض نہ آئے اُس سے صحبت کرنا یا مساس کرنا یا شہوت سے اُسکی شرمگاہ کو دیکھنا اس مرد پر حرام ہی۔ اگر کسی کی دو لونڈیان آپس مین دو بہنین ہون اور اُسنے شہوت کی حالت مین ان دونون کا پیار لے لیا تو ان مین سے کسی کے ساتھ اُسکو صحبت کرنا یا صحبت کے اسباب پیدا کرنا (مثلاً مساس کرنا یا گلے لگانا وغیرہ) سب حرام ہین یہانتک کہ ان مین سے ایک کسی کو دیکر یا کسی سے نکاح کر کے یا آزاد کر کے اپنے اوپر اُس سے صحبت کرنا حرام نہ کر لے (اگر کوئی اپنی باندی کسیکو دیدے یا کسی سے نکاح کر دے یا اُسے آزاد کر دے تو اب اس باندی سے اُسکو صحبت کرنا حرام ہو جاتا ہے)

سلہ یعنی بدن کے جن جن اعضا کو دیکھنا یا ہاتھ لگانا مردون کو جائز ہے وہی ان تینون کو جائز ہے اور جنکا دیکھنا یا ہاتھ لگانا اُنکو حرام ہی وہی اُنکو بھی حرام ہے ۱۲

مترجم سلہ استبراء کے معنی رحم کو بچے کے شبہے سے صاف کرلینے کے ہین اور اسکا تحقیق ایک حیض آنیسے ہوجاتا ہی ۱۲

یہی مطلب اس مسئلہ کا ہی ایک مرد کو دوسرے مرد کا بوسہ لینا یا گلے ملنا ایسی حالت مین کروہ ہی کہ فقط ایک
تہمد ہی باندھے ہوئے ہو اگر تہمد پر کرتہ بھی پہنے ہوئے ہو تو اس وقت (بلا کراہت) جائز ہی جیسا کہ مصافحہ کرنا جائز ہے

فصل فی البیع والاحتکار والاجارہ وغیرہا

(بیع اور غلہ بھرنے اور اجارہ دینے وغیرہ کی تفصیل)

ت آدمی کا پاخانہ بیچنا مکروہ ہی اور گوبر (یا لید یا مینگنیون) کا بیچنا مکروہ نہین ہے اگر (کسی کو معلوم ہو
کہ یہ لونڈی زید کی ہی اور دوسرا شخص مثلاً عمرو یون کہے کہ مجھے اس لونڈی کے مالک مثلاً) زید نے اسکے
بیچنے کا (اختیار دیدیا ہی یعنی) وکیل کردیا ہی تو اسکو اُس زید کی لونڈی کا خریدنا جائز ہی (یعنی اسکو ضرورت
نہین کہ اسکی وکالت کے ثبوت کے لیے گواہ تلاش کرتا پھرے) اگر کسی مسلمان کی ذمی دوسرے مسلمان کا کچھ
قرض تھا اور قرضدار نے اپنی شراب بیچکر اس روپیہ سے اپنا قرضہ بیباق کرنا چاہا تو اُس قرضخواہ کو یہ شراب
کی قیمت کا روپیہ لینا مکروہ ہی ہان مسلمان کو کافر سے ایسا روپیہ لینا مکروہ نہین ہی۔ آدمی کی غذا (مثلاً گیہون
چنا وغیرہ) اور جانورون کی غذا (مثلاً بُھس گھاس وغیرہ) کو گرانی کیوقت بیچنے کی نیت سی ایسے شہر مین بھر لینا
مکروہ ہی کہ اسکے بھرنے سے وہان کے باشندون کو تکلیف ہوتی ہو ہان فقط اپنی زمین کا غلہ یا جو دوسرے
شہر سے کوئی تجارت کے لئے) لایا ہو اس کو اس نیت سے روک لینا مکروہ نہین ہی حاکم (اپنی طرف سے)
بھاؤ مقرر نہ کرے۔ لیکن اگر غلہ بیچنے والے (گران بیچتے ہین) قیمت کی حد سے زیادہ بڑھ جائین (تو اُسوقت
حاکم ضرور بھاؤ ٹھیرادے) اور شراب بنانے والے کے ہاتھ شیرہ بیچنا جائز ہی۔ علیٰ ہذا القیاس گاؤن مین کوئی
مکان اسلیے کرایہ پر دینا جائز ہے کہ کرایہ دار اپنی پوجا پاٹ کرنے کے لیے وہان آگ جلالے یا (یہودی کرایہ دار
اپنا) مندر بنالے یا (نصرانی کرایہ دار اپنا) گرجا بنالے یا اس مین شراب بکا کرے **ف** اس مسئلہ مین گاؤن
کی قید اسلیے ہی کہ اسلامی شہرون مین چونکہ شعائر اسلام کا چرچا زیادہ ہوتا ہے اسلیے وہان غیر مذہب والے
اپنے مذہبون کو چندان رواج نہین دیسکتے بلکہ اکثر فقہاء کا قول یہ ہی کہ شہر مین یہ اُمور چونکہ بادشاہ کیطرف
سے ممنوع ہوا کرتے ہین لہذا گاؤن مین اُن کے لیے مکان کرایہ پر دیدینا جائز ہی اور یہ مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ
علیہ کا ہی باقی صاحبین کے نزدیک وہان بھی کرایہ پر دینا جائز نہین کیونکہ یہ اعانت المعصیۃ علی المعصیۃ
(گناہ پر مدد کرنی) ہی جو جائز نہین ہی شمس الائمہ سرخسی اور امام فخر الاسلام کا مختار مذہب یہی ہی (فتح القدیر
وعنایہ شرح ہدایہ) **ت** مسلمان کو ہندو کی شراب مزدوری پر اٹھانی جائز ہے۔ شہر مکہ کے مکان اور

وہان کی زمین کو بیع کرنا اور قرآن شریف کی دس آیتون پر دعب یام یا زکا نشان لگانا یا اُسپر نقطے اور زیر زبر لگانا اُسکو سونے چاندی کے پانی سے مزین کرنا اور ہندو وغیرہ کا مسجد مین جانے دینا اور مسلمان کو ہندو کی بیمار پرسی کو جانا اور چوپایون کو خصی (یا بدھیا) کرنا اور دخچر پیدا ہونے کی غرض سے) گھوڑی پر گدھا ڈالنا اور تاجر[1] غلام کا تحفہ قبول کرنا یا اسکی دعوت مان لینا یا اُس کا گھوڑا وغیرہ دکوئی سواری کا جانور) مانگ لینا یہ سب باتین جائز ہین ہان اگر ایسا غلام کسی کو تحفۃً کپڑا پہننے کے لیے دینے لگے یا روپے اشرفیان سوغات مین دینے لگے تو اُن کا لینا مکروہ ہے اور خصی آدمی سے خدمت لینی دیعنی کام کاج کی غرض سے اسکو زنانے مین آنے دینا) یا اس طرح دعا کرنا کہ خداوند الپنے عرش پر عزت سے بیٹھنے کی جگہ کے طفیل مین میرا فلانا کام پورا کردے یا یون دعا کرنا کہ الٰہی بحق فلان میرا یہ کام کردے یہ سب مکروہ ہے شطرنج یا چوسر وغیرہ سب کھیل مکروہ ہین غلام کے گلے مین طوق[2] وغیرہ ڈالنا مکروہ ہے اُسے قید کرنا مکروہ نہین ہے کسی تکلیف کیوجہ سے حقنہ کرنا جائز ہے۔ قاضی کو دبیت المال سے) تنخواہ لینی بقدر کفایت درست ہے۔ لونڈی اور ام ولد کا بغیر محرم مرد ساتھ لئے سفر کرنا درست ہے۔ مان کو اپنی نابالغ اولاد کیلئے اور چچا تایا کو اپنے بھائی کی نابالغ اولاد کیلئے اُن کی ضروری چیزون کو خریدنا اور جو کار آمد نہون اُن کو بیچ ڈالنا جائز علیٰ ہذا القیاس اگر کسی کو کوئی بچہ پڑا ہوا (لاوارث) مل گیا دتو جبتک یہ بچہ اُسکی پرورش مین ہے اس کو بھی اسکی چیز کی خرید و فروخت جائز ہے) اور پرورش سے نکلنے کے بعد اسکا یہ اختیار جاتا رہیگا) بچہ سے مزدوری کرانی فقط مان کو جائز ہے داور ان مین کسی کو جائز نہین ہے)

کتاب احیاء الموات

(زمین بنجر کو آباد کرنے کا بیان)

ف احیاء کے معنی زندہ کرنے کے ہین اور موات سحاب کے وزن پر مردے کو کہتے ہین مگر یہان موات سے مراد وہ زمین ہے جو پانی نہ آنے کیوجہ سے بنجر پڑی ہو کسی کی ملک نہ ہو آبادی سے اتنی دور ہو کہ اگر کوئی آبادی کر چیخے تو وہانتک آواز نہ پہنچ سکے اور احیا سے مراد اس مین کاشت کرنا یعنی اُسکو چلتی کر لینا ہے ت جس زمین مین دنہر یا کنوئین وغیرہ سے) پانی نہ آسکنے کے باعث یا زیادہ پانی آجانے کے باعث کھیتی ہونی دشوار ہو گئی ہو اور اب بالکل نہ ہوتی ہو اور کسی کی ملک نہو اور آبادی سے الگ ہو اس کو دشرع مین) موات کہتے ہین۔ اگر ایسی زمین کو کوئی شخص بادشاہ کی اجازت سے چلتا کرلے دیعنی اُس مین ہل وغیرہ چلا کر زراعت کے قابل کرلے) تو وہ زمین اسی کی ہو جاے گی اور اگر ایسی زمین کے چوطرف کوئی

[1] تاجر غلام سے مراد یہ ہے کہ آقا نے اُسکو تجارت کرنے کی اجازت دیدی ہو اسی کو ماذون فی التجارت بھی کہتے ہین ۱۲ مترجم [2] ظالم آدمیون کی گذشتہ زمانے مین یہ عادت تھی کہ غلام کے گلے مین ایک طوق اسلئے ڈالدیتے تھے کہ وہ گردن کو ادھر ادھر نہ پھیر سکے جو بالکل ناجائز ہے یعنی اس مسئلہ مین بابلیمی اختلاف ہے مگر خیر

ڈول وغیرہ باندھ دے تو وہ زمین اُسکی نہین ہونے کی آبادی کے قریب کی زمینون کو (اس قصد سے) چلتی کرنا جائز نہین ہے (بلکہ وہ اُس آبادی کے چوپاؤن کے چرنے یا اُنکے بیڑ وغیرہ ڈالنے کے لئے ویسی پڑی رہنی چاہیے اور اگر باوجود ممانعت کے بھی کوئی چلتی کریگا تو وہ اُس کا مالک نہین ہونیکا) اگر ایسی بنجر زمین مین کسی نے کنوان کھود لیا تو اس کنوئین کے چارون طرف مجموعہ چالیس ہاتھ زمین اسکی ہوگی اور اگر کسی نے چشمہ یا تالاب نیوالیا ہے تو اسکے چارون طرف سے پانسو ہاتھ تک زمین اسکی ہوگی اب اگر اُسکے حقین کوئی اور کنوان کھودنا چاہے گا تو اسکو اُس سے منع کردیا جائیگا اور نہر یا رجبے وغیرہ کا حق (اُسکے دونون طرف) اتنی ہی زمین

کھودنا چاہے گا تو اسکو اس سے منع کردیا جائیگا اور نہر یا رجبے وغیرہ کا حق (اسکے دونون طرف) اتنی ہی

زمین ہے کہ جتنی سے اُسکی مرمت اور درستی ہوسکے۔ اگر فرات وغیرہ دریا اپنی جگہ چھوڑ کے اور جگہ اس طرح بہنے لگا کہ اب اُسکے پھر وہان بہنے کی اُمید نہین ہے تو وہ زمین موات مین شمار ہوگی اور اگر دریا کے وہان پھر آنے کا احتمال ہے تو وہ موات مین شمار نہ ہوگی۔ اگر کوئی دوسرے کی زمین مین نہر کھودلے تو اُسے آس پاس کی زمین کچھ نہین ملیگی (یہ امام صاحب کے نزدیک ہے اور صاحبین کے نزدیک چلنے کا راستہ اور مٹی کاٹنے کی مقدار زمین اسکو ملیگی)

فصل فی الشرب

(پانی لینے مین باری ہونیکی تفصیل)

شرب (شین کے زیر سے) پانی کی باری کو کہتے ہین۔ بڑے بڑے دریا مثلاً دجلہ فرات اور گنگا جمنا کسی کی ملک نہین لہذا جو کوئی چاہے ایسے دریاؤن کے پانی سے اپنی زمین مین پانی دے لے۔ وضو وغیرہ کر لیا لے اور چاہے تو اُنپر پن چکی کھڑی کرے اور ان سے نہرین کھود کر اپنی زمین کی طرف لیجائے۔ بشرطیکہ اسکے نہر نکالنے سے عام لوگون کو کچھ نقصان نہ ہوتا ہو اور جو نہرین یا کنوئین یا تالاب کسی کی ملک ہون تو ان مین سے ہر ایک کو پانی پینا اور جانورون کو پلا لینا جائز ہے۔ ہان اس سے زمین کی آبپاشی کرنا جائز نہین ہے۔ اگر کوئی نہر کسی کی ملکیت ہے اور زیادہ بیل ڈنگر آجانے کی وجہ سے اُسکے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو وہان پانی پلانے سے لوگون کو منع کردینا جائز ہے اور جو پانی کسی کو نہ دیا جاسکے (یعنی چھوٹے سے حوض مین کسی کا محفوظ رکھا ہو) تو اس کو اسکے مالک کی بلا اجازت استعمال کرنا جائز نہین ہے جو نہر کسی کے ملک نہو اسکی کھدائی اور مرمت بیت المال کے روپے سے کرادینی چاہیئے اگر بیت المال مین اتنا روپیہ نہ ہو تو لوگون کو (بیگار مین بلاکر) زبردستی کرادیجائے اور جو نہر کسی کی ملک ہو اس کی کھدائی (اور مرمت) اُسکے مالک کے ذمہ ہے اگر وہ کھودنیسے انکار کرے تو حاکم اس سے زبردستی کھدوالے اگر ایک نہر مین کئی شریک ہین تو اسکی مرمت وغیرہ جہان سے وہ شروع ہوئی ہے اُنھی کے ذمہ ہے

اور جس جس کی زمین تک مرمت ہوتی جائے وہ اُسکے خرچ سے بری ہوتا جائیگا اور شفیعون کے ذمہ مرمت وغیرہ نہین ہے **ف** یہان شفیعون سے وہ لوگ مراد ہین کہ جو ان نہرون کا پانی پیتے اور اپنے جانورون کو پلاتے ہون اپنی زمینون کو ان نہرون سے پانی نہ دیتے ہون سو اُنکے ذمے یہ خرچ نہین ہے **ت** اگر کوئی باوجود اپنے پاس مین نہ ہونیکے یہ دعوی کرے کہ اس پانی مین میرا حق ہے (خواہ کنوئین کی بابت ہو یا نہر کی بابت ہو) تو اسکا دعوی درست (قابل سمع) ہوگا اگر ایک نہر بہت سے آدمیون کی شراکت مین ہو اور وہ اپنی اپنی باری مین آپس مین جھگڑتے ہین تو جتنی جتنی جسکی زمین ہے اسی کے موافق اُن کی باریان معین کردیجائین صحیح قول یہی ہے اور بعض فقہا کا قول یہ ہے کہ جو جتنا محصول دیتا ہو اُسکے موافق اُن کی باریان مقرر ہونی چاہیئن (ان شریکون مین سے کسی کو اتنا اختیار نہین ہے کہ اس نہر مین سے ایک چھوٹی نہر نکال کر اپنی زمین مین چلاوے یا اس نہر پر پن چکی کھڑی کردے یا اُسپر رہٹ لگادے یا پل باندھ دے یا نہر کا دہانہ چوڑا کردے . یا باریان دنون کے حساب سے معین کرنے لگے . حالانکہ وہ قلابون کے حساب سے پہلے تقسیم ہو چکی ہے اور نہ ایک حصہ دار کو یہ اختیار ہے کہ اور حصہ دارون کی رضامندی بغیر اپنے حصہ کا پانی اپنی دوسری زمین مین لیجائے جسمین پانی اس نہر سے جاتا تھا اگر ان سب صورتون مین سب حصہ دار رضامند ہون تو اسوقت ایک حصہ دار یہ مذکورہ صورتین کرسکتا ہے ورنہ نہین کرسکتا) پانی کی باری ورثہ مین دوسرے کو پہنچ سکتی ہے یا اگر ایک حصہ دار کسی خاص آدمی کو یہ وصیت کردے کہ اس نہر وغیرہ مین جو میرا حق ہے تو اس کو اپنے خرچ مین لایا کرنا تو یہ وصیت بھی درست ہے اور یہ باری بیع اور ہبہ نہین ہوسکتی اگر کسی نے اپنی زمین کو پانی دیا تھا اس سے اتفاقاً پاس والی زمین خراب ہوگئی یا ڈوب گئی تو اس پانی دینے والے پر کچھ تاوان نہ آئیگا **ف** یہ حکم اسوقت ہے کہ جب اُسنے اپنی زمین کو اتنا پانی دیا ہو کہ جو عادۃً وہ برداشت یعنی پیوست کرسکتی ہو اور اگر اُسنے زیادہ پانی دیدیا جس سے دوسرے کی زمین خراب ہوگئی تو اس صورت مین اُسے تاوان دینا پڑے گا (حاشیہ عربی)

کتاب الاشربہ

(شربتون کا بیان)

ت جو چیز (پینے سے) نشہ کرے اُسکو (فقہا کی اصطلاح مین) شراب کہتے ہین اور حرام چار قسم کی شرابین ہین پہلی قسم خمر ہے اور وہ انگورون کے نچڑے ہوئے شربت کو کہتے ہین جو پکایا نہ گیا ہو اور رکھے ہی رکھے اس مین (سرکہ کی طرح) جوش آکر غلیظ ہوگیا ہو اور اُوپر جھاگ آگئی ہو اس کا پینا قطعی حرام ہے . تھوڑی ہو یا بہت ہو دیہان تک کہ اس کا ایک قطرہ بھی پیشاب کے قطرہ کی طرح ناپاک اور حرام ہے دوسری قسم

طلا ہے کہ وہ انگور کے اُس شربت کو کہتے ہیں جو اس قدر پکایا گیا ہو کہ دو تہائی کے قریب جل گیا ہو اور ایک
تہائی سے کچھ زیادہ رہا ہو تیسری قسم کی شراب سکر ہے کہ چھوہارون کو پانی مین بھگو کر شربت نچوڑ لیا
جائے (اس کچے شربت کو سکر کہتے ہین) چوتھی قسم کی شراب نقیع الزبیب ہے کہ کشمش یا منقی کو پانی مین بھگو کر
شربت نچوڑ لیا جائے اس کچے شربت کا نام نقیع الزبیب ہے اور یہ تینون شرابین اُس وقت حرام ہوتی
ہین کہ گاڑھی ہو جائین ان کی حرمت (پہلی قسم یعنی) خمر کی حرمت سے کم درجہ کی ہین کہ ان تینون کے
پینے کو اگر کوئی حلال سمجھے تو اس پر کفر کا فتویٰ نہ دیا جاویگا بخلاف خمر کے (کہ اگر اُسکے پینے کو کوئی حلال اور
درست کہے تو اسکو کافر کہین گے اور چار قسم کی شرابین حلال ہین ان مین سے ایک یہ ہے کہ چھوہارون یا منقی
کو پانی مین بھگو کر خفیف سا جوش دے لیا جائے بس یہ شربت اگرچہ (سرکہ کی طرح اُٹھ آئے لیکن اس مین سے
اتنا ہی پینا کہ جس سے نشہ نہ ہو جائز ہے لیکن محض فرحت اور مست بننے کے لیے پینا ناجائز ہے (اگر بیماری
مین دوا کے لیے پیئے تو چندان ہرج نہین ہے) دوسری خلیطان ہے (اور خلیطان اسے کہتے ہین کہ چھوہارون
اور منقی دونون کے شربت کو ملا کر خفیف سا جوش دے لیا جائے پھر وہ رکھ دینے سے اُٹھ کھڑا ہو) اس کا پینا
بھی جائز ہے بشرطیکہ اتنا نہ پیئے جس سے نشہ ہو جائے) تیسری قسم یہ ہے کہ شہد یا انجیر یا گیہون یا جو یا جوار
کو بھگو کر اُن کا (عرق کے طور پر) پانی نکال لیا جائے اُسکو پکایا جائے یا نہ پکایا جائے (جب یہ اُٹھ جائے تو یہ
بھی مثل شراب کے ہو جاتا ہے) یہ بھی جائز ہے چوتھی قسم مثلث عنبی ہے (یعنی انگورون کے عرق کو اتنا پکایا جائے
کہ دو تہائی جل جائے اور ایک تہائی رہجائے۔ پھر اُسے چھوڑ دین کہ وہ سرکے کی طرح اُٹھ جائے) اگر یہ خمرین
بھی لہو و لعب کے لئے پی جائین تو اُس وقت بالاتفاق حرام ہین) دُبّا حنتم۔ مزفت اور نقیر مین شربت
بنانا درست ہے ف دُبّا کدو کی تونبی کو کہتے ہین اور حنتم روغنی ٹھلیون کو کہتے ہین۔ بعض کہتے ہین سُرخ
روغن ہو اور بعض کہتے ہین سبز ہو اور مزفت اُس برتن کو کہتے ہین کہ جس پر رال کا روغن ہو (زفت
کے معنی رال کے ہین) اور نقیر بمعنی منقور یعنی لکڑی کا کھدا ہوا برتن مصنف نے ان چارون برتنون مین
شربت بنانے کے درست ہونے کو یہان اس لیے ذکر کیا ہے کہ پیغمبر آخر الزمان صلعم کی تشریف آوری سے
پہلے عرب کے لوگ ان مین شرابین بنایا کرتے تھے اسلئے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان برتنون
کے استعمال ہی کو حرام فرما دیا تھا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ ان مین بنانے سے شربت مین بہت جلدی نشہ
آجاتا تھا اور جو لوگ شراب کے عادی تھے اُن کا مطلب پورا ہو جاتا تھا لیکن جب اس استعمال کی

حرمت سے وہ رُک گئے اور ان کی عادتین بدل گئین تو یہ حرمت منسوخ ہوگئی لہذا اب ان چارون قسم کے
برتنون کا استعمال جائز ہے ۱۲ حاشیہ اصل وغیرہ ت شراب کا سرکہ رکھانا درست ہے۔ برابر ہے کہ شراب
مین نمک وغیرہ ڈال کر وہ) سرکہ بنائی گئی ہو یا چھاؤن سے دھوپ مین یا دھوپ سے چھاؤن مین رکھدینے
سے، وہ خود بخود ہی سرکہ ہوگئی ہو۔ شراب کی تلچھٹ پینا اور اس مین کنگھی گھول کر کرنا مکروہ ہے (اور تلچھٹ
پینے والے کو جب تک کہ نشہ نہ ہو اس پر شراب پینے کی حد جاری نہ ہوگی۔

کتاب الصید (بیچ بیان شکار کے)

ت صید کے (لغوی) معنی شکار کرنے کے ہین اور شکار کرنا سکھائے ہوئے کتے چیتے اور باز سے اور انکے
سوا اور جتنے شکاری جانور سکھائے ہوئے ہون سب سے کرنا جائز ہے اور شکار کرنے مین تین باتین ہونی
ضروری ہین اوّل تعلیم یافتہ ہونا اور کتے مین تعلیم یافتہ ہونے کی علامت یہ ہے کہ جب وہ (کم سے کم)
تین مرتبہ شکار پکڑ کے خود نہ کھائے (بلکہ اپنے مالک کے لئے چھوڑ دے) تو وہ تعلیم یافتہ ہے اور باز وغیرہ
کے تعلیم یافتہ ہونے کی یہ علامت ہے کہ (شکار پر چھوڑنے کے بعد) جب اُسے اُسکا مالک بلائے تو واپس
چلا آئے اور دوسری بات یہ ہے کہ جب کسی شکار پر کوئی جانور چھوڑا جائے تو بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا جائے
اور تیسری بات یہ ہے کہ اس شکار کے کسی نہ کسی جگہ زخم ہو جائے پس اگر باز (وغیرہ) نے کوئی شکار پکڑ کر
اُس مین سے کچھ کھالیا تو اس شکار کا کھانا درست ہے اور اگر کتے یا چیتے نے اپنے پکڑے ہوئے مین سے
کھالیا تو اُن سے بچے ہوئے کو کھانا درست نہین ہے اگر (ان مذکورہ شکاری جانورون مین سے کوئی
جانور چھوڑنے کے بعد) شکاری کو شکار زندہ ملجائے تو اُسے ذبح کرے اگر اُسنے ذبح نکیا یا کتے نے اسکو
جان سے مار دیا اور کہین سے زخمی نہین کیا یا (شکار کو پکڑنے مین) تعلیم یافتہ کتے کے ساتھ ایک غیر تعلیم
یافتہ کتا مل گیا یا کسی آتش پرست (وغیرہ کافر) کا کتا مل گیا یا ایسا کتا مل گیا کہ جس کو چھوڑتے
وقت بسم اللہ قصداً نہین پڑھی گئی تھی تو ان پانچون صورتون مین اس شکار کا کھانا حرام ہوگا۔ اگر
ایک مسلمان نے (اپنا تعلیم یافتہ) کتا (شکار پر) چھوڑا تھا پھر ایک ہندو نے اسکو بلکار دیا اور اس بلکار
پر اُسنے تیز ہو کر شکار مار لیا تو وہ شکار حلال ہے اور اگر کسی ہندو نے کتا چھوڑا تھا اُسکے بعد مسلمان نے
اس کو بلکار دیا اور اُسکے بلکار پر اُس نے تیز ہو کر شکار مارا تو مسلمان کو وہ شکار کھانا حرام ہے اور
اگر کسی نے نہین چھوڑا تھا (بلکہ کتا خود ہی شکار کے پیچھے دوڑ پڑا تھا) پھر کسی مسلمان نے اُسکو بلکار دیا

اگر کسی مسلمان نے بسم اللہ پڑھ کر شکاری کے
اور کتے نے اسکے ہلکارنے پر شکار مار لیا تو وہ شکار حلال ہے۔ اگر کسی مسلمان نے بسم اللہ پڑھ کر شکار کے
تیر مارا اور وہ زخمی ہو کر مر گیا (زندہ ہاتھ نہ آیا) تو اسکا کھانا درست ہے۔ اگر وہ زندہ ہاتھ آجائے تو اس کو
ذبح کرے اگر نہ کیا (اور وہ مر گیا) تو اس کا کھانا حرام ہے اگر کسی مسلمان نے بسم اللہ پڑھ کر شکار کو تیر مارا
اور تیر اسکے لگ گیا مگر وہ تیر کھا کر غائب ہو گیا اور شکاری اسکو ڈھونڈتا پھرے گیا پھر وہ مرا ہوا ملا تو اسکا
کھانا حلال ہے۔ اور اگر اُسنے تلاش نہ کیا چپ ہو کر بیٹھ رہا بعد میں وہ مرا ہوا ملا تو اُسکا کھانا درست نہیں
اگر کسی نے (بسم اللہ پڑھ کر) شکار کے تیر مارا اور وہ (تیر کھا کے) پانی میں یا چھت پر یا کسی پہاڑ پر
گر پڑا پھر وہاں سے (مرا ہوا) زمین پر آپڑا تو اُس کا کھانا حرام ہے اور اگر اوّل ہی زمین پر گر کے مرجائے تو اسکا
کھانا درست ہے **ف** پہلے مسئلے کی بابت حدیث شریف میں آیا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
عدی صحابی سے فرمایا تھا اذا رمیت سہمک فاذکر اسم اللہ تعالی علیہ فان وجدتہ قد قتل فکل الا
ان تجدہ قد وقع فی ماء فانک لا تدری الماء قتلہ ام سہمک یعنی جب تم تیر سے شکار کرو تو بسم اللہ
پڑھ کر تیر مارا کرو اسکے بعد اگر وہ تمھیں مرا ہوا بھی ملے تو تمھیں اسکا کھانا جائز ہے۔ ہاں اگر وہ پانی میں گرا ہوا
تمھیں ملے (تو اسکا کھانا تمھیں جائز نہیں) اسلیے کہ تمھیں کیا خبر ہے کہ وہ پانی سے مر گیا ہے یا تمھارے تیر کے
زخم سے مرا ہے یہ حدیث امام بخاری اور مسلم نے نقل کی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ پانی کے سوا اس میں اور وجہ سے
بھی مرجانیکا احتمال ہے لہذا وہ شکار حرام ہے اور یہی وجہ چھت پر یا پہاڑ پر گرنیوالے شکار میں ہے میں التکملۃ **ت** اگر
تیر کو لکڑی کیطرح شکار کے مارا یا گولی (غلیلے یا ڈھیلے) سے مارا اور وہ مر گیا تو اُسکا کھانا حرام ہے۔ اگر کسی نے شکار کے
تیر مارا اور تیر سے اُسکا کوئی عضو کٹ گیا (یعنی الگ ہو گیا) تو وہ شکار حلال ہے اور عضو حلال نہیں اور اگر تلوار وغیرہ سے
شکار مارا تھا اور تہائی کٹ گیا ایک حصہ سر کیطرف رہا اور دو حصے دُم کی طرف تو سارا شکار کا کھانا درست ہے آتش پرست
اور بُت پرست اور مُرتد کا مارا ہوا شکار حرام ہے (علی ہذا القیاس محرم کا مارا ہوا بھی) اور اُن عیسائیوں اور
یہودیوں کا مارا شکار درست ہے بشرطیکہ گلا گھونٹنے وغیرہ سے نہ مارا ہو اور وجہ اُن کے شکار کے حلال ہونے
کی یہ ہے کہ ان کا ذبح کیا ہوا حلال ہوتا ہے اور جس کا ذبیحہ درست ہو اُسکے ہاتھ کا شکار بھی درست ہوتا ہے)
اگر ایک آدمی نے شکار کے تیر مارا اور اسکے کاری زخم نہ آیا (یعنی وہ ایسا زخمی نہ ہوا کہ اس تکلیف سے وہ
کمزور ہو جاتا بلکہ ویسے ہی اُڑے چلا گیا) پھر اسی کے دوسرے نے تیر مار دیا جس سے وہ مر گیا تو یہ شکار
اس دوسرے آدمی کا ہے (جس نے بعد میں مارا ہے) اور اگر اُسنے بسم اللہ پڑھکر تیر مارا ہو گا تو یہ شکار حلال ہو گا

...کی طرف کر رہے تو اس وقت دم کی طرف کا حصہ کھانا حرام ہو گا ۱۲

اور اگر پہلے ہی کے تیر سے کمزور ہوگیا تھا اور اسکے بعد دوسرے نے اس کو جان سے ہی مار دیا) تو یہ شکار پہلے کا ہی اور اس کا کھانا حرام ہے (کیونکہ جب وہ پہلے ہی تیر سے کمزور ہوگیا تو اسکو ذبح کرنا چاہیئے تھا اور چونکہ ذبح نہین کیا لہذا حرام ہوگیا، مگر اس صورت مین بعد مین مارنیوالے کو اس شکار کی قیمت پہلے مارنے والے کو دینی پڑے گی۔ ہان یہ اتنے دام قیمت مین مجرا کرلے کہ جتنے دامون کا پہلے کے زخم سے اس مین نقصان آیا ہو[1] اور شکار کرنا سب جانورون کا درست ہی برابر ہے کہ وہ جانور ہون جن کا کھانا حلال ہو یا وہ جانور ہون کہ جو حرام ہین (کیونکہ جن کا گوشت حرام ہو اُن کی ہڈی اور چمڑے کو کام مین لانا جائز ہے)۔

کتاب الرہن (گرو رکھنے کا بیان)

ف رہن کے لغوی معنی مطلق روکنے کے ہین اور شرعی معنی آگے مصنف خود بیان کرینگے اردو مین رہن گرو کرنے کو کہتے ہین اور اس کا مشروع اور جائز ہونا قرآن حدیث اور اجماع تینون سے ثابت ہی قرآن مین تو اس آیت سے ثبوت ہوتا ہے کہ **فرهان مقبوضة** اور حدیث سے ثبوت اس طرح ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپنے اپنی زرہ مدینہ منورہ مین ایک یہودی کے پاس گروی رکھی تھی جس کا نام ابو شحم تھا اور حضرت ؐ کے سامنے صحابہؓ بھی رہن کے معاملات کرتے تھے آپنے اُن کو منع نہین فرمایا اور اسی پر سب کا اجماع ہی۔ ملا مسکین و فتح **مختصرات** اپنے کسی حق مثلاً قرض وغیرہ کے عوض مین قرضدار کی ایسی چیز روک لینے کو (شرع مین) رہن کہتے ہین کہ جس کے ذریعے سے وہ اپنا قرض وصول کرسکے اور راہن و مرتہن مین زبان سے معاملہ طے ہونیکے بعد وہ چیز مرتہن کے قبضہ مین آجانے سے رہن لازم ہوجاتا ہے بشرطیکہ وہ چیز ایک جگہ جمع ہوئی ہو اور راہن کے تصرف اور قبضہ سے بالکل الگ ہو (اسی وجہ سے جو پھل درخت پر لگا ہوا ہو وہ رہن نہین ہوسکتا یعنی پہلی شرط یعنی ایک جگہ جمع ہونا ہی نہین پایا جاتا۔ اسیطرح جو چیز راہن کی اور چیز مین ملی ہوئی ہو وہ بھی رہن نہین ہوسکتی کیونکہ مرہون اس کی ملک سے الگ نہین) ہان اگر راہن نے مرہون چیز اپنے قبضہ سے نکال کر مرتہن کے پاس اس طرح رکھدی کہ جسکو لیکر وہ اپنے قبضہ مین کرسکے یا بائع نے اسیطرح اپنی بکی ہوئی چیز مشتری کے سامنے رکھدی تو یہ اُن دونون کے قبضہ کرلینے مین داخل ہی اور جب تک کہ مرتہن نے مرہون چیز کو اپنے قبضہ مین نہ کیا ہو راہن کو رہن سے پھر جانا جائز ہے اور اگر مرہون چیز مرتہن کے پاس سے جاتی رہی

[1] مثلاً یہ صورت ایک ہرنی مین پیش آگئی جو زخمی ہونیسے پہلے پانچ روپیہ کا تھا اور پہلے شکاری کے تیر سے زخمی ہونیکے بعد وہ تین روپیہ کا رہ گیا اور دوسرے شکاری نے اسکو جان سے ہی مار دیا تو اس صورت مین اسکو تین ہی روپیے دینے پڑینگے ۱۲ [2] رہن کی تعریف مین اس لفظ کے ہونیسے یہ ثابت ہوگیا کہ حد و قصاص کے عوض مین کوئی چیز رہن نہین ہوسکتی اسلیئے

تو اُس چیز کی قیمت اور اُسکے قرض مین سے جو نسا کم ہوگا اتنا مرتہن کو دینا پڑیگا **ف** مثلاً قرض بیس روپیہ
تھا اور مرہون چیز پچیس کی تھی تو اس صورت مین مرتہن کو اپنا قرض چھوڑنا پڑیگا اور اگر اسی صورت مین وہ
چیز پندرہ کی تھی تو قرض مین سے پندرہ مجرا دے کر فقط پانچ روپیہ کا یہ لین دار رہیگا چنانچہ آگے ترجمہ
مین بھی اسکی تفصیل آتی ہے **ت** پس اس سے یہ ثابت ہوا کہ اگر وہ چیز جو جاتی رہی ہے اتنی ہی قیمت
کی تھی کہ جتنا اس کا روپیہ راہن کے ذمہ تھا تو اب گویا اس نے اپنا قرض وصول کر لیا (راہن کے ذمہ
اس کے کچھ نہین رہا) اور اگر وہ چیز اسکے قرض سے زیادہ قیمت کی تھی تو وہ زیادتی اس مرتہن کے پاس بطور
امانت کے رہے گی (اور باقی مین اس کا قرض مجرا ہوجائے گا گویا اُس نے وصول کر لیا اور اگر قرض کے
روپیہ سے وہ کم قیمت کی تھی تو قرض مین سے بقدر قیمت کے تو گویا اُس نے وصول کر لیا اور قیمت
کے علاوہ جو اس کا قرض رہا تو اسکے وصول کرنے کا اسکو استحقاق ہوگا اور مرتہن کو باوجود رہن رکھ
لینے کے) اتنا اختیار رہتا ہے کہ راہن پر یہ اپنے روپیہ کا تقاضا کرتا رہے (یا اسکے ندینے کے سبب سے اُس کو
قید کرا دے اگر مرتہن عدالت مین اپنے روپیہ کا دعوی کرے تو حاکم اول مرتہن کو حکم کرے کہ تو مرہون چیز
حاضر کر اور (جب وہ حاضر کر دے تو) راہن کو حکم دے کہ تو پہلے اس کا قرضہ ادا کر دے بعد مین یہ اپنی چیز لینا)
اگر مرہون چیز مرتہن کے قبضہ مین ہو تو وہ راہن کو نہ بیچنے دے جب تک کہ اُس سے اپنا قرض نہ وصول کر لے
اور جب راہن اس کا قرض ادا کر دے تو یہ اسکی چیز فوراً اُس کو دیدے۔ ہان راہن کی بلا اجازت (مرتہن
کو مرہون چیز سے کچھ فائدہ اُٹھانا جائز نہین) مثلاً مرہون اگر غلام ہی تو اُس سے اپنی خدمت کرانا جائز نہین
اور اگر مکان ہی تو اُس مین رہنا یا کپڑا ہے تو اس کو پہننا یا کرایہ پر یا مانگا دینا جائز نہین ہی۔ مرتہن کو اختیار
ہی کہ مرہون کی حفاظت خواہ خود کرے یا اپنی بی بی یا اولاد سے یا ایسے خدمتگار سے کرائے کہ جس کا کھانا
کپڑا وغیرہ سب اسی کے ذمہ ہو اگر ان کے سوا اور کسی سے حفاظت کرائی یا کسی کے پاس امانۃً رکھدی یا
خود تلف کر دی تو یہ اسکی قیمت کا ضامن ہوگا جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہی اگر مرتہن مرہون کو حفاظت
کی غرض سے کسی کرایہ کے مکان مین رکھے تو اس مکان کا کرایہ اور وہان کے چپراسی کی تنخواہ مرتہن کے
ذمہ ہوگی (کیونکہ اسکی حفاظت اسی کے ذمہ تھی جب اُس نے اپنے ذمہ کا کام اُجرت پر کرایا تو یہ اُجرت
اسی کے ذمہ ہے) اور اگر مرہون کوئی جانور تھا تو اُس کے چرانے والے کی تنخواہ اور اُسکے گھاس دانہ کا
خرچ راہن کے ذمہ ہوگا اور اگر مرہون محصولی زمین تھی تو اس کا محصول بھی راہن کے ذمہ ہوگا۔

باب ما یجوز ارتہانہ والارتہان بہ وما لا یجوز

(ان چیزون کے بیان مین جن کا رہن رکھنا اور جنکے عوض مین رہن کرنا جائز یا ناجائز ہی)

ت ایک ساجھے کی چیز کو بلا تقسیم کے رہن کرنا درست نہین ہی اور اسیطرح درختون پر لگے ہوے پھلون کو بلا درختون کے اور زمین پر کھڑی کھیتی کو بلا زمین کے اور باغ کو بلا زمین کے رہن کرنا درست نہین ہی علی ہذا القیاس آزاد آدمی کو یا مدبر (غلام) کو یا مکاتب (غلام) کو یا ام ولد (لونڈی) کو رہن کرنا درست نہین ہی اور نہ امانت کے عوض مین اور نہ درک اور مبیع کے عوض مین رہن کرنا درست ہی ف امانت کے عوض مین رہن کرنے کی صورت یہ ہے کہ مثلاً زید نے عمرو کے پاس دس روپیہ امانت رکھے تو اب اگر ان روپون کے عوض مین زید عمرو کی کوئی چیز رہن رکھنے لگے تو یہ درست نہین ہے اور درک کی صورت یہ ہی کہ زید نے عمرو سے مثلاً ایک گائے خریدی اور عمرو یا اور کوئی اس بات کا ضامن ہوگیا کہ اگر اس گائے کا کوئی دعویدار کھڑا ہوا تو قیمت کا مین ضامن ہون اب اگر اس ضامنی کے اطمینان اور پختہ کرنے کے لیے زید اس ضامن کی کوئی چیز رہن رکھنے لگے تو یہ درست نہین ہی اور مبیع کی صورت یہ ہی کہ زید نے عمرو کے ہاتھ ایک گائے بیچی تھی اور اسپر قبضہ نہین دیا تھا اب اگر یہ عمرو اس گائے کے عوض مین زید بائع کی کوئی چیز رہن رکھنے لگے تو یہ درست نہین ہی (ملخصاً از حاشیہ کنز عربی) ت ہان قرض کے عوض مین رہن کرنا درست ہی اگرچہ اسکے ادا کرنیکا کوئی وعدہ مقرر ہوچکا ہو علیٰ ہذا القیاس بدھنی کے روپون کے عوض مین رہن رکھ لینا یا سونا چاندی بیچکر ان کی قیمت کے عوض مین رہن رکھ لینا یا جس چیز مین بدھنی ٹھیری ہو اسکے عوض مین رہن کرنا درست ہی پس اگر ان صورتون مین یہ رہن شدہ چیز ہلاک ہوجائے تو مرتہن گویا اپنا حق ادا کرچکا اگر کسی شخص کے ذمہ قرض ہو تو یہ اس قرض کے عوض مین اپنے نابالغ لڑکے کے غلام کو رہن رکھ سکتا ہی (یعنی اسکا یہ رہن جائز ہی) اور چاندی سونے کو یا کیلی چیزون کو (جیسے گیہون چنے وغیرہ ہین) یا وزنی چیزون کو (جیسے تانبا پیتل وغیرہ ہین) رہن رکھنا درست ہی۔ اگر ان چیزون مین سے کوئی چیز اسی جیسی چیز کے عوض مین رہن رکھی تھی اور رہن چیز جاتی رہی تو وہ قرض مین مجرا ہو جائے گی ف مثلاً ایک شخص نے پانچ روپیہ کی قیمت کی ایک دیگچی خریدی تھی اور اسکی قیمت کے عوض مین اپنی تین روپے کی دیگچی رہن رکھدی تھی اور یہ رہن شدہ دیگچی تلف ہوگئی تو اب اسکو فقط دو روپے دینے پڑینگے اور تین روپیہ اس کی دیگچی کی قیمت مین مجرا ہوجائین گے (مترجم عفی عنہ) ت اور ایسی چیزون مین گھٹیا بڑھیا ہونے مین کچھ فرق نہین کیا جائیگا اگر کسی نے اپنا غلام دیا اور کچھ اس شرط پر بیچا کہ مشتری اسکی (قیمت ابھی نہ دے بلکہ

اسکی قیمت کے عوض مین ایک معین چیز رہن رکھدے (اور مشتری نے یہ شرط منظور کر کے وہ چیز خرید کی) اور پھر رہن رکھنے سے انکار کر دیا تو اب مشتری پر کچھ زبردستی نہین ہو سکتی ہان اس بیچنے والے کو اتنا اختیار ہی کہ اگر مشتری نے ابھی قیمت نہ دی ہو یا اُس چیز کی قیمت (جسکا رہن کرنا ٹھیر لیا تھا) رہن نہ رکھدی ہو تو اس بیع کو توڑ دے اگر کسی نے ایک کپڑا خرید کر بزاز سے یہ کہا کہ جب تک مین بقیمت اسکی قیمت نہ دون اسکو تم ہی رکھو تو یہ کپڑا رہن ہو جائیگا (اگرچہ اُسنے زبان سے رہن کا لفظ نہین کہا) اگر کسی نے دو غلام ایکہزار کے عوض مین رہن رکھے تھے اور پھر ایک غلام کے حصہ کے روپے ادا کر دیے تو ابھی یہ ان مین سے ایک غلام کو لے نہین سکتا (بلکہ ہزار پورے کر کے دونون غلام ایکدفعہ ہی چھڑا[1] لیجا) چنانچہ مبیع مین بھی یہی حکم ہوتا ہے ف یعنی یہ کہ ایک شخص نے دو غلام اگر ایکہزار مین خریدے ہون اور پھر وہ ایک غلام کی قیمت ادا کر دے تو ابھی ایک غلام کو لے نہین سکتا جب تک کہ ہزار پورے نہ کر دے اور پورے کر کے دونون لے لے (مترجم عفی عنہ) ت اگر کسی نے کوئی معین چیز (مثلاً کوئی زیور یا جانور وغیرہ) دو آدمیون کے پاس رہن رکھی (کہ ان دونون کا روپیہ اسکے ذمہ تھا) تو یہ رہن درست ہی اب اگر یہ تلف ہو جائے تو ان دونون کو اپنے اپنے روپے کی مقدار اسکی قیمت مین دینی آئیگی (پھر اس قیمت کو خواہ یہ اپنے قرضہ مین مجرا ہی کر لے) اور اگر اس راہن نے ان مین سے ایک کا روپیہ ادا کر دیا تو اب یہ چیز دوسرے کے پاس رہن رہیگی۔ اگر دو آدمیون مین سے ہر ایک نے ایک شخص پر علیحدہ علیحدہ دعوی کیا کہ تو نے اپنا غلام ہمارے پاس رہن رکھا تھا اور غلام ہمارے قبضہ مین بھی آگیا تھا اور دونون نے اپنے اپنے دعوی پر گواہ بھی پیش کر دیے تو دونون کے گواہ قابل سماعت نہ ہونگے ف اسکی وجہ یہ ہے کہ یہان دونون فریق کے گواہون سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سارا غلام ہر ایک مدعی کے پاس رہن کیا گیا ہے اور یہ ہو نہین سکتا کہ ایک وقت مین ایک غلام پورا پورا دونون کے پاس رہن ہو جائے کیونکہ رہن ہو جانے کے بعد تو مرہون چیز مرتہن یعنی روپیہ دینے والے کے قبضہ مین چلی جاتی ہی لہذا اس صورت مین یہ غلام کسی کو نہین ملے گا ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی اور اگر ہر ایک کو نصف غلام دلایا جائے تو ایک مشتری چیز کا رہن کرنا لازم آئیگا یہ بھی ناجائز ہے اسلیے اس صورت مین گواہی باطل ہی ت اور اگر یہ راہن ان دونون مرتہنون کے قبضہ مین غلام چھوڑ کے مر جائے اور مرتہن حسب بیان سابق کے گواہ گزرانین (یعنی ہر ایک کے گواہون سے یہ ثابت ہو کہ میت نے خاص اسی کے پاس رہن رکھا تھا) تو اس صورت مین وہ غلام ہر دونون کے پاس دونون کے روپے کے عوض مین نصف نصف رہن رہیگا

حاشیہ: ؎ اب کچھ نہین لیسکتا ۱۲ مترجم ؎ مثلاً بائع نے ٹھیرالیا کہ اسکی قیمت مین تم اپنی یہ گائے یا گھوڑی رہن رکھدیا ۱۲ ؎ یعنی جسکا روپیہ ابھی دیا نہین غرض یہ ہے کہ جبتک راہن کل روپیہ نہ دیگا اپنی چیز لینے کا مجاز نہین ہے ۱۲ مترجم

[1] یعنی اگرچہ اس غریب کو ایک کوڑی بھی وصول نہین ہوئی کیونکہ مرہون چیز تو ہلاک ہو ہی چکی ہے مگر چونکہ اسنے اپنے روپے کے عوض مین یہ چیز رکھی تھی لہذا اسکا یہی حکم

باب الرہن یوضع علی ید عدل

مرہون چیز کو کسی اور معتبر آدمی کے پاس رہن رکھنے کا بیان

ت اگر راہن مرتہن (دونون خوشی سے) مرہون چیز کو کسی دوسرے معتبر آدمی کے پاس رہن رکھدین تو یہ درست ہے اور اب اس معتبر آدمی سے لینے کا ان دونون مین سے کسی کو اختیار نہ ہوگا اور اگر یہ چیز اسکے پاس سے جاتی رہی تو اسکی قیمت مرتہن کے ذمہ ہوگی (کیونکہ اسی کے روپیہ کے باعث یہ اسکے پاس رکھی گئی اب یا تو مرتہن اسکی قیمت دے ورنہ راہن کے ذمہ سے اس کا قرضہ اُتر جائے گا اگر قرضہ ادا کرنے کی مدت گزرنے پر مرتہن کو یا اس معتبر آدمی کو (جسکا ذکر ابھی ہوا ہے) یا کسی اور آدمی کو مرہون چیز کے فروخت کرنے کے لیے وکیل کردے تو یہ درست ہے اور اگر یہ وکالت راہن ہی کرنیکے وقت ٹھیر گئی تھی تو اب یہ وکیل راہن کے موقوف کرنے یا راہن کے مرجانے یا مرتہن کے مرجانیسے موقوف نہوگا (بلکہ یہ بدستور وکیل رہکر اس قصہ کو ختم ہی کریگا) اگر اس صورت مین راہن مرگیا ہو تو اسکے وارثون کی عدم موجودگی مین اس وکیل کو اس مرہون چیز کے فروخت کردینے کا اختیار ہوگا۔ ہان اگر یہ وکیل مرجائے تو پھر یہ وکالت بھی نہین رہیگی۔ راہن اور مرتہن مین سے ایک کو بھی بغیر دوسرے کی رضامندی کے اُس مرہون چیز کے فروخت کرنے کا اختیار نہین ہوتا۔ اگر قرضہ ادا کرنے کے وعدے کی مدت ختم ہو جائے اور راہن موجود نہ ہو تو اُسکے وکیل پر اُس مرہون چیز کے فروخت کردینے کیلیے جبر کیا جائیگا (کیونکہ وکیل کا موجود ہونا قائم مقام مؤکل ہی کے موجود ہونیکے ہے جیسا کہ جوابدہی کے وکیل کا حکم ہے کہ اگر اسکا مؤکل (جواب دہی نہ دے اور) غیر حاضر ہو تو مقدمہ کی جواب دہی اسکے وکیل سے جبراً کرائی جاتی ہے) اور اگر مرہون چیز (ایک عادل معتبر آدمی کے پاس رکھی تھی اور قرضہ کے وعدے کی مدت پوری ہونے پر) اس عادل نے فروخت کرکے مرتہن کا قرضہ بھگتا دیا اور اب وہ مرہون چیز کسی اور کی نکلی اور اُس حقدار نے اس (بیچارے) عادل سے اپنی چیز کی قیمت وصول کرلی تو اب اس عادل کو اختیار ہے کہ چاہے راہن سے اُس چیز کی بازاری قیمت لیلے اور چاہے مرتہن سے اتنے روپے وصول کرلے کہ جتنے اُسنے حقدار کو دیے ہون اگر رہن (غلام یا گھوڑا تھا اور وہ) مرتہن کے یہان مرگیا اور اُس کا کوئی مالک کھڑا ہوگیا (یعنی ایک شخص نے دعوی کردیا کہ یہ تو میرا ہے اور گواہون سے ثبوت بھی دیدیا) تو اس صورت مین یہ رہن مرتہن کے روپے کے عوض مرا ہے (گویا مرتہن کا روپیہ مرگیا ہے اب راہن کو کچھ دینا نہین پڑتے کا کیونکہ اسنے روپیہ کے عوض قیمت دیدی ہے) اور اگر اس (مدعی) مالک نے مرتہن سے قیمت لیلی ہو تو یہ مرتہن راہن سے اسکی قیمت بھی وصول کرلے (جو اسنے دی ہے) اور اپنا دیا ہوا روپیہ بھی لے لے۔

باب التصرف فی الرہن و الجنایۃ علیہ و جنایتہ علی غیرہ

(مرہون چیز مین تصرف کرنے اور اسمین نقصان ڈالنے اور اسکے دوسرون کا نقصان کرنے وغیرہ کا بیان)

ت اگر راہن اپنی رہن کردہ چیز کو (جو مرتہن کے پاس ہی) بیچدے تو اُس کا بیچنا مرتہن کی اجازت یا اس
کا قرضہ ادا کر دینے پر موقوف رہیگا (اگر اسکے بعد مرتہن نے اجازت دیدی یا اُسنے اُسکا روپیہ دے دیا تو بیع
ہو جائے گی ورنہ نہین ہوگی) اور (اگر رہن غلام تھا اور راہن نے اُسے آزاد کر دیا تو اس کا) آزاد کرنا جاری
ہو جائے گا (یعنی غلام اُسی وقت آزاد ہو جائیگا) اب اگر قرضہ ادا کرنے کی کوئی مدت نہین ٹھیری تھی (بلکہ ابھی
دینا تھا) تو راہن سے قرضہ کا مطالبہ ابھی کیا جائیگا (کہ فوراً ادا کرو) اور اگر ادا کرنے کی کچھ مدت مقرر ہوگئی تھی
(جسکے پورے ہونے مین ابھی کچھ دن باقی ہین) تو راہن سی اس غلام مذکور کی قیمت لے کر غلام کے عوض مین
مرتہن کے پاس (رہن رکھدی جائیگی (جب یہ مرتہن کا روپیہ دیدیگا تو اس سے اپنی قیمت رہن رکھی ہوئی
لے لے گا) اور اگر اس صورت مین یہ راہن تنگدست ہو (کہ غلام کی قیمت رہن رکھنے کی وسعت نہ رکھتا ہو
تو اب اس (آزاد شدہ) غلام کو چاہیئے کہ اپنی قیمت مین اور مرتہن کے قرضہ مین جو نسا (روپیہ) کم ہوتا ہی کما کر
مرتہن کو دیدے اور جو کچھ مرتہن کو دے اپنے آقا (یعنی اس راہن سی) لے لیوے۔ اگر راہن رہن چیز کو تلف
کر دے (مثلاً کوئی جانور ہو اور اُسے مار دے) تو اس کا حکم مثل آزاد کر دینے کے حکم ہی (جسکی تفصیل ابھی مذکور
ہوئی ہی) اور اگر رہن چیز کسی اجنبی آدمی نے تلف کر دی ہے تو مرتہن اس اجنبی سے اُس کی قیمت لیلے
اب یہ قیمت اسکے پاس رہن رہے گی۔ اگر رہن چیز مرتہن راہن کو مانگی دیدے تو مرتہن اس سے بری الذمہ
ہو جاتا ہی۔ اب اگر وہ راہن کے پاس سے جاتی رہے تو راہن ہی کی جائیگی (اور مرتہن اس سی اپنا روپیہ
وصول کریگا) ہان اگر راہن نے پھر مرتہن کو دیدی تو پھر وہ اس کا ذمہ دار ہو جائیگا۔ اور اگر راہن مرتہن مین
سے ایک نے دوسرے کی اجازت سے یہ رہن چیز کسی غیر آدمی کو مانگی دیدی تو مرتہن اسکا ذمہ دار نہ رہیگا (کیونکہ
اُس کے ذمہ دینداری تو اُس کے قبضہ مین ہونے کی وجہ سے تھی اور اس صورت مین اسکا قبضہ ہی نہین ہے
(اور راہن مرتہن مین سے ہر ایک کو اتنا اختیار ہے کہ یہ رہن اس مانگنے والے سے لیکر پھر بدستور رہن رکھدے
اگر کوئی رہن کرنے کے لیے کسی سے کوئی کپڑا مانگا لیلے تو درست ہی (یعنی یہ کپڑا رہن ہو جائیگا) ہان اگر کپڑے
کا مالک (کچھ روپے کی) مقدار یا (جسکے عوض مین رہن کیا جائے اسکی) جنس یا شرط معین کر دے (مثلاً یون
کہدے کہ اس کپڑے کو دس ہی روپے پر یا مدپون ہی مین یا دہلی ہی مین رہن رکھنا) اور یہ راہن اس کے

کہنے کے خلاف کرے تو اب اس کپڑے والے کو اختیار ہے کہ چاہے اُس کپڑے کی قیمت راہن سے لیلے اور چاہے مرتہن سے لیلے اور اگر اس راہن نے اسکی شرطون کے موافق ہی کیا تھا اور پھر وہ کپڑا مرتہن کے پاس سے جاتا رہا تو اب مرتہن اپنا روپیہ وصول کر چکا (راہن کے ذمہ اس کا کچھ نہین رہا) ہان اس مانگ کر لینے والے (یعنی راہن) پر یہ واجب ہی کہ مرتہن کا جتنا روپیہ اُسکے ذمہ سے اُترا ہے اتنا کپڑے والے کو ضرور دیدے اور اگر کپڑے والا اس مرتہن کا قرضہ دیکر اپنا کپڑا چھڑانا چاہے تو یہ لینے مین تامل نہ کرے اور اگر راہن یا مرتہن رہن شدہ چیز کو عیب دار کردین تو اُنھین اسکا نقصان بھرنا پڑیگا **ف** اس موقعہ پر عربی کنز مین جنایت کا لفظ ہی جسکے معنی نقصان اور خطا کے ہین مگر یہ نقصان بالکل تلف کر دینے کو بھی شامل ہی پس اگر راہن نے رہن مین اسکا کچھ نقصان کر کے اُسے عیبدار کردیا تو اس عیب سے جس قدر اسکی قیمت مین کمی ہو جائیگی وہ اُسے بھرنی ہوگی اور اگر بالکل تلف کر دی تو ساری قیمت رہن کرنی پڑے گی یا اُسی وقت قرضہ دینا ہوگا علی ہذا القیاس اگر مرتہن نے عیبدار کردی یا تلف کردی تو اُسکے قرضہ مین سے اتنا ہی روپیہ کم ہو جائیگا (حاشیۂ اصل) **ت** اور اگر یہ رہن چیز راہن کا یا مرتہن کا کچھ جانی یا مالی نقصان کرے ... تو اسکا کسی پر کچھ تاوان نہ آئیگا۔ اگر کسی نے ہزار روپیہ کی قیمت کا ایک غلام (یا گھوڑا) ہزار ہی روپے مین رہن دیا اور ... روپے کے ادا کرنے کی ایک مدت معین ہوگئی۔ پھر (غلام یا گھوڑے ارزان ہونیکے باعث) اس غلام (یا گھوڑے) کی قیمت سو روپے رہ گئی اور ایسے دنون مین اگر کسی نے غلام (یا گھوڑے) کو مار ڈالا اور اس مارنے والے ... روپیہ تاوان مین لیے گئے اور اب مرتہن کے قرضہ کی میعاد پوری ہوگئی تو مرتہن اپنے حق مین یہ سو روپے لے باقی راہن کیطرف سے اب اُسکو کچھ نہین ملسکتا (کیونکہ راہن نے تو اس سے ہزار روپے لے کر اپنا ہزار ہی روپے کا مال اسکے حوالہ کر دیا تھا اسکی قسمت سے اگر وہ مال سو روپیہ کا رہ گیا تو اس مین راہن کی کوئی خطا نہین ہی) ہان اگر مرتہن نے یہ ہزار روپے کا غلام راہن کے کہنے سے سو روپے مین فروخت کیا اور یہ سو روپے اپنے روپون مین رکھ لیے تو اس صورت مین یہ مرتہن باقی کے نو سو روپے راہن سے وصول کرلے **ف** اسکی وجہ یہ ہی کہ جب مرتہن نے وہ غلام (غیرہ) راہن کے کہنے سے فروخت کیا ہی تو گویا حکماً راہن نے واپس لے کر خود ہی فروخت کیا ہے اور فقط سو روپے مرتہن کو دیے ہین پس جب یہ صورت بن گئی تو رہن ٹوٹ گیا اور روپیہ راہن کے ذمہ رہا (فتح القدیر) **ت** اگر ایک مرہون غلام کو دوسرے سو روپے کی قیمت کے غلام نے قتل کر دیا اور یہ قاتل مقتول کے عوض مرتہن کو مل گیا تو اب راہن اپنے ذمے کا سارا قرضہ دیکر اس قاتل غلام کو

چھڑا سکتا ہی (یعنی ایکہزار پورے دیکر اس قاتل کو لی سکتا اور فک رہن کر سکتا ہی) اور اگر راہن مرجائے تو اُس کا وصی (مرتہن سے اجازت لیکر) اس رہن کو فروخت کرکے مرتہن کا قرضہ بیباق کر دے اور اگر راہن کا کوئی وصی نہو تو حاکم کیطرف سے اُسکا وصی مقرر ہوا اور اسکو رہن کے فروخت کر دینے کا حکم کر دیا جائے **فصل** ایک شخص نے دس روپیہ کی قیمت کا انگور کا شیرہ دس ہی روپے مین رہن کیا تھا پھر (وہ شیرہ شراب ہوکر سرکہ بن گیا اور یہ سرکہ بھی دس روپیہ کی قیمت کا ہی تو اب یہ سرکہ انھی دس روپے کے عوض مین رہن رہیگا اور اگر کسی نے دس روپیہ کی قیمت کی بکری دس ہی روپے مین رہن کی تھی پھر وہ (مرتہن کے ہان) مرگئی اور اُسنے اسکی کھال نکلوا کے رنگوالی جو قیمۃً ایک روپیہ کی ہی تو یہ کھال ایک ہی روپیہ مین مرتہن کے ہان رہن رہیگی (اب راہن اُسکو ایک ہی روپیہ مین چھڑا سکتا ہی (اُسکے سوا اور اسکے ذمہ کچھ نہین ہی) **ف** یہ بریکٹ مین مجتبائی کنز کے اس موقعہ پر کے بین السطور کا ترجمہ ہی اگر ناظرین مین سے کسیکو شبہہ ہو تو وہ عربی کنز مجتبائی کے اس موقعہ کو دیکھ لین میرے یہان ان چند حروف لکھنے کی یہ وجہ ہی کہ قدیم احسن المسائل مین اس موقع پر یہ لکھا ہی (اور باقی نو روپیہ راہن کے ذمہ قرض رہینگے) اب خدا جانے مترجم سابق نے یہ حکم کہان سے لگایا ہی یا کہ یہان اپنی عقل سے کام لیا ہی کیونکہ اصل کنز مین تو ایسا کوئی لفظ نہین کہ جسکا یہ ترجمہ سمجھا جائے اور حاشیہ مین بھی اس حکم کے خلاف ہی ہے اور طرفہ یہ کہ اُس احسن المسائل کا مؤلف ہی عربی کنز مجتبائی کا محشی بھی ہے خیر اللہم استر عیوبنا ۱۲ مترجم **ت** اور رہن مین جو کچھ بڑھے وہ سب راہن کا ہوگا مثلاً ایک لونڈی رہن تھی اسکے بچہ پیدا ہو گیا (یا بکری وغیرہ رہن تھی وہ بیا گئی) یا درخت رہن تھے اُن پر پھل آگیا یا گائے بھینس دودھ دیتی ہوئی رہن ہوئی یا دُنبہ وغیرہ رہن تھا اُسپر سے اُون اتری تو یہ سب چیزین راہن کی ملک ہین) اور اصل رہن کے ساتھ مرتہن کے یہان رہن ہی رہینگی اور اگر یہ جاتی رہین تو مرتہن کو اُن کے عوض کچھ دینا بھی نہین پڑیگا (یعنی اُن کے تلف ہونے پر مرتہن کے روپے مین سے کچھ مجرا نہ ہوگا) اور اگر یہ زیادہ ہوئی چیز رہجائے اور اصل رہن تلف ہو جائے تو راہن اسکے موافق حصہ رسد دام دے کر چھڑا سکتا ہی اس صورت سے کہ اس زیادہ ہوئی چیز کی وہ قیمت لگائے جو رہن چھڑانے کے دن ہو اور اصل رہن کی وہ قیمت لگائے جو مرتہن کے قبضہ مین جانے کے دن تھی۔ اور ان دونون قیمتون کو مرتہن کے پورے قرضہ پر بانٹ دے اب مرتہن کا روپیہ جو اصل رہن کے مقابلہ مین پڑیگا وہ (اصل رہن مین مجرا ہوکر) راہن کے ذمے سے اُتر جائے گا اور جس قدر اس زیادہ ہوئی چیز کے مقابلہ مین پڑے گا وہ فک رہن مین مرتہن کے حوالہ کرنا ہوگا اور رہن دکرنے کے بعد راہن (رہن) مین کچھ زیادہ کر دینا جائز ہے مگر اسکے عوض کے

له یعنی جو صاحب ... [illegible] ... ۱۲ مترجم

قرض کا زیادہ کرنا جائز نہین **ف** مثلاً کسی نے سو روپے مین ایک گائے رہن کی تھی تو اب راہن کیلئے جائز ہی کہ اس گائے کیساتھ دوسری اور ملا کر دونون مرتہن کے حوالے کر دے اب یہ جائز نہین ہی کہ اصل ایک ہی گائے کے بدلے مین سو کی جگہ سوا سو لیلیے ۱۲ مترجم **ت** اگر کسی نے ایکہزار روپے کے عوض ایک غلام رہن کیا تھا اور اسکی جگہ دوسرا غلام رہن مین دیدیا اور قیمت مین دونون ایک ایک ہزار کے ہین تو اس صورت مین پہلا ہی غلام رہن ہوگا یہانتک کہ مرتہن اس پہلے غلام کو راہن کے حوالے نہ کر دے اسکے دینے کے بعد دوسرا غلام رہن ہو جائیگا اور اُسکے دینے سے پہلے اگر مر گیا تو مرتہن کو اُسکی قیمت بھرنی پڑیگی اور جب تک کہ مرتہن دوسرے غلام کو پہلے کے عوض رہن نہ سمجھ لے تو دوسرے کے حق مین امین ہوگا **ف** یعنی پہلے کے عوض رہن قرار دے لینے سے پہلے اگر یہ غلام مر جائیگا تو اسکی قیمت اسکے قرضہ مین مجرا نہوگی کیونکہ وہ اسکے پاس بطور امانت کے تھا اور امانت کے خود تلف ہو جانے پر امین پر تاوان دینا نہین آیا کرتا۔ ہان اگر مرتہن اس دوسرے کو پہلے کی جگہ سمجھ لے تو اب اُسکے تلف ہونے پر تاوان دینا ہوگا کیونکہ اب یہی رہن ہے اور پہلا غلام رہن سے نکل گیا۔

کتاب الجنایات

(خون کرنے اور نقصان پہنچانے کا بیان)

ف جنایت کے معنی پہلے بیان ہو چکے ہین کہ خون کرنے اور نقصان کرنے کے ہین اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ قتل کرنے یعنی جان سے مار ڈالنے کی چار صورتین ہین اور ان چار صورتون مین سے ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ حکم ہی **ت** قتل عمد کی سزا جو اُن چارون صورتون مین سے پہلی صورت ہی اور قتل عمد اسے کہتے ہین کہ جان بوجھ کر کسی کو ہتھیار سے یا ایسی چیز سے مار ڈالے جو (بدن کے) اعضا جدا کر سکے مثلاً دھاردار لکڑی ہو یا پتھر ہو یا بانس کی کھپچی ہو (اُن سے مار دیوے) یا آگ مین جلا دیوے تو ان سب صورتون کا حکم) یہ ہے کہ قاتل گنہگار ہوتا ہے اور قصاص معین لازم آتا ہے (یعنی یہی قاتل اس مقتول کے بدلہ مین مارا جائیگا) ہان اگر مقتول کے ورثہ خون چھوڑ دین (تو قصاص جاتا رہے گا اور قتل کی اس صورت مین کفارہ واجب) نہین ہوتا اور (دوسری صورت) شبہ عمد (ہی) اور وہ یہ ہی کہ ان مذکورہ چیزون کے سوا اور کسی چیز سے آدمی کو قصداً مار دے اس مین قاتل گنہگار بھی ہوتا ہی کفارہ بھی لازم ہوتا ہی اور (قاتل کے کنبہ قبیلہ کو مغلظہ خونبہا بھی دینی پڑتی ہے (مغلظہ خونبہا کی تصریح عنقریب آ ئی جاتی ہی ۱۲) اور اس مین قصاص لازم نہین آتا اور (تیسری صورت) قتل خطا (ہی) اور وہ یہ ہی کہ ایک

آدمی نے شکار کا قصد کرکے تیر مارا تھا یا بندوق چلائی تھی) اور وہ کسی آدمی کے جا لگا۔ یا اس نے دا پنا
بیری) حربی (کافر) سمجھ کر مارا تھا اور وہ مسلمان آدمی تھا یا نشانہ پر مارتا تھا وہ ناگہان کسی آدمی کے
جا لگا یا اور ایسی ہی صورتین لیلو مثلاً ایک آدمی سو رہا تھا (سُنسے (نیند مین) ایسی طرح کروٹ لی کہ دا اُسکو
پاس پڑا) ایک آدمی اسکے نیچے دب کے مرگیا تو اُس قتل کا حکم یہ ہے کہ اُس قاتل پر کفارہ آئیگا اور اس
کے کنبے قبیلہ دکو خونبہا دینی پڑے گی اور دچوتھی صورت) قتل بسبب اور وہ یہ ہو کہ مثلاً ایک آدمی نے
ربادشاہ کی بغیر اجازت کے) دوسرے کی ملک مین ایک کنوان کھود لیا تھا یا پتھر رکھدیا تھا د اس
کنوئین مین کوئی گر کے مرگیا یا پتھر سے ٹھکر اکے مرگیا) اس کا حکم یہ ہے کہ اس قاتل کے کنبہ قبیلہ پر فقط
خونبہا ہے اسمین کفارہ (واجب نہین ہونے کا اور ان سب صورتون مین قاتل مقتول کی میراث سے محروم
ہوجاتا ہے۔ سوائے اس اخیر چوتھی صورت کے دکہ اس مین قاتل محروم نہین ہوتا) اور شبہ عمد جان سے مار ڈالنے
کے سوا اور اعضا کے نقصان مین قصداً کا حکم رکھتا ہے **ف** یعنی اور کسی صورت مین شبہ عمد کا حکم نہین
ہوتا بلکہ وہ خطاً ہوگا یا عمداً ہوگا۔ مثلاً کسی نے ایک زور سے لٹھ مار کے ایک آدمی کا ہاتھ بالکل الگ کر ڈالا
تو یہ قاعدہ کے مطابق شبہ ہونا چاہیئے کیونکہ مذکورہ ہتھیار اور دھاردار چیزون کے سوا چیز سے ہاتھ الگ کیا ہے
مگر چونکہ اور اعضا مین شبہ عمد نہین ہوتا لہذا یہ چھری یا خنجر سے کاٹنے کے قائم مقام ہو کر اس لٹھ مارنیوالے
سے قصاص لیا جائیگا یعنی اسکا بھی ہاتھ کٹے گا۔ مترجم عفی عنہ

باب ما یوجب القصاص و ما لا یوجب

(ان صورتون کا بیان کہ جنمین قصاص واجب ہوتا ہے اور جنمین واجب نہین ہوتا)

ت ایسے شخص کا قصداً خون کرنے سے کہ جس کا خون نہ کرنا ہمیشہ کو حرام ہو قصاص (یعنی خون کا بدلہ
خون) واجب ہوجاتا ہے۔ اگر کوئی آزاد آدمی دوسرے آزاد کو یا غلام کو جان سے مار دے تو اُسکے بدلہ مین
وہ بھی جان ہی سے مار دیا جائیگا یا کوئی مسلمان ذمی (ہندو) کو مار دے تو وہ مسلمان بھی جان سے مارا جائیگا
ہان اگر کوئی مسلمان یا ذمی کسی مستامن کو مار دے تو مستامن کے بدلہ مین مسلمان یا ذمی سے خون
نہین لیا جائیگا۔ اگر مرد عورت کو مار ڈالے یا ایک بڑا آدمی چھوٹے سے بچے کو (یعنی بالغ نابالغ کو) مار ڈالے
یا آنکھون والا اندھے کو یا اپاہج کو مار ڈالے یا جس کے ہاتھ پاؤن مین نقصان ہو اُسکو یا دیوانے کو مار ڈالے
یا بیٹا باپ کو مار ڈالے تو ان سب صورتون مین قصاص لیا جائیگا اگر باپ بیٹے کو مار ڈالے تو بیٹے کا اس سے

قصاص نہین لیا جائیگا باقی مان۔ نانا۔ نانی اور دادی (اس حکم مین مثل باپ کے ہین **ف** یعنی اگر دادا دادی اپنے پوتے کو یا نانا نانی اپنے نواسہ کو جان سے مار ڈالین تو باپ کیطرح اُن سے بھی قصاص نہین لیا جائیگا **ف** اگر کوئی شخص اپنے غلام کو یا اپنے مدبر کو یا اپنے مکاتب کو یا اپنے بیٹے کے غلام کو یا اپنے شراکت کے غلام کو مار ڈالے تو اُن کا بھی اس سے قصاص نہین لیا جائیگا۔ اگر کسی کو ایک قصاص ورثہ مین پہنچے جو اُس کے باپ پر لازم ہو تو وہ قصاص جاتا رہیگا (مثلاً ایک شخص نے اپنی بیوی کو مار ڈالا تھا جس سے ایک لڑکا بھی تھا اب یہ لڑکا اسکے قصاص کا وارث ہو تو اس صورت مین یہ اپنے باپ سے قصاص نہین لیسکتا) اور قصاص فقط تلوار ہی سے لینا چاہیئے اگر کسی مکاتب کو کوئی قصداً مار دیوے اور وہ مکاتب اتنا مال چھوڑے جس سے اُس کا بدل کتابت ادا ہو جائے اور اُس کا والی وارث سوائے اسکے آقا کے اور کوئی نہ ہو یا مکاتب اتنا مال نہ چھوڑے کہ جو اسکے بدل کتابت کو کافی ہو اور اسکے وارث موجود ہون تو دونون صورتون مین اس مکاتب کے قاتل سے قصاص لیا جائیگا اور اگر اُسنے اپنے بدل کتابت کے مقدار مال چھوڑا تھا لیکن وارث بھی چھوڑے تھے تو اب قاتل سے قصاص نہین لیا جائیگا **ف** اسکی وجہ یہ ہے کہ اس صورت مین مکاتب کے قصاص کا حقدار کون ہے کیونکہ اگر مال چھوڑنے کے باعث یون کہین کہ یہ آزاد مرا ہے جیسا کہ حضرت علیؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہین تو اس صورت مین قصاص کا حقدار وارث ٹھیرتا ہے اور اگر یہ کہین کہ غلامی ہی کی حالت مین مرا ہے کیونکہ آقا تک ابھی بدل کتابت نہین پہنچا تھا جیسا کہ زید بن ارقمؓ کا قول ہے تو اب قصاص کا حقدار آقا ٹھیرتا ہے تو بس قصاص کے حقدار مین شبہ ہونیکے باعث قصاص ساقط ہو گیا اب قاتل سے اس مقتول کی قیمت لیکر اُسکے وارثون کو دلائی جائیگی اور جو روپیہ بدل کتابت کیلئے اُسنے چھوڑا ہے وہ آقا کو بدل کتابت مین ملجائے گا (یعنی ومترجم عفی عنہ) **ف** اگر کوئی مرہون غلام کو جان سے مار ڈالے تو بھی اُسکے قاتل سے قصاص نہین لیا جائیگا یہانتک کہ راہن و مرتہن دونون جمع ہو کر قصاص کے طالب نہ ہون) اگر بے عقل آدمی کو کوئی مار ڈالے تو مقتول کے باپ کو اختیار ہے کہ چاہے قصاص لیلے اور چاہے مال لیکر صلح کر لے ہان اگر کسی بےعقل کو اُسکے ولی نے مار دیا تو اس صورت مین معاف کرنا درست نہین ہے **ف** مثلاً ایک بےعقل کا لڑکا اپنے باپ کو مار ڈالے تو اب اس بےعقل کا باپ لینے پوتی سے چاہے قصاص لے لے اور چاہے خونبہا کا روپیہ لے لے معاف نہ کرے **ف** اور اس بےعقل کے حق مین قاضی کا حکم مثل باپ کے ہے (یعنی اگر باپ نہ ہو تو قاضی کو بھی اتنا اختیار ہے کہ چاہے اسکا قصاص لیلے

اور چاہے خونبہا پر صلح کرلے) اور اگر معقل کا وصی فقط (باپ نہو) تو وہ خونبہا پر صلح ہی کرسکتا ہے (اُسے قصاص لینے یا معاف کرنیکا اختیار نہین ہے) اور نابالغ بچہ اس حکم مین مثل معقل کے ہے (یعنی اگر نابالغ بچہ کو اسکی مان یا نانی مار ڈالے تو اس بچہ کا باپ چاہے تو اس سے قصاص لے لے اور چاہے خونبہا لیلے معاف نہ کرے) اور اگر ایک مقتول کے کئی وارث ہین جن مین بعض بالغ ہین بعض نابالغ ہین تو) بالغون کو اختیار ہے کہ نابالغون کے بالغ ہونیسے پہلے قاتل سے قصاص لے لین (اُن کے بالغ ہونے کا انتظار نہ کرین) اگر کوئی شخص کسی کو پھاوڑے (وغیرہ) سے مار ڈالے تو اگر اُسنے دھار کی طرف سے مارا ہے تو (یہ قاتل ہے) اس سے قصاص لیا جائیگا اور اگر مونڈ کی طرف سے مارا ہے تو قصاص نہ لیا جائیگا (کیونکہ مونڈ کی طرف سے مارنا ایسا ہے جیسا پتھر یا لاٹھی سے مارنا اس مین قصاص نہین آیا کرتا خونبہا آئیگی) جیسا کہ کوئی گلا گھونٹ کر یا پانی مین ڈبو کر مار دے (کہ اس صورت مین بھی قاتل کے کنبہ قبیلہ کو خونبہا ہی دینی آئیگی قاتل پر قصاص نہ آئیگا) اگر کسی نے ایک آدمی کو جان کر زخمی کر دیا تھا جس سے وہ چارپائی پر سوار ہو گیا اُس سے اُٹھا نہ گیا اور آخر کو وہ اُسی تکلیف مین مر گیا تو اب اس زخمی کرنیوالے سے قصاص لیا جائیگا (گو اس زخم سے اُسیوقت نہین مرا اور بظاہر اپنی موت سے مرا ہے مگر چونکہ اسکے مرنیکا سبب وہ زخم ہے لہذا اُسی کی ذمہ رہیگا) اگر ایک شخص نے اپنے آپکو زخمی کر لیا تھا اور بعد مین مثلاً زید نے بھی اس زخمی کے ایک زخم کر دیا اور زید کے بعد ایک شیر نے یا سانپ نے بھی اُسے زخمی کر دیا اور ان سب کے زخم کھانیکے بعد وہ مر گیا تو زید کو اسکی ایک تہائی خونبہا دینی پڑیگی ف اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ شخص تین طرح کے زخمونسے مرا ہے مگر ان مین ایک زخم تو ایسا ہے کہ اسکی بازپرس نہ دُنیا مین ہے نہ آخرت مین مثلاً شیر یا سانپ کا زخم کیونکہ وہ مکلف ہی نہین ہین جو اُن سے بازپرس ہو اور ایک زخم ایسا ہے کہ اُسکی بازپرس آخرت ہی مین ہوتی دُنیا مین نہین ہوتی وہ اُسکا اپنے آپکو زخمی کر لینا ہے اور ایک زخم ایسا ہے کہ اُسکی بازپرس دُنیا مین بھی ہے اور آخرت مین بھی ہوگی وہ یہان زید کا زخم ہے بس اسطرح اسکی خونبہا ان تینون زخمون پر بٹ گئی اور چونکہ پہلے دو زخمون کی دُنیا مین بازپرس نہین لہذا اُن زخمون والی بہان بری رہی اور زید کے زخم کی یہان بازپرس ہونیکے باعث زید کو تہائی خونبہا دینی آئی (از حاشیہ اصل ملخصاً) ت اگر کوئی شخص مسلمانون پر تلوار سونتے تو اُسے (بھی) مار ڈالنا ضروری ہے ایسے آدمی کی مار ڈالنے سے کوئی چیز واجب نہین ہوتی (یعنی نہ قصاص اور نہ خونبہا) اگر کسی شخص نے رات کو یا دن کو شہر مین یا شہر سے باہر دوسرے شخص کے مارنے کو تلوار اُٹھائی تھی یا رات کو شہر مین یا دن کو شہر سے باہر لاٹھی مارنے کو اُٹھائی تھی

ف یعنی بار بار گلا گھونٹے اور اسی طرح کوئی اور صورت ہو تو بھی یہی حکم ہے ۱۲

اتفاق سے اُسی نے اُس لاٹھی والے یا تلوار والے کو مار ڈالا تو اب اسکے ذمہ کچھ نہین ہے نہ قصاص نہ خونبہا کیونکہ اُس نے اپنی جان بچانے کو مارا ہے) اور اگر شہر مین دن کو مثلاً زید نے عمرو پر لاٹھی اُٹھائی تھی اور عمرو نے دقابو پاکر) زید کو مار ڈالا تو اب عمرو سے خون کا بدلہ خون لیا جائیگا۔ اگر ایک دیوانہ نے دوسرے پر (مثلاً زید پر) تلوار کھینچی تھی اور اُسنے اس دیوانہ کو قصداً مار ڈالا تو اس پر دیوانہ کی خونبہا دینی واجب اور ضروری ہوگی اسیطرح اگر کسی لڑکے نے دوسرے پر تلوار سونتی تھی اور اُسنے اس لڑکے کو مار ڈالا تو اسکو بھی اس لڑکے کی خونبہا دینی پڑیگی علے ہذاالقیاس اگر کسی کے جانور نے کسی پر حملہ کیا تھا اور اسنے اس جانور کو جان سے مار ڈالا تو اس کو اس جانور کی قیمت مالک کو دینی پڑے گی۔ اگر ایک شخص پر دوسرا شخص مثلاً زید تلوار کا ایک ہاتھ چھوڑ کے چلا گیا اور بعد مین دوسرے مثلاً عمرو نے اس غریب کا کام تمام کر دیا تو اس صورت مین پہلا قاتل قتل کیا جائیگا۔ اگر کسی کے گھر مین چور گھس گیا تھا اور وہ مال چُرا کے باہر لے آیا اور گھر والے نے چور کا پیچھا کر کے اُسکو مار ڈالا تو اس مارنے والے دیعنی مالک مال کے ذمہ کچھ نہین ہے)

باب القصاص فیما دون النفس

(خون کر ڈالنے سے نیچے کے قصوروں کا بیان)

ت اگر کسی نے ایک شخص کا ہاتھ پہنچے پر سے کاٹ ڈالا تو اس کاٹنے والے کا بھی پہنچے ہی پر سے کاٹا جائیگا اگرچہ اس کا ہاتھ اُسکے ہاتھ سے لنبا ہو اور یہی حکم پیر کا بھی ہے (کہ اگر کسی نے دوسرے کا پیر گٹے پر سے کاٹ ڈالا تھا تو اس کاٹنے والے کا بھی گٹے ہی پر سے کاٹا جائے) اگر کسی نے دوسرے کی ناک کا نتھنا یا ایک کان کاٹ لیا تھا یا ایک آنکھ ایسی طرح پھوڑ دی کہ اُسکی روشنی بالکل جاتی رہی مگر وہ نکلی نہین اپنی جگہ ہی پر رہی تو ان تینون صورتون مین اسکو بھی اتنی ہی ضرر دیجائے گی (اسی کا نام عضا کا قصاص ہے یعنی اس سے ان اعضا کا قصاص لیا جائیگا) اور اگر اسکے مارنے سے آنکھ باہر نکل آئی ہو تو اب آنکھ کا قصاص نہین لیا جائیگا (بلکہ خونبہا دلائی جائے گی جس کی مقدار آگے بیان ہوگی اگر کوئی کسی کا دانت توڑ دے تو اُسکے بدلے مین دانت ہی توڑا جائیگا اگرچہ دونون کے دانتون مین چھوٹے بڑے ہونیکا فرق ہو اور جو زخم ایسا ہو کہ اس مین مماثلت ہو سکتی ہو دیعنی اسی زخم کی برابر زخمی کرنے والے کے زخم کیا جاسکتا ہو کمی زیادتی کا احتمال نہ رہتا ہو) تو اس کا قصاص لیا جائیگا دیعنی اُتنا ہی زخم کر دیا جائے گا) اور (دانت کے سوا اور) ہڈی کے توڑ دینے مین ایسا

ہونا مشکل ہی کہ جس طرح ایک نے دوسرے کی ہڈی توڑی ہی اسی طرح اسکی بھی ہڈی توڑ دیجائے اور قصاص انکا دارمدار مماثلت اور برابری پر ہی) اگر مرد عورت کا ہاتھ پیر کاٹ ڈالے یا عورت مرد کا ہاتھ یا پیر کاٹ ڈالے تو ان مین قصاص نہین لیا جائیگا (کیونکہ مرد و عورت کے ہاتھ پیرون مین بہت فرق ہوتا ہی ان مین مماثلت نہین ہوسکتی) اسیطرح اگر ایک آزاد آدمی نے غلام کا یا غلام نے آزاد آدمی کا یا ایک غلام نے دوسرے غلام کا ہاتھ پیر کاٹ ڈالا تو ان مین بھی (مماثلت نہونیکے سبب) قصاص نہین آسکتا ہان مسلمان اور کافر کے ہاتھ پیر برابر ہین (ان مین اگر ایکدوسرے کا ہاتھ یا پیر کاٹ ڈالے تو اس سے قصاص لیا جائیگا۔ اگر کوئی کسی کا نصف کلائی پر سے ہاتھ کاٹ ڈالے تو اس سے بھی قصاص نہین لیا جائیگا (کیونکہ اس صورت مین ہڈی ضرور ٹوٹیگی اور ہڈی کے توڑنے مین برابری کرنی مشکل ہی) اور پیٹ کا زخم اگر اچھا ہوجائے تو اسمین بھی قصاص نہین ہی اور نہ زبان اور ذکر کے کاٹ ڈالنے مین قصاص ہی (کیونکہ یہ دونون اعضا بھی سکڑتے پھیلتے ہین ان مین بھی برابری کرنی مشکل ہی) ہان اگر ذکر مین سے صرف سپاری (پوری) کاٹی ہوگی تو اسوقت بیشک کاٹنے والے سے قصاص لیا جائیگا) اگر کسی کا ہاتھ شل ہو یا انگلیان چھوٹی ہون اور یہ ایک اچھے آدمی کا ہاتھ یا انگلیان کاٹ دے تو اب اسکو اختیار رہے کہ چاہے اپنے ہاتھ کے بدلے مین اسکا سوکھا ہوا ہاتھ کاٹ دے اور یا اپنے ہاتھ کاٹنے کے روپے لے لے اور یہی حکم اس صورت مین ہی کہ ایک شخص دوسرے کا سر پھوڑ دے اور پھوڑنے والے کا سر بہت بڑا ہو اور دوسرے کا چھوٹا ہو تو چاہے یہ بدلہ مین اس کا سر ہی پھوڑ دے اور چاہے اس زخم ہونے کے روپے لیلے **فصل** اگر قصاص لینے والے (یعنی مقتول کے وارث) مال لینے پر راضی ہوجائین تو قاتل کو یہ مال ابھی دینا ہوگا (تھوڑا ہو یا بہت ہو) اور قصاص ساقط ہوجائیگا۔ اگر ایک آزاد اور ایک غلام ملکر کسی کو مار ڈالین اور پھر یہ آزاد (قاتل) اور اس غلام (قاتل) کا آقا کسی سے کہین کہ تم ان دونون کے خون کرنے کے عوض ایک ہزار پر صلح کرادو اور اُسنے اتنے ہی پر کرادی تو یہ روپیہ دونون کو نصفا نصفی دینا پڑیگا **ف** یعنی پانسو روپیہ اس آزاد کو دینے ہونگے اور پانسو اس غلام کے آقا کو۔ کیونکہ قتل دونون نے کیا ہی **ت** اگر مقتول کے چند وارث ہون اور ان مین سے ایک اپنے حصہ کے عوض کسی قدر مال پر صلح کرلے یا معاف کردے تو اب اور وارثون کو بھی خونبہا کا حصہ ہی ملے گا (اب وہ قصاص نہین لے سکینگے) اگر کئی آدمی مل کر ایک آدمی کو ماردین تو اُسکے قصاص مین وہ سب مارے جائینگے اور اگر ایک آدمی

کسی کو مار دے تو انکے قصاص مین بھی اس اکیلے ہی کو مارنا کافی ہوگا (یہ نہین ہوسکنے کا کہ ایک کے قصاص مین اسے مار کر باقی مقتولین کی خونبہا اس سے دلوائین) پس اگر اس صورت مین ان مقتولون کے وارثون مین سے فقط (ایک کے وارث یا) ایک وارث آیا اور اسکی درخواست پر وہ قاتل قصاص مین مار دیا گیا تو اب باقی مقتولون کے وارثون کا حق ساقط ہو جائیگا جیسا کہ قاتل کے مرجانے کی صورت مین ساقط ہو جاتا ہے (اور پھر قاتل کے وارثون سے اسکا مواخذہ نہین رہتا) اگر دو آدمیون نے ملکر ایک آدمی کا ایک ہاتھ کاٹ دیا تھا تو اس ایک کے عوض مین ان دونون کے ہاتھ نہ کاٹے جائین ہان ان دونون سے اس ہاتھ کی خونبہا لیجائیگی ف یعنی چونکہ یہ ہاتھ کا تلف ہونا ان دونون کے فعل سے ظہور مین آیا ہے تو نصف خونبہا ان دونون کی ذمہ لازم ہے اب ہر ایک سے چوتھائی چوتھائی خونبہا لیجائیگی اور یہ انکو اپنے ہی مال مین سے دینی پڑیگی کیونکہ جو قصداً قصور کرنے سے لازم آتی ہے وہ کنبہ قبیلے کے ذمہ نہین ہوا کرتی ۱۲ تکملۃ البحر اگر ایک آدمی نے دو آدمیون کے دونون داہنے ہاتھ کاٹ ڈالے تو ان دونون کو اختیار ہے کہ ایک ہاتھ کے عوض مین اسکا داہنا ہاتھ کاٹ لین اور دوسرے ہاتھ کی اس سے خونبہا لے لین اور اگر ان دونون مین سے ایک یہان تھا اور اسنے دعوی کر کے اپنے ہاتھ کے عوض مین اسکا ہاتھ کٹوا دیا تو اب دوسرے کو اسکے ہاتھ کے عوض مین نصف خونبہا ملےگی اگر کوئی غلام جان بوجھ کے خون کرنیکا اقرار کرلے تو اسے قصاص مین قتل کر دیا جائیگا۔ اگر ایک آدمی نے دوسرے کے قصداً تیر مارا تھا (یا بندوق ماری تھی) اور وہ تیر ایک کے بیچ کو نکل کر دوسرے کی جا لگا اور یہ دونون مر گئے تو اس تیر چلانیوالے (یا بندوق چلانیوالے سے) پہلے آدمی کا قصاص لیا جائیگا اور دوسرے کی خونبہا ف اسکی وجہ یہ ہے کہ دوسرے کو اسنے قصداً قتل نہین کیا بلکہ وہ خطاءً قتل ہو گیا ہے یعنی اسکے غلطی سے تیر لگ گیا ہے اور اس طرح کے قتل کرنے مین خونبہا ہی دینی پڑا کرتی ہے بخلاف پہلے خون کے کہ وہ اسنے قصداً کیا ہے اور قصداً خون کرنا قصاص لازم ہونیکا سبب ہے (از حاشیہ جلبی) (مترجم) فصل اگر ایک شخص نے دوسرے کا اول ہاتھ کاٹا اور پھر اسے جان سے ہی مار دیا تو اس سے ان دونون فعلون کا مواخذہ کیا جائیگا برابر ہے کہ یہ دونون حرکتین اسنے نادانستہ کی ہون یا اسکی غلطی سے ہو گئی ہون (جسکو خطاء ہو جانا کہتے ہین) اور ایک اسنے نادانستہ کی ہو اور دوسری غلطی سے اور برابر ہے کہ ہاتھ کا زخم کھا کر وہ اچھا بھی ہو گیا ہو یا نہوا ہو (غرض یہ ہے کہ ان مذکورہ سب صورتون مین دونون حرکتون کا مواخذہ اس سے ضروری کیا جائیگا) ہان اگر ایسا موقع ہو کہ ایک شخص کی غلطی سے دوسرے کا ہاتھ کٹ گیا اور ابھی یہ ہاتھ اچھا نہین ہوا تھا کہ غلطی ہی سے

لہ اور وہ خونبہا نصفا نصف [illegible] برابر سے کرلینگے [illegible] اور ایک دوسرے کا ہاتھ کاٹ دے [illegible] ۱۲

اُس نے اُس کٹے ہوئے ہاتھ والے کو قتل بھی کر دیا تو اس صورت مین اسکے ذمّہ بیشک ایک ہی خونبہا واجب ہوگی جیسا کہ ایک شخص نے دوسرے کے سّو کوڑے مارے تھے نوّے کوڑے تو وہ سہار گیا اور تندرست رہا اور باقی کے دس کوڑے کھا کے مرگیا تو اس صورت مین بھی ایک ہی خونبہا لازم آتی ہی اگر ایک شخص نے دوسرے کا ہاتھ کاٹ دیا تھا پھر اُس ہاتھ کٹے ہوئے نے اپنا ہاتھ کٹنا معاف کر دیا (اور بدلہ لینے سے دست برداری ظاہر کر دی) اور اسکے بعد اسی ہاتھ کے صدمہ سے مرگیا تو اس ہاتھ کاٹنے والے کو اسکے ہاتھ کا روپیہ بھرنا پڑیگا۔ ہان اگر اسنے یون کہہ کے معاف کیا تھا کہ یہ ہاتھ کاٹنا بھی معاف کرتا ہون اور جو کچھ اس کے بعد مین مجھ پر گزرے وہ بھی معاف کرتا ہون یا یون کہدیا تھا کہ مین اسکی اس خطا ہی سے درگزر کرتا ہون تو اب وہ ہاتھ کاٹنے والا بیشک بری رہیگا پس اگر ان دونون صورتون مین ہاتھ غلطی سے کٹ گیا تھا اور پھر یہ معافی کی صورت پیش آئی، تو یہ خونبہا کی معافی اس معاف کرنیوالے کے تہائی مال سے متصور ہوگی ف اور اگر قصداً ہاتھ کاٹا گیا تھا اور پھر یہ صورت ہوئی تو خونبہا کی معافی کل مال سے متصور ہوگی یعنی اگر معاف کرنیوالے کے پاس اتنا مال ہو کہ خطا کی صورت مین تہائی مال مین سے ایک ہاتھ کی خونبہا پوری ہوسکے تو فبہا ورنہ اس خونبہا کی کمی اُس ہاتھ کاٹنے والے کے وارثون سے لیکر پوری کیجائیگی اور اگر قصداً کاٹا تھا تو اُسوقت اس مرنیوالے کے کل مال سے خونبہا محسوب ہوگی اور وجہ اس محسوب کرنے کی یہ ہی کہ مرنیوالے کا جسقدر مال ہی وہ سب وارثون کا ہوگیا ہے اگر خطا کی صورت مین بھی کل ہی مال مین سے محسوب کرین تو ورثہ کی حق تلفی ہوتی ہے لہذا حتی الوسع ان کے حق کا لحاظ کیا جائیگا (از حاشیہ اصل) ف اگر ایک عورت نے ایک مرد کا ہاتھ قصداً کاٹا تھا پھر اُس مرد نے اپنے ہاتھ کا تاوان اُس کا مہر ٹھیرا کر اُس سے نکاح کر لیا اور اُس کے بعد اس ہاتھ ہی کی تکلیف سے مرگیا تو اس عورت کو (اس مرنے والے کے ترکہ مین سے) مہر مثل دلایا جائیگا اور عورت کو اپنے ہی مال مین سے اسکے ہاتھ کا تاوان یعنی خونبہا دینی ہوگی اور اگر اس عورت نے غلطی سے کاٹ دیا تھا تو اب خونبہا عورت کے کُنبے قبیلہ پر پڑے گی اور اگر اسی مرد نے اس سے نکاح یون کہہ کے کیا تھا کہ اس ہاتھ کے کٹنے پر اور جو صورت اس سے آئندہ پیش آئے سب کو مہر قرار دیکر نکاح کرتا ہون یا اس عورت کی اس خطا ہی کو مہر قرار دیا اور پھر اسی تکلیف سے مرگیا تو اب بھی اس عورت کو مہر مثل ملیگا اور عورت کو کچھ نہین دینا پڑے گا، کیونکہ مہر کے قصہ کو تو وہ شوہر ہی ختم کر چکا ہی اور اگر عورت نے خطائً ہاتھ کاٹا تھا اور اُس کے بعد نکاح کی بھی دو صورتین

ف یعنی ان دونون صورتون مین خونبہا کی معافی تہائی مال سے ہوگی ۱۲

ہوئیں جو ابھی مذکور ہوئی ہیں) تو اب عورت کے قبیلہ کے ذمہ سے مہر مثل معاف ہو جائیگا اور مرنے والے نے جو کچھ اپنے خونبہا کا حصّہ چھوڑا ہو گا اُس میں سے ایک تہائی بطور وصیّت کے عورت کی قبیلہ کو ملیگا **ف** عورت کے قبیلہ کو خونبہا کا تہائی حصّہ ملنے کی وجہ یہ ہے کہ جب اس عورت کا شوہر ہاتھ ہی کی تکلیف میں مرگیا تو معلوم ہوا کہ اس عورت کے ذمہ ہاتھ کی خونبہا نہیں ہے بلکہ ایک خون کرنے کی خونبہا ہے اور خونبہا مہر ہو سکتی ہے مگر چونکہ اس کا شوہر نکاح کیوقت ہاتھ کی تکلیف میں مبتلا تھا اور یہ قاعدہ ہے کہ جب کوئی مجروح یا بیمار کسی عورت سے نکاح کسی قدر روپے کے عوض میں کرتا ہو تو اس عورت کو مہر مثل ملا کرتا ہو۔ اور اگر وہ روپیہ مہر مثل سے زیادہ ہوتا ہے تو وہ وصیت میں شمار ہوا کرتا ہے لیکن یہاں اس عورت کے حق میں وصیّت بھی نہیں کہہ سکتے اسوجہ سے کہ یہاں مرد کی قاتل ہی جس کی وصیت ہم بنانی چاہ رہے ہیں اور قاتل کے حق میں وصیت نہیں ہوا کرتی تو اس وجہ سے مجبوراً اس مرنیوالی کی یہ وصیت اس عورت کے کنبہ قبیلے کے لئے ہوگی اور جب یہ وصیت اُنکے لیئے ٹھیر گئی تو عورت کا حق اس خونبہا میں صرف مہر مثل ہے اس وجہ سے اسکے قبیلے کے ذمے سے مہر مثل ساقط ہو جائے گا اور خونبہا کا تہائی حصّہ اسکے قبیلے کو ملیگا۔ مگر ہاں اتنا اور یاد رکھنا ضروری ہو کہ یہ تہائی اس صورت میں ہوگی کہ مہر نکالنے کے بعد جو کچھ خونبہا میں سے بچے وہ میّت کے ترکہ کی تہائی ہو سکے تاکہ وصیت اس میں جاری ہو سکے (از حاشیہ اصل وغیرہ) **ت** اگر ایک شخص نے دوسرے کا ہاتھ کاٹ دیا تھا اُسکے بدلہ میں اسکا ہاتھ بھی کاٹا گیا اور بعد میں پہلا شخص اس ہاتھ ہی کی تکلیف کی وجہ سے مرگیا تو اب یہ دوسرا ابھی اسکے قصاص میں قتل کیا جائیگا (یعنی کاٹنے والے کا ایک ہاتھ کٹ جانیکے باعث اسکے ذمے سے خون کا قصاص معاف نہیں ہونے کا) اگر کسی مقتول کا وارث قاتل کا ہاتھ کٹوا کر خون معاف کر دے تو اس وارث کو اُس قاتل کے ہاتھ کی خونبہا دینی پڑے گی۔

باب الشہادۃ فی القتل

خون کے مقدمے میں گواہی دینے کا بیان

ت اگر کوئی خون ہو جائے اور مقتول کے دو بیٹے اُسکے خون لینے کے مستحق ہوں اور ان دونوں میں سے ایک غیر حاضر ہو اور دوسرا اس خون کے ہونے پر گواہ پیش کرے تو ابھی یہ حاضر اس قاتل سے قصاص نہیں لے سکتا جب تک کہ اُسکا بھائی نہ آجائے (اور جب وہ غیر حاضر آجائے تو اپنی طرف سے

ملہ اسکی وجہ یہ ہے کہ اس وارث کا حق تو قصاص ہی لینا تھا اور جب اُسنے قصاص معاف کر دیا تو پھر اس قاتل کا ہاتھ کاٹنا اس وارث کیطرف سے زیادتی ہوئی لہذا اسکو ہاتھ کی خونبہا دینی پڑیگی ۱۲

دعوی کر کے پھر نئے سرے سے گواہ پیش کرے تاکہ قاتل سے دونون مل کر قصاص کر لین اور اگر خطا سے خون ہوگیا تھا تو اُس وقت خونبہا کا ثبوت دینے کے لیے دوسرے بھائی کا ہونا ضروری نہین ہی بلکہ اگر ایک ہی بھائی خطا سے قتل کرنے کو گواہون سے ثابت کر دیگا تو وہ خونبہا لینے کا مستحق ہو جائیگا اور یہی حکم اس صورت مین ہے کہ جب ایسے دو بھائیون کے باپ نے کسی پر کچھ روپیہ چھوڑا ہو۔ **ف** یعنی قرض کی صورت مین بھی غیر حاضر بھائی کا انتظار نہین کیا جائیگا۔ بلکہ اگر یہ جو موجود ہے گواہون سے قرضہ ثابت کر دیگا تو لینے کا مستحق ہو جائیگا۔ ط ف اگر ایک قصاص لینے کے دو بھائی مستحق تھے ایک حاضر دوسرا غیر حاضر اور حاضر کے خون کا ثبوت دینے پر قاتل نے یہ ثابت کر دیا کہ اسکے غیر حاضر بھائی نے اپنا حق (خون مین سے) مجھے معاف کر دیا ہی تو اب اس سے قصاص نہین لیا جائیگا اور یہی حکم اس صورت مین ہی کہ ایک شخص نے دو کے ساجھے کے غلام کو قتل کر دیا اور ایک ساجھی غیر حاضر ہے تو ابھی یہ حاضر ساجھی قصاص نہین لے سکتا جب تک کہ دوسرا آکر دعوی کر کے اپنے گواہ پیش کر دے۔ اگر کسی مقتول کے تین وارث ہون اور اُن مین سے دو یہ گواہی دین کہ تیسرے وارث نے اپنا حق (قاتل کو) معاف کر دیا ہے تو یہ گواہی لغو ہو گی ہان اگر انکے ثبوت کے بعد قاتل بھی ان دونون کی تصدیق کر لے تو اب اس قاتل کو خونبہا دینی ہو گی اور وہ خونبہا انؔ تینون وارثون پر تین حصہ ہو کر تقسیم ہو جائیگی اور اگر قاتل نے ان دونون کو جھوٹا بتایا تو اب خونبہا مین سے ان دونون وارثون کو کچھ نہین ملیگا۔ ہان تیسرے کو خونبہا مین سے ایک تہائی حصہ ملیگا اگر دو گواہ یہ گواہی دین کہ فلان شخص نے زیدؔ کو (قصداً) مارا تھا اور جب سے وہ چارپائی پر پڑا رہا اور آخر کو مر گیا ہی تو اب اس مارنیوالے سے قصاص لیا جائیگا۔ اگر خون کے گواہون کا خون کرنے کے وقت مین یا جگہ مین اختلاف ہو جائے (مثلاً ایک کہے رات کو قتل کیا ہی دوسرا کہے دن کو کیا ہی یا ایک کہے گھر کے اندر کیا ہی دوسرا کہی باہر کیا ہی) یا جس چیز سے مارا ہی اُس مین اختلاف ہو جائے (مثلاً ایک کہے لاٹھی سے مارا ہی دوسرا کہی ایک ہتھیار سے مارا ہے) یا ایک کہے کہ لاٹھی سے مارا ہے اور دوسرا کہے مجھے خبر نہین کہ کس چیز سے مارا ہی تو ان سب صورتون مین گواہی لغو ہو گی۔ اگر دو گواہ بالاتفاق یہ بیان کرین کہ (مثلاً زید نے عمرو کو مار دیا ہی) اور پھر دونون ہی یہ بھی کہین کہ ہمین یہ معلوم نہین کہ کس چیز سے مارا ہے تو اس صورت مین قاتل پر خونبہا لازم ہو جائے گی۔ اگر ایک مقتول کی بابت دو آدمیون مین سے ہر ایک یہ بیان کرے کہ اسکو

لہ [illegible] ۱۲ منہ　لہ [illegible] ۱۲

مین نے ہی مارا ہو اور مقتول کا وارث یہ دعوی کرے کہ تم دونون نے ملکر مارا ہو تو اب وارث کو ان دونون کے قتل کر دینے کا اختیار رہے اور اگر اقرار کی جگہ گواہی ہو تو وہ لغو ہوگی **ف** مثلاً ایک مقتول کی بابت دو گواہ یہ گواہی دین کہ اس کو اکیلے عبد اللہ ہی نے مارا ہو اور دو گواہ یون گواہی دین کہ اسکو عبد الرحمن ہی نے مارا ہو اور وارث کا دعوی یہ ہو کہ عبد اللہ و عبد الرحمن دونون نے ملکر مارا ہو تو یہ دونون گواہیین لغو ہو جائینگی کیونکہ یہان مشہود (یعنی وارث جسکی گواہی دی جا رہی ہے خود ہی گواہون کی تکذیب کر رہا ہے تو اب یہ گواہ قابل اعتبار کیسے ہو سکتے ہین ۱۲ (از ملا مسکین مختصراً)

باب فی اعتبار حالۃ القتل

(یہ باب ... کے بیان مین)

ت (آدمی کے مرنے مین) کمان سے تیر نکلنے کیوقت کا اعتبار کیا جاتا ہے مثلاً کسی نے ایک مسلمان پر تیر چلایا ابھی تیر اُسکے لگا نہین کہ وہ مرتد ہو گیا اور بعد مین تیر لگ کے مر گیا تو اس صورت مین تیر مارنے والے کو خونبہا دینی پڑے گی (کیونکہ کمان سے تیر نکلنے کے وقت وہ مسلمان تھا) اور اگر ایک کافر کے[1] تیر مارا اور تیر لگنے سے پہلے وہ مسلمان ہو گیا (بعد مین تیر لگ کے مر گیا) تو اب مارنیوالے کے ذمہ کچھ نہین (کیونکہ جو مرا ہے کمان سے تیر نکلنے کے وقت وہ کافر تھا) اور اگر کسی نے ایک غلام کے تیر مارا تھا اور تیر لگنے سے پہلے وہ آزاد ہو گیا (یعنی اتفاقاً اُسی وقت اُسکے آقا نے آزاد کر دیا) اور بعد مین تیر لگ کے مر گیا تو اب تیر مارنے والے کو اُس کی قیمت دینی پڑیگی (کیونکہ غلام کو مار دینے کی صورت مین اس کی قیمت ہی دینی پڑا کرتی ہے اور تیر چلنے کے وقت یہ غلام ہی تھا) اگر کسی زانی پر سنگساری کا حکم ہونے کے بعد ایک شخص نے پتھر مارا تھا ابھی پتھر اُس کے لگا بھی نہین تھا کہ زنا کے گواہون مین سے ایک گواہ پھر گیا اور بعد مین اسکے پتھر لگا اور اُس پتھر کی زد سے وہ مر گیا تو اس پتھر مارنے والے کو اُس کے خون کا تاوان دینا نہین آئیگا **ف** اس کی وجہ یہ ہے کہ جس وقت اس مارنے والے نے پتھر پھینکا تھا اس وقت اُسکا سنگسار کرنا واجب تھا اگرچہ زنا کے گواہون مین سے ایک گواہ کے پھرنے کے بعد وہ سنگساری کا مستحق نہ رہا مگر چونکہ خونبہا کے آنے مین پتھر یا تیر کے پھینکنے کے وقت کا اعتبار ہوتا ہے لہذا مارنے والا بری کیا جائیگا ۱۲ (فتح) **ت** اگر ایک مسلمان نے (بسم اللہ کہہ کر) شکار کے تیر مارا اور اسکے تیر لگنے سے پہلے وہ مرتد ہو گیا اور اب تیر لگ کے وہ شکار مر گیا تو یہ شکار حلال ہوگا (کیونکہ

[1] اس مین کافر سے مراد وہ کافر ہے جسکا قتل مباح ہو ... کیونکہ ذمی کے مارنے پر تو ... ۱۲ از حاشیہ ...

کمان سے تیر نکلنے کے وقت وہ مسلمان تھا اور اعتبار اسی وقت کا ہوتا ہے) اور اگر کافر نے تیر مارا تھا اور آگے یہی مذکورہ صورت ہوئی تو یہ شکار حلال نہین ہونیکا۔ اسی[۱] طرح اگر کسی محرم نے شکار کے تیر مارا اور تیر لگنے سے پہلے یہ احرام سے نکل گیا اور بعد مین وہ شکار اس تیر کی زد سے مرگیا تو اس مارنیوالے کو اسکی جزا دینی پڑے گی (کیونکہ اُسنے احرام کی حالت مین تیر مارا تھا) ہان اگر کسی نے تیر چلانیکے بعد احرام باندھا اور اب شکار تیر کھا کے مرگیا تو اسکی جزا دینی نہو گی (کیونکہ تیر چلانیکے وقت محرم نہ تھا)

کتاب الدیّات

(خونبہاؤن کی مقدار وغیرہ) کا بیان

ت شبہ عمد کی خونبہا کی مقدار، سَو اونٹ ہین چار قسم کے بنت مخاض سے لیکر جذعہ تک **ف** اگر شبہ عمد وغیرہ مین کسی کو شبہ ہو تو ابھی کتاب الجنایات مین اس کی پوری تفصیل گذر چکی ہے وہان دیکھ لینی چاہیئے (بنت مخاض اونٹنی کے اُس بوتے کو کہتے ہین جو برس روز کا ہو کر دوسرے مین لگ گیا ہو تو پچیس بوتے تو اس عمر کے دینے ہونگے اور پچیس وہ کہ جو دو برس کے ہو کر تیسرے مین لگ گئے ہون اور پچیس ایسے کہ جو تین سال کے ہو کر چوتھے مین لگ گئے ہون اور پچیس ایسے کہ جو چار سال کے ہو کر پانچوین مین لگ گئے ہون۔ چار قسمون سے یہی بچے دینے مراد ہین اور جذعہ اس اخیر کی قسم کو کہتے ہین ۱۲ (مترجم بڈہانوی) **ت** اور سخت خونبہا فقط اونٹون ہی مین ہے کیونکہ کئی قسم کے برابر دینے پڑتے ہین۔ بخلاف روپون وغیرہ کے خونبہا کے کہ ان مین آدمی ایک طرح کے دلسکتا ہے) اور خطا سے قتل کرنے کی خونبہا کے بھی سو اونٹ ہین مگر پانچ قسم کے کہ جن مین بیسؔ بنت مخاض ہون بیسؔ ابن مخاض ہون بیسؔ بنت لبون ہون بیسؔ حقّے ہون اور بیس جذعے ہون یا ہزار دینار ہون یا دس ہزار درم ہون (یعنی اگر اونٹ میسر نہون تو اتنا نقد دے) اور ان دونون (یعنی شبہ عمد اور شبہ خطا) کا کفارہ وہی ہے جو قرآن شریف مین مذکور ہے **ف** یعنی ایک مسلمان غلام یا لونڈی آزاد کرنا اگر یہ نہو سکے تو دو مہینے کے لگاتار روزے رکھنے جو پانچوین کے آخر نصف رکوع وما کان لمؤمن مین مذکور ہے ۱۲ (مترجم بڈھانوی عفی عنہ) **ت** قتل کے کفارے مین (ساٹھ آدمیون کو) کھانا کھلا دینا یا ایسے بچہ کو آزاد کر دینا جو ابھی اپنی ماں ہی کے پیٹ مین ہے کافی نہین ہو سکتا۔ ہان اگر کوئی غلام ابھی دودھ پیتا ہے اور اُس کے ماں باپ سے ایک مسلمان ہے تو اس کا آزاد کرنا

[۱] یعنی تیر لگنے سے پہلے یہ کافر مسلمان ہوگیا اور اب تیر لگ کر وہ شکار مرگیا تو یہ شکار حرام ہے ۱۲ [۲] اوپر کے فائدے مین ان ہی دو جانور کے معنی بیان کیے گئے ہین ہان اتنا اور خیال ہے کہ بنت مخاض دوسرے سال مین لگی ہوئی مادہ کو کہتے ہین اور ابن مخاض دوسرے سال مین لگے ہوئے شتر کو ۱۲

کافی ہوجائیگا۔ ماں باپ میں سے کم از کم ایک کا مسلمان ہونا اسلیئے ضروری ہے تاکہ اسکے تابع کرکے اسکو مسلمان قرار دیا جائے گا) اور عورت کی خونبہا خواہ جان کے بدلے کی ہو خواہ ہاتھ پاؤں وغیرہ کے بدلے کی ہو مرد کی خونبہا سے نصف ہی اور مسلمان اور ذمی کی خونبہا برابر ہے **فصل** (یعنی اُن صورتوں کی تفصیل کہ جن میں خونبہا پوری دینی پڑتی ہے) جان سے مارنے ناک کاٹنے۔ زبان کاٹنے ذکر (یعنی عضو مخصوص کاٹنے۔ سپاری کاٹنے عقل کھودینے۔ بہرہ کردینے۔ اندھا کردینے۔ سونگھنے اور چکھنے کی قوت کھودینے اور ڈاڑھی کو ایسی طرح مونڈنے میں کہ پھر بال نہ جمیں اور دونوں آنکھیں پھوڑ ڈالنے دونوں ہاتھ کاٹ ڈالنے۔ دونوں ہونٹ یا دونوں بھویں مونڈنے یا دونوں پیر یا دونوں کان یا دونوں خصیے یا عورت کی دونوں چھاتیاں) کاٹنے میں پوری خونبہا دینی پڑیگی اور ان مذکورہ چیزوں میں سے جتنی چیزیں دو دو ہیں (مثلاً آنکھیں کان ہاتھ اور پیر وغیرہ) تو ان میں سے ایک کے کاٹنے یا پھوڑنے سے نصف دینی آئے گی اور دونوں آنکھوں کی سب پلکیں مونڈنے میں پوری خونبہا ہے اور فقط ایک پلک کے مونڈنے میں چوتھائی خونبہا ہی (کیونکہ پوری خونبہا چاروں پلکوں پر ہے تو ایک پلک پر چوتھائی ہوئی) اور ہاتھوں پیروں کی انگلیوں میں سے ہر ایک انگلی کے عوض میں خونبہا کا دسواں حصہ دینا آئیگا۔ اور جس انگلی میں تین پوروے ہوں اور اُن میں سے ایک پورہ کوئی کاٹ ڈالے تو اس انگلی کی ایک تہائی خونبہا اسکے ذمہ لازم ہوگی اور جس میں دو پوروے ہوں (جیسے انگوٹھے میں ہوتے ہیں) اور اُن میں سے ایک پوروا کوئی کاٹ ڈالے تو اسکے ذمے انگوٹھے کی نصف خونبہا ہوگی اور ہر ایک دانت کے توڑنے میں پانچ اونٹ یا پانسو درم دینے پڑینگے اور جو عضو ضرب کے سبب سے بیکار ہوجائے یعنی اب آدمی اُس سے نفع نہ اٹھا سکے تو ایسی ضرب پر اس عضو کی پوری خونبہا دینی ہوگی مثلاً ہاتھ میں چوٹ لگنے سے ہاتھ سوکھ جائے یا آنکھ کی بینائی جاتی رہے (تو ایسی صورتوں میں پوری خونبہا دینی ہوگی)

فصل فی الشجاج

(زخموں کے خونبہا کی تفصیل)

ت اگر کسی کے سر پر کسی نے ایسا مارا کہ کھوپڑی نظر آنے لگی تو مارنے والے کے ذمہ پوری خونبہا کا بیسواں حصہ لازم ہوگا اور اگر کھوپڑی پھٹ گئی ہے تو خونبہا کا دسواں حصہ دینا پڑیگا اور اگر ہڈی ٹوٹ کے اپنی جگہ سے سرک بھی گئی ہو تو خونبہا کا دسواں حصہ اور بیسواں حصہ دونوں حصے دینے پڑینگے

له یعنی دونوں میں ... ۱۲ ... ٹه ... ۱۲ ... ۱۲ منہ

اور اگر سر کا زخم مغز تک پہنچ گیا ہو یا پیٹ کا زخم پیٹ کے اندر تک پہنچ گیا ہو تو مارنیوالے کو تہائی خونبہا دینی پڑیگی اور اگر پیٹ کا زخم کمر تک پہنچ گیا ہو تو پوری خونبہا کی دو تہائی دینی ہونگی اور جو چوٹ ایسی ہو کہ اس مین کھال اُتر جائے اور خون نہ نکلے یا خون چھلک جائے اور بہے نہین یا وہ کہ جسمین کچھ بہنے بھی لگے یا کھال کٹ جائے یا کھال کیساتھ کچھ گوشت بھی کٹ جائے یا زخم ہڈی کی جھلّی تک پہنچ جائے تو اُن کی سزا مین جس قدر روپیہ ایک عادل آدمی کہدے وہی دینا ہوگا سوا ے ایک سب سے پہلی قسم کے زخم کے کہ جس مین ہڈی نظر آنے لگے وہ اگر قصداً کیا ہوگا تو اس کا قصاص لیا جائیگا (یعنی اسکے عوض مین زخم کرنیوالے کے بھی اتنا ہی زخم کیا جائیگا) اور ایک ہاتھ کی ساری اُنگلیان کاٹ دینے مین نصف خونبہا ہے اگرچہ مع ہتھیلی کے کاٹ دی ہون اور اگر کسی نے آدھی کلائی پر سے ہاتھ کاٹ دیا ہو تو اسکے ذمہ ساری اُنگلیون کے بدلے نصف خونبہا ہوگی اور باقی نصف کلائی کے جسقدر روپے ایک عادل دسچا معتبر آدمی کہدے وہ بھی دینے ہونگے اور اگر ہتھیلی اس طرح کاٹی ہو کہ ایک انگلی بھی الگ ہوگئی ہو تو اُس مین پوری خونبہا کا دسوان حصہ دینا ہوگا۔ اور اگر ہتھیلی کے ساتھ دو انگلیان الگ ہوئی ہین تو پوری خونبہا کا پانچوان حصہ دینا پڑیگا باقی فقط ہتھیلی کے کاٹنے مین کچھ نہین ہو اگر کوئی چھنگا آدمی تھا اور اسکی وہ زائد اُنگلی کسی نے کاٹ دی یا بچہ کی آنکھ مین چوٹ ماردی یا اُسکا عضو تناسل کاٹ دیا یا زبان کاٹ دی تو پس اگر ان اعضا کے بے عیب رہنے کا حال آنکھ مین دیکھنے اور ذکر مین حرکت کرنے اور زبان مین بولنے سے کچھ معلوم نہین ہوتا تو ان صورتون مین جو کچھ روپیہ ایک عادل آدمی کہے وہ دینا پڑیگا۔ اگر ایک شخص کا کسی نے سر زخمی کر دیا تھا جسکی وجہ سے اسکی عقل جاتی رہی یا سر کے بال بالکل اُڑ گئے اور پھر نہ جمے تو اس صورت مین زخمی کرنیوالے کے ذمہ پوری خونبہا آئے گی اور اس خونبہا ہی مین اس زخم کے تاوان کا بھی روپیہ ہوگا (یعنی اس زخم کے بدلہ مین اور علیحدہ نہین لیا جائیگا اور اگر ایسے زخمی کرنے سے کانون کا سُننا بند ہوگیا یا بینائی جاتی رہی یا زبان بند ہوگئی کہ اب وہ بول نہین سکتا، تو ان تینون اعضا کا تاوان اس خونبہا مین داخل نہ ہوگا (بلکہ اُن کے بدلہ کا روپیہ مارنیوالے کو الگ دینا پڑیگا اور اگر کسی کے سر مین ایسا گہرا زخم آیا کہ اُس زخم کے صدمے مین دونون آنکھین جاتی رہین یا کسی کی ایک اُنگلی کاٹ دی تھی اور اُسکے کٹنے سے دوسری اُنگلی بھی سُوکھ گئی یا اوپر کا پورا کاٹا تھا اور اُسکے نیچے کی باقی اُنگلی بھی سُوکھ گئی یا سارا ہاتھ ہی نکما ہوگیا یا کسی نے

دوسرے کا نصف دانت توڑا تھا اُس سے باقی رہا ہوا بھی سیاہ پڑ گیا تو ان صورتوں مین اس مجرم پر قصاص نہین آنیکا بلکہ ہر عضو کے بدلے مین خونبہا کے طور پر اُسکے ذمہ روپیہ دینا ہوگا) اگر ایک شخص نے دوسرے کا دانت اُکھاڑ دیا تھا۔ اُسکی جگہ دوسرا دانت نکل آیا تو اب اُکھاڑنیوالے کے ذمہ سے اُسکا تاوان معاف ہو جائیگا اور اگر جسکا دانت اُکھڑا تھا اُسنے اپنے دانت کی بدلہ مین اُسکا دانت اُکھاڑ دیا تھا اور اب پہلے کا دانت جما تو اب اس دوسرے اُکھاڑنیوالے کو پہلے والے کی دانت کا روپیہ بھرنا پڑیگا اور اگر کسی نے دوسرے کا سر زخمی کر دیا تھا پھر وہ زخم بھر گیا اور اُسکا کچھ نشان بھی نہ رہا یا ویسے ہی مارنے سے ایک آدمی زخمی ہو گیا تھا اور پھر اچھا ہو گیا اور اُسکا نشان جاتا رہا تو ان دونون صورتون مین مارنیوالے پر کچھ تاوان نہ آئیگا اور جبتک کہ زخمی اچھا نہو جائے اُسکے زخم کا قصاص نہ لینا چاہیئے **ف** یہ ہمارا مذہب ہے اور امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ قصاص فی الحال ہی لے لینا چاہیئے۔ کیونکہ قصاص کا سبب ظاہر ہو چکا ہے اب تاخیر نہین ہو سکتی اور ہماری دلیل امام احمد اور دار قطنی کی یہ روایت ہے کہ انہ علیہ الصلوٰۃ والسّلام نہٰی ان یقتص من جرح صاحبہ حتی یبرء صاحبہ یعنی آنحضرت علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے اس سے منع فرمایا ہے کہ زخم اچھا ہونیسے پہلے اُس زخم کرنے والے سے اُسکا قصاص لیا جائے اور دوسری عقلی دلیل یہ بھی ہے کہ زخمون مین اچھے ہونے یا بڑھ جانے کا احتمال ہونے کے باعث انجام کا اعتبار ہوتا ہے اگر بڑھ کر زخمی مرگیا تو پھر خون کا بدلہ خون ہی لیا جاتا ہے اس وجہ سے تاخیر ضروری ہے (تکملہ از مترجم عفی عنہ) **ت** اور جس قتل عمد کا قصاص لینا کسی شبہ کیوجہ سے جاتا رہا جیسے یہ صورت کہ باپ نے بیٹے کو قصداً مار دیا ہو تو ایسے مقتول کی خونبہا خاص قاتل ہی کے مال مین سے لیجائیگی اس قاتل کے کنبے قبیلہ کے ذمہ نہین پڑے گی) اور یہی حکم اس صورت مین ہے کہ جو خونبہا بوجہ آپسمین صلح ہو جانے یا قاتل کے خود اقرار کر لینے سے لازم ہوئی ہو یا ایسی خونبہا ہو کہ پوری خونبہا کا بیسوان حصہ بھی نہ ہو (بلکہ کم ہو یعنی وہ بھی قاتل ہی کے مال مین سے لیجائیگی اگر کوئی نابالغ لڑکا یا دیوانہ قصداً خون کردے (یا قصداً کوئی زخم کردے) تو وہ خطا سے کر دینے کے حکم مین ہے اُن کے جرمون کی خونبہا اُنکے قبیلے کو دینی پڑیگی اور [1] اُنکے ذمہ کفارہ نہین ہوتا اور نہ یہ مقتول کے ترکے سے محروم ہونگے (یعنی انھین اُسکی طرف سے ترکہ پہنچتا ہوگا) اور اس بارے مین بے شعور بھی ایسے ہی لڑکے کے حکم مین ہے

[1] جان بوجھ کر خون کرنے کا قصاص ۱۲ [2] یعنی اگر کوئی بچہ یا دیوانہ عمداً اپنے قریب کو قتل کردے جس کا اسکو ترکہ بھی پہنچتا تھا تو یہ قتل خطا کرنیکے حکم مین ہوگا اور باوجودیکہ خطا کے کرنے مین کفارہ لازم ہوا کرتا ہے مگر یہ اس سے بری نہ رہینگے اور ترکہ سے بھی محروم نہ ہونگے ۱۲ مترجم

باب فی الجنین

ف جنین اُس بچہ کو کہتے ہین جو ہنوز اپنی مان کے پیٹ مین ہو اور جب پیدا ہو جائے تو اُسے ولید کہتے ہین اسکے بعد وہ رضیع کہلاتا ہو (عینی) ف اگر کسی نے ایک حاملہ عورت کے پیٹ پر مارا تھا جسکے صدمہ سے اُسکے پیٹ سے مرا ہوا بچہ گر پڑا تو اس مجرم پر ایک غرہ واجب ہوگا اور غرہ پورے خونبہا کے بیسوین حصہ کو کہتے ہین (یس اگر لڑکا گرا ہی تو مرد کی خونبہا کا بیسوان حصہ دینا پڑیگا اور اگر لڑکی ہے تو عورت کے خونبہا کا بیسوان حصہ دینا پڑیگا) اور اگر ایسے موقع کی ضرب سے زندہ بچہ گر کے مر گیا تو اس وقت پوری خونبہا دینی پڑیگی اور اگر مرا ہوا بچہ گرے اور جب ہی یہ عورت بھی مر جائے تو اس عورت کی پوری خونبہا اور بچہ کے بدلہ مین وہی خونبہا کا بیسوان حصہ دینا لازم ہوگا اور اگر اس ضرب سے اول عورت مر گئی اور بعد مین اُسکے پیٹ سے مرا ہوا بچہ پیدا ہوا تو اب عورت کی فقط خونبہا ہی دینی لازم ہوگی اور ایسے بچے کے گرانے مین جو خونبہا کا بیسوان حصہ مجرم سے لیا جاتا ہو یہ روپیہ اس بچے کے وارثون کو پہنچے گا (یعنی گویا بچہ زندہ پیدا ہو کر پھر مر گیا ہو تو اسکی خونبہا کا جسقدر روپیہ ہوگا اُسکے مستحق اس بچے کے وارث ہونگے) اور یہ مارنیوالا بھی اگر اس بچہ کے وارثون مین ہوگا تو اسکو اس روپے مین سے کچھ نہین ملیگا۔ مثلاً اگر کسی نے اپنی حاملہ بیوی کے پیٹ پر مارا اور اُس شخص کا لڑکا جو اس عورت کے پیٹ مین تھا مر کر نکل پڑا تو اس بچے کے بدلہ مین خونبہا کا بیسوان حصہ اس شخص کے قبیلہ پر لازم ہوگا اور باپ کو اس بچہ کے اس ورثہ مین سے کچھ نہین ملیگا اور اگر کسی نے حاملہ لونڈی کے پیٹ پر مارا تھا اور اسکے پیٹ سے مرا ہوا بچہ گر گیا تو اگر یہ بچہ لڑکا ہو تو اسکی قیمت کا بیسوان حصہ اس مارنیوالے کے ذمے لازم ہوگا اور اگر لڑکی ہے تو اسکی قیمت کا دسوان حصہ دینا لازم ہوگا اور قیمت وہ لگائی جائیگی جو اسکے زندہ ہونے کی حالت کی ہوگی ف یعنی ہم یہ دیکھینگے کہ اگر یہ لڑکا زندہ ہوتا تو اسکی کیا قیمت ہوتی یا یہ لڑکی زندہ ہوتی تو کس قیمت کی ہوتی۔ تو بس جو کچھ اُن کی قیمت ٹھہرے گی ہر ایک کی صورت مین اسی کا نصف لیا جائیگا ت اگر ایک حاملہ لونڈی کے پیٹ پر کسی نے مار دیا تھا اور اُسکے مارنے کے بعد اس لونڈی کے پیٹ کے بچہ کو اُسکے آقا نے آزاد کر دیا بعد آزادی کے یہ بچہ پیدا ہوا اور جب ہی مر گیا تو اب بھی اس مارنیوالے کے ذمہ اس بچہ کی وہی قیمت آئے گی جو اُسکے زندہ ہونے کی حالت کی ہوگی اور ایسے بچہ کی بابت مارنیوالے کے ذمہ ہمارے نزدیک کفارہ لازم نہین ہوتا بلکہ خونبہا کا وہی بیسوان حصہ دینا کافی ہو جاتا ہو

اگر کسی عورت نے اپنا پیٹ گرانے کی غرض سے کوئی دوا کھالی یا پی لی یا پیشاب کی جگہ کچھ رکھ لیا جس سے پیٹ گر گیا تو اگر عورت نے یہ فعل اپنے شوہر کی بے اجازت کیا ہے تو اُسکے کنبہ پر دیت خونبہا کا بیسواں حصہ دینا لازم ہوگا اور اگر اجازت سے کیا ہوگا تو کچھ نہین دینا آئے گا)

باب ما یحدث الرجل فی الطریق

(شارع عام مین ایک آدمی کے نئی بات پیدا کرنے کا بیان)

ت اگر کوئی شخص شارع عام کی طرف سنڈاس بنالے یا پرنالہ اُتارلے یا کوئی چبوترہ یا دکان بنالے تو ان چیزون کے توڑ دینے کا ہر شخص کو اختیار رہے اور ایسی گلی مین کہ جو دوسری طرف کو نکلجاتی ہو تو اس مین ایسی چیزین بنالینی درست ہین بشرطیکہ چلنے والون کو اس سے کچھ تکلیف نہ ہو اور سر بند کوچہ مین (یعنی جو دوسری طرف کو نکلتا نہ ہو) بلا اجازت وہان کے رہنے والون کے اس طرح کا تصرف کرنا ہرگز درست نہین ہے۔ اگر کسی نے راستہ مین چبوترہ وغیرہ بنالیا تھا اور اُس سے ٹکرا کے یا اوپر گر جانے سے کوئی آدمی مرگیا تو اس مرنے والے کی خونبہا اس چبوترے والے کے کُنبہ پر لازم ہوگی) جیساکہ اگر کوئی رستہ مین کنوان کھود دے یا بھاری سی سل رکھدے اور اس کنوئین مین گر کے یا سل سے ٹھکرا کے کوئی آدمی مرجائے تو اس مرنیوالے کی خونبہا بھی اس کنوان بنانے والے یا سل رکھنے والے کے کُنبہ ہی کے ذمہ لازم ہوتی ہے اور اگر ایسے کنوئین وغیرہ کے باعث کسی کا جانور تلف ہوجائے تو اُس کا تاوان اس شخص کے مال مین سے لیا جائے گا (یعنی جانور تلف ہونے کی صورت مین کنبے والے بری ہین گے) اگر کسی شخص نے بادشاہ کی اجازت سے رستہ مین یا اپنی زمین مین پاخانہ وغیرہ کے لیے کھتہ بنالیا یا بادشاہ کی بلا اجازت رستہ مین ایک لکڑی رکھدی یا پُل بنایا اور کوئی شخص قصداً اس لکڑی یا پل پر گزرتا جاتا ہے اور گر کے مرجائے تو ان چارون صورتون مین اُس شخص کے ذمہ کچھ تاوان نہ آئے گا۔ اگر کوئی شخص رستے مین کچھ بوجھ لیے ہوئے تھا وہ بوجھ کسی پر گر پڑا اور وہ دب کے مرگیا تو اس بوجھ والے کو اس کا خمیازہ بھرنا پڑے گا اور اگر کوئی چادر (وغیرہ) اوڑھے جاتا تھا وہ ایک آدمی پر گر گئی (اور اتفاقاً وہ اس چادر ہی کے صدمہ سے مرگیا) تو چادر والے سے اُسکا مواخذہ نہین ہونے کا۔ ایک محلہ کی ایک مسجد ہے کہ اس مین محلہ والون ہی مین سے ایک شخص

نے قندیل لٹکادی یا بوریے ڈالدیے یا بجری بچھادی اور اس سے اتفاقاً) کوئی آدمی مرگیا تو اس قندیل وغیرہ ولے سے مواخذہ نہین ہونے کا ہان اگر ان کامون کا کرنیوالا محلہ کا نہو غیر ہو تو وہ اس خون کا ضامن ہوگا اور صاحبینؒ کا قول یہ ہے کہ وہ بھی ضامن نہین ہونے کا اسی پر فتوی ہی) اگر مسجد کے محلہ والون مین سے کوئی مسجد مین بیٹھا تھا کہ اُسکے نیچے دیگر کوئی آدمی مرگیا، تو وہ ضامن ہوگا بشرطیکہ محلہ والا نماز مین نہو اور اگر نماز مین تھا اور اُسکے نیچے کوئی دیگر مرگیا، تو ضامن نہین ہونگا

فصل فی الحائط المائل

(جھکی ہوئی دیوار کے احکام کی تفصیل)

ت اگر کسی کی دیوار شارع عام کی طرف جھکی ہوئی تھی اور کسی مسلمان یا ذمّی نے اس دیوار والے سے کہدیا تھا کہ اس کا بندوبست کرو ورنہ آپ کے حق مین اچھا نہ ہوگا اور اس آگاہی کے بعد اتنے دن گذر گئے کہ اگر وہ بنواتا تو بنوا دیتا مگر اُس نے نہ بنوائی تو اب اگر اس دیوار کے نیچے دبکر کوئی آدمی مرگیا یا کسی کا مالی نقصان ہوگیا تو دونون صورتون مین دیوار والے کے ذمہ تاوان دینا لازم ہوگا اور اگر کسی نے پہلے ہی سے جھکی ہوئی بنوائی تھی تو اب اس مین کسی کے آگاہ کرنے کی بھی ضرورت نہین اس دیوار کے گرنے سے جس کا کچھ نقصان ہوگا وہ دیوار والے کو بھرنا پڑیگا اگر کوئی دیوار کسی کے مکان کی طرف جھک گئی تو اب اُس کے توڑ ڈالنے کی درخواست اس مکان والے کے ذمہ ہے اگر یہ اس دیوار والے کو مہلت دیدے یا اُسکی زد سے بری الذمہ ہی کردے تو یہ درست[1] ہے بخلاف شارع کی طرف دیوار جھک جانے کے (کہ اس صورت مین کسی آدمی کے مہلت دینے یا بری الذمہ کر دینے سے اس دیوار والے سے مواخذہ برابر رہے گا) اگر ایک دیوار پانچ آدمیون کی ملک ہے اور ان مین سے ایک سے کسی نے دو چار آدمیون کے سامنے یہ کہدیا کہ میان اس دیوار کو توڑوا ڈالو ورنہ تم نقصان اُٹھاؤ گے) پھر وہ دیوار گر گئی اور ایک آدمی اُس کے نیچے دب کے مرگیا تو جس سے اُسکے توڑنے کو کہدیا گیا تھا اُس پر اس کے خونبہا کا پانچوان حصہ لازم ہوگا - اگر ایک گھیر مین تین آدمی شریک ہین ان مین سے ایک نے اپنے ساجھیون کی بلا اجازت اس گھیر مین کنوان کھدوا لیا یا کوئی دیوار بنوالی

سلہ درست ہونیکا یہ مطلب ہی کہ اگر اس مہلت مین بری الذمہ کرنیکے بعد اس مالک مکان کے اس دیوار سے نقصان ہوجائے تو دیوار والا اسی سے بری رہیگا ۱۲ مترجم

اور اُس کنوئین یا دیوار سے کوئی آدمی تلف ہوگیا تو اُس شخص کو دو تہائی خونبہا دینی آئیگی
ف دو تہائی خونبہا لازم آنے کی یہ وجہ ہے کہ اپنے حصہ مین ایسی چیزون کی بنا سے کچھ نہین دینا پڑا کرتا مگر چونکہ اُس نے اپنے ساجھیون کا خیال نہین کیا اور اُن کے حصہ مین تصرف کیا ہے تو گویا اُس نے یہ غصب کے طور پر کیا ہے اس وجہ سے ان کے عوض مین خونبہا کی دو تہائی اس کو دینی پڑین گی۔

باب جناية البهيمة والجناية عليها وغير ذلك

(آدمی کا جانور کے نقصان کردینے یا جانور کا آدمی کے نقصان کردینے وغیرہ کا بیان)

ت اگر کسی سوار کی سواری کا جانور اپنی ٹانگون سے آدمی کو یا کسی چیز کو کچل دے یا ٹکر مارے یا کاٹ لے یا ٹاپ مار دے تو سب صورتون مین سوار پر ضمان آئیگا۔ ہان اگر لات مار کے یا دُم مار کے کسی کا نقصان کردے تو اُس کا ضمان نہین آئیگا۔ ہان اگر سوار نے رستہ مین کھڑی کردی تھی (اور پھر اُسنے لات مار کے یا دُم مار کے کسی کا نقصان کردیا تو اس صورت مین بھی سوار کو نقصان بھرنا پڑیگا) اگر کسی کی سواری کے اگلے یا پچھلے پیرون سے کوئی کنکر یا گٹھلی اُچٹی یا سواری نے غبار یا چھوٹے چھوٹے ڈھیلے اُڑائے اور ان مین سے کوئی چیز کسی کی آنکھ مین لگ گئی اور آنکھ پھوٹ گئی تو اس کا ضمان سوار پر نہین آنے کا[1] اور اگر سواری نے بڑے ڈھیلے اڑائے (اور وہ کسی کے لگ گئے) تو سوار پر ضمان آئے گا (کیونکہ یہ اُن سے بچ سکتا تھا کہ سواری کو ایسی جگہ کو نہ لے جاتا) اگر کسی کی سواری نے رستہ مین لید یا پیشاب کردیا تھا اور اس پیشاب وغیرہ سے کوئی آدمی تلف ہوگیا) تو اس سوار پر ضمان نہ ہوگا۔ اگرچہ سوار نے اُسکے واسطے سواری کھڑی بھی کردی ہو ہان اگر سوار نے اور کسی مطلب کے واسطے سواری کھڑی کی تھی اور اُس نے وہان پیشاب وغیرہ کردیا اور اس سے آدمی تلف ہوگیا تو اب سوار پر ضمان آئیگا اور (مذکورہ صورتون مین سے جن جن صورتون مین سوار پر ضمان آتا ہے اُن ہی صورتون مین ہانکنے والے اور رسا پکڑ کے آگے چلنے والے پر بھی ضمان آتا ہے ہان اتنا فرق ہے کہ اگر

---

[1] اس کی وجہ یہ ہے کہ سواری کے چلنے کے وقت ان امور سے سوار کا بچنا نہایت مشکل ہے کیونکہ سواری کا چلنا ان امور سے خالی نہین ہوتا اور سوار اس مین معذور ہے ۱۲ من التکملۃ

کوئی جان سے مرجائے تو سوار کو اُس کا کفارہ بھی دینا پڑتا ہے اور ان دونوں کے ذمہ کفارہ نہیں ہوتا (یعنی نہ لے جانے والے پر اور نہ ہانکنے والے پر) اگر دو سوار یا دو پیادے آپس میں ٹکرا کے ایک دوسرے کے دھکے سے مرجائیں تو ان دونوں میں سے ہر ایک کی خونبہا اُسکے کُنبے کے آدمیوں پر ہوگی۔ اگر کسی نے اپنے گھوڑے کو پیچھے سے ہانکا تھا اور (اتفاقاً اس کی کاٹھی وغیرہ) کسی کے اوپر گر گئی جس کے صدمہ سے وہ آدمی مرگیا تو ہانکنے والا ضامن ہوگا اور اگر کوئی اونٹوں کی نکیل تھامے آگے آگے جارہا تھا کہ ایک اونٹ کے پیر تلے ایک آدمی کچلا گیا اور وہیں مرگیا تو اُس مرنے والے کی خونبہا اس لے جانے والے کے کُنبے کو بھرنی پڑے گی اور اگر اس کے ساتھ کوئی آدمی پیچھے سے ہانکنے والا بھی تھا تو اس صورت میں خونبہا دونوں کے ذمہ ہوگی اور اگر اسی صورت میں کسی نے اپنا اونٹ قطار میں باندھ دیا تھا اور پھر خون ہونے پر آگے سے لے جانے والے کے کُنبے کو خونبہا دینی پڑ گئی تو وہ اس اونٹ باندھنے والے کے کُنبے سے وصول کرلیں اگر کسی نے اپنا گھوڑا وغیرہ اس طرح بھگایا کہ اُسے پیچھے سے ہانک دیا اور اُسکے بھاگتے ہی کوئی آدمی مرگیا یا کسی کا کچھ مالی نقصان ہوگیا تو دونوں صورتوں میں اُس بھگانے والے کو یہ نقصان بھرنا پڑے گا اگر کسی نے ایک پرندجانور (مثلاً باز وغیرہ) یا کُتا چھوڑا اور پیچھے سے نہیں مارا یا کوئی جانور خود بخود ہی بھاگ پڑا۔ اور اُن سے کسی کی جان یا مال کا نقصان ہوگیا خواہ رات ہو یا دن ہو تو یہ جانور والا ضامن نہ ہوگا۔ اگر کسی نے ایک قصائی کی بکری کی آنکھ نکال لی تو اُس سے بکری کی قیمت میں جس قدر کمی آئے گی وہ اُسے بھرنی پڑے گی اور اگر کسی نے قربانی کے اونٹ یا گائے وغیرہ کی آنکھ نکال لی تو اُسکے بدلے میں اُسی قیمت کا اونٹ یا گائے وغیرہ دینی پڑے گی اور اگر کسی کے گھوڑے یا گدھے کی آنکھ پھوڑ دی تو اس گھوڑے گدھے کی چوتھائی قیمت دینی پڑے گی۔

باب جنایۃ المملوک والجنایۃ علیہ

(اس کا بیان کہ غلام کسی کا نقصان کردے یا غلام کا کوئی نقصان کردے)

ت اگر کسی لونڈی غلام نے بہت سے نقصان کر دیے ہوں تو اُسکے آقا کو فقط ایک دفعہ

ان نقصان والون کے حوالے کر دینا واجب ہے بشرطیکہ اس مین حوالے کرنے کی قابلیت ہو (یعنی ان نقصانون کے بعد اُسے آزاد نہ کر دیا ہو) اور اگر اب وہ اس قابل نہین ہے (یعنی آقا نے اُسے آزاد کر دیا ہے تو وہ فقط ایک دفعہ اس کی قیمت نقصان والون کو دیدے (یعنی ہر ہر نقصان والے کو اُس کی پوری پوری قیمت دینی اسکے ذمہ نہین ہے ایک دفعہ کے دینے سے یہ بری ہو جائے گا) اگر کسی کے غلام سے خطا ئً کوئی خون ہوگیا تھا اور آقا نے وہ غلام بدلہ مین دیدیا تو مقتول کے وارث اس غلام کے مالک ہو جائین گے اب اگر آقا چاہے تو خون کا عوض دے کر اپنے غلام کو واپس لے سکتا ہے۔ اگر آقا نے روپیہ دیکر غلام واپس لے لیا تھا اور اُسنے پھر کوئی خون کر دیا تو اس کا حکم مثل پہلے کے خون کے ہے (کہ چاہے آقا غلام دیدے اور بعد مین چاہے تو واپس لے یا پہلے ہی سے روپیہ بھر دے) اگر کسی کے غلام نے ایک ہی دفعہ دو نقصان کر دیے تو اب اسکے آقا کو اختیار ہے کہ چاہے دونون نقصانون کے عوض مین غلام دیدے اور چاہے دونون کا روپیہ بھر دے۔ اگر آقا کو اپنے غلام کے نقصان کر دینے کی خبر نہین تھی اُسنے آزاد کر دیا تو غلام کی قیمت اور نقصان کے تاوان مین سے جونسی رقم کم ہوگی وہ اس آقا کو بھرنی ہوگی اور اگر نقصان کرنے کی خبر تھی اور پھر آزاد کر دیا تو اب نقصان کا تاوان ہی بھرنا ہوگا جیسا کہ بیچنے کی صورت مین ہوتا ہے (کہ اگر غلام کے نقصان ہونیکی خبر ہونے پر اُسکو بیچ ڈالا تو اب آقا کو تاوان ہی دینا پڑا کرتا ہے) اور اگر آقا نے اپنے غلام کی آزادی کو کسی شخص کے مار ڈالنے یا کسی کے تیر مارنے یا کسی کے زخمی کرنے پر معلق کر دیا تھا (یعنی یون کہدیا تھا کہ اگر تو ایسا کرے تو آزاد ہے) اور غلام مذکور نے ان مین سے کوئی فعل کر دیا تو غلام آزاد ہو جائے گا اور ان قصورون کا تاوان آقا ہی کو بھرنا پڑے گا۔ اگر کسی غلام نے ایک آزاد آدمی کا ہاتھ قصداً کاٹ دیا تھا اور ہاتھ کے بدلے مین یہ غلام ہی آزاد کو دیدیا گیا اور اُسنے آزاد کر دیا اور پھر اپنے ہاتھ کی تکلیف سے مر گیا تو یہ غلام اُس قصور کے عوض مین صلح ہے (یعنی اب اس آزاد کے مرنے پر غلام کے ذمہ کچھ نہین آئے گا) اور اگر اُسنے آزاد نہین کیا تھا اور ہاتھ کی تکلیف سے مر گیا تو اسکے وارث اس غلام کو آقا کی طرف واپس کر دین اور پھر اس غلام کو قصاص مین قتل کرین اگر قصد ارماذون[1] غلام

---

[1] ماذون غلام اس غلام کو کہتے ہین کہ جسکو آقا نے تجارت وغیرہ کرنے کی اجازت دیدی ہو ۱۲

سے خطائً کوئی خون ہوگیا تھا آقا کو اُس کی خبر نہ ہوئی اُسنے غلام کو آزاد کر دیا تو اب آقا کو اُس غلام کی دوہری قیمت بھرنی پڑے گی ۔ایک قیمت قرضخواہون کے لیے اور ایک مقتول کے وارثون کے لیے ۔اگر کسی ماذونہ قرضدار لونڈی کے اولاد ہو (اور قرض کے ادا ہونے کی کوئی صورت نہ ہو) تو قرض ادا کرنے کی غرض سے وہ لونڈی معہ بچے کے فروخت کر دی جائے اور اگر ایسی لونڈی خون کر دے اور بعد مین اُسکے بچہ پیدا ہو تو خون کے بدلہ مین یہ بچّہ نہ دیا جائے (یعنی مقتول کے وارثون کو صرف لونڈی ہی ملے گی) اگر غلام سے کسی نے یہ بیان کیا کہ تیرے آقا نے تجھے آزاد کر دیا ہے اسکے بعد اس کہنے والے کے کسی مورث کو اس غلام نے خطائً قتل کر دیا تو اب یہ بیان کرنے والا اس غلام سے کچھ نہین لے سکتا (کیونکہ اسکے خیال مین جب یہ غلام آزاد ہے تو اب آقا سے اس کا مواخذہ نہ رہا اور چونکہ درحقیقت یہ غلام ہے تو اُسکے کُنبہ والون سے بھی خون بہا کا مواخذہ نہین ہوسکتا) اگر آزاد شدہ غلام نے کسی سے یون کہا کہ مین نے تیرے بھائی کو اپنی غلامی کی حالت مین قتل کیا تھا ۔اُسنے کہا نہین تو نے تو آزاد ہونے کے بعد قتل کیا ہے تو اس صورت مین دیات مقتول کا بھائی گواہون سے ثابت کر دے ورنہ بالاجماع) غلام کے کہنے کا اعتبار کیا جائے گا ۔اگر کسی نے اپنے آزاد کردہ لونڈی سے کہا کہ مین نے تیرا ہاتھ اسوقت کاٹا تھا کہ جب تو میری ملک مین تھی ۔وہ بولی نہین تو نے تو آزاد ہونے کے بعد کاٹا ہے تو دیا تو کہنے والا اپنے دعوی کو گواہون سے ثابت کرے ورنہ) لونڈی کے کہنے کا اعتبار کیا جائے گا اور اُن سب چیزون کا یہی حکم ہے کہ جو آقا نے اپنی آزاد کردہ لونڈی سے لیلی ہون (اور لونڈی کہے کہ تو نے مجھے آزاد کرنے کے بعد لی ہے اور وہ دعوی کرے کہ پہلے لی ہے تو یا یہ اپنے دعوی پر گواہ لائے ورنہ لونڈی کا اعتبار کیا جائے گا) سوائے صحبت کرنے اور محنت مزدوری کے روپے کے (کہ ان دونون مین اگر اختلاف ہو تو آقا ہی کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا) اگر محجور[1] غلام نے کسی آزاد لڑکے سے ایک آدمی کے مار ڈالنے کو کہا اور لڑکے نے اُسکو مار ڈالا تو اس مقتول کی خونبہا لڑکے کی کُنبے والون پر ہوگی اور یہی حکم اُس صورت مین ہو کہ ایک محجور غلام نے دوسرے محجور غلام سے کہہ کر ایسا کرا دیا ہو تو اب اس قاتل غلام کے آقا کو یا خونبہا بھرنی پڑے گی اور یا غلام دینا پڑیگا) اگر ایک غلام نے

[1] محجور اس غلام کو کہتے ہین جسے آقا نے تجارت وغیرہ کرنے کی اجازت دے رکھی ہو ۱۲

دو آدمیون کو قصداً مار ڈالا اور دونون مقتولون کے دو دو وارث ہین لیکن دونون کے وارثون
مین سے ایک ایک نے اپنا اپنا حق اس غلام کو معاف کر دیا تو اب اس غلام کا آقا باقی کے دونون
وارثون کو یا تو نصف غلام دیدے (اور نصف اپنی ملک مین رکھے) اور یا ان دونون کو پوری
خونبہا دیدے اور اگر غلام نے دو خون کیے تھے ایک قصداً کیا تھا اور دوسرا خطاءً اور جو قصداً مقتول
تھا اُس کے دو وارثون مین سے ایک نے اپنا حق معاف کر دیا تو اب اس آقا کو اختیار رہے
کہ چاہے خطاءً مقتول کے دونون وارثون کو پوری خونبہا دیدے اور نصف خونبہا قصداً
مقتول کے دونون وارثون مین سے ایک کو دیدے (یعنی جسنے اپنا حق معاف نہین کیا) اور چاہے
ان تینون کے یہ غلام ہی حوالے کر دے کہ تینون تین حصہ کر لین (یعنی خود بیچ کے اسکی قیمت
کے تین حصہ کر کے لے لین) اگر ایک غلام دو آدمیون کا تھا اس نے ان دونون کے رشتہ دار کو مار
ڈالا اور اُن مین سے ایک نے یہ خون اس کو معاف کر دیا تو اب مقتول کا سب خون مُفت ہی
گیا (یعنی دوسرا وارث اس معاف کرنے والے سے اب کچھ مواخذہ نہین کر سکتا) یہ مذہب امام
صاحبؒ کا ہے اور صاحبینؒ اسکے خلاف ہین **ف** اگر کسی نے ایک غلام خطاءً مار ڈالا تو اس
قاتل سے اُسکے آقا کو اس غلام کی قیمت دلائی جائے گی اگر وہ دس ہزار درم کا یا اُس سے بھی زیادہ
قیمت کا تھا تو اُسکو ہزار سے دس درم کم دلائے جائینگے (کیونکہ دس ہزار درم تو آزاد آدمی کی خونبہا
ہوتی ہے لہذا غلام اس صورت مین آزاد سے نہین بڑھ سکتا) اور اگر کوئی لونڈی کو مار ڈالے اور
وہ پانچ ہزار درم کی ہو تو اس کی قیمت مین سے بھی دس درہم کم دلائے جائینگے ہان مغصوب[1] کی صورت
مین قیمت کتنی ہی ہو بہر صورت پوری ہی دینی پڑیگی۔ آزاد آدمی کے اعضا کا نقصان کرنے پر جو
مقدار اس کی خونبہا مین سے لی جاتی ہے۔ اسی حساب سے غلام کے اعضا مین نقصان کرنے پر اسکی
قیمت کا حصہ لیا جائے گا مثلاً اگر کسی نے ایک غلام کا ہاتھ کاٹ دیا تھا تو اُس کاٹنے والے سے اُس
غلام کی نصف قیمت لی جائیگی (خواہ کتنی ہی ہو) اگر ایک غلام کا کسی نے ہاتھ کاٹ دیا تھا۔ آقا نے
اس غلام کو آزاد کر دیا اور اب یہ غلام اس ہاتھ کی تکلیف سے مر گیا اور آقا کے سوا اسکے اور وارث بھی
ہین تو اس صورت مین اس غلام کا قصاص نہین لیا جائے گا (کیونکہ اب یہ تعین نہ رہی کہ یہ قصاص

[1] یعنی اگر کسی نے غلام غصب کر لیا تھا اور غاصب کے پاس وہ غلام مر گیا تو غاصب کے ذمہ اس غلام کی پوری ہی قیمت ہوگی ہزار سے کتنی ہی زیادہ ہو ۱۲ مترجم

آقا لے ۔یا وارث لیں) اور اگر آقا کے سوا اور کوئی وارث نہ تھا تو اب ہاتھ کاٹنے والے سے قصاص لیا جائے گا (کیونکہ اس صورت میں قصاص لینے کا مستحق آقا ہی ہے) اگر ایک شخص کے دو غلام ہیں اُس نے دونوں سے یوں کہا کہ تم میں ایک آزاد ہے پھر کسی نے اُن دونوں کے سر پھوڑ دیے اور اب آقا نے یہ بیان کیا کہ میں نے فلاں غلام کے آزاد کرنے کی نیت کی تھی تو اس صورت میں دونوں کے زخموں کا تاوان اس آقا ہی کو ملیگا ۔اگر ایک غلام کی کسی نے دونوں آنکھیں پھوڑ دیں تو اب اس غلام کے آقا کو اختیار ہے کہ چاہے یہ اندھا غلام اس کو دیدے اور آپ اس کی پوری قیمت لے لے اور یا (صبر کرلے اور) اس اندھے ہی کو رکھ لے اور اس شخص سے نقصان کا عوض کچھ نہ لے ۔ اگر کوئی مدبر یا اُم ولد خون وغیرہ کر دے تو اُن کی قیمت اور نقصان کے تاوان میں جو نسی رقم کم ہوگی وہی اُن کے آقا کو بھرنی پڑے گی ۔پس اگر آقا نے حاکم کے حکم سے ایک قصور میں قیمت بھر دی تھی اور اُس نے اب دوسرا قصور اور کر دیا تو یہ دوسرا نقصان والا بھی پہلے ہی نقصان والے کے شریک ہو جائے (یعنی اس مدبر وغیرہ کے آقا نے جو پہلے نقصان والے کو قیمت بھری ہے اسی میں سے یہ بھی حصہ بٹوالے) اور اگر آقا نے حاکم کے حکم بغیر قیمت دیدی تھی تو اب دوسرے نقصان والے کو اختیار ہے کہ چاہے اپنے نقصان کا مواخذہ اُسکے آقا سے کرے اور چاہے پہلے نقصان والے سے کرے ۔

باب غصب العبد والمدبر والصبی والجنایۃ فی ذلک

(غلام مدبر اور لڑکے کو غصب کرنا اور انہیں کچھ نقصان کر دینے کا بیان)

ت اگر ایک غلام کا کسی نے ہاتھ کاٹ دیا تھا پھر اس ہاتھ کٹے کو کسی نے غصب[1] کر لیا اور غاصب کے ہاں یہ اُسی ہاتھ کی تکلیف سے مر گیا تو اب اس غاصب کو ہاتھ کٹے غلام کی قیمت اُسکے آقا کو دینی پڑے گی ۔اگر کسی نے ایک غلام غصب کر لیا تھا اور دوسرے شخص نے اس غاصب کے ہاں اسکا ہاتھ کاٹ دیا اور اسکی تکلیف سے وہ غلام مر گیا تو غاصب اس غلام سے بری ہو گیا (کیونکہ اب اس غلام کا سب تاوان وہی دیگا جس نے اسکا ہاتھ کاٹا ہے) اگر ایک مجور غلام نے اپنے ہی جیسا غلام غصب کر لیا اور اُسکے پاس آکے وہ مر گیا تو یہ ضامن ہو (یعنی اس مجور کو اسکی قیمت بھرنی پڑے گی اگرچہ کہ مجور ہے اسلیے اُسکے آزاد ہونیکے بعد قیمت دینی ہوگی) اگر کسی نے ایک مدبر غلام غصب

[1] غصب کے معنی زبردستی چھین لینے کے ہیں اسکو یاد رکھنا چاہیے آئندہ کام آئیگا ۱۲ مترجم

کرلیا تھا اور اس مدبر نے غاصب کے ہان کوئی خون کردیا بعد مین وہ مدبر اپنے آقا کے ہان آگیا اور آقا
کے ہان آکے اور خون کردیا تو اول تو یہ آقا اس مدبر کی قیمت ان دونون مقتولون کے وارثون کو
دیدے اور پھر اسکی نصف قیمت غاصب سے وصول کرلے (کیونکہ ایک خون اُسنے غاصب کے ہان
بھی کیا تھا اُسکا تاوان غاصب ہی کے ذمہ ہی) اور یہ نصف قیمت بھی پہلے ہی مقتول کے وارثونکو دیدے
(کیونکہ پہلے وہی تمام قیمت کے مستحق ہوئے تھے دوسرے مقتول کے وارث اُسوقت اُسکے مزاحم
اور شریک نہ تھے تو ان کے حق مین کمی کیسے کیجائے) اور اسکے بعد جو قیمت نصف اُس آقا نے اپنے
پاس سے دی ہی یہ بھی غاصب سے وصول کرے (اور یہ اپنے پاس رکھے اور غاصب سے ساری قیمت
لیجانیکی یہ وجہ ہی کہ جب اُسکے ہان خون ہوا تو ساری قیمت کا دیندار وہ ہوچکا تھا مگر چونکہ مدبر پھر اپنے
آقا کے ہان آگیا تھا اس وجہ سے قیمت کے یہ ٹکڑے کرنے پڑے) اور اس صورت کے عکس مین دوبارہ
نصف قیمت جو غاصب سے لیجاتی ہی وہ اس سے نہین لیجائیگی **ف** اس صورت کا عکس یہ ہی کہ مثلاً
ایک مدبر نے اول اپنے آقا کے ہان خون کردیا تھا بعد مین اُسے کسی نے غصب کرلیا اور غاصب کے ہان
اُسنے اور خون کردیا تو اس صورت مین غاصب سے فقط نصف ہی قیمت لیجائیگی جو دوسرے مقتول کے
وارثون کو دیجائیگی اور آقا پوری قیمت کا تاوان پہلے مقتول کے وارثون کو بھریگا **ت** اور
اس حکم مین غلام مثل مدبر کے ہے کہ غلام کی صورت مین آقا کو یہ غلام ہی مقتول کے وارثون کے حوالے
کرنا پڑتا ہے اور مدبر کی صورت مین اسکی قیمت دینی پڑتی ہے۔ اگر ایک مدبر نے اپنے غاصب کے ہان
کوئی خون کردیا پھر غاصب نے وہ مدبر اُسکے آقا کو دیدیا اور دیکر پھر غصب کرلیا اور اُسنے دوبارہ
اسکے ہان اور خون کردیا تو اس صورت مین آقا کے ذمہ یہ بات لازم ہی کہ اس مدبر کی قیمت ان دونون
مقتولون کے وارثون کو دیدے اور دینے کے بعد اس مدبر کی پوری قیمت غاصب سے لی اور اس قیمت
مین سے بھی آدھی قیمت پہلے مقتول کے وارثون کو دے (کیونکہ وہ مستحق کل قیمت کے تھے اور پہنچی اُن کو
آدھی ہی تھی) اور بعد اسکے یہ آدھی بھی دی ہوئی اسی غاصب سے وصول کرے (کیونکہ مدبر نے دونون
خون اسی کے ہان کیے تھے اس لیے دونون کا خمیازہ اُسی اکیلے کو بھگتنا پڑے گا) اگر کسی
نے ایک آزاد لڑکا غصب کرلیا جو اسکے ہان آکے ناگہان یا بخار سے مرگیا تو غاصب پر اس کا
ضمان نہ آئیگا (کیونکہ ضمان تو مال کا آیا کرتا ہی اور آزاد مال نہین ہوتا۔ دوسرے یہ کہ اُسکے مرجانے

مین غاصب کی کوئی خطا نہین ہی، اور اگر اس لڑکے پر بجلی گر گئی یا سانپ نے ڈس لیا اور مر گیا تو اسکی خونبہا غاصب کے کنبے قبیلہ کے ذمہ ہوگی جیسا کہ کوئی غلام بطور امانت کے کسی لڑکے کے سپرد کر دیا جائے اور وہ لڑکا کسی صورت سے اس غلام کو مار دے تو اس غلام کی قیمت بھی اس لڑکے کے کنبے قبیلے ہی کے ذمہ ہوا کرتی ہے، اگر کوئی نابالغ لڑکے کے پاس بطور امانت کے کھانا رکھدے اور وہ لڑکا اُسے کھا لے تو لڑکے پر ضمان نہین آتا۔

کتاب القسامة

(خون کے مقدمہ مین محلہ والون پر قسم آنے کا بیان)

ست اگر کسی محلہ مین سے کوئی مقتول ملے اور اسکے قاتل کا پتہ نہ چلے تو محلہ والون مین سے پچاس آدمیون سی جنکو مقتول کا وارث چھانٹ لے قسم لیجائے وہ سب کے سب اس طرح قسم کھائین کہ اللہ کی قسم ہم نے اسکو قتل نہین کیا اور نہ ہمین اسکے قاتل کی خبر ہے اگر وہ پچاس کے پچاس اس طرح قسم کھالین تو پھر سارے محلہ والون کے ذمے اس مقتول کی خونبہا ہوگی اور اگر مقتول کا وارث بھی وہین رہتا ہو یا اور کہین رہتا ہو تو دونون صورتون مین (اس) کو قسم نہین دیجائے گی اگر اس پچاسے مین کوئی قسم کھانے سے انکار کرے تو اُسکو فوراً جیلخانے مین بھیجدیا جائے جبتک کہ وہ قسم نہ کھائے وہین رہے اور اگر محلہ کے قسم کھانے والے پچاس نہ ہون تو اُنہی کو دوبارہ قسمین دے کر پوری پچاس قسمین کر لیجائین (مثلاً اگر پچیس ہون تو ان سب کو دو دفعہ قسم دیجائے اور اگر دس ہی ہون تو سب کو پانچ پانچ دفعہ اور اگر چالیس ہون تو فقط دس آدمیون کو دو دفعہ قسم دے لینگے) اور لڑکے۔ دیوانے۔ عورت اور غلام پر یہ قسم نہین آسکتی (یعنی ایسے مقدمہ مین انہین قسم دینی نہین چاہیئے) اگر کسی محلہ مین سے کوئی ایسی میت ملے کہ جس کے بدن پر زخم کا یا مار کا نشان نہ ہو یا اس کی ناک سے یا مُنہ سے یا پاخانہ کی جگہہ سے خون جاری ہو تو اس صورت مین نہ محلہ والون پر قسم ہے اور نہ اُن کے ذمے[2] خون بہا ہی ہان اگر آنکھون سے یا کانون سے خون جاری ہو تو (اس وقت قسم وغیرہ لیجائے گی۔ کیونکہ ان

---

[1] یعنی غاصب اُسکے مرجانے کا سبب نہین ہوا بلکہ وہ اپنی موت سے مرا ہے۔ ہان اگر غاصب سبب پڑجاے مثلاً لڑکے کو ایسی جگہہ لیجاے کہ جہان بخار وبا کی کثرت ہو تو اسپر ضمان آئے گا ۱۲ مترجم عفی عنہ [2] کیونکہ ان تینون جگہہ سے خون جاری ہونے کی صورت مین بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیماری سے مرا ہو پس خون کرنا یقیناً ثابت نہ ہوا تو اس لیے خونبہا نہین آسکتی ۱۲ مترجم عفی عنہ

دونون اعضا سے خون بدون ضرب شدید کے نہین بہا کرتا) اگر کوئی مقتول کسی گھوڑے وغیرہ پر لدا ہو ملے اور اس سواری کو کوئی آگے سے پکڑے لیے جاتا ہو یا پیچھے سے ہانکتا ہو یا اوپر سوار ہو تو تینون صورتون مین اس مقتول کی خونبہا اس ساتھ والے کے کنبے کے ذمہ ہوگی۔ اگر کوئی گھوڑا وغیرہ جسپر مقتول لدا ہوا ہو دو گاؤن کے درمیان مین پکڑا جائے اور اس کے ساتھ کوئی نہو) توجو گاؤن وہان سے زیادہ قریب ہوگا وہان کے رہنے والون پر قسم اور خون بہا لازم ہوگی (اور اگر دونون برابر فاصلے پر ہین تو دونون کے ذمہ ہوگی) اگر کوئی مقتول کسی کے مکان مین سے ملے (اور صاحب مکان اس خون سے بالکل لاعلمی ظاہر کرے) تو صاحب مکان کو پچاس قسمین کھانی ہونگی اور خونبہا اسکے کنبے قبیلے کے ذمہ ہوگی اور اول قسامۃ جاگیر دارون پر واجب ہوتی ہے نہ کہ رہنے والون اور خریدنے والون پر ف یعنی اگر کسی گاؤن والون سے خون کی بابت قسم لینے کی ضرورت ہوگی تو جن لوگون کو بادشاہ نے وہ گاؤن جاگیر کے طور پر دیا ہوگا یعنی جو وہان کے اصلی زمیندار ہونگے اُنسے لیجائے گی نہ کہ ان لوگون سے کہ جو رعیت کے طور پر یہان رہتے ہون یا جنھون نے یہ گاؤن اب خرید لیا ہو۔ مترجم ت اور اگر اُن جاگیرداروں مین سے کوئی نہ رہا ہو تو اب خریدنے والون پر قسم آئے گی۔ اگر کوئی مقتول کسی مشترک حویلی مین سے ملے اور اسکے شرکا برابر کے حصہ دار نہون (بلکہ کسی کا آدھا ہو کسی کا تہائی یا چوتھائی) تو خونبہا اور قسامۃ ان کی گنتی پر ہوگی (اور اُن کے حصون کا کچھ لحاظ نہین کیا جائے گا) اگر کسی نے ایک مکان بیع کر دیا تھا اور خریدنے والے نے ابھی اسپر قبضہ نہین کیا تھا کہ وہان سے ایک لاش مل گئی تو اسکی خونبہا (وغیرہ) بیعنامہ کرنے والے کے کنبے کے ذمہ ہوگی۔ اور اگر مکان وغیرہ کی بیع اختیار کے ساتھ ہوئی تھی (یعنی بائع مشتری مین سے کسی نے واپس کر دینے کا اختیار لے لیا اور اس اختیار ہی کی مدت مین وہان سے لاش مل گئی) تو یہ مکان وغیرہ جسکے قبضہ مین ہوگا اسکی خونبہا اُسی کے کنبے کے ذمہ ہوگی مگر ہان قابض کے کنبے والے ابھی خونبہا ادا نہ کرین جبتک کہ اس بات کے گواہ نہ گزر جائین کہ یہ مکان اسی کا ہے جس کے قبضہ مین ہے۔ اگر کشتی مین سے کوئی لاش ملے تو اسکی خونبہا وغیرہ جو اس مین سوار ہون یا ملاح وغیرہ ان سب ہی کے ذمہ ہوگی اور اگر محلہ کی مسجد مین سے ملے تو اُس محلہ والون کے ذمہ ہوگی اور اگر جامع مسجد مین یا شارع عام

مین سے ملے تو اس صورت مین قسامت نہ ہوگی ہان بیت المال سے اسکی خونبہا دیجائیگی اگر جنگل مین سے یا دریا کے بیچ مین سے کوئی لاش ملے تو اسکی کچھ بازپرس نہ کیجائیگی اور اگر دریا کے کنارے پر اٹکی ہوئی ملے تو جو گاؤن اس طرف سے زیادہ قریب ہوگا وہین کے باشندون سے بازپرس ہوگی اگر کوئی مقتول محلہ مین سے ملا تھا اور اس مقتول کے وارث نے اس محلہ والون کے سوا اور کسی پر خون کا دعوی کر دیا تو ان محلہ والون کے ذمہ سے قسامت جاتی رہیگی اور اگر محلہ والون ہی مین سے کسی ایک شخص پر دعوی کیا ہے تو اب اُن کے ذمہ سے قسامت نہین جائیگی اگر ایک قوم مین تلوارون سے مٹھ بھیڑ ہوئی اور بعد مین ایک مقتول کو چھوڑ کے سب چلے گئے تو جس محلہ مین یہ تکرار ہوئی ہو اُس مقتول کی قسامت اور خونبہا وہین والون پر ہوگی ہان اگر مقتول کا وارث اُن ہی لوگون پر دعوی کرے کہ جو تلوارین لیکر چڑھے تھے یا اُن مین سے ایک خاص آدمی پر دعوی کرے تو اب محلہ والون پر قسامت نہین آئے گی۔ جن محلہ والون سے قسم لیجا رہی ہے اگر ان مین سے کوئی یون بیان کرے کہ یہ خون تو (مثلاً) زید ہی نے کیا ہے تو (اس دعوی پر) اسکو یون قسم دیجائے گی کہ خدا کی قسم یہ خون مین نے نہین کیا اور نہ مجھے اسکے قاتل کی خبر ہے سوائے زید کے اگر کسی محلہ پر قسامت آنیکے بعد اسکے محلہ والے یون گواہی دین کہ یہ خون تو دوسرے محلہ والے نے کیا ہی یا اپنے مین سے ایک خاص شخص کا نام لینے لگین تو اُن کی یہ گواہی اور بیان قابل سماعت نہ ہوگا۔ (کیونکہ یہ ہوسکتا ہے کہ اُنھون نے دوسرے کا نام اپنی جان بچانے اور اپنے ذمہ سے الزام رفع کرنے کے لیے لیا ہو)

کتاب المعاقل

خونبہاؤن کے ادا کرنیوالون کا بیان

ت معاقل معقلہ کی جمع ہے اور معقلہ اُس خونبہا کو کہتے ہین جو خونبہا محض خون کر دینے پر آلئے وہ قاتل کے عاقلہ کے ذمہ ہوتی ہے **ف** محض خون کر دینے کی قید سے وہ خونبہا نکل گئی جو صلح کر دینے کے باعث دینی آئی ہو یا شبہۃً دینی پڑی ہو مثلاً باپ نے اپنے بیٹے کو قصداً مار دیا ہو تو ان دونون صورتون مین خونبہا خاص قاتل ہی کے مال مین سے دیجاتی ہے کنبہ والون سے نہین لیجاتی **ت** اگر قاتل کسی دفتر مین ملازم ہے تو اُس کے عاقلہ اُسی دفتر کے ملازمین ہونگے ان سب

دفتریون کی تنخواہون مین سے یہ خونبہا تین سال مین (قسط وار) وصول کرلیجائی اور اگر انکی تنخواہین تین برس سے زیادہ مین یا کم مین وصول ہون تو اُسی وقت مجرا کرلیجائے (یعنی تین برس سے کم مین وصول ہون تو اُسوقت وصول کرلو ورنہ بعد مین جب وصول ہون جب ہی مجرا کرنا) اور اگر قاتل دفتر والون مین سے نہین ہے تو اُسکے عاقلہ اُسکے خاندان کے لوگ ہین (یعنی برادری مین جو اُسکے قریبی رشتہ دار ہون) اُن سے خونبہا تین برس مین قسط وار وصول کیجائے۔ یعنی ہر سال مین فی کس ایک درم یا ایک درم اور تہائی درم لیا جاے اس حساب سے تین سال مین ہر آدمی سے چار درم سے زیادہ نہین لیے جائینگے (بلکہ یا تو تین ہی درم وصول ہونگے اور یا زیادہ سے زیادہ چار ہونگے) اگر اس قبیلے کے آدمی اتنے نہ ہون کہ ان مین ساری خونبہا کا روپیہ اس حساب سے وصول ہوسکے (بلکہ آدمی کم ہونے کے باعث روپیہ باقی رہجاتا ہے) تو ان مین عصبات کی ترتیب[1] سے ان ہی کی قریبی رشتہ دار قبیلے اور ملا لئے جائین گے اور قاتل بھی عاقلہ کے ایک آدمی جیسا شمار کیا جائیگا (یعنی جیسے عاقلہ مین فی کس تین درم یا چار درم وصول ہوا کرتے ہین اسی طرح اس قاتل سے بھی وہی تین یا چار درم وصول کیے جائینگے اس سے زیادہ کچھ نہین لیا جائیگا) اور آزاد کردہ غلام کے عاقلہ اسکے آزاد کرنے والے کی برادری کے لوگ ہونگے اور مولی موالات کا عاقلہ ایک تو وہی شخص ہی کہ جسکے ہاتھ پر اُسنے عقد موالات کی ہی اور اسکے علاوہ اس شخص کی برادری کے لوگ ہونگے **ف** مولی موالات کی تفصیل پیچھے مذکور ہوچکی ہی۔ یعنی اُسے کہتے ہین کہ ایک پردیسی کسی شہر وغیرہ مین آکر رہنے لگے اور وہان کے کسی باشندے کے ہاتھ مین ہاتھ دیکر یہ معاہدہ کرلے کہ مین تیرے نفع ونقصان کا شریک ہون اور تو میرے نفع و نقصان کا شریک ہی یعنی اگر مجھ سے کوئی خطا قصور سرزد ہوکر کہین جرمانہ وغیرہ دینا آجائے تو وہ بھی تمھین دینا ہوگا اور اگر مین مرجاؤن تو جو کچھ میرے پاس ہے اسکے بھی مالک تم ہی ہوگے دونون طرف سے جب یہ معاہدہ طے ہوجائے تو اس کا نام عقد موالات ہے **ت** اور غلام کے خون وغیرہ کرنے کا تاوان (یعنی خونبہا وغیرہ) عاقلہ کے ذمے نہین ہوتی اور نہ اُس خون کی کہ جو

---

[1] عصبات کی ترتیب سے مُراد یہ ہی کہ اول اُس قبیلہ کے آدمیون کے بھائیون کو ملائین گے پھر بھتیجون کو اگر اُن سے بھی حساب پورا نہ ہو تو پھر اُنکے چچون کو اور اُن سے بھی نہ ہو تو پھر چچون کے بیٹون کو ۱۲ مترجم عفی عنہ

کسی نے قصداً کیا ہو (بلکہ ایسی صورت مین قاتل سے قصاص لیا جاتا ہے) اور جو روپیہ مدعا علیہ کو صلح ہونے پر دینا پڑے یا مدعا علیہ کے اقرار کر لینے کے باعث دینا آئے تو یہ بھی عاقلہ کے ذمے نہین ہوتا (بلکہ یہ روپیہ مدعا علیہ ہی کے ذمے ہوتا ہے) ہان اگر مدعا علیہ کے اقرار کرنے پر عاقلہ بھی اسکی تصدیق کر لین تو اب عاقلہ کو دینا ہوگا۔ اگر کوئی آزاد آدمی خطاءً کسی غلام کا کچھ نقصان کر دے تو اُس کا تاوان جس قدر بھی ہو) آزاد کے عاقلہ کو بھرنا پڑے گا **ف** اس مسئلہ سے یہ صاف معلوم ہوگیا کہ خطاءً جو بھی تاوان دینا آئے گا وہ مجرم کے عاقلہ کو بھرنا پڑے گا۔ برابر ہے کہ مدعی غلام ہو یا آزاد آدمی ہو اس سے کچھ تاوان مین فرق نہین آتا۔

کتاب الوصایا

وصیتون کا بیان

ت وصیت اُسے کہتے ہین کہ آدمی مرنے سے پہلے یون کہے کہ میرے مرنے کے بعد یہ چیز فلان شخص کو ملجائے اور وصیت کرنا مستحب ہے **ف** جاننا چاہیئے کہ جو شخص وصیت کرے اُسکو موصی یعنی وصیت کرنیوالا کہتے ہین اور جس کے لیے وصیت کرے اسکو موصی لہٗ اور جسکو اس وصیت کی تعمیل کیلئے مقرر کرے اُسے وصی کہتے ہین **ت** موصی کو اپنے تہائی مال سے زیادہ کی وصیت کرنی درست نہین ہے (یعنی مثلاً تین سو روپیہ مین سے ایک سو روپیہ یا اس سے کم کسی کو دینے کی وصیت کر دے تو یہ درست ہے اور اس تہائی سے زیادہ کی وصیت درست نہین ہے اور نہ اپنے قاتل کے لیے درست ہے اور نہ اپنے کسی خاص وارث کے لیے (مگر ان تینون صورتون مین ناجائز ہونا اس شرط پر ہے کہ) اگر اور ورثا اس وصیت کو ناجائز نہ رکھتے ہون (اور اگر سب خوشی سے اسکی تعمیل کی اجازت دیدین تو پھر منع نہین ہے) اگر کوئی مسلمان کسی ذمی کے لیے وصیت کرے یا ذمی کسی مسلمان کے لیے وصیت کرے تو یہ دونون وصیتین درست ہین اور موصیٰ لہٗ کی طرف سے وصیت کو قبول کرنیکا اعتبار موصی کے مرنے کے بعد ہوتا ہے اور اسکی زندگی مین قبول کرنا یا انکار دونون بیکار ہین (یہانتک کہ اگر اس کی زندگی مین یون کہدیا تھا کہ اسکی وصیت کا روپیہ لینا مجھے منظور نہین ہے اور اسکے مرنیکے بعد کہدیا کہ مین لیتا ہون تو اُسکا یہ قبول کرنا درست ہوگا اور روپیہ اسکو ملیگا) اور مستحب یہ ہے کہ آدمی تہائی مال سے کم ہی کی وصیت کرے اور جب وصیت کی چیز کو موصیٰ لہٗ قبول کر لے تو وہ چیز اسکی ملکیت

ہوجاتی ہے (برابر ہے کہ اُسکے قبضہ مین آئی ہو یا نہ آئی ہو) ہان اگر موصی یعنی وصیت کرنیوالے کے مرتے ہی یہ موصی لہ بھی مرجائے اور اس قبول کرنے تک بھی مہلت نہ ملے تو ایسی صورت مین اسکے قبول کیے بغیر ہی وہ چیز اس کی ملک ہوجاتی ہے۔ اگر کسی کے ذمے اتنا قرض ہو کہ جس قدر مال اُسکے پاس ہے وہ سب قرضہ ہی مین چلا جاویگا تو ایسے قرضدار کی وصیت درست نہین ہے اسیطرح اگر کوئی لڑکا نابالغ) یا مکاتب کچھ وصیت کرنے لگے تو بھی درست نہین ہے اور حمل کیلیے وصیت کرنی درست ہے (مثلاً کوئی یون کہے کہ اس عورت کے پیٹ مین جو بچہ ہے اسکو میرے روپیہ مین سے اتنا دیدینا) اور کسی کے حق مین حمل کی وصیت کرنی بھی درست ہے (مثلاً کوئی یون کہے کہ میری لونڈی کے پیٹ سے جو بچہ پیدا ہو وہ فلان شخص کو دیدینا تو یہ بھی جائز ہے) بشرطیکہ وصیت کے وقت سے لیکر چھ مہینے سے کم مین اُس لونڈی کے بچہ ہوجائے (اور اگر چھ مہینے مین یا زیادہ مین ہوگا تو وصیت بیکار ہوگی کیونکہ وصیت کیوقت حمل ہونے کا یقین نہ رہیگا اور حمل کیواسطے کوئی چیز ہبہ کرنی درست نہین ہے (کیونکہ ہبہ مین جس کے لیے ہبہ کیا جائے اُسکا قبضہ ہونا شرط ہے اور حمل قبضہ نہین کرسکتا) اگر کسی نے اپنی لونڈی کی کسی کے لیے وصیت کی اور اسکے حمل کو استثنا کرلیا (مثلاً یون کہا کہ میری یہ لونڈی فلان شخص کو دینا مگر اسکے پیٹ مین جو بچہ ہے یہ ندینا) تو یہ وصیت اور استثنا دونون درست ہے (یعنی اس موصی لہ کو یہ لونڈی ہی ملیگی اور اُسکا بچہ نہین ملیگا) اور وصیت کرنیوالے کو اپنی وصیت سے پھرنا جائز ہے خواہ زبانی کہکر پھر جائے (کہ مین نے جو وصیت کی تھی وہ مین واپس لیتا ہون) یا کوئی فعل ایسا کردے کہ جو وصیت سے پھرنیکی دلیل ہو مثلاً جس چیز کی وصیت کی ہو وہ کسی کے ہاتھ بیع کردے یا ہبہ کردے۔ یا کپڑے کی وصیت کی پھر اسی موت نے یا بکری کی وصیت کرکے پھر اُسے ذبح کرلے) اور فقط وصیت کا انکار کردینے سے پھرنا ثابت نہین ہونیکا۔

باب الوصیۃ بثلث المال ونحوہ

(تہائی مال وغیرہ کی وصیت کرنے کا بیان)

ت اگر کسی نے ایک تہائی مال کی ایک شخص کے لیے وصیت کی تھی اور دوسری تہائی کی دوسرے

لہ یعنی اگر وصیت کرنیکے بعد یون کہے کہ مین نے تو وصیت نہین کی اور جس کے لیے کی تھی وہ وصیت کو گواہون سے ثابت کرتا ہو تو وصیت کی چیز اسکو ضرور پہنچے گی اسی پر فتوی ہے ۱۲ مترجم عفی عنہ

ملے گا) اگر کسی نے ایکہزار کی وصیت کی اور اُسکا روپیہ کچھ اُس کے پاس ہو اور کچھ اُدھار مین پڑا ہے
پس اگر اُسکے پاس کا روپیہ تین ہزار یا اس سے زیادہ ہے تو اسی مین سے موصی لہٗ کو ایکہزار دیکر الگ
کردین گے اور اگر اسکے پاس تین ہزار سے کم ہو تو اس مین سے ایک تہائی دیدین گے اور جب
کچھ قرضہ وصول ہوا کرے گا اسکی ایک تہائی یہ لیتا رہیگا یہانتک کہ اسکے ہزار روپیہ پورے ہو جائین
اگر کسی نے اپنے تہائی مال کی وصیت زید اور عمرو دونون کے لیے کی اور عمرو وصیت سے پہلے
ہی مر چکا ہے تو یہ ساری تہائی زید کی ہے اور اگر یون وصیت کی کہ میرے تہائی مال مین زید
اور عمرو دونون برابر کے شریک ہین اور عمرو مر چکا ہے تو اب زید کو اُس تہائی کا نصف ملے گا
اگر کسی نے (اپنے مرنے سے کئی دن پہلے) اپنے تہائی مال کی وصیت کی اور وصیت کے وقت
اُسکے پاس ایک پیسہ بھی نہین ہے[1] تو اس کے مرنے کے وقت جو چیز اُس کی ملکیت ہوگی اُسکی ایک
تہائی موصی لہٗ کو ملیگی۔ اگر کسی نے اپنے تہائی مال کی وصیت اپنی ام ولدون اور فقیرون اور
مسکینون کے لیے کی اور اُم ولدین تین ہین تو اس موصی کے تہائی مال کے پانچ حصے
کرلین گے ان مین سے تین حصے تینون اُم ولدون کے اور ایک حصہ فقیرون کا اور ایک
حصہ مسکینون کا۔ اگر کسی نے یون وصیت کی کہ میرے مال مین سے ایک تہائی زید اور
مسکینون کو دینا تو تہائی مین سے نصف زید کو دین گے اور نصف مسکینون کو۔ اگر ایک شخص
نے ایک آدمی کے لیے سو روپیہ کی وصیت کرکے دوسرے کیلئے اور سو روپیہ کی وصیت کردی
اور پھر تیسرے کے لیے یون کہدیا کہ مین نے تجھے ان دونون کے شریک کردیا ہے تو اس
تیسرے کو ان دونون کے سو مین سے ایک تہائی ملیگی اور اگر ایک شخص کے لیے چار سو کی وصیت
کی اور دوسرے کے لیے دو سو کی اور بعد مین تیسرے سے کہدیا کہ مین نے تجھے ان دونون کے شریک
کردیا ہے تو یہ تیسرا ان دونون سے نصف نصف بٹوالے گا[2] (یعنی دو سو پہلے سے لے لیگا اور سو دوسرے
سے) اگر کسی نے مرتے وقت یہ کہا کہ میرے ذمہ قرض ہو (اور قرض کی مقدار بیان نہ کی) اور وارثون
نے اُسکے کہنے کو مان لیا تو اب قرضخواہ سے بیان کرائین گے اور اس کا (دعوی تہائی ترکہ تک منظور

---

[1] یعنی وہ بالکل فقیر ہو مال وغیرہ اسکے پاس کچھ نہین ہو ۱۲ [2] تو اس صورتین پہلے کو دو سو ملینگے اور دوسرے کو سو اور تیسرے کو تین سو اگرچہ یہ شرکت کا لفظ سب مین مساوات کو چاہتا ہو مگر چونکہ اس صورتین مساوات ناممکن نہین اور حتی الوسع اسپر عمل کرنا ضروری ہو تو اسلیے ہم اس تیسرے کو ان دونون مین سے ہر ایک کے مساوی کر دینگے ۱۲ ملا مسکین

کیا جائیگا اور تہائی سے زیادہ مین دعوی منظور نہین کیا جائیگا) اگر کسی نے (اپنے ذمے قرض ہونے کا اقرار کرنے اور ورثہ کی تصدیق کر لینے کے بعد) بہت سی وصیتین کین تو اب اس موصی کے مال مین سے ایک تہائی مال وصیت والون کے لیے اور دو تہائی وارثون کے لیے الگ الگ کر لیا جائیگا اور پھر دونون فریق سے یہ کہدیا جائیگا کہ قرضہ کے مدعی کا تم جس قدر روپے مین چاہو اعتبار کر لو (یعنی اُسکے کہنے کو مان لو تو ہر فریق جس مقدار کو تسلیم کرے گی وہی مقدار اُس فریق کے حصے مین سے لے کر مدعی کو دیدینگے) اور اسکے بعد ایک تہائی مین سے جو کچھ بچے گا وہ وصیت والون کا ہوگا (وہ بانٹ لینگے) اور دو تہائی مین سے جو بچے گا وہ ورثہ بانٹ لین گے) اگر کسی نے ایک اجنبی شخص اور ایک اپنے وارث کے لیے وصیت کی تو اس وصیت مین سے نصف اس اجنبی کو ملجائے گا اور وارث کے حق مین وصیت باطل (اور بیکار) ہوگی (کیونکہ وارث کے لیے وصیت درست نہین ہوا کرتی ان کے حقوق کلام الٰہی سے مقرر ہو چکے ہین) اگر کسی نے مختلف[له] قسم کے تین تھانون کی تین آدمیون کے لیے وصیت کی اور ان مین سے ایک تھان جاتا رہا اور یہ معلوم نہوا کہ کونسا اور کسکے حصہ کا گیا ہے اور اس موصی کا وارث اِن تینون مین سے ہر ایک سے کہتا ہے کہ میان تیرے ہی حصہ کا گیا ہے (یعنی وہ کسی کو دینے کی ہان نہین کرتا) تو یہ وصیت ہی باطل ہوگی۔ ہان اگر وارث باقی کے دونون تھانون کو ان تینون کے حوالے کر دے (اور یون کہدے کہ ان کو تم آپس مین تقسیم کر لو تو اب (ان مین تقسیم کی یہ صورت ہوگی کہ بڑھیا والے کو بڑھیا کی دو تہائی ملین گی اور گھٹیا کی وصیت والے کو گھٹیا کی دو تہائی اور میانہ قسم کی وصیت والے کو دونون مین سے ہر ایک کی ایک ایک تہائی ملے گی۔ اگر کسی نے ایک مشترک مکان مین سے کسی کے لیے ایک کوٹھری کی وصیت کی اور موصی کے مرنے کے بعد یہ مکان تقسیم ہوا اور وہ کوٹھری موصی ہی کے حصہ مین آئی تو اب یہ موصی لہٗ کی ہے اور اگر موصی کے حصہ مین نہ آئی (بلکہ کسی اور شریک کے حصہ مین لگ گئی) تو اس کوٹھری کی زمین جس قدر بھی ہے اُتنی ہی زمین اس مکان مین سے اس موصی لہٗ کو دی جائیگی اور اس حکم مین اقرار مثل وصیت کے ہے **ف** یعنی اگر کسی نے اپنے مشترک مکان مین سے ایک کوٹھری کی بابت کسی کے لیے اقرار کر لیا اور اقرار کے بعد وہ مکان تقسیم ہوا اب اگر یہ کوٹھری اس مقر کے حصہ مین آ گئی تو بلاشبہ اس مقر لہٗ کو ملے گی اور اگر کسی اور کے حصہ مین لگ گئی

[له] مختلف قسم سے مراد یہ کہ ایک بڑھیا اور ایک گھٹیا اور ایک میانہ ۱۲

داور پھر اُن مین سے ایک آدھ روپیہ جاتا رہا تو وصیت مین کچھ نقصان نہ آئیگا بلکہ حج کی وصیت اُنھی باقی روپون سے پوری کیجائیگی۔ اگر کسی نے اپنے غلام کو آزاد کرنے کی وصیت کی اور پھر آپ مرگیا بعد مین غلام نے کچھ ایسا نقصان کیا کہ اس نقصان ہی کے عوض مین وارثون نے وہ غلام ان کو دیدیا جن کا نقصان کیا تھا تو ایسی صورت مین وصیت باطل ہوجائیگی اور اگر اس نقصان کا عوض وارثون نے اپنے پاس سے روپیہ دیکر پھر دیا ہو تو وصیت باطل نہین ہوئیگی (یہ غلام آزاد ہوجائیگا) اگر کسی نے اپنا تہائی مال زید کو (مثلاً) دینے کی وصیت کی اور ایک غلام (اور کچھ مال اور وارث) چھوڑا بعد مین زید (موصی لہ) نے یہ دعوی کیا کہ اس غلام کو تو وہ اپنی تندرستی کی حالت مین آزاد کرچکا ہے اور وارث دعوی کرتا ہے کہ اسکو مرض موت مین مین نے آزاد کیا ہے۔ تو اس صورت مین وارث (سے قسم لے کر اُس) کے کہنے کا اعتبار کیا جائیگا اور اس غلام مین سے زید کو کچھ نہین ملنے کا ہان اگر ترکہ کی تہائی غلام کی قیمت سے کم زیادہ ہو یا یہ موصی لہ اپنے دعوی پر گواہ پیش کردے (یعنی گواہون سے یہ ثابت کردے کہ موصی اپنی تندرستی مین اس غلام کو آزاد کرچکا ہے تو اب اسکو ترکہ کی پوری تہائی ملے گی) اگر کسی نے ایک میت پر اپنا قرض ہونیکا اور اس میت کے غلام نے اپنے آزاد ہونے کا دعوی کیا (یعنی غلام نے یہ دعوی کیا کہ میرے آقا میت نے اپنی تندرستی مین مجھے آزاد کردیا تھا) اور وارثون نے ان دونون کی تصدیق کرلی (اور اس غلام کے سوا اور کچھ مال میت نے نہین چھوڑا) تو یہ غلام اپنی قیمت کما کر دیوے (اور بعد مین آزاد ہوجائے) اور یہ قیمت قرضخواہون کو دیدیجائے۔ اگر کسی نے یہ وصیت کی کہ (میرے ذمہ جو) اللہ کے حقوق (رہین وہ) ادا کردینا تو اول فرض حقوق ادا کیے جائینگے گو اس نے فرائض کو پیچھے کہا ہو اور فرائض یہ ہین مثلاً حج زکوٰۃ اور کفارہ (یہ سب سے پہلے ادا کیے جائینگے۔ اور اگر قوۃ مین سب حقوق برابر ہون (یعنی سب ایک طرح کے فرض ہی ہون یا واجبات ہی ہون) تو ایسی صورت مین اول وہ ادا کیا جائیگا جو موصی کی زبان سے اول نکلا ہوگا (اور جو پیچھے کہا ہوگا وہ پیچھے ادا کیا جائے گا) اگر کسی نے (اپنی طرف سے فرض حج کرانے کی وصیت کی تو اب وارثون کو چاہیئے کہ اسکی طرف سے اور اُسی کے شہر سے ایک آدمی سواری پر حج کرنے کے لیے بھیجین اور اگر اسکے ترکہ کا اتنا روپیہ نہین ہے کہ اسکے شہر سے آدمی حج کرنے کے لیے جاسکے تو جہان سے جانے مین وہ روپیہ کافی ہوگا

لہ اسکا مقصود اس کہنے سے یہ ہے کہ یہ غلام تو سارا آزاد ہوچکا لہذا میرے حصہ مین تہائی غلام نہین آنا چاہیئے اور وارث کا مطلب یہ ہے کہ غلام بھی وصیت مین داخل ہے ۲

وہین سے بھیجدین گے۔ اگر کوئی شخص حج کرنیکے ارادے اپنے شہر سے چلدیا تھا اور راستہ مین مرگیا اور یہ وصیت کرگیا کہ میری طرف سے حج کرادینا تو اسکی طرف سے حج کرنیوالون کو بھی اسکے شہر ہی سے بھیجین گے جہان وہ مرگیا ہے وہان سے نہین بھیجا جائے گا اور دوسرے کی طرف سے حج کرنیوالے کا بھی یہی حکم ہے ف یعنی اگر ایک شخص دوسرے کی طرف سے حج کرنے جارہا تھا راستہ مین مرگیا تو اب دوبارہ جو آدمی حج کرنے کے لیے بھیجا جائے گا تو وہ اس پہلے نائب کرنیوالے یعنی وصیت کرنے والے ہی کے شہر سے بھیجا جائے گا جہان یہ نائب مرا ہے وہان سے نہین بھیجا جائے گا (تکملۃ البحر)

باب الوصیۃ للاقارب وغیرہم

(رشتہ دارون وغیرہ کے لیے وصیت کرنیکا بیان)

ست موصی (اگر اپنے ہمسایہ کے لیے وصیت کرے تو اس) کے ہمسائے وہ ہونگے جنکے گھر اسکے گھر سے ملے ہوئے ہون اور (اگر سسرال کے لئے کوئی وصیت کرے تو اس) کے سسرالی وہ ہونگے جو اسکی بیوی کے ذی رحم محرم ہون (یعنی اسکی بیوی کے وہ رشتہ دار کہ جنکا نکاح اسکی بیوی سے ہمیشہ کو حرام ہو) اور (اگر کسی نے اپنے دامادون کے لیے وصیت کی ہو) اسکے دامادون سے ان عورتون کے شوہر مراد ہونگے جن سے اسکو نکاح کرنا حرام ہو اور اہل سے مراد اسکی بیوی ہوگی اور آل سے مراد اُسکے گھر کے آدمی اور جنس سے اسکے باپ کے گھر کے آدمی۔ اگر کسی نے اپنے رشتہ دارون کے لیے یا قرابت دارون کے لئے یا ذوی الارحام کے لیے یا اپنے خاندانیون کے لیے وصیت کی تو سب سے اول وصیت کے مستحق وہ ہون گے جو اس موصی کے سب سے زیادہ قریب کے رشتہ دار ہون) اگر وہ نہ ہون تو جنکا درجہ قریب ہونے مین اُن کے بعد ہو (اگر وہ بھی نہ ہون تو جو قریب ہونے مین ان کے بعد ہون اور اسی ترتیب سے) اور اس موصی کے) مان باپ اور اولاد اور وارث اس وصیت مین داخل نہین ہونگے (کیونکہ وارثون کے لیے وصیت نہین ہوا کرتی) اور یہ وصیت دو کے لیے یا دو سے زیادہ کے لیے ہوگی (کیونکہ موصی نے جمع کے الفاظ بولے ہین جو ایک پر نہین بولے جایا کرتے) پس اگر اس وصیت کرنے والے کے (مثلاً) دو چچا اور دو مامون ہون تو مذکورہ وصیت دونون چچون کے لیے ہوگی

سلہ مثلاً اس عورت کے باپ دادا بھائی بھتیجے تائے مامون وغیرہ ۱۲ سلہ اس موقع پر عربی کنز مین اول اقاربہ کا لفظ ہے اور پھر لذی قرابۃ اگرچہ مطلب ایک ہی ہے مگر لفظون کے فرق کے لحاظ سے ترجمہ مین یہ فرق کر دیا گیا ہے ۱۲ مترجم بڈھانوی عفی عنہ

دکیونکہ رشتہ داری مین بچون کا حق ماموؤن سے مقدم ہوتا ہے۔ لہذا وہ زیادہ قریبی رشتہ دار قرار پاکر وصیت کے مستحق ہونگے) اور اگر اس موصی کے ایک چچا اور دو ماموں ہین تو نصف وصیت چچا کے لیے ہوگی اور نصف دونون ماموؤن کے لیے اور اگر ایک چچا اور ایک پھوپی ہے تو یہ وصیت کے مال کو آدھون آدھ بانٹ لین گے۔ اگر کسی نے یون وصیت کی کہ میرے مال مین سے فلانے کی اولاد کو اتنا دینا تو اس صورت مین اس فلانے کے لڑکے اور لڑکی دونون کو برابر دیا جائے گا۔ اور اگر یون وصیت کی کہ میرے مال مین سے فلان شخص کے وارثون کو اتنا دینا تو اس فلانے کے وارثون مین مرد کو دوہرا حصہ ملے گا اور عورت کو اکہرا دکیونکہ وارثون کو حصہ یونہی ملا کرتا ہے)

باب الوصیۃ بالخدمۃ والسکنی والثمرۃ

(غلام کی) خدمت اور (مکان کی) سکونت اور (درختون کے) میوے کی وصیت کرنیکا بیان

ت اگر کوئی کچھ معین دنون کے لیے یا ہمیشہ کے لیے اپنے غلام کی خدمت کی یا اپنے مکان مین رہنے کی کسی کے لیے وصیت کر دے تو یہ درست ہے پس اگر وہ غلام تہائی ترکہ سے کم قیمت کا ہو تو موصی لہ کو دیدیا جائے گا تاکہ اسکی خدمت کرے اور اگر تہائی ترکہ سے زیادہ قیمت کا ہو تو یہ غلام دونون وارثون کی خدمت کیا کرے اور ایک روز موصی لہ کی اور اس موصی لہ کے مرجانے پر یہ غلام موصی کے وارثون کا ہی ہوجائے گا اور اگر موصی لہ موصی کی زندگی ہی مین مرجائے تو وصیت باطل ہوجائے گی۔ اگر کوئی اپنے باغ کے پھلون کی دکسی کے لیے) وصیت کر کے مرگیا اور باغ مین اُسوقت پھل لگا ہوا ہے تو موصی لہ کو یہی پھل ملیگا دجواب لگا ہوا ہے) اور اگر موصی نے وصیت مین ہمیشہ کا لفظ بھی کہا تھا تو اس صورت مین یہ پھل اور جو اسکے بعد آئے سب موصی لہ کا ہوگا جیسا کہ باغ کی آمدنی کی وصیت کر دینے کی صورت ہو دکہ اس مین بھی جو اس وقت آمدنی موجود ہو اور جو آیندہ ہو سب موصی لہ ہی ملا کرتی ہے) اگر کسی نے اپنی بکری بھیڑون کی اُون کی یا اُن کے بچون کی یا دودھ کی وصیت کی تو ان چیزون مین سے موصی کے مرنے کے وقت جس قدر ہوگی وہی موصی لہ کو ملجائے گی (اور نہین ملے گی) لفظ ہمیشہ کہا ہو یا نہ کہا ہو۔

باب وصیۃ الذمی

ذمی کے وصیت کرنے کا بیان

ت اگر کسی ذمی نے اپنی صحت مین اپنا مکان گرجا یا یہودیون کا مندر کر دیا تھا پھر مرگیا تو یہ مکان میراث ہے (اُسکے وارثون کو ملجائیگا) اور اگر اُسے گرجا وغیرہ کر دینے کی کسی خاص قوم کے لیے وصیت کر گیا ہے تو یہ اُسکے تہائی مال مین سے جاری ہوگی اور اگر کوئی ذمی اپنے مکان کو غیر معین قوم کے لئے عبادتخانہ بنانے کی وصیت کر دے تو یہ درست ہے جیسا کہ اگر کوئی کافر حربی مستامن اپنے سارے مال کی کسی مسلمان یا ذمی کے لیے وصیت کر دے تو بھی درست ہے۔

باب الوصی

(وصی کرنے کا بیان)

ف وصی اُس شخص کو کہتے ہین کہ جسے کوئی اپنے مرنے کے بعد کے لیے اپنا کارندہ مقرر کر دے کہ وہ اسکے مال کو وارثون مین تقسیم کرے اور جس کے ذمے میت کا روپیہ ہو اس کو وصول کرے اور جو جو باتین اسکو میت کہہ مرے اُن کی تعمیل کرے (مترجم عفی عنہ) ت اگر کسی نے ایک شخص کو اپنا وصی ٹھہرایا اور اُس وصی نے اسکے سامنے وصی ہونے کو منظور کر لیا اور پھر اُسکے سامنے ہی اُس سے انکار بھی کر دیا تو یہ وصی بنانا واپس ہو جائیگا (یعنی یہ اس انکار سے اس کا وصی ہونا نہین رہنے کا) اور اگر اُسکے مرنے کے بعد انکار کیا ہو تو اب وصی ہونا واپس ہوگا اور وصی اگر موصی کے ترکہ کو فروخت کر دے تو یہ فروخت کر دینا وصی ہونے کو منظور کر لینے کے جیسا ہے (یعنی اسپر منظور کر لینے کا حکم ہو جائیگا۔ اگرچہ زبان سے منظور نہ کرتا ہو) اگر موصی کے مرنے کے بعد وصی یہ کہے کہ مجھے وصی ہونا منظور نہین ہے اور یہ کہہ کر پھر منظور کر لے تو اسکی منظوری درست ہے (یعنی وہ وصی ہو جائیگا) بشرطیکہ جب اُسنے یہ کہا تھا کہ مجھے وصی ہونا منظور نہین ہے اس کہنے کے باعث قاضی نے اس کو وصی ہونے سے برطرف نہ کر دیا ہو (اگر برطرف کر دیا ہوگا تو اُس وقت اُسکے قبول کرنے سے کچھ نہین ہونیکا) اگر کوئی شخص دوسرے کے غلام کو یا کافر کو یا فاسق کو اپنا وصی ٹھیرا کے مرجائے تو قاضی کو چاہیئے کہ اسکے بدلے مین دوسرا وصی مقرر کر دے ہان اگر کوئی اپنے ہی غلام کو وصی کر دے اور اُسکے وارث ابھی نابالغ ہون تو یہ وصی کرنا درست ہے اور اگر ورثہ بالغ ہون تو اُس

فصل فی الشہادۃ

وصیون کی گواہی دینے کا بیان

ف اگر دو وصی یہ گواہی دین کہ میت نے (ایک تیسرے شخص مثلاً) زید کو بھی ہمارے ساتھ وصی کیا تھا تو یہ گواہی لغو ہوگی ہان اگر زید بھی اپنے وصی ہونیکا دعویٰ کرے (اور پھر یہ دونون گواہی دین تو بیشک اس کا وصی ہونا ثابت ہوجائیگا) اور یہی حکم (میت کے) دو بیٹون کا ہو **ف** یعنی یہ کہ اگر میت کے دو بیٹے یہ گواہی دین کہ ہمارے باپ نے زید کو اپنا وصی کیا تھا اور زید وصی ہونیسے منکر ہو تو ان کی گواہی لغو ہوگی ہان اگر زید اپنے وصی ہونیکا دعوی کرے اور پھر یہ دونون بیٹے گواہی دین تو ان کی گواہی مسموع ہوکر اس کا وصی ہونا ثابت ہوجائیگا۔ ۱۲ عینی **ت** اور اسیطرح اگر دو وصی کسی مال کی بابت یہ گواہی دین کہ یہ ہمارے موصی کے صغیر سن وارث کا ہو یا یہ وصیت کا مال اسکے بالغ وارث کا ہے تو ان دونون صورتون مین بھی گواہی لغو ہوگی۔ اگر دو آدمی (مثلاً زید و عمرو) یہ گواہی دین کہ (مثلاً بکر اور خالد) دو آدمیون کا اکہزار روپیہ میت کے ذمہ قرض ہے اور وہ دونون یعنی بکر اور خالد) یہ گواہی دین کہ ان پہلے دونون گواہون (زید اور عمرو) کا اکہزار روپیہ میت کے ذمہ ہو تو یہ دونون گواہیان مقبول ہونگی اور اگر ان مین سے ہر فریق کی گواہی دوسرے کی حق مین اکہزار کی وصیت کی ہو تو وہ مقبول نہین ہونے کی **ف** مثلاً زید و عمرو یہ گواہی دین کہ بکر اور خالد کیلئے میت نے اکہزار کی وصیت کی ہو اور پھر بکر اور خالد یہ گواہی دین کہ میت نے زید اور عمرو کے لئے بھی اکہزار کی وصیت کی تھی تو یہ دونون گواہیان لغو ہونگی کیونکہ اس مین شرکت ثابت اور تہمت ہو (فتح)

کتاب الخنثیٰ

خنثیٰ کا بیان

ف خنثیٰ فعلیٰ کے وزن پر ف کے پیش سے تخنث سے مشتق ہو جسکے معنی نرمی اور تکسر کے ہین اور یہ نام اس شخص کا اسی لئے رکھا گیا ہو کہ وہ اپنے بدن کو عورتون کی طرح نرم اور نزاکت کی صورت پر رکھتا ہے اور شرع مین خنثیٰ اسکو کہتے ہین جو آگے مؤلف بیان فرماتے ہین (حاشیہ اصل) **ت** (شرع مین) خنثیٰ اُسکو کہتے ہین کہ جسکے ذکر اور فرج دونون ہون پس اگر وہ ذکر سے پیشاب کرے تو لڑکا ہو اور اگر فرج سے کرے تو لڑکی ہو اور اگر کسی کو دونون مقام سے پیشاب آتا ہو تو جس مقام سے اول آتا ہوگا اُسی کے

لہ یعنی مرد اور عورت دونون کی علامتین ہون یعنی ذکر اور فرج ... ذکر مرد کے پیشاب کے مقام کو کہتے ہین اور فرج عورت کے پیشاب گاہ کو ۱۲

حکم مین ہوگا (مثلاً اگر ذکر سے اول نکلتا ہو تو وہ لڑکے کے حکم مین ہو اور اگر فرج سے پہلے نکلتا ہے لڑکی کے حکم مین ہو) اور اگر دونون مقامون سے برابر (ایک دفعہ ہی نکلتا ہے تو وہ خنثیٰ مشکل ہے (کہ نہ ایسے پر مرد کا حکم لگا سکتے ہین اور نہ عورت کا اور اس بارے مین زیادہ پیشاب کرنے کا کچھ لحاظ نہین ہوسکتا (یعنی اگر ایک مقام سے پیشاب کم نکلے اور دوسرے سے زیادہ نکلے تو اس کمی یا دتی سے لڑکے ہونے یا لڑکی ہونے کا ثبوت نہین ہونے کا اور یہ علامتین بالغ ہونے سے پہلے کی ہین) پس اگر ایسی خنثیٰ کے بالغ ہونے پر ڈاڑھی نکل آئی یا اُس نے کسی عورت سے صحبت کر لی تو وہ مرد ہو اور اگر اسکی چھاتیان اُبھرین یا چھاتیون مین دودھ اُتر آیا یا اُسے حیض آنے لگا یا حمل رہ گیا یا اب اُسکی پیشاب گاہ ایسی ہوگئی ہے کہ مرد اُس سے صحبت کر سکتا ہے تو وہ عورت ہو اور اگر ان مین سے کوئی علامت ظاہر نہ ہوئی (نہ مرد کی علامتون مین سے کوئی علامت اور نہ عورت کی علامتون مین سے کوئی علامت) یا دونون طرح کی علامتین ظاہر ہوگئین تو اب بھی یہ خنثیٰ مشکل ہوگا اس کا حکم نماز کی بابت یہ ہے کہ مردون اور عورتون کی صفون کے بیچ مین کھڑا ہوا کرے (یعنی مردون کی صف سے پیچھے کھڑا ہوا کرے اور عورتون کی صف سے آگے) اور اسکے لئے اُسی کے روپے سے ایک لونڈی خرید دیجائے تاکہ وہ اسکی ختنہ کر دے اور اگر اُس کے پاس روپیہ نہ ہو تو پھر بیت المال سے روپیہ لیکر خرید دین) اور ختنہ سے فراغت ہونے کے بعد لونڈی کو بیچ کر روپیہ واپس بیت المال مین دیدیا جائے اور میراث مین اس کا حصہ بیٹے بیٹی دونون سے کم ہوتا ہے مثلاً اگر اُس خنثیٰ مشکل کا باپ مرجائے اور وہ اُسکے سوا ایک بیٹا بھی چھوڑے تو اس بیٹے کو دو حصہ ملین گے اور اس خنثیٰ کو ایک حصہ۔

مسائل متفرقہ

(متفرق مسئلے)

ت وصیت۔ نکاح۔ طلاق۔ خرید۔ فروخت اور قصاص کے بارے مین گونگے کا اشارہ کرنا اور لکھدینا مثل زبان سے بیان کر دینے کے ہے سوائے حد کے کہ اس مین لکھنے اور اشارہ کرنے سے

ف۱ یعنی اسپر لڑکا ہونیکے احکام جاری ہونگے علی ہذا القیاس دوسرے پر لڑکی ہونیکے ۱۲ ف۲ یعنی اگر گونگا اشارے یا تحریر کے ذریعہ سے قصداً خون کرنیکا اقرار کر لے تو اس سے قصاص لیا جائیگا اور علی ہذا القیاس اور اگر ان ہی سے کسی کو زنا وغیرہ کی تہمت لگائے تو اسپر حد نہین آئیگی کیونکہ حدود شبہ سے جاتی رہا کرتی ہین اور اسمین شبہ ہے عینیہ ۱۲

کچھ ثبوت نہین ہوسکتا اور بخلاف اُس شخص کے کہ جسکی زبان گویا ہونے کے بعد بیماری سے رہ گئی ہو کہ اس کا لکھدینا اور اشارہ کرنا زبان سے بیان کرنے کے برابر نہین ہوسکتا کیونکہ گویائی کا آلہ موجود ہو اور اس کا اب رہ جانا ایک عارضی امر ہے لہذا بیان زبانی بیان کے ترک کرنے کی چندان ضرورت نہین ہے ہان اگر اسکی زبان بند ہوئی ایک عرصۂ دراز گذر جائے تو اسوقت یہ بھی گونگے کے حکم مین ہوجاتا ہو اور اسی پر فتوی ہے (مترجم عفی عنہ) ت اگر کہین ذبح کی ہوئی اور مری ہوئی بکریان[1] ملجائین (اور اتفاق امر سے یہ معلوم نہو کہ ان مین کونسی مذبوحہ ہین اور کونسی مُردار ہین) پس اگر زیادہ تر ان مین مذبوحہ ہین (اور مُردار کم ہین) تو آدمی اٹکل کر لے (جو مذبوحہ خیال مین آئے اُسے کھالے اور اگر مذبوحہ کم ہین اور ویسے مری ہوئی (مردار) زیادہ ہین تو ان مین سے بالکل نہ کھائے - اگر کوئی بھیگا ہوا ناپاک کپڑا دوسرے سوکھے ہوئے پاک کپڑے مین لپیٹ دیا گیا اور ناپاکی کی تراوٹ اس پاک کپڑے مین ایسی آگئی کہ اگر یہ نچوڑا جائے تو ناپاکی ٹپکتی نہین ہے تو ایسی تری سے یہ پاک کپڑا ناپاک نہین ہونیگا - اگر بکری کی سری خون مین لتھڑی ہوئی آگ مین رکھدی جس سے کچھ کھال جل کر خون اس پر سے جاتا رہا اور پھر بلا دھوئے) اسکو شوربے دار پکالیا تو اس کا کھانا درست ہو اور نجاست دُور کرنے مین) جلادینا مثل پانی سے دھوڈالنے کے ہی اگر بادشاہ زمین کا محصول زمیندار کو معاف کردے (اور نہ لیا کرے) تو یہ درست ہو اور اگر عشری زمین کا عُشر کسی زمیندار کو معاف کردے تو یہ معافی درست نہ ہوگی ف اسکی وجہ یہ ہو کہ زمین کا محصول تو بادشاہ ہی کا حق ہوتا ہے لہذا بادشاہ کا اسکو معاف کردینا اور نہ لینا درست ہے بخلاف عُشر کے کہ وہ حق فقرا اور مساکین کا ہے اسکی معافی کا بادشاہ کو اختیار نہین ہے - کذا فی الفتح مختصرات اگر بادشاہ اپنی مملوکہ اور مقبوضہ زمینین کسی قوم کو دیدے کہ وہ محصول دیتی رہے تو یہ درست ہی اگر رمضان شریف کی قضا کا روزہ رکھا اور یہ نیت نہ کی کہ فلان خاص روزے کی قضا ہو تو اسکا یہ روزہ قضا مین محسوب ہوجائیگا اور اگر ایک روزہ قضا رکھنے مین دو رمضانون کے دو قضا روزے رکھنے کی نیت کی تو یہ نیت[2] بھی درست ہے (مگر روزہ ایک ہی رمضان کے ایک روزے مین محسوب ہوگا) جیسا قضا نماز پڑھنے مین (کہ کسی کے ذمے کئی نمازین تھین اُسنے ایک نماز قضا پڑھی) اگرچہ نیت

[1] یہی حکم اور جانورون کا بھی ہو ۱۲ [2] یہ قول بعض فقہا کا ہو اور اصح مذہب یہ ہو کہ نمازمین اور دو رمضانون مین تعیین ہونی ضروری ہے ۱۲ ط

نہ کی کہ شروع نماز کی قضا ہے یا پچھلی نماز کی قضا ہو تو یہ نماز بھی درست ہو جاتی ہے اگر کسی (روزے دار)
نے دوسرے کا تھوک نگل لیا تو جس کا تھوک نگلا ہے اگر وہ اسکا محبوب (اور معشوق) ہے تو اس نگلنے
والے کو روزے کا کفارہ دینا پڑے گا اور اگر وہ محبوب نہیں تھا تو کفارہ نہیں آئیگا (فقط قضا آئیگی) اگر
(مکہ جاتے ہوئے رستہ میں) بعض حاجی جان سے مارے جائیں تو یہ (اُس سال) حج کو نہ جانے کے بارہ میں
(لوگوں کے لئے) عذر ہے (کیونکہ رستہ میں امن نہ رہا جو حج کو جانے کی شرطوں میں سے ہے) اگر کسی نے ایک غیر
عورت سے یوں کہا کہ تو زن من شدی یعنی تو میری بیوی ہوئی اُس نے جواب دیا شدم ہوئی تو اس سے
نکاح نہیں ہو جائیگا۔ اگر کسی نے ایک عورت سے یوں کہا کہ خویشتن را زن من گردانیدی یعنی تو نے
اپنے آپ کو میری بیوی کر دیا اسنے جواب دیا گردانیدم یعنی کر دیا اور اس پر اس مرد نے کہا کہ پذیرفتم
میں نے قبول کیا تو اس سے نکاح ہو جائیگا۔ اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ دختر خویش را بہ پسر من
ارزانی داشتی یعنی تم نے اپنی بیٹی میرے بیٹے کو دی اُس نے جواب دیا داشتم۔ دی۔ تو اس سے نکاح
نہیں ہو جائیگا۔ اگر کسی عورت نے اپنے شوہر کو اپنے پاس آنے سے منع کیا حالانکہ یہ شوہر پہلے
سے اسی کے پاس اسی کے مکان میں رہتا تھا تو یہ منع کرنا اس عورت کی نافرمانی میں داخل ہے
(یعنی اب اس عورت کا نان و نفقہ اس شوہر کے ذمے واجب نہیں رہنے کا۔ کیونکہ نافرمان بیوی
کا نان و نفقہ شوہر کے ذمہ نہیں رہا کرتا) اور اگر شوہر نے کسی کا مکان غصب کر رکھا تھا اور (اُس غصب
کے مکان میں یہ رہتا تھا اور اسوقت عورت اُسکے پاس آنے سے رُکی تو اب یہ نافرمان شمار نہیں
ہونیکی (یعنی ایسی عورت کا نان و نفقہ شوہر کے ذمے برابر رہیگا) اگر کوئی عورت شوہر سے کہے کہ میں
تیری لونڈی کے ساتھ نہیں رہتی اور میں علیحدہ مکان چاہتی ہوں تو عورت کو ایسا کہنا نہیں
چاہیئے (کیونکہ شوہر کو خادم کی ضرورت ہوتی ہے وہ اُسکے کہنے سے لونڈی کو الگ نہیں کر سکتا) اگر
ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مرا طلاق دہ یعنی مجھے طلاق دیدے اُسنے جواب دیا دادہ گیر یا کہا
کردہ گیر یا کہا دادہ باد یا کہا کردہ باد (یعنی دی ہوئی لیلے یا کی ہوئی لیلے یا دی ہوئی ہو جیو یا کی ہوئی
ہو جیو) تو اگر ان چاروں الفاظ سے اُسنے طلاق دینے کی نیت کر لی ہے تو طلاق پڑ جائیگی (اور اگر نیت
نہیں کی یونہی زبان سے نکالدیے ہیں تو طلاق نہیں ہونے کی) اگر شوہر نے اسکے جواب میں دادہ
است یا کردہ است یعنی دیدی یا کر دی ہے کہدیا ہے تو فوراً طلاق پڑ جائے گی خواہ نیت کی ہو

یا نہ کی ہو اور اگر کہا وادہ انکار یا کہا کردہ انکار (یعنی دی ہوئی جان یا کی ہوئی جان تو ان سے طلاق نہین پڑنے کی گو طلاق کی نیت بھی کرلے۔ اگر شوہر نے اپنی بیوی کی بابت یون کہا کہ یہ مجھے قیامت تک عمر بھر نہین چاہیے تو اس کہنے سے بغیر طلاق کی نیت کیے طلاق نہین پڑنے کی اگر شوہر نے بیوی کہا کہ تو عورتون کا حیلہ کر تو یہ کہنا تین طلاق دینے کا اقرار ہے اور اگر یون کہا کہ تو اپنا حیلہ کر تو یہ تین طلاقون کا اقرار نہین ہے۔ اگر کسی عورت نے شوہر سے کہا کہ مین نے تجھے مہر بخشا اب تو مجھے لڑائی جھگڑے سے نجات دے تو اگر اسکے جواب مین شوہر نے اسے طلاق دیدی تو طلاق پڑکے مہر ساقط ہوجائیگا ورنہ نہین ہونے کا (کیونکہ عورت گویا مہر پر خلع کرنا چاہتی تھی یا مہر کے عوض طلاق لینی چاہتی تھی جب اُسے طلاق نہ ملی تو اس کا مہر ساقط ہونے کی بھی کوئی وجہ نہ رہی) اگر آقا اپنے غلام سے یون کہدے کہ اے میرے مالک یا اپنی لونڈی سے کہدے کہ مین تیرا غلام ہون تو اس کہنے سے یہ غلام لونڈی آزاد نہین ہونیکے۔ اگر کسی نے یون کہا کہ مجھ پر قسم ہے مین یہ کام نکرونگا تو یہ کہنا اللہ تعالی کی قسم کھا لینے کا اقرار ہے اگر کسی نے یون کہا کہ مجکو طلاق کی قسم ہے مین یہ کام نکرون گا تو یہ قسم اسکے ذمہ ہوجائیگی (یہانتک کہ اگر اُسنے بعد مین وہ کام کرلیا تو اسکی بیوی پر طلاق پڑجائیگی۔ اگر بعد مین یہ کہنے لگے کہ مین نے تو یہ جھوٹ کہا تھا تو اس کہنے کا کچھ اعتبار نہین ہونے کا۔ اگر کسی نے یون کہا کہ مجھے گھر کی قسم ہے مین یہ کام کرونگا تو یہ طلاق کی قسم کا اقرار ہے۔ اگر مشتری نے بائع سے کہا کہ قیمت ہٹادے بائع نے جواب دیا کہ ہٹاتا ہون تو دونون کے اس کہنے سے بیع فسخ ہوگئی۔ اگر کسی نے یون کہا کہ مین بخارا مین یا دہلی مین، جبتک ہون اگر فلانا کام کرون تو میری بیوی پر طلاق ہے پھر یہ بخارا سے دیا دہلی سے چلاگیا اور پھر دوبارہ آکر اس کام کو کیا تو اُس کی بیوی پر طلاق نہین پڑنے کی۔ اگر کسی ایک گدھی بیچی جسکے ساتھ اُس کا بچہ بھی تھا تو اُسکا بچہ بیع مین نہین آنیکا۔ متنازع فیہ زمین قابض کے قبضہ سے نہین نکالی جاسکتی جبتک کہ مدعی اس بات کے (دیکھے) گواہ نہ گزران دے کہ یہ زمین میری ملک ہے جو زمین ایک قاضی کے زیر حکومت نہو اسکی بابت اُس قاضی کا حکم درست نہین ہے اگر کسی مقدمہ مین گواہون کے ثبوت ہونے پر قاضی کچھ حکم لگاوے اور پھر یہ کہے کہ مین اپنا یہ حکم واپس لیتا ہون یا کہے کہ مجکو اپنے فیصلہ کے خلاف ثابت ہوا ہے یا یہ کہے کہ مین گواہون کے دم مین آگیا تھا یا ایسی ہی کوئی بات اور کہے تو اسکے اس کہنے کا کچھ اعتبار نہین کیا جائیگا اور جو حکم پہلے

دیچکا ہو وہی بحال رہیگا بشرطیکہ دعوی حق اور گواہ ٹھیک ٹھیک ہون ۔ اگر کسی نے کچھ لوگون کو
ایک کمرے مین چھپالیا اور پھر ایک آدمی سے (جو مدعا علیہ تھا) ایک چیز کا سوال کیا (کہ میری فلان چیز
تمھارے پاس ہو یا نہین) اُسنے اسکا اقرار کرلیا اور یہ کمرے مین بند ہوے لوگ اسکو دیکھ رہے اور اسکے
اقرار وغیرہ کو سُن رہے تھے اور یہ اقرار کرنے والا انکو نہین دیکھتا تھا ۔ تو اس اقرار پر ان لوگون کی گواہی
درست ہوگی ۔ اور اگر وہ اسکی باتین سُنتے تھے اور یہ نظر نہین آتا تھا تو اب اُن کی گواہی منظور نہین
ہونے کی (کیونکہ آواز تو ایک دوسرے کی مشابہ ہوجاتی ہے ۔ لہذا فقط آواز سُننے پر گواہی کا اعتبار
نہین ہوسکتا) اگر ایک شخص نے ایک زمین بیع کی اور اس کا ایک رشتہ دار (مین عدالت مین اسوقت
موجود تھا جسکو اس بیع ہونے کی اچھی طرح خبر تھی اب اگر یہ رشتہ دار اس زمین پر دعوی کرنے لگی
کہ یہ میری ہو تو اسکا دعوی ڈسمس ہوگا ۔ اگر ایک عورت نے اپنا مہر اپنے شوہر کو بخشدیا اور عورت
مرگئی (اسکے بعد اُسکے وارثون نے شوہر سے مہر کا مطالبہ کیا اور (مہر بخشنے کی بابت) اُنھون نے
یہ کہا کہ اُسنے مرض الموت مین بخشا تھا اور شوہر کہتا ہے صحت کی حالت مین بخشا تھا تو یا ورثہ اپنے
دعوی پر گواہ پیش کرین ورنہ) شوہر کے قول کا اعتبار کیا جاے گا ۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کے
قرض وغیرہ کا اقرار کرلیا پھر کہا مین نے تو یہ جھوٹا اقرار کیا ہو تو اب مقرلہ کو (جسکے لیے اقرار کیا تھا)
یون قسم دیجاے گی کہ (واللہ کی قسم) یہ مقر اپنے اقرار مین جھوٹا نہین ہو اور نہ مین اپنے دعوی مین جھوٹا
ہون اقرار کرنا ملک کے لیے سبب نہین ہوسکتا **ف** یعنی مثلاً اگر زید نے عمرو کے لیے کچھ روپے کا
اقرار کرلیا جو واقعہ مین زید کے ذمہ نہ تھا تو یہ اقرار ہی عمرو کے لیے اس روپے کے مالک ہونے کا
سبب نہین بن گیا بلکہ باعتبار اس عہد کے جو عمرو کے اور خدا کے درمیان مین ہے عمرو کو اس
مال کو لینا درست نہین ہے اگرچہ اُسکے دعوی کردینے پر حاکم اُسکو ضرور دلوادیگا ۔ مگر یہ حکم دنیوی
ہے اللہ سے دوسرے عالم مین پھر معاملہ پڑنا ہے ہان اگر زید اپنی خوشی سے دیدے اور یہ از سر نو
مالک کرنا ہے یہ اس اقرار کے سبب سے کرنا نہین کہا جائیگا (ملا اسکین و مترجم بڈہانوی) (ت
اگر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مین نے یہ چیز بیچنے کے لیے تجھے وکیل کردیا ہو وہ خاموش رہا
(ہان نہ کا کچھ جواب نہین دیا) تو وکیل ہوجائیگا ۔ اگر ایک شخص نے اپنی بیوی کو وکیل کیا کہ تو اپنے
آپ کو طلاق دے لے تو اب شوہر اس عورت کو (وکالت سے) معزول نہین کرسکتا ۔ اگر ایک شخص نے

دوسرے سے کہا کہ مین نے تجھ اسکام کے لیے وکیل کردیا ہے اس شرط پر کہ جب مین تجھے معزول کرون
تو میرا وکیل ہے تو بعد مین اگر یہ مؤکل اسے معزول کرنا چاہے تو دومرتبہ یون کہے کہ مین نے تجھے معزول
کیا پھر اور معزول کیا اور اگر اس مؤکل نے (وکیل کرتے وقت) یون کہدیا تھا کہ جتنی دفعہ مین تجھے
معزول کرون اتنی ہی دفعہ تو میرا وکیل ہے تو ایسے وکیل کو اگر مؤکل معزول کرنا چاہے تو یون کہے
کہ مین نے جو وکالت (مشروط اور) معلق کی تھی اُس سے مین نے رجوع کرلیا اور اب جو وکالت ہے
اُس سے مین نے تجھے معزول کیا اگر کسی کے ذمہ کچھ قرض ہو اور اس قرض[۱] کے عوض قرض ہی
دینے پر صلح ہو تو صلح کے اس بدلہ پر یہین بیٹھے قبضہ ہوجانا اس صلح کے درست ہونے کی شرط
ہے اور اگر قرض کے بدلے قرض پر صلح ہونے کی صورت نہین ہے تو اس مجلس مین قبضہ ہونا بھی
شرط نہین ہے۔ اگر ایک شخص نے نابالغ بچے پر ایک مکان کا دعوی کیا اور اس بچہ کے باپ نے
اسکے مال مین سے کچھ دے کر مدعی سے صلح کرلی تو اگر مدعی نے اپنے دعوی کا ثبوت گواہون سے
دے دیا تھا اور اُس کے باپ نے روپیہ بھی مکان کی قیمت کے برابر ہی دیا ہے یا اتنا زیادہ دیا ہے
کہ جتنا لوگ قیمتون مین زیادہ دیدیتے ہون تو یہ صلح درست ہوجائے گی اور اگر مدعی کے پاس
گواہ نہ تھے یا گواہ تھے مگر وہ (گواہی کے قابل) یعنی عادل نہ تھے تو وہ صلح درست نہین ہونے کی
اگر مدعی نے اوّل یہ بیان کیا کہ میرے پاس گواہ نہین ہین پھر گواہ پیش کردیے یا (دو آدمیون نے
یون) کہدیا تھا کہ (فلان آدمی کے اس دعوے مین) ہماری گواہی نہین ہے اور پھر گواہی دیدی
تو وہ گواہ اور یہ گواہی مقبول ہوگی۔ جس امام (حاکم) کو خود بادشاہ نے عہدہ دیا ہو اُس کو اختیار
ہے کہ شارع عام مین سے کسی شخص کو کوئی قطعہ زمین دیدے بشرطیکہ چلنے والون کو تکلیف نہ ہو
جس شخص پر بادشاہ نے جرمانہ کردیا ہو اور یہ معین نہ کیا ہو کہ وہ اپنا مال بیچ کر ادا کرے (بلکہ اس کے
ایک مقدار معین کا مطالبہ ہو) تو جُرمانہ کے سبب سے اُسکو اپنا مال بیچدینا درست ہے (اور اگر
بادشاہ نے یہ حکم لگا دیا تھا کہ تو اپنا مال بیچ کر جُرمانہ ادا کر تو اس صورت مین اسکا بیچنا درست
نہین ہونے کا کیونکہ یہ زبردستی کا بیچنا ہے اس کی خوشی سے بیچنا نہین ہے ہان اگر اب بھی یہ اپنی

[۱] قرض کے بدلے قرض ہی پر صلح ہونے کی صورت یہ ہو کہ مثلاً محمود کے احمد کے ذمے تیس روپے تھے احمد نے انکار کردیا اور محمود کے گواہ پیش کرنے
کے بعد بیس روپے دو مہینے بعد دینے پر صلح ہوئی تو اگر یہ بیس روپے ابھی دیدیے گئے تو یہ صلح درست ہوجائے گی ورنہ درست نہین ہونے کی"
محمد میاں مرحوم مترجم۔

خوشی سے قیمت لیلے تو بیع درست ہو جائے گی۔ اگر کسی نے اپنی بیوی کو مار سے ڈرایا (تاکہ وہ اُسے مہر بخشدے) چنانچہ اُسنے ڈر کے مارے بخشدیا تو اگر یہ شوہر اُس کو مار سکتا تھا تو اس عورت کا بخشنا درست نہین ہوا اور اگر مار نہین سکتا تھا محض ڈراوا ہی تھا اور پھر عورت نے مہر بخشدیا تو یہ بخشنا درست ہوگا۔ کیونکہ اس صورت مین زبردستی ثابت نہ ہوئی جو نادرست ہونے کی باعث تھی) اگر شوہر نے بیوی سے زبردستی (اُسے مجبور کرکے) خلع کرایا تو اس خلع سے طلاق پڑجائیگی اور (بدل خلع یعنے وہ مال) (جو شوہر کے ذمے ہے) ساقط نہین ہونے کا (بلکہ شوہر کو اس عورت کے حوالے کرنا پڑے گا) اگر ایک عورت کے ذمہ کچھ قرض تھا وہ قرضہ اس عورت نے اپنے مہر کے عوض (اپنے شوہر کے ذمہ کردیا پھر شوہر کو بخشدیا تو اس کا یہ بخشنا درست نہین ہونے کا (کیونکہ اسکے ساتھ دوسرے کا حق متعلق ہوگیا ہے۔ اب عورت کو اسکا اختیار نہین رہا) اگر کسی نے اپنی مِلک مین ایک کنوان یا پلیدی کا کھتہ بنایا تھا۔ اس سے اسکے ہمسایہ کی دیوار کو تری پہنچی اور ہمسایہ نے اس سے درخواست کی کہ تم یہ کنوان یا کھتہ پاٹ دو (مجھے نقصان پہنچتا ہے۔ تو کنوئین والا پاٹ دینے پر مجبور نہین کیا جائیگا۔ اگر اس تری سے ہمسایہ کی دیوار گر بھی پڑے گی تو کنوئین یا کھتے والے کو بدلہ نہین دینا پڑیگا۔ اگر شوہر نے اپنی بیوی کے مکان مین اسکی اجازت سے اپنے روپیہ سے ایک بیٹھک وغیرہ بنالی تو یہ عمارت اسکی بیوی کی ہوگی اور جو کچھ اس پر خرچ ہوا ہوگا وہ اس عورت کے ذمہ ہوگا اور اگر اُسنے بلا اجازت اپنے ہی لیے بنائی تھی تو اب عمارت شوہر کی ہوگی اور اگر بیوی کے لیے بدون اس کی اجازت کے بنادی تھی تو عمارت اس عورت کی ہوگی اور جو کچھ اس پر خرچ ہوا ہوگا وہ سلوک کرنے کے طور پر ہوگا (گویا اتنے روپے کا اُسنے عورت کے ساتھ سلوک کردیا ہے جو اسے دینا نہین پڑیگا کیونکہ یہ قرض نہین ہے) اگر کسی نے اپنے قرضدار کو پکڑ لیا تھا ایک اور شخص نے آکر اسکے ہاتھ سے قرضدار کو چھڑا دیا تو چھڑانے والے کے ذمہ یہ قرض نہین ہوجائیگا۔ ایک شخص کے پاس دوسرے آدمی کا مال تھا جسکے پاس تھا اُس سے بادشاہ نے کہا کہ یہ تو مجھے دیدے ورنہ مین (تجھے چوری کے جرم مین رکھ کر) تیرا ہاتھ کٹوا ڈالون گا یا تیرے پچاس کوڑے لگواؤن گا اُسنے ڈر کے مارے وہ مال بادشاہ کو) دے دیا تو اب اسکو اس مال کا تاوان نہین دینا پڑیگا

(کیونکہ اس سے وہ مال مجبور کرکے زبردستی لیا گیا ہے) ایک شکاری نے جنگل میں بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر گورخر (وغیرہ) کا شکار کرنے کی غرض سے [1]دانتی گاڑدی تھی اور دوسرے دن آیا تو ایک گورخر (وغیرہ) زخمی مرا ہوا وہاں پڑا پایا تو اس کا کھانا درست نہیں ہے۔ بکری (وغیرہ) حلال جانوروں میں سے ان اعضاء کا کھانا مکروہ تحریمی ہے۔ اوّل پیشاب کا مقام دوسرے کپورے تیسرے غدود چوتھے پھکنا۔ پانچویں پتا۔ چھٹے جاری خون۔ ساتویں آلۂ تناسل۔ آٹھویں حرام مغز۔ ف غائب شخص اور نابالغ لڑکے اور پاے ہوے لڑکے کے مال کا قاضی کو اتنا اختیار ہے کہ جس کو چاہے قرض کے طور پر دیدے (کیونکہ قاضی بلا مدعی ڈگری لگاے پھر وصول کرسکتا ہے اوروں کو یہ اختیار نہیں ہے کیونکہ ان کو بلا خرچ کئے وصول کرنا مشکل ہے) ف اگر کسی لڑکے کی سپاری اتنی کھلی ہوئی ہے کہ اگر کوئی آدمی دیکھے تو اسے ختنہ کیا ہوا خیال کرے اور اب اُسکے ذکر کی کھال مشکل سے کٹتی معلوم ہو تو اُسکو بے ختنہ ہی کیے رہنے دیا جاے جیسا کہ اگر کوئی بڈھا مسلمان ہوا اور تجربہ کار جرّاح یہ کہیں کہ اس میں ختنہ کی طاقت نہیں ہے (اور اسکو ختنہ ہونے سے سخت تکلیف اٹھانی پڑے گی تو اُسکی ختنہ بھی نہیں کیجائیں) ختنہ کرانیکے لیے (مستحب) وقت ساتواں سال ہے۔ گھوڑدوڑ کرنی اور اونٹوں کو آپس میں دوڑانا یا پیادہ دوڑنا کہ دیکھیں کون آگے نکلے اور تیر اندازی (یا بندوق چلانی) سیکھنا (جہاد کی غرض سے) جائز ہے اور دونوں طرف سے شرط بدنی حرام ہے اور ایک طرف سے شرط ہونی (استحسانا) حرام نہیں ہے ف دونوں طرف سے شرط بدنے کی صورت یہ ہے مثلاً احمد و محمود گھوڑدوڑ کریں (اور یہ شرط ٹھیرالیں اگر احمد کا گھوڑا آگے نکل جائے تو محمود سو روپے دے اور اگر محمود کا نکل جائے تو احمد دو سو روپے دے تو یہ حرام ہے اور ایک طرفہ شرط کی صورت یہ ہے کہ اگر احمد کا گھوڑا آگے نکل جائے تو محمود سو روپے دے اور محمود کا آگے نکل جاے تو احمد کچھ نہیں دے گا۔ یہ درست ہے (حاشیہ عینی کنز و مترجم عفی عنہ) ف پیغمبروں اور فرشتوں کے سوا اور لوگوں کے نام پر درود و سلام نہیں بھیجنا چاہیئے (مثلاً کوئی یوں کہے [2]اللھم صل وسلم علی فلان اس طرح کہنا ناجائز ہے) ہاں پیغمبروں کے ...

[1] کنز عربی میں اس موقعہ پر لفظ منجل میم کے زیر سے ہے صراح میں اسکے معنی دانتی کے لکھے ہیں اسکے علاوہ منتہی الارب میں بھی اسکے معنی یا محصد بہ الزرع کے ہیں۔ دو دانتی جس ہوئی کیونکہ کھیتی دانتی ہی سے کٹتی ہے کنز کے بعض مترجموں نے جو اسکے معنی برچھی کے لکھے ہیں پتہ نہیں کہ یہ معنی کیسے لیے گئے ۱۲ مترجم عفی عنہ [2] ترجمہ الٰہی فلاں شخص پر درود و سلام بھیج ۱۲

فرشتون کے ساتھ مین تبعیت کے طور پر جائز ہے (مثلاً کوئی یون کہے اللہم صلّ وسلم علی محمد وعلے فلان تو یہ جائز ہے) **ف** اور صحابہ کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کہنا اور تابعین اور اُن کے بعد سلف صالحین کے نامون کے بعد رحمہم اللہ کہنا مستحب ہے اور راجح مذہب یہ ہے کہ اس کا عکس بھی درست ہے یعنی (صحابہ کے نامون کے بعد رحمہم اللہ کہنا اور تابعین اور ان کے بعد کے سلف صالحین کے نامون کے بعد رضی اللہ عنہم کہنا بھی درست ہے (ط) مترجم عفی عنہ) **ت** کافرون کے تیوہارون کے نام پر (مثلاً نوروز (جو بیساکھ کے پہلے دن کا نام ہے) اور مہرگان (جو کاتک کے پہلے دن کا نام ہے) خیرات کرنی جائز نہین ہے (اور اسی حکم مین دوالی اور ہولی وغیرہ ہین کیونکہ یہ بھی کافرون کے تیوہار ہین) گوشہ دار ٹوپیون کے اوڑھنے مین کوئی حرج نہین ہے (گوشہ دار سے مراد کلاہ ہے برابر ہے اُونی ہو یا سوتی ہو مگر ریشمی یا سونے چاندی کے زیادہ کام کی نہ ہو) سیاہ کپڑے پہننا اور عمامہ کا شملہ دونون مونڈھون کے درمیان آدھی کمر تک نیچا رکھنا مستحب ہے بوڑھے آدمی جاہل سے جوان آدمی عالم (باعمل) کو آگے بڑھ کر چلنا جائز ہے حافظ قرآن کو چاہیئے کہ (رمضان مین سُنانے کے سوا) ایک قرآن شریف چالیس روز مین ختم کیا کرے (تاکہ پڑھنے مین جلدی اور گڑبڑ نہ ہو)

کتاب الفرائض

(میت کے وارثون کے حصون کا بیان)

ف میت کے مال سے تجہیز و تکفین کے بعد اوّل اُسکے ذمہ کا وہ قرض ادا کرنا چاہیئے جسکے عوض اس میت کی کوئی چیز گرو ہو اور اسکے بعد اسکا ترکہ اس حساب سے تقسیم ہوگا جو آگے خود مؤلف بیان فرماتے ہین **ت** میت کے ترکہ مین سے اول اسکے کفن و دفن کا انتظام کیا جائے پھر جو کچھ بچے اُس سے اُسکا قرض ادا کیا جائے پھر اس سے جو کچھ بچے اُس مین سے اُسکی وصیت پوری کیجائے پھر جو کچھ بچے اُس کو میت کے وارثون مین (حصہ رسد) تقسیم کر دینا چاہیئے **ف** میت کے وارث تین طرح کے ہوتے ہین اول ذوی الفروض۔ دوسرے عصبی تیسرے ذوی الارحام **ت** اور ورثہ اول ذوی الفروض ہین یعنی وہ حصہ والے کہ جن کا حصہ قرآن مجید یا حدیث رسول اللہ

سلہ الٰہی اپنے حبیب پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فلان شخص پر درود اور سلام بھیج یہ درست ہے ۱۲ مترجم عفی عنہ

صلے اللہ علیہ وسلم سے) معین ہو چکا ہے (اور وہ بارہ آدمی ہین ان مین سے اوّل میت کا باپ ہے) پس باپ کے لیے میّت کے بیٹے یا بیٹے کے بیٹے وغیرہ کے ہوتے ہوئے چھٹا حصّہ ہے (اور اگر باپ کے ساتھ میت کی بیٹی یا پوتی یا پڑپوتی وغیرہ مؤنث اولاد چھوڑے تو باپ کو چھٹا حصّہ بھی ملیگا اور جو ان ذوی الفروض کے حصے تقسیم ہو کر بچے گا وہ بھی باپ ہی کو ملیگا اور اگر میت کے لڑکا لڑکی کچھ نہ ہو اور باپ ہو تو سارا باپ ہی کو ملتا ہے کیونکہ باپ عصبہ بھی ہے اور اُن مین سے دوسرا میت کا دادا ہے) اور دادا (میّت کا باپ زندہ نہونے کی صورت مین) مثل باپ[1] کے ہے اگر اسکے اور میت کے ناتے مین میت کی ماں نہ آتی ہو (جیسے باپ کا باپ یا دادے کا باپ یا اور اوپر تک) مگر ان دو مسئلون مین باپ اور دادا کے درمیان فرق ہے ایک تو یہ کہ جب میت ماں باپ اور مثلاً بیوی یا شوہر چھوڑے تو باپ کے موجود ہونے کے باعث شوہر یا بیوی کا حصّہ دے کر جو بچتا ہے ماں کو اُس بچے ہوئے کی تہائی ملتی ہے ف اور اسی صورت مین اگر باپ کی جگہ دادا ہو تو اسوقت ماں کو کل مال کی تہائی ملتی ہے مثلاً ایک شخص مرا اور اُسنے ایک بیوی اور ماں باپ چھوڑے تو اس صورت مین بیوی کو چوتھائی ترکہ پہنچے گا کیونکہ میّت کے اولاد نہین ہے اور چوتھائی نکلنے کے بعد جو بچے گا اس مین سے تہائی ماں کو اور باقی باپ کو ملیگا اور اگر باپ کی جگہ دادا زندہ ہو تو ماں کو کُل مال کی تہائی ملتی اور جو باقی بچتا اس مین سے ایک چوتھائی بیوی کو ملکر باقی سب دادا کو ملتا اور یہی صورت بیوی کی جگہ شوہر ہونے پر ہوگی (از حاشیہ اصل) ت اور دوسرا فرق یہ ہے کہ میت کا باپ زندہ ہوتے ہوئے باپ کی ماں یعنی میّت کی دادی اپنے حصہ سے محروم ہو جاتی ہے اور میّت کے دادے کے ہوتے ہوئے محروم نہین ہوتی (ان دو حکمون کے سوا باپ اور دادا دونون برابر ہین) چنانچہ (میّت کے) بھائی اور بہنین دادا کے ہوتے ہوئے محروم ہوتے ہین اور ذوی الفروض مین سے تیسری میّت کی ماں[2] ہے) اور ماں کے لیے تہائی ہے اور اگر میت کے کچھ اولاد ہو یا اولاد کی اولاد ہو اگرچہ کتنے ہی نیچے کی ہو (اور لڑکے ہون یا لڑکیان ہون) یا دو یا دو سے زیادہ بہن بھائی

---

[1] یعنے دادا ہو عربی مین دادے اور نانے کو جد کہتے ہین مگر دادے کو جد صحیح اور نانے کو جد فاسد۔ اسیوا سطے عربی مین ان کی تعریف کرنے کی ضرورت پڑتی ہے ورنہ ہماری زبان مین دادا نانا کہنے سے فرق معلوم ہو جاتا ہے ۱۲ مترجم عفی عنہ [2] یعنی ذوالفروض مین دادے کے بھی باپ نہونے کی صورت مین وہی تین احوال ہوتے ہین جو باپ مین ابھی مذکور ہوئے ہین ۱۲ [3] یعنی اس وقت کہ نہ میت کے اولاد ہو اور نہ اولاد کی اولاد کیونکہ انکے ہوتے ہوئے ان کو چھٹا حصّہ ملتا ہے چنانچہ آگے آرہا ہے ۱۲ امحلی التکملۃ

ہون) برابر ہو کہ حقیقی ہون یا علاتی ہون یا اخیافی ہون) تو اُن کے ہوتے ہوئے مان کا چھٹا حصہ ہی
بھائی بہن کی اولاد اگر ہو تو اس صورت مین یہ حکم نہین ہے (ذوی الفروض مین سے چوتھی میت کی
جدہ صحیحہ ہے) اور جدہ صحیحہ وہ ہے کہ اس کا ناتا میت تک بیان کرنے مین جد فاسد نہ آئے (چنانچہ دادی
اور نانی یا پردادی اور پرنانی سب جدہ صحیحہ ہین کیونکہ ان کے ناتے مین جد فاسد یعنی نانا نہین آیا
ہان نانے کی ماں یا نانے کی دادی جدہ فاسدہ ہوگی کیونکہ نانا بیچ مین ہی) اور جدات کے لیے خواہ کتنی
ہی ہون (یعنی ایک ہو یا کئی ہون) چھٹا حصہ ہے اور جس جدہ کے میت سے دو رشتے ہون اور جسکا
صرف ایک ہی ہو حصہ ملنے مین یہ دونون برابر ہون گی ف دو رشتے اس طرح ہو سکتے ہین کہ مثلاً
ایک عورت کے ایک پوتا اور ایک نواسی ہے اور ان دونون کا آپس مین نکاح ہوگیا پھر انکے اولاد ہوئی
تو اُن کی اولاد کی یہ عورت دو رشتون سے جدہ ہوگی یعنی ان کی ماں کی جہت سے یہی نانی بنے گی اور
باپ کی طرف سے یہی دادی ہوگی اور ایک رشتہ سے نانی اور دادی ہونا تو صاف ظاہر ہے ت
اور قریب کے ناتے کی جدہ ہوتے ہوئے دُور کے ناتے کی جدہ محروم ہو جاتی ہے اور مان کے ہوتے
ہوئے سب ہی جدات محروم ہو جاتی ہین (قریب کی ہون یا دُور کی ہون) اور ذوی الفروض مین
پانچوان شوہر ہے) اور شوہر کے لیے (بیوی کے ترکہ مین اولاد نہ ہونے کی صورت مین) نصف ہی
اور اگر اولاد ہو یا بیٹے کی اولاد ہو خواہ کتنے ہی نیچے کی ہو چوتھائی ہوتا ہی (اور ذوی الفروض مین
چھٹی میت کی بیوی ہے) اور بیوی کے لیے (شوہر کے ترکہ مین سے) چوتھائی ہے (بشرطیکہ اولاد یا
اولاد کی اولاد نہ ہو) اور اولاد کے ہوتے ہوئے یا بیٹے کی اولاد کے ہوتے ہوئے اگرچہ کتنی ہی نیچے کی ہو
آٹھوان حصہ ہی (خواہ بیوی ایک ہو یا دو ہون یا تین یا چار ہون اُن کا حصہ چوتھائی یا آٹھوین سے نہین
بڑھ سکتا ہی یعنی چوتھائی شوہر کے اولاد نہ ہونے کی صورت مین اور آٹھوان اولاد ہونے کی صورت مین
بس اور ساتوان ذوی الفروض مین سے میت کی بیٹی ہے) اور (میت کی) بیٹی کے لیے اگر ایک ہی
تو ترکہ کا نصف ہے اور اگر دو یا دو سے زیادہ ہین تو ترکہ کی دو تہائی ہین اور (اگر وارث بیٹا بیٹی
دونون ہین تو) بیٹا بیٹی کو عصبہ کر دیتا ہے (یعنی اس وقت یہ دونون عصبے ہو جاتے ہین) اور عصبے ہونے
کی صورت مین ایک بیٹے کا حصہ دو بیٹیون کے برابر ہوتا ہے اور میت کا بیٹا (زندہ) نہ ہونے کی
صورت مین پوتا بمنزلہ بیٹے کے ہو جاتا ہے (یعنی پوتے کا حق وہی ہو جاتا ہی جو بیٹے کا ہوتا ہی) اور

اگر میت کی بیٹی کے ساتھ میت کا پوتا[1] بھی ہو تو بیٹی کو ترکہ نصف دیکر باقی نصف پوتے کو ملیگا۔ اور ذوی الفروض مین سے آٹھوین میت کی پوتی ہے اور پوتی کو (خواہ ایک ہو یا کئی ہون میت کی ایک بیٹی کے ہوتے ہوئے) ایک چھٹا حصہ ملتا ہو تاکہ دو تہائی پورے ہو جائین (کیونکہ پوتی بمنزلہ بیٹی کے ہو اسلئے دو تہائی جو بیٹیون کا حق ہو ان مین پوری کردیجائینگی مگر ان مین فرق مراتب ہونیکی وجہ سے بیٹی کو نصف ملیگا اور باقی کو چھٹا) اور اگر بیٹیان دو ہون یا دو سے زیادہ ہون تو اس صورت مین پوتیان محروم ہو جاتی ہین ہان اگر انکے ساتھ کوئی لڑکا ہو (یعنی ان کا بھائی ہو) یا ان سے نیچے کے درجے مین ہو (یعنی ان کے کوئی بھتیجہ ہو) تو وہ اپنے ساتھ والیون اور اوپر والیون کو فرض والیون کے سوا عصبے بنا دیتا ہو اور جو ان سے نیچے کے درجے مین پوتیان ہون انکو محروم کر دیتا ہو ف مثلاً ایک میت کی تین یا دو بیٹیان اور ایک پوتی اور ایک پروتا اور ایک پروتی اور ایک پوتی کی پوتی یعنی میت کی سروتی ہو تو اس صورت مین دو بیٹیون کو دو تہائی ملے گی اور ایک تہائی جو بچے گی وہ پروتی کے سبب سے پوتی پروتی پروتے تینون مین تقسیم ہو جائے گی ہان پروتے کو ان لڑکیون سے دونا ملے گا اور میت کی سروتی جو پروتے سے نیچے درجے مین ہے وہ محروم رہے گی (از حاشیہ اصل مختصراً) ف اور ذوی الفروض مین سے نوین میت کی بہنین حقیقی ہین اور حقیقی بہنین (اور پوتیان) نہ ہونے کی صورت مین مثل بیٹیون کے ہین (پس اگر ایک بہن ہو) تو نصف ترکہ ملے گا کیونکہ ایک بیٹی ہو تو اُسے نصف ملتا ہے اور اگر دو یا دو سے زیادہ بہنین ہون تو انھین دو تہائی ملین گی کیونکہ دو اور دو سے زیادہ بیٹیون کو دو تہائی ملا کرتی ہین) ذوی الفروض مین سے دسوین علاتی بہنین ہین اور یہ حقیقی بہنون کے ساتھ ایسی ہین کہ جیسے پوتیان بیٹیون کے ساتھ (اور بیٹیون پوتیون کی نسبت ابھی مذکور ہو چکی ہے) اور بہنین خواہ حقیقی ہون خواہ علاتی ہون اُن کے بھائی انھین عصبے کر دیتے ہین (یعنی وہ تو عصبے ہوتے ہی ہین ان کی وجہ سے یہ بھی عصبے ہو جاتی ہین) اور اسی طرح میت کی بیٹی اور پوتی بھی میت کی بہنون کو عصبے کر دیتی ہین (یعنی یہ سب مل کر عصبے ہو جاتی ہین) اور ذوی الفروض سے بچا ہوا ترکہ سب یہ ہی لے لیتی ہین اور (ذوی الفروض مین سے گیارہوین اور بارہوین اخیافی (بہنین اور بھائی ہین اُن) بہنون اور بھائیون کے لیے ایک ہو تو چھٹا حصہ ہے اور اگر زیادہ

[1] یعنی کسی میت کے فقط یہی دو وارث ہون ایک بیٹی اور ایک پوتا تو اُس وقت ترکہ کی تقسیم یون ہو گی ۱۲ مترجم

بہن بھائیون کے کہ ان کی قرابت بھی ماں کے ذریعہ سے ہوتی ہو لیکن وہ اس قاعدے سے خارج ہین
لہٰذا وہ ماں کے ہوتے ہوئے محروم نہین ہوتے) اور جو وارث کسی قریب رشتہ دار کی وجہ سے (ترکہ سے
محجوب (یعنی محروم) ہو جاتا ہو وہ اورون کو محجوب کر سکتا ہے۔ مثلاً ایک میت نے دو بھائی یا دو بہنین
اور ماں اور باپ چار وارث چھوڑے تو اس صورت مین یہ دو بھائی یا دو بہنین ماں کے حصے کو تہائی سے
چھٹے کی طرف محجوب کر دین گی (یعنی میت کا باپ زندہ ہونے کے باعث اگرچہ یہ دونون بھائی یا
دونون بہنین محروم ہی رہین گی لیکن تاہم ان کی وجہ سے ماں کو چھٹا حصہ ملے گا اگر یہ نہوتے تو ماں کو
تہائی ملتا۔ ہان جو شخص غلام ہونے کے باعث یا مورث کو اپنے ہاتھ سے قتل کرنے کے باعث یا دین
مختلف ہونے کے باعث یا ملک مختلف ہونے کے باعث ترکہ سے محروم رہا ہو تو وہ کسی کو محروم نہین
کرسکتا اور جس طرح مسلمان آپس مین ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہین اسی طرح کافر
بھی آپس مین نسب اور سبب دونون ذریعون سے ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہین ف
از بعیہ نسب سے مراد یہ ہو کہ مثلاً آپس مین باپ بیٹے یا بہن بھائی ہون اور ذریعہ سبب یہ کہ مثلاً آپس
مین میاں بیوی ہون یا ایک دوسرے کا آزاد کردہ ہو اور ایک شخص دو سببون سے بھی وارث
ہو سکتا ہو مثلاً ایک شخص نے کسی کی لونڈی سے نکاح کر رکھا تھا پھر اُسے خرید کر آزاد کر دیا تو اُس
لونڈی کا یہ شخص شوہر ہونے کے سبب سے بھی وارث ہوگا اور آزاد کرنیکے سبب سے بھی (یعنی زیادہ)
ف اگر کسی کافر مین ایسی دو قرابتین جمع ہون کہ ایک کے اعتبار سے وہ محجوب ہوتا ہو اور دوسری
کے اعتبار سے نہ ہوتا ہو تو فقط حاجب ہونے کے اعتبار سے اسکو میراث ملیگی (مثلاً ایک آتش پرست
نے اپنی ماں ہی سے نکاح کر لیا تھا اُس سے ایک لڑکا ہوا تو یہ لڑکا اس عورت کا لڑکا بھی ہو اور پوتا بھی
ہے۔ اب جس وقت یہ عورت مرے گی تو اس لڑکے کو اس عورت کے بیٹا ہونے کے اعتبار سے میراث
ملے گی۔ کیونکہ پوتا تو بیٹے کے ہوتے ہوئے محروم یعنی بیٹے سے محجوب ہوتا ہے) اور اپنی محرم کے نکاح کرنے
کے باعث کسی کافر کو میراث نہین مل سکتی (مثلاً کوئی کافر اپنی بیٹی یا ماں سے نکاح کرکے بعد مین
یہ مر جائے تو اس کافر کو شوہر ہونے کے اعتبار سے اس عورت کا ورثہ نہین مل سکتا) اور حرام کی

ف دین کے مختلف ہونے سے مراد یہ ہو کہ مثلاً باپ مسلمان ہے اور اُس کا بیٹا کافر ہو اور ملک مختلف ہونا یہ ہے کہ مثلاً میت اسلامی سلطنت مین ہو اور بیٹا کفار کی
سلطنت مین ہو ایسا بیٹا میت کے اور وارثون یعنی ماں بہنون وغیرہ کو محروم نہین کر سکتا ۱۲ مترجم عفی عنہ

اولاد اور وہ بچہ جسکے سبب سے میان بیوی مین لعان ہوا ہو اپنی مان ہی کے وارث ہوا کرتے ہین اور باپ کے ترکہ کے وارث نہین ہو سکتے کیونکہ باپ سے تو ان کا رشتہ پہلے ہی ٹوٹ چکا ہی اور حمل کیواسطے ایک بیٹے کے حصّہ کی مقدار ترکہ روک لینا چاہیئے (یعنی اگر میت کی بیوی حاملہ ہو اور ورثہ ترکہ تقسیم کرانا چاہین تو حمل کے لیے اس ترکہ مین سے ایک بیٹے کا حصّہ علٰحدہ کر کے باقی مال تقسیم کر دین گے پھر اگر یہ بچہ آدھے سے زیادہ مان کے پیٹ سے نکلنے کے بعد مر گیا تو وہ حصہ اسکا شمار کیا جائیگا اور اگر تھوڑا ہی سا نکل کر مر گیا تو یہ (اس حصّہ کا) وارث نہ ہوگا اگرچہ رشتہ دار ڈوب کر یا جل کر مر جاوین تو ان مین کا ایک دوسرے کا وارث نہین ہو سکتا۔ ہان اگر مرنے والون کی ترتیب معلوم ہو جائے (کہ فلان شخص پہلے اور فلان پیچھے) تو اسوقت ان مین پیچھے والا پہلے کا وارث ہوگا) تیسری قسم کے وارث ذوی الارحام ہین (ذو رحم اُس رشتہ دار کو کہتے ہین کہ جو نہ ذوی الفروض ہو (یعنی نہ اسکا شریعت سے حصّہ معین ہو) اور نہ وہ عصبہ ہو اور ذو رحم ذوی الفروض یا عصبہ کے ہوتے ہوئے وارث نہین ہو سکتا سوائے میان بیوی کے کہ انکے ساتھ (باوجود انکے ذوی الفروض بھی ہونے کے) ذو رحم کو حصّہ پہونچ جاتا ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ میراث مین) ان دونون پر رد نہین ہوا کرتا (یعنی بچا ہوا مال میان بیوی کو دوبارہ نہین دیتے بخلاف اور ذوی الفروض کے کہ اگر انکے حصّون سے کچھ مال بچا ہو تو وہ پھر انھین کو حصّہ رسد دیا جاتا ہے پس جب میان بیوی کو دیکر بچے اور قانون شرعی کے باعث وہ ان کو دوبارہ نہ دیا جائے اور انکے سوا اور کوئی ذوی الفروض یا عصبہ نہو تو اب اس مال کا وارث سوائے ذی رحم کے اور کوئی ہے ہی نہین اسوجہ سے ذی رحم انکے ہوتے ہوئے وارث ہوتا ہے) اور ذوی الارحام کی ترتیب مثل عصبات کی ترتیب کے ہے (یعنی اوّل میت کے فروع مثلاً اُس کی بیٹیون پوتیون کی اولاد وارث ہوگی اگرچہ کتنے ہی نیچے کے ہون اور پھر اگر فروع نہ ہون تو میت کے اصل مثلاً جد فاسد اور جدات فاسدہ اگرچہ کتنے ہی اوپر کی ہون اور اگر یہ بھی نہ ہون تو پھر میت کے مان باپ کی فروع یعنی اخیافی یا علاتی بہن بھائیون کی اولاد اور علیٰ ہذا القیاس (یعنی پر زیادہ) ف اور ذوی الارحام مین درجے کے قرب سے (اپنے) ترجیح ہوتی ہے (مثلاً میت کی نواسی ورثہ مین میت کی نواسی کی بیٹی سے اور پوتی کی بیٹی سے مقدم ہوگی اور اگر درجہ مین فرق نہو تو پھر اصل کے وارث ہونے سے ترجیح ہوتی ہے (یعنی اگر ذوی الارحام

وارثوں کے کئی فریق ہوں اور ہر فریق کے حصے ان پر پورا نہ بٹ سکیں بلکہ سب میں کسر آتی ہو اور
اور فریقوں کے آپس میں تماثل ہو (یعنی شمار میں سب برابر ہوں) تو ان میں سے ایک فریق کے عدد کو
اصل مسئلہ کے عدد میں ضرب دے لینا چاہئے اور اگر وارثوں کے عدد کے فریق آپس میں متداخل ہوں
(یعنی ایسے ہوں کہ ان میں سے بڑا عدد چھوٹے پر پورا بٹ جائے کسر نہ پڑے) تو جس فریق کے
آدمی زیادہ ہوں انکے عدد کو اصل مسئلہ کے عدد میں ضرب دے لیں اور اگر ان میں توافق کی
نسبت ہو (یعنی وہ ایسے عدد ہوں کہ انکو ایک تیسرا عدد ایک کے سوا فنا کر سکتا ہو جیسے آٹھ اور
بیس کو چار کا عدد فنا کر سکتا ہے) تو اس صورت میں ایک عدد کے وفق کو دوسرے پورے عدد
میں ضرب دیدیں گے (اور پھر حاصل ضرب پھر اصل مسئلہ کے عدد میں ضرب دیا جائیگا) اور اگر سب
فریقوں کے عدد آپس میں متباین ہوں تو ایک فریق کے عدد کو دوسرے فریق کے عدد میں اور پھر
حاصل ضرب کو تیسرے فریق کے عدد میں اور پھر آخر کے حاصل ضرب کو اس مسئلہ کے عدد میں اور اگر
مسئلہ عولیہ ہو تو عول میں ضرب دینا چاہیئے (اور ذوی الفروض کے حصے دیکر اگر مال بچ جائے تو وہ ذوی
الفروض ہی کو ان کے حصوں کے موافق دیدینا چاہیئے سوائے میاں بیوی کو کہ اگرچہ ذوی الفروض میں ہیں
مگر ان کو اس بچے ہوئے میں سے کچھ نہیں ملا کرتا پس دیئے بچے ہوئے مال کو دوبارہ اس طرح دینا ہی کہ جن
وارثوں پر رد ہو سکتا ہی (یعنی جنکو دوبارہ دیا جا سکتا ہی) اگر وہ ایک جنس کے ہیں تو انکے حصے
انکے شمار کے موافق کر لیں گے مثلاً ایک میت کی وارث صرف دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہیں اور اگر جن وارثوں
پر رد ہو سکتا ہی وہ کئی جنس کے ہوں تو اب مسئلہ انکے حصوں کی گنتی سے ہوگا (یعنی پہلے اصل مسئلہ میں
جسقدر حصے انکے پہنچے ہوں انکو جمع کر لیا جائے اور جو حاصل جمع ہو وہ اصل مسئلہ کا عدد قرار دیا جائے) مثلاً اگر دو
چھٹے حصے والے جمع ہوں (جیسے میت کی جدہ اور ایک اخیافی بہن) تو اس صورت میں مسئلہ دو کا لیا جائیگا اور اگر
تہائی اور چھٹے حصے والے جمع ہوں (جیسے ایک جدہ اور دو اخیافی بہنیں ہوں) تو اس صورت میں مسئلہ تین سے ہوگا
اور اگر آدھے اور چھٹے کے لینے والے جمع ہوں (جیسے ایک بیٹی اور ایک پوتی ہو) تو اب مسئلہ چار سے ہوگا اور اگر
دو تہائی اور چھٹے حصے کے لینے والے جمع ہوں (جیسے میت کی دو بیٹیاں اور ایک ماں ہو) یا آدھے اور
دو چھٹے حصے کے لینے والے جمع ہوں (مثلاً ایک حقیقی بہن اور ایک اخیافی بہن ہو) یا آدھے اور ایک تہائی کے لینے والے
جمع ہوں تو ان سب صورتوں میں مسئلہ پانچ سے کیا جائیگا اور اگر ایک وارث ایک جنس کے ہوں اور انکے ساتھ کوئی میاں یا بیوی